خدا بخش لائبریری

جرنل

۲۹ ۳۰ ۳۱

ACC
36879

خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ

خدا بخش لائبریری

(ریسرچ شمارہ)

جرنل

پٹنہ

۲۹ ۳۰ ۳۱

Khuda Bakhsh Library
Acc. No. 36879

خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ

رجسٹریشن نمبر ۳۳۴۲۴/۷۷
۱۹۸۴ء
اُنتیسواں، تیسواں، اور اکتیسواں شمارہ
قیمت : ۴۵ روپے

قیمت فی پرچہ — پندرہ روپے
سالانہ — ۶۰ روپے (ہند)
۱۲ ڈالر (ایشیا)
۲۴ 〃 (دیگر ممالک)

فہرست

محبوب حسین نے اردو حصہ پٹنہ لیتھو پریس، دریاپور، پٹنہ ۴ سے اور انگریزی حصہ ہندستان پرنٹنگ ورکس رامپور (یوپی) سے چھپوا کر خدابخش لائبریری پٹنہ سے شائع کیا
ایڈیٹر: عابد رضا بیدار

طب سیمنار

عربی، فارسی مخطوطات

پر

پہلا جنوبی ایشیائی علاقائی سیمنار

خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ

۱۹۸۴ء

پیشگفتار

خدابخش لائبریری عربی فارسی مخطوطات اور اُردو نوادر کا ایسا ذخیرہ ہے، جس پر پورے برصغیر کو ناز ہے۔ ۱۹۶۹ء میں پارلیمنٹ کے ایکٹ نے اُسے قومی اہمیت کا ادارہ تسلیم کرکے وہ درجہ دیا جو اس کا استحقاق تھا، لیکن غریب (ترقی پذیر!) ملک جیسا کہ ہم ہیں، اور جاہل کندہ ناتراش قوم جیسا کہ ہماری پیشانی کے خطِ تقدیر سے پڑھا جاسکتا ہے، ہم اس موقف میں نہیں ہیں کہ تعلیم و تہذیب کی ترویج و اشاعت صرف کالج اور یونیورسٹی کے حصے میں بخش کے مطمئن ہوجائیں کہ خدابخش جیسی لائبریری کا کام تو بس کتابیں جمع کرنا ہے! یا زیادہ سے زیادہ یہ کہ کوئی قسمت کا مارا اسکالر پڑھنے کے لئے آنکلے (اور یہ مخلوق اب کم سے کم تر ہوتی جارہی ہے) تو اسے کتابیں پڑھوادیں۔ لائبریری کا روایتی تصور یہی رہا ہے!

مگر ——————

ہم بڑی کم نصیب قوم ہیں۔ بیماری، بھوک اور جہالت ہماری اہم ترین میراث ہے۔ بیماری / بھوک دور کرنا ہمارا بس نہیں۔ مگر جہالت دور کرنے میں ہم میں سے ہر ایک اپنے بس بھر کچھ نہ کچھ تو کرہی سکتا ہے۔ افراد کم؛ ایسے ادارے زیادہ۔ یہ بڑی کم نظری کی بات ہوگی اگر ہم ایک غریب قوم، دنیا کا پانچواں حصہ، اپنی تعلیم و تربیت کے لئے صرف اسکول کالج پر اکتفا کر بیٹھیں۔ ہم یہ عیاشی جھیل نہیں سکتے۔ ہمیں تو اپنے تمام سرچشموں کو زیادہ سے زیادہ استعمال کرنا ہوگا۔ تب کہیں جاکر اس صدی کے اواخر تک جہالت کا ایک حقیر حصہ دور ہوپائے گا۔ خدابخش لائبریری نے کوشش کی ہے کہ نئے ہندوستان میں جو نیا آدم بن رہا ہے اس کی تشکیل میں اپنے بس بھر حصہ بٹائے۔

اوپن (کھلی) یونیورسٹی کا ٹیکنیکل تصور جو بھی رہا ہو، ۱۹۸۵ء کے ہندستان کو جس طرح کے ادارے کی ضرورت ہے، خدابخش نے اپنے کو اس میں ڈھالنے کی کوشش کی ہے۔ اس طور پر کہ اس کے ہر اقدام سے علم پھیلے، گھر گھر پھیلتا جائے؛ عوامی سطح پر، طلبا کی سطح پر، غیر جامعاتی دانش وروں کی سطح پر، علمی تحقیق و جستجو کی سطح پر: مقامی، قومی اور بین الاقوامی، ہر پیمانے پر۔

جنوبی ایشیائی قوم کی موجودہ جو اور جیسی حالت ہے اس میں اپنے خول میں محصور رہنا آج ایک سنگین اجتماعی جرم ہے۔ ایسے میں جہاں جس کی جتنی وسعت ہے، اسے اپنی سکت بھر قومی تشکیل میں حصہ لینا ضروری ہے۔ خدابخش لائبریری مختلف طریقوں سے اس میں اپنا حصہ بٹاتی ہے اور جو جو طریقے اس نے اپنائے ہیں اس میں بنیادی خیال یہی ہے کہ کسی نہ کسی طور سے علم اور معلومات کو زیادہ سے زیادہ دور دور تک بکھرا جائے کہ یہ سمٹے ہوئے ایک گروہ کی جاگیر بننے کے بجائے ہر سینے کی امانت بن جائے۔

عربی فارسی مخطوطات کی خصوصی لائبریری ہونے کے ناتے اس سال لائبریری نے جنوبی ایشیائی پیمانے پر پانچ برسوں کے لئے ایک منصوبہ تیار کیا ہے کہ برصغیر کے کتب خانوں اور ذاتی ذخیروں میں مخطوطات کی شکل میں ہماری قیمتی میراث کے جو بھی زر و جواہر مدفون ہیں انھیں جلد سے جلد سامنے لے آیا جائے۔ خدابخش لائبریری نے اس کے لئے یہ طریق کار اختیار کیا ہے کہ ہندستان، پاکستان اور بنگلہ دیش تینوں جگہ تین ٹیمیں اپنے اپنے ملکوں کے عربی فارسی اردو مخطوطات کے ذخیروں کی فن وار ایک جامع فہرست تیار کرتی ہیں اور ۵۰ کے قریب اس فن کے ماہر اہم ترین مخطوطات پر تفصیلی مقالے لکھتے ہیں۔ وہ جامع فہرستیں اور یہ مقالے خدابخش لائبریری، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی اور ہمدرد نیشنل فاؤنڈیشن کے تعاون سے ہونے والے جنوبی ایشیائی علاقائی سیمنار کے سالانہ اجلاس میں بحث کے لئے پیش کیے جاتے ہیں۔ بحث کے نتیجے اور سبجکٹ کمیٹی کی صوابدید سے، پھر اس فن کی ایک جامع تر فہرست دوبارہ تیار ہوتی ہے، جس کی ضخامت پچھلی سے آدھی رہ جاتی ہے۔ یہ جامع تر فہرست طبع شدہ تراجم (جن کی اصلیں موجود ہیں) اور بالکل فضول چیزیں نکال کے پہلے، دوسرے اور تیسرے پایہ کی درجہ بندی کے ساتھ سامنے لائی جاتی ہے، تاکہ اہل نظر اسے آخری بار آنک لیں اور پھر تدوین و ترتیب (اور ممکن ہو تو ترجمہ بھی) کے لئے پھر پرواز دا کریں۔

اس امید کے ساتھ کہ اس تدبیر سے کم سے کم مدت میں زیادہ سے زیادہ فوائد کا حصول ممکن ہو سکے گا۔ برصغیر کے مخطوطات کے ذخیرے کو، چند بڑے عنوانات میں بانٹ کے، ہر بار کوئی ایک فن موضوع بحث

بنا کے ہفتہ دس دن اس پر بھرپور گفتگو کی جو منصوبہ سازی ہوئی اور اس کے تحت منعقدہ پہلے سیمینار میں طب یونانی پر عربی فارسی کے قلمی ذخیروں کو جس تفصیل سے کھنگالا گیا، یہ سب بڑا نتیجہ خیز ثابت ہوا۔ پاکستان کا فارسی قلمی سرمایہ احمد منزوی کی فہرست میں آگیا۔ پاک نوادر کی فہرست حکیم محمود احمد برکاتی صاحب نے تیار کردی جس میں عربی مخطوطات بھی شامل تھے، دو نادر ترین پاکستانی نسخوں پر قمر استاں خاں نے تفصیلی مقالے لکھے۔ پاکستان ہمدرد فاؤنڈیشن کے چیرمین حکیم محمد سعید صاحب کی نمائندگی حکیم مسعود احمد برکاتی صاحب نے کی۔ بنگلہ دیش سے کوئی شریک نہ ہوسکا۔ فہرست مخطوطات میں ڈھاکا یونیورسٹی سے جو کچھ ملا، وہ نہ ملنے کے برابر تھا، کہ ایک صفحہ میں اس کی تفصیل سما گئی جس کا خلاصہ یہ تھا کہ چند مخطوطات جو اس موضوع پر تھے بھی، وہ سب کے سب طبع ہو چکے ہیں۔

ہندستان کے معروف و غیر معروف، پبلک اور نجی ذخیروں کا احاطہ خدابخش نے کیا اور ایک جامع فہرست تیار کی گئی۔ نوادر کی ایک فہرست ہمدرد فاؤنڈیشن (حکیم عبدالحمید صاحب) کے زیر نگرانی تیار ہوئی۔ ایک مقالے میں علیگڑھ کے نوادر حکیم ظل الرحمٰن صاحب نے سمیٹ لیے۔ خدابخش کے نوادر پر شاہ محمد اسماعیل صاحب نے ایک تفصیلی مقالہ تیار کیا۔

اس طرح ہندستان اور پاکستان کے ذخیروں اور دونوں جگہوں کے نوادر کی ایک تصویر سامنے آگئی۔ ہندستان کے متعدد ذخیروں میں جو ایسے نوادر تھے جن کا تفصیلی جائزہ ضروری تھا۔ ان پر دسترس رکھنے والوں نے حسب استطاعت مقالے یا مقالچے لکھے۔ اس سے نوادر کے بارے میں علم میں مزید اضافہ ہوا۔

سیمینار میں مندرجہ ذیل فہرستیں سرکلیٹ کی گئیں: (۱) خدابخش لائبریری میں غیر مطبوعہ طبی مخطوطات (۲) علیگڑھ کے ذخیروں میں غیر مطبوعہ طبی مخطوطات، (۳) ہندستان کے کتب خانوں میں غیر مطبوعہ طبی مخطوطات، (۴) ہندستان کے کتب خانوں میں طبی نوادر (مرتبہ ہمدرد)، (۵) پاکستان کے کتب خانوں اور ذاتی ذخیروں میں طبی نوادر (محمود احمد برکاتی)، (۶) پاکستان کے کتب خانوں میں غیر مطبوعہ طبی مخطوطات (احمد منزوی) ــــ اور ایک صفحہ میں بنگلہ دیش کے بارے میں گویا صفر رپورٹ!

ان فہرستوں پر سیمینار میں، ہر ہر اندراج کے بارے میں فرداً فرداً بحث ہوئی جس کے نتیجہ میں جابجا ردوبدل ہوا۔ متعدد نوادر مطبوعہ نکل گئے۔ کچھ فضول ثابت ہوئے۔ کئی ایک اندراجات ایسے بھی ملے جو اور دوسرے ناموں سے بھی موجود پائے گئے۔ کچھ بڑی کتابوں کے ابواب

مستقل بالذات کتابوں کے بھیس بدل کے در آئے تھے انھیں ان کے جائز مقام پر پہنچا دیا گیا۔
پاکستان سے تو جیسا ذکر ہوا، برکاتی صاحب اور قمر آستماں کے مقالوں میں طبی نوادر کی نشا
ہوئی۔ ہندوستان سے ایک عمومی فہرست ہمدرد کی طرف سے آئی، لیکن خصوصی مقالوں میں بہت سے
نوادر سمٹ آئے۔ مقالوں کی مندرجہ ذیل فہرست سے اس کا کچھ اندازہ ہو سکے گا؛ یہ کچھ تو فہرستی
مقالے ہیں اور کچھ مستقل بالذات بھرپور جائزے :

- سالار جنگ میوزیم حیدرآباد میں عربی و فارسی کے طبی مخطوطات (خورشید علی)
- ندوۃ العلما لکھنؤ کے کتابخانے میں طبی مخطوطات (رئیس نعمانی)
- ذاتی ذخیرۂ جلالی کے طبی مخطوطات (حکیم کمال الدین حسین ہمدانی)
- اجمل خاں طبیہ کالج علیگڑھ کے طبی مخطوطات (" ")
- ذاتی ذخیرۂ امروہہ کے طبی مخطوطات (حکیم صیانۃ اللہ)
- آصفیہ لائبریری کے طبی مخطوطات (میر کرامت علی)
- کتابخانہ ناصریہ کے طبی مخطوطات (کاظم علی خاں)
- پھلواری شریف کے طبی مخطوطات (شاہ نصر احمد)
- مدراس کے اہم طبی مخطوطات (ڈاکٹر وحید اشرف)
- ہمدرد لائبریری دہلی کے طبی مخطوطات (نظام الدین احمد کاظمی)
- رضا لائبریری رامپور کے طبی مخطوطات "
- ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ کے طبی مخطوطات "
- طبیہ کالج دہلی " " (ملک محمد ادریس خاں)
- ذاتی ذخیرہ کے طبی مخطوطات (حکیم ظل الرحمن)
- خدابخش لائبریری پٹنہ کے اہم طبی مخطوطات (سید شاہ محمد اسمٰعیل)
- طبیہ کالج ٹونک کے چند اہم طبی مخطوطات (محمود فیاضی)
- ٹونک کے " " " (قاضی الاسلام)
  (سید مظہر الحسن برکاتی)
- " " " " " (محمد عمران خاں)
- طبی مخطوطات مخزونہ خانقاہ ابوالخیر، دہلی (تنویر احمد علوی)
- اورینٹل مینوسکرپٹ لائبریری حیدرآباد کے طبی مخطوطات (معین الدین اعظمی)
- ریسرچ انسٹی ٹیوٹ حیدرآباد کے طبی مخطوطات (" ")
- دارالعلوم دیوبند کے اہم طبی مخطوطات (محمد ظفیر الدین)
- مولانا آزاد لائبریری کے چند اہم و نادر طبی مخطوطات (محمد حسن رضوی)

○

فہرستوں اور مقالات پر بحث کا سلسلہ، پٹنہ سے دہلی تک چلا اور بحث بڑی نتیجہ خیز رہی۔ مخطوطات میں بند علوم اسلامیہ پر ایک نظر ڈالنے سے اندازہ ہوا کہ خالص دینیات کو چھوڑ کر اگر تخمینہ بندی کی جائے تو طب اور تصوف سب سے زیادہ ثروت مند نکلیں گے۔ زیادہ سے زیادہ تعداد کو جلد سے جلد سمیٹنا تھا، اس لئے انھیں دو سے آغاز مناسب سمجھا گیا اور طے ہوا کہ پہلے طب سے نبٹا جائے، اس سے اگلے سال تصوف سے؛ اور پھر آگے بڑھا جائے۔

اس سلسلے کا یہ پہلا سیمینار مارچ ۱۹۸۴ء میں منعقد ہوا: تین دن کا سیشن پٹنہ میں اور پھر تین دن دہلی میں۔ طب کا معاملہ تھا۔ حکیم صاحب (حکیم عبدالحمید) سے رہنمائی ملی، مرحلے آسان ہوتے چلے گئے۔ پاکستان کے حکیم محمود احمد برکاتی سے پٹنہ سے دہلی تک ہر سیشن میں بھرپور مدد ملی۔ خود ہمارے ساتھی حکیم ظل الرحمٰن ہر قدم پر کمک پہنچاتے رہے، جو کمی تھی وہ حکیم صاحب نے پوری کر دی۔ سیمینار میں شریک ہونے والے باقی اطبائے کرام اور فضلائے عظام نے بھی اپنی اپنی حد تک رہنمائی کا حق ادا کیا۔ جن میں رئیس نعمانی کا نام قابلِ ذکر ہے۔

نتیجہ آپ کے سامنے ہے: فہرستیں نظرِ ثانی کے بعد؛ اور مقالات قدرے ایڈیٹنگ کے ساتھ! امید ہے اس مجموعہ کی اشاعت کے فوراً بعد ہم اگلے مرحلے میں داخل ہو جائیں گے یعنی پیش نظر سرمایہ کے واقعی اہم حصّے کو جلد سے جلد ایڈٹ کر کے، اور ممکن ہو تو ترجمہ کر کے، دنیا کے سامنے پیش کرنا۔ خدابخش آپ کے لئے علمی اور مالی دونوں ذمہ داریاں سنبھالنے کے لئے آمادہ ہے؛ اس میں جس سے جتنا اور جس قسم کا تعاون مل سکے سر آنکھوں پر!

○

ہندوستانی مخطوطات کی فہرست کے بارے میں چند باتیں اور:

یہ فہرست ابجدی ہے۔ بعد میں کچھ اور معلومات سامنے آئے، انھیں ایک ضمیمہ فہرست بنا کے ابجدی ترتیب ہی میں دے دیا گیا ہے۔

— اس فہرست میں جن مخطوطات کو اہم تر، یا اہم ترین قرار دیا گیا ہے، وہ تین قسم کے ہیں: یا تو مصنف اہم ہے، یا موضوع، یا موضوع اور مصنف دونوں۔ قدامت/شہرت بھی اہمیت کے لئے ایک جہت ہے۔

— چھپتے چھپتے، مزید اطلاعات حکیم ظل الرحمٰن کے شکریہ کے ساتھ:-

فارسی ○ ۱۲۴ علوی خاں کی نہیں ○ ۳۰۹ غیر اہم ہے ○ ۳۲۳ دراصل طب شہابی ہی ہے اور طبع شدہ ہے۔ ... التشریح ۴۰ب = مقالتین ۵۳۶ (ایک ہی چیز ہے)۔ طب منظوم ۳۳۴ = منظوم طب ۵۵۴ ○ فیروز شاہی در علاج طیور (حیوانات) ۲۴۲ = فیروز شاہی (ایک ہی چیز ہے) ○ حیوانات ۳۰، ۳۲، غیر اہم ہیں۔

عربی ○ ۳۲ = ۸۸ (ایک ہی چیز ہے) ○ ۴۵ = ۳۴ (〃) ○ ۱۹۲ جلد اوّل اور ۲۴۸ جلد ثانی طبع شدہ ○ ۳۳۸ طبع شدہ۔

— اہم کتابوں کا مقالوں میں ذکر: فارسی، ۸، ۹، ۶۱، ۶۲، ۲۶۸، ۳۳۰، ۴۲۰۔ عربی، ۲، ۳۱، ۳۲، ۵۹، ۸۸، ۱۸۹، ۲۱۴، ۲۲۴، ۲۴۲، ۲۴۶، ۳۳۸۔

عابد رضا بیدار

خُطبۂ صدارت

حکیم عبدالحمید
چیرمین ہمدرد نیشنل فاؤنڈیشن

نئی دہلی

عزت مآب ڈاکٹر اے۔ آر۔ قدوائی صاحب، ڈاکٹر عابد رضا بیدار، معزز ڈیلی گیٹس، خواتین و حضرات! ——— مجھے آج بڑا فخر اور خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ آپ حضرات! سب نے مجھے اس اہم اور وقیع طبی مخطوطات کے سیمینار کی افتتاحی تقریب کی صدارت کا اعزاز بخشا اور اس طرح سے مجھے آج پھر یہاں حاضر ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔ جیسا کہ آپ حضرات کے علم میں ہے کہ یہ طبی مخطوطات کا سیمینار خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، اور انسٹی ٹیوٹ آف ہسٹری آف میڈیسن اینڈ میڈیکل ریسرچ ہمدرد نگر، نئی دہلی کے باہمی تعاون اور اشتراک سے منعقد ہو رہا ہے۔ خدا بخش لائبریری پٹنہ اسلامی علوم و فنون کا ایک مایۂ ناز سرمایہ ہے، جو آج ہمارے ملک کے لئے باعث افتخار ہے۔ یہ لائبریری ایک ایسے صوبے میں واقع ہے، جو ابتدا ہی سے علم و دانش، تہذیب و کلچر اور ملک کی اکثر سیاسی تحریکات کا مرکز و محور رہا ہے۔ یہ وہی صوبہ ہے جہاں دنیا کی سب سے قدیم یونیورسٹی نالندہ' پانچویں چھٹی صدی قبل مسیح میں مشعل علم روشن کیے ہوئے تھی جس میں نہ صرف ہندوستان ہی سے بلکہ چین و جاپان اور عراق و ایران جیسے ممالک سے طالبانِ علم اپنی پیاس بجھانے آتے تھے۔ اس صوبے نے ہر قسم کی طبی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے۔ بالخصوص طب یونانی کے بےشمار نامور اور فاضل اطبا نے ہر دور میں یہاں بساطِ علم و فن آراستہ کی ہے اور عوام الناس کو جامِ صحت بخشا ہے۔ عظیم آباد، پٹنہ خاص طور سے طب یونانی کا مرکز رہا ہے اور یہاں اسے ہمیشہ مقبولیت تامہ حاصل رہی ہے۔ طبی تعلیم کے لئے گورنمنٹ طبیہ کالج جیسا ادارہ قائم ہے اور ابھی حال ہی میں یہاں ریجنل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ آف یونانی میڈیسن کا افتتاح بھی ہوا ہے۔ یہ تمام چیزیں اس بات کا زندہ ثبوت ہیں کہ بہار عموماً اور عظیم آباد پٹنہ خصوصاً ہماری طب کے اہم مراکز میں سے ہے۔

دوسری طرف دہلی جو ہندوستان کا دل ہے، ہر دور میں ملک کی راجدھانی اور علم و فن کا گہوارہ رہا ہے جس کا آج بھی چپہ چپہ صوفیائے کرام اور بزرگان دین کے انفاس مقدسہ سے منور ہے۔ اسی دہلی میں تغلق آباد کے تاریخی وسیع و عریض قلعہ کے دامن میں IHM MR کے نام سے وہ عظیم طبی سائنس اور اسلامی علوم و فنون کا مرکز قائم ہے جسے بین الاقوامی سطح پر بھی بخوبی جانا اور پہچانا جاتا ہے۔ لہٰذا آج میں یہ توقع لے کر یہاں حاضر ہوا ہوں کہ کیا عجب ہے کہ پٹنہ اور نئی دہلی کے ان دو عظیم اداروں اور ان دو تاریخی و ادبی شہروں کے علمی اور تہذیبی سنگم سے طبی دنیا کے افق پر امید کے کچھ ایسے آفتاب و ماہتاب طلوع ہوں جن سے رہروانِ علم و فن کو رہنمائی حاصل ہو اور وہ اپنی منزلِ مراد کو پا سکیں۔

آج اس تاریخی طبی سیمینار کا افتتاح خوش قسمتی سے عزت مآب ڈاکٹر اخلاق الرحمٰن قدوائی صاحب گورنر بہار کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب سے ہمارے اور ہماری طب کے بہت قدیم روابط ہیں۔ وہ ایک معروف و مستند ماہر تعلیم اور معتبر سائنسداں ہیں۔ بالخصوص طبی مسائل سے انھیں ہمیشہ دلچسپی رہی ہے۔ اس سلسلہ میں وہ طب کے اداروں کے ساتھ طب یونانی کی فلاح و بہبود میں برابر شریک رہے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ ان کا یہ تعلق اور تعاون مستقبل میں بھی ہمارے ساتھ بدستور قائم رہے گا۔

آج جس طبی سیمینار کا افتتاح ہو رہا ہے وہ وقت کی ایک اہم ضرورت ہے اور حالات کا بروقت تقاضا ہے۔ اس میں برصغیر کے مختلف حصوں سے آئے ہوئے ڈیلی گیٹس شرکت فرما رہے ہیں جو اپنی علمی تحقیقات پر مبنی ایسے قیمتی مقالے پیش کریں گے جن سے یقیناً نئی باتیں سامنے آئیں گی اور مفید نتائج برآمد ہوں گے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ برصغیر کے گوشے گوشے میں لائبریریوں، کتب خانوں اور ذی علم خانوادوں کے ذاتی ذخیروں میں صدہا طبی مخطوطات اب بھی محفوظ و موجود ہیں جن میں بیشتر ایسے ہیں جو ابھی تک ماہرین و ناقدین فن کی نظروں سے اوجھل ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ اس میں بھی کوئی دو رائیں نہیں ہیں کہ نہ جانے کتنے بیش قیمت اور نادر طبی مخطوطات انقلابات زمانہ کی نذر ہو چکے ہیں اور آج ان کا کہیں پتہ نہیں چلتا۔ کاش اگر آج یہ دولت گم گشتہ ہمارے ہاتھ میں ہوتی تو طب یونانی بجا طور پر وہ معرکۃ الآرا کارنامے

انجام دینے کی اہل ہوتی جو ہمارے اسلاف عہد ماضی میں انجام دے چکے ہیں۔ طب یونانی وہی طب ہے جس کی گود میں آج کی موڈرن میڈیسن نے آنکھ کھولی اور پرورش پائی ہے۔ اسی طب کے تعمیر کردہ بام و در پر ایلوپیتھی نے اپنے ایوان قائم کیے ہیں جن کے سایہ میں بیٹھ کر آج نئے نئے انکشافات اور جدید تحقیقات کی جارہی ہیں۔ اگر ہمارے بزرگوں کا علمی ورثہ ہماری لامتناہی غفلت شعاری کی وجہ سے ضائع نہ ہوگیا ہوتا اور ہم ریسرچ و تحقیق کے میدان میں ہار تھک کر نہ بیٹھ گئے ہوتے تو آج بھی زمانہ عہد گزشتہ کی طرح ہمارے نقش قدم پر چلنا باعث فخر خیال کرتا اور ہم ہی اُس کے مقتدا اور رہنما ہوتے۔ لیکن پھر بھی بہت کچھ کام کرنے کی گنجائش باقی ہے اور اب بھی بہت بڑا طبی ورثہ الماریوں، صندوقوں اور جزدانوں میں بزرگوں کی یادگار کے طور پر بند پڑا ہوا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اُس طبی سرمایہ کو جو ابھی تک مخطوطات کی شکل میں حوادثِ روزگار کی رو سے باقی بچا ہوا ہے اس کا جائزہ لیا جائے اور اسے اس قابل بنایا جائے کہ اس تک اہل فن کی رسائی ہو سکے اور زیادہ سے زیادہ اس سے استفادہ کیا جاسکے۔ ان تمام اہم اور نادر مخطوطات کو جن کی نشاندہی اس سیمینار میں کی جائے گی انہیں مروجہ تحقیقی اصولوں پر اگر ضروری ہو تو ایڈٹ کیا جائے، یا ان کا ترجمہ کرا کے شائع کیا جائے۔ جس سے نہ صرف ہماری موجودہ اور آئندہ نسلیں اپنے بزرگوں کے علمی ورثہ سے فیض یاب ہوں گی، بلکہ عین ممکن ہے کہ ان بوسیدہ اور کرم خوردہ اوراق کے انبار کو کریدنے سے کچھ ایسے انمول جواہر پارے ہاتھ لگ جائیں جن سے طبی اور سائنسی دنیا میں ایک ہلچل مچ جائے اور ان مایوس کن امراض کا علاج ممکن ہو جائے جن کے تدارک سے موڈرن میڈیسن ابھی تک معذور و بے بس ہے۔

ڈاکٹر عابد رضا بیدار صاحب، ڈائرکٹر انسٹی ٹیوٹ کے ہم اطبا بہت شکر گزار ہیں کہ انہوں نے طبی مخطوطات پر مزید کام کرنے کے لئے ایک بڑا قدم اٹھایا ہے۔ کئی مہینوں سے وہ اس سیمینار کے لئے جو دوڑ دھوپ کر رہے ہیں وہ بھی ستائش سے بالاتر ہے۔ مجھے یقین ہے کہ بیدار صاحب کا یہ ابتدائی قدم ایک سنگ میل ثابت ہوگا اور طبی مخطوطات پر ریسرچ کا کام ہمیشہ آگے بڑھتا رہے گا۔

طبی مخطوطات پر ایک ابتدائی عالمی سروے ادارہ تاریخ وتحقیق طب (IHMMR) نئی دہلی میں ہو چکا ہے۔ اب ضرورت اس کی ہے کہ کئی سال پہلے کے اس کام کو اَپ ٹو ڈیٹ کیا جائے اور تازہ معلومات اور نئی مطبوعات سے فائدہ اٹھا کر اس سروے کو جس حد تک ممکن ہو مکمل کیا جائے۔ سیمیناروں کا یہ سلسلہ اب جاری رہنا چاہیئے۔ اس سیمینار کے تجربہ کی روشنی میں ہندوستان کے ایسے مقامات پر جہاں طبی مخطوطات کا ذخیرہ ہے، ہم کو اور جامعیت کے ساتھ سیمینار منعقد کرنے چاہئیں۔ ایک جامع پروگرام پاکستان کے لئے بننا چاہیئے۔ اس کے بعد بنگلہ دیش میں بھی ایسا ہی سیمینار منعقد ہونا چاہیئے۔ میں ڈاکٹر عبید آر صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ اس علمی وتحقیقی کام میں ہم سب اطبّا آپ سے تعاون کریں گے۔ اور ایسی بنیادی طبی خدمات میں آپ کا نام بھی ہمیشہ یاد کیا جاتا رہے گا۔

میں اس سیمینار کے منتظمین اور شرکا حضرات سے گزارش کروں گا کہ وہ اسی مقصد کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی تحقیقات پیش کریں اور اپنے قیمتی و تعمیری مشوروں سے سیمینار کی رہنمائی فرمائیں تاکہ اس کی روشنی میں مستقبل کے لئے لائحہ عمل مرتب کیا جا سکے اور ریسرچ وتحقیق کے کاموں کو مزید آگے بڑھایا جا سکے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس سیمینار کو، جن علمی مقاصد کے تحت کیا جا رہا ہے، کامیاب فرمائے اور اُسے زیادہ سے زیادہ مفید اور بار آور بنائے۔ اس کے ساتھ ہی میں عزت مآب ڈاکٹر قدوائی صاحب، معزز ڈیلی گیٹس، مدعوئین اور دوسرے شرکا کا شکر گزار ہوں جو ہمارے درمیان تشریف لائے اور مجھے ان چند باتوں کے عرض کرنے کا موقع دیا۔

●●

خدابخش لائبریری کے

اہم اور نادر طبّی مخطوطات

سیّد شاہ محمّد اسمٰعیل

خدابخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ

۱۹۸۴ء

جناب سید شاہ محمد اسمٰعیل : پیدائش یکم اگست ۱۹۲۰ء بمقام پٹنہ (بہار)، بہار مدرسہ اکزمنیشن بورڈ پٹنہ سے فاضل حدیث، پٹنہ یونیورسٹی سے بی، اے ؛ محکمہ تعلیمات حکومت بہار سے آرٹ آف ٹیچنگ میں ڈپلوما خسرو پور ہائی اسکول (پٹنہ) میں چھ سال ہیڈ مولوی کے عہدہ پر فائز رہے۔ پھر بنگال کی ایشیاٹک سوسائٹی (کلکتہ) سے منسلک ہو گئے۔ دو سال بعد ۱۹۴۸ء میں مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ میں بحیثیت استاد مقرر ہوئے —— تقریباً ۳۰ سال مدرسہ سے وابستہ رہے اور ۱۹۷۸ء میں وائس پرنسپل کے عہدے سے ریٹائر ہوئے۔ پچھلے تین سالوں سے آپ خدا بخش لائبریری پٹنہ میں عربی مخطوطات کے توضیحی کیٹلاگ کی تیاری کا کام کر رہے ہیں۔

عربی زبان و ادب میں "الدراسۃ الحمیدہ" اور "القصص والحکم" (دو جلدیں) آپ کی تصنیفات ہیں۔ ان کے علاوہ مختلف علمی و ادبی جرائد میں آپ کے مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں۔

سید شاہ محمد اسمٰعیل کاکوی
خدابخش لائبریری، پٹنہ

خدابخش لائبریری کے چند اہم طبی مخطوطات

خدابخش لائبریری میں طبی مخطوطات کی تعداد تقریباً چھ سو ہے، طبی سیمینار کے موقع پر ایک اجمالی فہرست شائع کی جا رہی ہے، توضیحی فہرست (انگریزی کیٹلاگ) کی ایک جلد عرصہ ہوا کہ شائع ہو چکی ہے، جو ۱۲۰ عربی مخطوطات پر مشتمل ہے۔ یہ لائبریری کی توضیحی فہرست کے سلسلے کی چوتھی جلد ہے۔ یہ جلد اب نایاب ہے، اس لیے اس کی دوبارہ اشاعت کا کام شروع کر دیا گیا ہے۔ فارسی کے ۶۵ مخطوطات لائبریری کی توضیحی فہرست جلد یازدہم میں شامل ہیں۔

لائبریری میں طب کے کل عربی مخطوطات کی تعداد ۲۳۴ ہے اور کل فارسی مخطوطات کی تعداد ۳۳۹ ہے۔ اس موقع پر یہ مناسب خیال کیا گیا کہ اہم مخطوطات کا مختصر تعارف کرا دیا جائے۔ اس سلسلے میں عربی کے ۴۰ مخطوطات اور فارسی کے ۳۵ مخطوطات پیش کیے جا رہے ہیں۔ اہمیت کی بنا پر توضیحی فہارس میں مذکور اہم ترین مخطوطات کو بھی اس مضمون میں شامل کر لیا گیا ہے۔

عربی مخطوطات

کتاب المشجر:

ابوزکریا یوحنا بن ماسویہ کی ایک قابل قدر تصنیف ہے۔ ابن ماسویہ ایک شامی عیسائی تھا، بہت ذہین تھا۔ علم طب کا شوق باپ سے ورثہ میں ملا تھا۔ اس نے طب علمی کی تحصیل کے بعد طب عملی میں بھی دستگاہ حاصل کی۔ ابتدا میں عہد خلیفہ ہارون الرشید دارالترجمہ کا مہتمم مقرر ہوا۔ ۱۸۱ھ میں جبرئیل بن بختیشوع کی جگہ پر خلفاء کے معالج خاص کا منصب تفویض ہوا۔ ۲۴۳ھ = ۸۵۷ء میں وفات پائی۔ اس نے متعدد قدیم طبی کتابوں کا عربی میں ترجمہ کیا۔

زیر نظر کتاب کلیات اور علاج الامراض پر مبنی ہے۔ علم طب میں یہ پہلی تصنیف ہے،

جو جدول یا تقویم کی شکل میں مرتب کی گئی ہے، اسی بنا پر اس کا نام کتاب المشجر رکھا گیا۔

مخطوطہ ۱۱۱ اوراق پر مشتمل ہے، آخر کے چند اوراق کم ہیں۔ سطروں کی تعداد مختلف ہے۔ طول و عرض ۲۲٫۵ × ۱۶٫۱۷ × ۱۰٫۵ سینٹی میٹر ہے، کتابت نسخ عربی میں ہے، کاتب کا نام اور سال کتابت مرقوم نہیں ہے، نویں صدی ہجری کی کتابت معلوم ہوتی ہے، مخطوطہ آب زدہ اور بوسیدہ ہے۔

مزید تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو: لائبریری کیٹلاگ جلد چہارم نمبر ۱ ص ۱-۵، مخطوطہ کا ہینڈلسٹ نمبر ۲۱۶۷ ہے اور کیٹلاگ نمبر ۱ ہے۔

کتاب الاغذیہ:

یہ مخطوطہ لائبریری کے نوادر میں سے ہے۔ ابوزید حنین بن اسحاق العبادی اس کا مصنف ہے۔ اپنے عہد کا ممتاز صاحب علم اور ماہر طبیب تھا، مذہباً عیسائی تھا اور شام کے قدیم شہر حیرہ کا باشندہ تھا۔ یونانی سریانی اور فارسی زبانوں میں مہارت حاصل کی، ایک مدت تک بصرہ میں قیام پذیر رہا اور مشہور عالم نحو خلیل بن احمد سے عربی ادب کی تکمیل کی اور شاعر و عروضی کی حیثیت سے ایک مقام حاصل کیا، پھر بغداد گیا اور ابن ماسویہ سے علوم طبیہ کی تحصیل کی، مختلف یونانی تصانیف کا عربی اور سریانی میں ترجمہ کیا۔ ۲۶۰ھ = ۸۷۳ء میں وفات پائی۔

اغذیہ انسانی کے موضوع پر ایک بلند پایہ تصنیف ہے، غذائے عمومی، غذائے نباتی اور غذائے حیوانی کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ جالینوس کا حوالہ بکثرت ہے، اس کے علاوہ قدیم حکماء یونان کے حوالے بھی ہیں، جن کی فہرست دیباچہ میں دی ہے۔

یہ مخطوطہ ناقص الآخر ہے، اوراق کی تعداد ۱۰۹ ہے۔ ہر صفحہ میں ۱۸ سطریں ہیں، طول و عرض ۲۵٫۵ × ۲۰ ، ۱۸ × ۱۱٫۵ سینٹی میٹر ہے، کتابت عربی خط نسخ میں ہے، مخطوطہ قدرے کرم خوردہ ہے، مرمت کی گئی ہے اور نئی شیرازہ بندی ہوئی ہے، قدامت کے باوجود مخطوطہ بہتر حالت میں ہے۔ کاتب کا نام اور سال کتابت مرقوم نہیں ہے، کاغذ کی نوعیت سے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ کتابت ساتویں صدی ہجری کی ہے۔

سرورق پر چند سابق مالکان مخطوطہ کے نام اور ان کی تحریر ہے، قدیم ترین سال ۱۴۰۹ ہے، بعد کے سال ۱۹۳۲ اور ۱۰۷۱ ہیں۔

ابتدا: ــــ "قال حنین اختصرت وجمعت فی ھذا الکتاب للا میر ادام اللہ عزتہ واکرامہ من ما یحتاج الی معرفتہ فی امر الاغذیہ مما قالہ جالینوس فی ثلث مقالات"

انتہا: ــــ فی اختلاف اعضاء الطیر قال جالینوس ان نسبة احشاء الطیر الی لحمہا نسبة احشاء المواشی الی لحمہا ..."

مزید تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو: لائبریری کیٹیلاگ جلد چہارم نمبر ۲، ص ۵۰۔
اس مخطوطہ کا کیٹیلاگ نمبر ۱/۲ ہے اور ہینڈ لسٹ نمبر ۲۱۴۲ ہے۔

کنز الفوائد فی تنویع الموائد:

یہ رسالہ بھی حنین بن اسحاق العبادی (م ۲۶۰ھ - ۸۷۳ء) کی تصنیف ہے، غذا کی مختلف انواع اور غذا کے بعد استعمال کی جانے والی ادویہ کی تیاری کے موضوع پر ایک نادر رسالہ ہے، افسوس ہے کہ یہ ناقص الاول ہے اور اس کے ابتدائی چار ابواب موجود نہیں، پانچویں باب کا ابتدائی حصہ بھی غائب ہے، درمیان سے عبارت اس طرح شروع ہوتی ہے:

" بالرطل العراقی وھو مائة وثلثون درھما ویلقی علیہ مائة و خمسون درھما سکرا وعسل نحل"

یہ کتاب کل ۲۳ ابواب پر مشتمل ہے، اختتام اس عبارت پر ہوتا ہے:

"ویجعل فی ظرف زجاج ویجعل علیہ الخل [کذا] الخمر والدبس ولیغطا .... یخرج منہ الحب فی غیر اوانہ،
تم جز کتاب کنز الفوائد فی تنویع الموائد ....."

موجودہ اوراق کی تعداد ۹۰ ہے، ہر صفحہ میں ۲۳ سطریں ہیں، طول و عرض ۲۰×۱۹/۵، ۱۹×۱۱/۵ سینٹی میٹر ہے، کتاب نسخ عربی میں ہے، اندازہ یہ ہے کہ کتابت کم از کم نویں صدی کی ہے۔

مزید تفصیلات کے لیئے ملاحظہ ہو: لائبریری کیٹیلاگ جلد چہارم نمبر ۱۰۰ ص ۸-۱۰۰
ہینڈ لسٹ نمبر ۲۱۴۲ -

کتاب الحشائش لدیاسقوریدوس:

یہ ایک قدیم ترین مخزن الادویہ کا عربی ترجمہ ہے، اس کی اصل بزبان یونانی المشہور عالم نباتات، دیاسقوریدوس کی تصنیف ہے، عربی ترجمہ کے بعض حصوں پر حنین بن اسحاق (م ۲۶۰ھ = ۸۷۳ء) نے نظرثانی کی، ابن جلجل نے (جو ۳۷۷ھ = ۹۸۷ء میں بقید حیات تھا) مکمل طور پر اسے عربی زبان میں منتقل کیا۔ اور مزید اضافہ کیا۔

زیر نظر نسخہ حنین ابن اسحاق کا تصحیح کردہ ہے، جسے حسین بن ابراہیم بن حسین الطبری الناتلی (م ۳۸۰ھ = ۹۹۰ء) نے تصحیح و اضافہ اور اپنے تجربات کے ساتھ مکمل کیا۔

مخطوطہ ۲۲۲ اوراق پر مشتمل ہے، ہر صفحہ میں ۲۱ سطریں ہیں، کتابت قدیم خط نسخ میں ہے، مقالہ ہفتم کا ایک حصہ غائب ہے، متعدد اوراق پر یہ عبارت مرقوم ہے: "وقف دار الشفار جلالی شیراز" جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مخطوطہ اس دارالشفار کی ملکیت میں رہ چکا ہے، جسے جلال الدین اختسان منوچہر شیروان شاہ نے تعمیر کیا تھا اور جو خاقانی کا سرپرست تھا، اس سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ یہ مخطوطہ پانچویں صدی ہجری میں موجود تھا،

ابتدا کے چند اوراق غائب ہیں، عبارت اس طرح شروع ہوتی ہے:

نباتا منقلبا واذا مضغت طیبت النکھتہ وشددت اللثۃ

تفصیلات کے لئے: لائبریری کیٹیلاگ جلد چہارم نمبر ۱۰۹ ص ۱۴۰-۱۴۲ - ہینڈ لسٹ نمبر ۲۱۸۹ ہے -

کتاب المنصوری:

مشہور عالم طبیب امام فن ابوبکر محمد بن زکریا رازی کی یہ تصنیف مندرجہ ذیل دس مقالات پر مشتمل ہے۔

۱۔ فی تشکیل الاعضاء و هیأتها

۲۔ فی تعرف مزاج الابدان والاخلاط الغالبة علیها

۳۔ فی قوة الاغذیة والادویة

۴۔ فی حفظ الصحة

۵۔ فی الزینة وفیما یذهب الحزاز

۶۔ فی تدبیر المسافرین

۷۔ جمل وجوامع من صناعة الجبر والجراحات والقروح

۸۔ فی علاج السموم والهوام

۹۔ فی الامراض الحادثة من الفرق الی القدم

۱۰۔ فی الحمیات وما یتبع ذلک مما یحتاج الی معرفته فی تجوید علاجها

رازی نے یہ کتاب رے کے گورنر ابو صالح منصور بن اسحاق بن احمد بن اسد کے لئے مرتب کی اور اسی لئے اس کا نام کتاب المنصوری رکھا۔

ابتدا: ــــــ "قال ابوبکر محمد بن زکریا انی جامع للامیر منصور بن اسحٰق بن احمد اطال اللہ بقاءہ فی کتابی هذا جملا و جوامع و نکتا و عیونا من صناعة الطب"

انتہا ــــــ "نسخة السکنجبین المتخذ بماء السفرجل .... ومثله سنبل فیصیر فی خرقة ویلقیها عند الطبخ فاعلم ذلک واذ قد اتینا علی جمیع المقالات فی صدر هذا الکتاب .... تم کناش المنصوری"

سرورق پر بھی اس کا نام کناش منصوری اس اضافہ کے ساتھ لکھا ہے: "معروف بہ کناش فاخر" فہرست نگار نے ابن ابی اصیبعہ اور دوسرے حوالوں کی بنیاد پر لکھا ہے کہ کاتب نے غلطی کی ہے، کیونکہ "کناش فاخر" دوسری کتاب ہے۔

اوراق کی تعداد ۲۵۴ ہے۔ ہر صفحہ میں ۱۴ سطریں ہیں، طول و عرض ۲۲ × ۱۵، ۱۵

۱۷ × ۵ء۹ سینٹی میٹر ہے، جدول زرد، سرخ اور نیلگوں خطوط پر مبنی ہے، کتابت خط نسخ میں ہے، اور نویں صدی ہجری کی معلوم ہوتی ہے، مخطوطہ کرم خوردہ ہے، مرمت کی گئی ہے۔

محمد بن زکریا رازی کا شمار قدیم ممتاز اطبا اور ائمۂ فن میں ہوتا ہے۔ رے میں پیدا ہوا، اوائل عمر میں موسیقی اور عربی شعر و ادب میں مہارت حاصل کی۔ ۳۲ سال کی عمر میں بغداد پہنچا، وہیں علی بن ربان الطبری سے علم طب کی تکمیل کی اور شہرت تامہ حاصل کی، پھر رے کے ہسپتال اور بغداد کے عضدیہ ہسپتال کے نگران کی حیثیت سے برسوں فائز رہا، دو سو سے زیادہ کتابوں کا مصنف تھا، رے میں وفات پائی، سال وفات با اختلاف روایت ۳۱۱ھ = ۹۲۳ء یا ۳۲۰ھ = ۹۳۲ء ہے۔

مزید تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو: لائبریری کیٹیلاگ جلد چہارم نمبر ۳ اص ۱۰ - ۱۱ - مخطوطہ کا ہینڈ لسٹ نمبر ۲۱۶۹ ہے اور کیٹیلاگ نمبر ۱/۳ ہے۔

فروق الامراض

ایسے امراض، جو ایک دوسرے سے متشابہ ہوں، ان کے ممیزات کو تفصیل سے اس تصنیف میں بیان کیا ہے، اس موضوع پر یہ ایک کارآمد کتاب ہے۔

اس کتاب کی وجہ تالیف پر روشنی ڈالتے ہوئے مؤلف نے دیباچہ میں لکھا ہے:

"میں اطبائے زمانہ کو دیکھتا ہوں کہ وہ امراض متشابہ میں فرق کرنے سے قاصر ہیں اور اصول و قواعد کی بنیاد پر قیاس و استخراج سے عاجز ہیں، اس لیے میں نے مناسب سمجھا کہ جن امراض کی تشخیص اور ان کے اسباب و دلائل میں تشابہ کا امکان ہو انہیں جمع کردوں اور ایسے دو امراض کے فرق کو واضح کردوں تاکہ اس کا یاد رکھنا اور ضرورت کے وقت کام میں لانا آسان ہو جائے۔"

مؤلف نے اس کا اظہار کرتے ہوئے کہ "زمانہ ماسبق میں اس موضوع سے کسی نے تعرض نہیں کیا ہے" اس کا بھی اعتراف کیا ہے:

"لا لعجزهم بل لانهم فی مرتبة الاجتهاد"

مصنف کی حیثیت سے اسحاق بن سلیمان الاسرائیلی (م ۳۲۰ھ = ۹۳۱ء) کا نام لکھا ہے۔

ابتدا: — "الحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا"

انتہا: — ان الرسوب ان کان [...] فھو دلیل الذبول وان کان احمر فھو دلیل الاحتراق وایضا بما یتسع کل واحد من المدلولین من الامراض الخاصۃ بھما فقط

یہ مخطوطہ خط نستعلیق میں خوشخط لکھا ہوا ہے، لیکن املائی غلطیاں بہ کثرت ہیں۔ کاتب کا نام علی حسن عظیم آبادی ہے۔ سال کتابت ۱۳۱۵ ہجری ہے، جیسا کہ ترقیمہ سے ظاہر ہے:

ترقیمہ: تمت الکتاب [کذا] بعون الملک الوھاب، کتبہ علی حسن عفی عنہ عظیم آبادی بتاریخ یکم ۲ صفر روز شنبہ ۱۳۱۵ھ

اوراق کی تعداد ۲۴ ہے، ہر صفحہ میں ۱۶ سطریں ہیں، طول و عرض ۲۴٫۵ × ۱۶٫۸ ، ۱۰٫۵ × ۱۱ سینٹی میٹر ہے، ہینڈ لسٹ نمبر ۲۰۵/۱ ہے۔

اس رسالہ کے ساتھ اسحاق بن سلیمان الاسرائیلی کا رسالہ کتاب البول مجلد ہے۔

کتاب البول

معرفت بول اور اس کے اقسام سے متعلق اسحاق بن سلیمان الاسرائیلی کی ایک اہم تصنیف ہے، مصنف نے اقسام و انواع بول پر تفصیلی بحث کی ہے۔ اس کتاب کا نام ہینڈ لسٹ میں "رسالۃ البول" لکھا ہے۔ کشف الظنون، براکلمان اور ہدیۃ العارفین میں اس کا نام کتاب البول لکھا ہے۔ یہ کتاب دس ابواب پر منقسم ہے۔

ابو یعقوب اسحاق بن سلیمان الاسرائیلی القیروانی ثم المصری طب و حکمت، اور منطق میں ممتاز مقام رکھتا تھا، فاطمی حکمران عبید اللہ المہدی (م ۳۲۲ھ = ۹۳۴ء) کے دربار سے وابستہ رہا ہے، ایک سو سال سے زیادہ عمر پائی اور ۳۲۰ھ = ۹۳۲ء میں وفات پائی۔ مندرجہ ذیل تصانیف کے نام تذکروں میں پائے جاتے ہیں:

۱۔ کتاب الاسطقسات	۲۔ کتاب الاوائل والاقاویل	۳۔ کتاب البول
۴۔ کتاب التریاق	۵۔ کتاب الحدود والرسوم	۶۔ کتاب الحمیات
۷۔ کتاب الاغذیہ والادویہ	۸۔ کتاب النبض	۹۔ المدخل الی صناعۃ الطب
۱۰۔ المدخل الی المنطق	۱۱۔ بستان الحکمۃ	

مصنف کے احوال و تصانیف کے سلسلہ میں ملاحظہ ہو، ہدایۃ العارفین ج ۱ ص ۱۹۹ مطبوعہ استانبول، ۱۹۵۱ء، معجم المؤلفین ج ۲ ص ۲۳۴، ابن ابی اصیبعہ عیون الانباء ج ۲، ص ۳۶۔۴۷، بغدادی ایضاح المکنون، ج ۲، ص ۲۷۵، ۲۸۹، ۳۵۴، بروکلمان ج ۱ ص ۲۳۵۔۲۳۶، تاریخ الاطبا جیلانی، ص ۲۳۸۔

ابتدا: "ھذا کتاب مجموع فی (من) اقاویل الاوائل فی معرفۃ البول و اقسامہ ودلائلہ"

انتہا: "ولم یکن معہ علامۃ ردیۃ کان بولہ البول الزبدی اذا کان علیہ شبیہ بالقیء کان دالاً علی وجع الکلی"

اس کتاب کے دو قلمی نسخے لائبریری میں موجود ہیں:

۱۔ اوراق کی تعداد ۱۰ ہے، ہر صفحہ میں ۱۶ سطریں ہیں۔ طول و عرض ۲۴.۵ × ۱۷.۵ ، ۲۰ × ۱۱.۵ سینٹی میٹر ہے۔ کتابت نستعلیق خوشخط میں ہے، لیکن املا کی غلطیاں بکثرت ہیں، کاتب کا نام سید علی حسن ہے اور سال کتابت ۱۳۱۵ھ ہے۔

ترقیمہ: "قد تمت الرسالۃ ...... ۱۳۱۵ھ، بقلم سید علی حسن عفی عنہ"

ہینڈ لسٹ نمبر ۲/۲۰۵ ہے۔

۲۔ اوراق کی تعداد ۶ ہے، ہر صفحہ میں ۱۹ سطریں ہیں، طول و عرض ۲۵ × ۱۶، ۱۹ × ۱۰.۵ سینٹی میٹر ہے، کتابت خط نسخ میں ہے، کاتب کا نام محمد اشرف کریم ہے، سال کتابت ۱۳۶۲ھ ہے۔

سرورق پر شفاء الملک حکیم سید مظاہر احمد سابق وائس پرنسپل گورنمنٹ طبی کالج پٹنہ کی ایک تحریر ہے، جو مؤلف کے حالات پر مشتمل ہے۔

ہینڈ لسٹ نمبر ۳۵۸۲ ہے۔

کتاب المائة

یہ ابو سہل عیسیٰ بن ابراہیم المسیحی کی ایک بسیط تصنیف ہے۔ یہ تصنیف، جیسا کہ نام سے ظاہر ہے، ایک سو کتابوں کا مجموعہ ہے، جس میں طب کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے، اس اعتبار سے یہ نہایت کارآمد کتاب ہے۔

امین الدولہ ابن تلمیذ نے اس پر حاشیہ لکھا ہے، وہ لکھتا ہے "فن طب میں یہ کتاب بے حد قابل اعتماد ہے کیونکہ اس میں ہر مسئلہ کی خوب تحقیق کی گئی ہے، تکرار بہت کم ہے، عبارت آسان اور زود فہم ہے۔

ابتداء: ...... "قال ابو سهل عيسى بن يحيى المسيحى هذا هو الكتاب الاول من كتبنا فى صناعة الطب وقصدنا فيه ان نتكلم فيما يجب تقديمه قبل الشروع فى علم الطب مما يكون مدخلا اليه"

اس تصنیف کے دو قلمی نسخے لائبریری میں موجود ہیں:

۱۔ یہ کامل نسخہ ہے، اس کی تفصیلات لائبریری کیٹیلاگ، جلد چہارم نمبر ۱۵ پر بیان کی گئی ہیں، ہینڈ لسٹ نمبر ۲۱۶۴ ہے۔ یہ نسخہ ۱۱۷۵ اوراق پر مشتمل ہے۔ ہر صفحہ پر ۲۱ سطریں ہیں، کتابت معمولی خط نستعلیق میں ہے، کاتب کا نام روح اللہ ہے اور سال کتابت ۱۲۳۴ ہجری ہے۔

۲۔ یہ ایک ناقص الآخر نسخہ ہے، ہینڈ لسٹ نمبر ۲۱۰۳ ہے۔ کتاب کے صرف ابتدائی حصوں پر مشتمل ہے، اس کا اختتام قلب کے موضوع پر ہوتا ہے، جو الکتاب الرابع سے متعلق ہے، آخری عبارت یہ ہے:

الشريان الذى يتصل بالرئة وينفذ فيه الهواء منها الى القلب يتعلق من داخل الى خارج باغشية عليها"

اوراق کی تعداد ۱۶ ہے، سطور ۲۰-۲۲، پیمائش ۲۱×۱۶ء۳ / ۱۸×۱۱ سینٹی میٹر، کتابت خط نسخ میں ہے، کاتب کا نام اور سن کتابت مرقوم نہیں ہے، تیرہویں صدی ہجری کی کتابت معلوم ہوتی ہے۔

ابو سہل المسیحی اپنے عہد کا ایک ممتاز عالم طب تھا، بعض تذکرہ نگاروں کے خیال کے مطابق اس کا نام ابن سینا کے اساتذہ میں شامل ہے۔ خراسان اور خوارزم کے درباروں سے وابستہ رہا، صحرا کے سفر میں پیاس کی شدت سے ۴۰۱ھ/۱۰۱۰ء میں جاں بحق ہوا، بروکلمان کے مطابق اس کی وفات تقریباً ۳۹۰ھ=۱۰۰۰ء میں ہوئی۔

تفصیلی حالات کے لئے ملاحظہ ہو: لائبریری کیٹیلاگ جلد چہارم ص ۲۶، بروکلمان ۱، ۴۲۳، تاریخ الاطبا جیلانی ۱۶۲۔

کتاب فی الوباء واسبابہ

یہ مختصر لیکن گراں پایہ تصنیف امراض وبایہ اور ان کی تدابیر و معالجات پر مشتمل ہے، یہ رسالہ مشہور سریانی حکیم و طبیب قسطا بن لوقا بعلبکی کی تصنیف ہے، وہ علوم عقلیہ یعنی طب، ریاضی، ہیئات، منطق اور مابعد الطبیعات پر پوری دسترس رکھتا تھا، یونانی تھا۔ اس لیے یونانی سے ترجمہ کرنے پر اچھی طرح قدرت رکھتا تھا، چنانچہ مختلف تصانیف کے علاوہ حنین بن اسحاق وغیرہ کے تراجم کی تصحیح کا کام بھی انجام دیا، تذکرہ نگاروں میں اس بارے میں سخت اختلاف ہے کہ وہ کس عہد سے تعلق رکھتا تھا، اختلاف کا دائرہ تیسری صدی سے چوتھی صدی تک پھیلا ہوا ہے، لیکن بعض شواہد کی بنا پر چوتھی صدی ہجری زیادہ قرین صحت ہے۔ اس سلسلہ میں تفصیلی بحث لائبریری کیٹلاگ جلد چہارم صفحہ ۱۵۔۱۶ پر ملاحظہ فرمائیں۔

یہ رسالہ ۱۴ اوراق پر مشتمل ہے، ہر صفحہ میں ۱۴ سطریں ہیں، کتابت خط نسخ میں ہے، کاتب کا نام "علی بن محمد بن محمد الشربینی المتطبب" اور سال کتابت ۳۵۱ھ ہے، یہ مخطوطہ ۹۴۶ھ کے نوشتہ نسخہ سے نقل کیا گیا ہے اور وہ نسخہ مصنف کے اصل نسخہ سے نقل شدہ تھا، آخری صفحہ پر مصنف کے حالات "ابن ابی اصیبعہ کی طبقات الاطباء" سے نقل کیے گئے ہیں۔

ابتداء:— "قال قسطا بن لوقا امرنی السید الملک العادل خوارزم شاہ ابو العباس مامون بن مامون مولی امیر المومنین رحمۃ اللہ علیہ لان اصنف کتابا احقق فیہ امر الوباء ما ھو وکم اصنافہ وما سبب کل واحد منھا وما العلامات الدالۃ علیھا وکیف التدبیر للاحتراز منہ اذا اخذ ر و اصلاحہ اذا وقع"

رسالہ چار فصلوں میں منقسم ہے، فصل کے لئے جملہ کا لفظ استعمال کیا ہے، تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ الجملۃ الاولی فی حاجۃ الانسان الی الھواء ولزوم الھواء ایاہ ابدا ومقدار تاثیرہ فیہ۔

۲۔ الجملۃ الثانیۃ فی اختلاف الاھویۃ وانواع التغاییر التی تعرض لھا واصناف الھواء الوبی والمضرۃ ببدن الانسان وانحاء ما یضرہ واسباب ھذہ الاشیاء کلھا۔

۳۔ الجملۃ الثالثۃ فی معرفۃ کل واحد من ھذہ الانحاء وتمییز بعضھا من بعض و تحصیل العلامات الدالۃ علی واحد منھا۔

۴۔ الجملۃ الرابعۃ فی تدبیر جمیع اصناف الوبا علی الاطلاق وکل واحد منھا

خصوصاً وتلاحق انذاره وتدابیر الابدان الصحیحة حتی لا یقع فیه ومعالجة من قد وقع فیه"

مخطوطہ کا ہینڈ لسٹ نمبر ۲۱۵۳ ہے اور کیٹلاگ نمبر ۶ ہے۔

تفصیلی معلومات کے لئے: لائبریری کیٹلاگ جلد چہارم، ص ۱۵-۱۶، الاعلام، ج ۶، ص ۴۴، معجم المصنفین ج ۸، ص ۱۳۱، بروکلمان ج ۱، ص ۲۰۴،

کتاب فی حفظ الصحة وازالة المرض

قسطا بن لوقا البعلبکی کا یہ رسالہ حفظان صحت کے اصول پر مبنی احتیاطی تدابیر اور طرق علاج سے متعلق ہے، توضیحی فہرست کے مرتب نے لکھا ہے کہ اس بات کی تصدیق کسی اور ذریعہ سے نہ ہو سکی کہ یہ رسالہ قسطا بن لوقا کی تصنیف ہے، بجز اس کے کہ اس مخطوطہ کی جلد پر اس کا نام اس طرح مرقوم ہے: "کتاب فی حفظ الصحة وازالة المرض لقسطا ابن لوقا" لیکن اب اس مخطوطہ کی جلد پر یہ عبارت مرقوم نہیں ہے، معلوم ہوتا ہے کہ نئی جلد بندی میں اختصار سے کام لیا گیا ہے، اب صرف یہ مرقوم ہے: "کتاب حفظ الصحة" پھر بھی فہرست نگار کی شہادت اپنی جگہ پر اہمیت رکھتی ہے کہ اس پر مصنف کی حیثیت سے قسطا بن لوقا کا نام ثبت تھا،

یہ رسالہ ۱۹ اوراق پر مشتمل ہے، ہر صفحہ میں ۱۲ سطریں ہیں، کتابت خط نسخ میں ہے آخر میں چند اوراق کی کمی ہے، مخطوطہ آب زدہ اور کرم خوردہ ہے، سن کتابت مرقوم نہیں ہے، گیارہویں صدی ہجری کی کتابت معلوم ہوتی ہے، اس رسالے کی دوسرے نسخہ کا علم حاصل نہ ہو سکا

ابتدا: ـــــــ "لما کانت الصناعة حفظ الصحة وازالة المرض کان مقتضی الصحة والامور الطبیعیة ان تحفظ"

مخطوطہ ناقص الآخر ہے، اختتام اس عبارت پر ہے:

"ذکر ابقراط فی الفصل الاول من الکتاب الاول من تقدمة المعرفة ما یحتاج الیه الطبیب ..... عند العلیل واهله فان کان کثیر اما یخاف العلیل من الطبیب وعلاج"

تذکرة الکحالین

اس مخطوطہ کا شمار بھی نوادر میں ہے، یہ نسخہ ۵۵۵ھ کا نوشتہ ہے، کتاب امراض چشم سے متعلق ہے

اور تین مقالات پر مشتمل ہے۔

۱۔ پہلے مقالہ میں آنکھ کی تشریح اور منافع سے بحث کی ہے، یہ مقالہ ۲ ابواب پر مبنی ہے۔

۲۔ دوسرے مقالہ میں آنکھ کے خارجی امراض ان کے علامات اور علاج کا بیان ہے، اس مقالہ میں ۲۱ باب ہیں

۳۔ تیسرے مقالہ میں آنکھ کے اندرونی امراض، علامات اور علاج کا بیان ہے، اس میں ۲۷ باب ہیں۔

ابتدا: ــــ "نبتدئ بعون اللہ .... ونکتب رسالۃ علی بن عیسی الکحال

..... ایہا الفاضل حفظک اللہ بمافیہ .... تسأل عن جوامع مافیہ کما

بین فی امراض العین وعلاج کل واحد منہا لان الاسکندرانیون ذکروا

عدد امراضہا ولم یذکروا علاجاتہا وقد رأیت .... ان الف لک

کتابا فی امراض العین اذکر فیہ جمیع ماسألت عنی بایجاز واختصار"

اوراق کی تعداد ۸۰ ہے، ہر صفحہ میں ۱۲ سطریں ہیں، کتابت قدیم نسخ میں ہے، مخطوطہ آب زدہ ہے، کاتب کا نام عیسی بن فضل بن جابر بن سلیمان المتطبب الراہب ہے۔ کتابت ربیع الآخرہ ۵۵۰ھ کی ہے۔

مخطوطہ کا ہینڈ لسٹ نمبر ۲۰۹ ہے اور کیٹلاگ نمبر ۱۱ ہے۔

کشف الظنون میں مؤلف کا نام علی بن عیسی الکحال ہے، لیکن براکلمان نے عیسی بن علی کو صحیح بتایا ہے، سال وفات میں بھی اختلاف ہے، براکلمان میں سال وفات ۳۵۰ھ = ۹۶۱ء ہے، معجم المؤلفین میں ۴۳۰ھ = ۱۰۳۹ء مرقوم ہے۔

تفصیلی معلومات کے لئے: لائبریری کیٹلاگ جلد چہارم ص ۳۶-۳۷، معجم المؤلفین ج ۷، ص ۱۶۳، کشف الظنون ج ۱، ص ۳۹۰، براکلمان ج ۱، ص ۲۳۶۔

کتاب التصریف لمن عجز عن التالیف

الزہراوی کی اس شہرۂ آفاق کتاب کا ایک قدیم نسخہ اس لائبریری میں موجود ہے، اس بنا پر اس کا تذکرہ نامناسب نہیں معلوم ہوتا ہے۔

یہ مخطوطہ کتاب کے تیسویں مقالہ پر مشتمل ہے، جو جراحت کے موضوع سے متعلق ہے، یہ مقالہ مندرجہ ذیل تین ابواب پر مبنی ہے۔

۱۔ الباب الاول فی الکی بالنار والکی بالدواء الحاد مبوب، مرتب من القرن الی القدم وصور الالات وحدید الکی وکل مایحتاج الیہ فی العمل بالید۔ ق ۹ (الف)

۲- الباب الثانی فی الشق والفصد والحجامة والخراجات واخراج السهام ونحو ذلك کله مبوب مرتب وصور الآلات۔

۳- الباب الثالث فی الجبر والخلع وعلاج الوثی ونحو ذلك مبوب مرتب من القرن الی القدم وصور الآلات

ہر باب متعدد فصول میں منقسم ہے، جس کی تفصیل برلن کیٹلاگ (نمبر ۶۲۲۵) میں بیان کی گئی ہے، یورپ کی مختلف زبانوں میں تراجم کی تفصیل برٹش میوزیم کیٹلاگ (ج ۱، ص ۴۲۸) میں موجود ہے۔

اوراق کی تعداد ۲۴۰ ہے، ہر صفحہ میں ۱۶ سطریں ہیں، کتابت قدیم خط نسخ میں ہے، آلات جراحی کی واضح اور رنگین تصاویر کثیر تعداد میں ہیں، ابتدا میں ایک مکمل فہرست مضامین بھی موجود ہے،

یہ مخطوطہ اپنی قدامت اور نفاست کی بنا پر نوادر میں شمار کیا جاتا ہے۔ سال کتابت ۸۴ھ/۱۱۹۰ء ہے۔ ترقیمہ کی عبارت یہ ہے:

"وفرغ من نسخه یوم السبت سابع المحرم سنة اربع وثمانین وخمسمائة"

ابتدا: ــــــ "قال الحکیم الفاضل خلف بن عباس الزهراوی واضع هذا الکتاب رحمه الله لما اکملت لکم یا بنی هذا الکتاب الذی هو جزء العلم فی الطب بکماله وبلغت الغایة فیه من وضوحه وبیانه رأیت ان اکمله بهذه المقالة التی هی جزء العمل بالید لان العمل بالید محسنة فی بلدنا وفی زماننا معدوم البتة"

اس مخطوطہ کا ہینڈ لسٹ نمبر ۲۱۴۶ ہے اور کیٹلاگ نمبر ۱، ہے جو لائبریری کیٹلاگ میں نمبر ۱۶ پر ایک مکمل نسخہ کا تفصیلی بیان ہے، جس کا ہینڈ لسٹ نمبر ۲۱۴۳ ہے، مزید دو نسخے لائبریری میں موجود ہیں، جن کے نمبر ۲۱۴۵ اور ۳۰۹۷ ہیں۔

الزہراوی فن جراحت کا امام تسلیم کیا جاتا ہے، اس کی کتاب کا وہ حصہ جو جراحت سے متعلق ہے آج بھی قدر کی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے، خصوصاً آلات جراحی کی جو تصاویر کتاب میں موجود ہیں، ان سے یہ پتہ چلتا ہے کہ آج سے ہزار سال قبل عرب اطبا فن جراحت میں کافی ترقی کر چکے تھے۔

الزہراوی کے حالات بہت مختصر ملتے ہیں، یہ اسپانیہ کے مشہور عالم شہر الزہرا میں پیدا ہوا، اس کے عہد کے متعلق کافی اختلاف ہے، لائبریری کے فہرست نگار نے اس پر سیر حاصل بحث کی ہے اور بقرینہ اغلب ۴۰۴ھ کو سال وفات قرار دیا ہے

تفصیلی معلومات کے لئے ملاحظہ ہو: لائبریری کیٹیلاگ جلد ۳، ص ۲۸-۳۶۔

کتاب المغنی فی الطب

معالجات کے موضوع پر ایک مختصر لیکن جامع کتاب ہے، جس میں مؤلف نے از راس تا قدم امراض کو بیان کیا ہے، سرنامہ پر بطور جدول تین خانے بنائے ہیں، پہلے خانے کا عنوان المرض ہے، دوسرے کا السبب اور تیسرے کا العرض ہے، پھر اس کے نیچے التدبیر کے عنوان کے تحت علاج اور دوسری ہدایات درج کی ہیں، ابتداء امراض راس سے کی ہے اور اختتام الادویۃ القتالۃ الموذیۃ للبدن، پر کی ہے۔

اس کا مصنف ابوالحسن سعد بن ھبۃ اللہ بن الحسین ہے۔ یہ المقتدی بامر اللہ العباسی ۴۶۷ھ - ۴۸۷ھ = ۱۰۷۵ - ۱۰۹۴ء) اور اس کے بیٹے المستظہر باللہ عباسی (۴۸۷-۵۱۲ھ = ۱۰۹۴-۱۱۱۸ء) کے دربار سے وابستہ رہا۔ بیمارستان عضدی میں مریضوں کے علاج پر مامور تھا، سال ولادت ۴۳۶ھ = ۱۰۴۵ء اور سال وفات ۴۹۵ھ = ۱۱۰۱ء ہے۔ کتاب المغنی فی الطب خلیفہ المقتدی بامر اللہ کے لئے لکھی تھی۔ طب، منطق اور فلسفہ میں اس کی متعدد تصانیف ہیں، از آن جملہ یہ کتابیں ہیں:

۱۔ المغنی فی الطب (موجودہ نسخہ کے سرنامہ پر اس کا نام "کتاب تدبیر الامراض والعلل والاعراض" لکھا ہے، ہدایۃ العارفین میں اس کا نام "المغنی عن تدبیر الامراض ومعرفۃ العلل والاعراض فی الطب" تحریر کیا ہے۔ معجم المصنفین میں لکھا ہے کہ اسے "المغنی فی معرفۃ الامراض واسبابہا وعلاماتہا ومداواتہا" بھی کہتے ہیں۔

۲۔ الاقناع

۳۔ الحدود والفروق

۴۔ التلخیص النظامی فی الطب

۵۔ کتاب خلق الانسان

۶۔ کتاب فی الیرقان

ابتدا: "قال الشیخ الجلیل الفیلسوف ابوالحسن سعید بن ھبۃ اللہ الطبیب اطال اللہ بقاءہ:

اوّل ما نطق بہ اللسان وثبت برھانیہ فی الجنان الحمد لمدبر الازمان"

کشف الظنون میں ابتدا " اول ما نطق به اللسان " سے ہوتی ہے۔

انتہا: " الادویۃ القتالۃ المودیۃ للبدن ..... وعلاج من سقی البنج القی " ......

آخری ورق پر درج ذیل عبارت ہے جس کا بعض حصہ کرم خوردہ ہے۔ یہ الفاظ بہ آسانی پڑھے جاتے ہیں " .... چہارم ماہ شعبان سنہ ...... وستمائۃ کتبہ یشوعا بن ابو العلا "۔

سرورق سے قبل کے ورق پر شفاء الملک حکیم سید مظاہر احمد کے قلم سے مصنف کے حالات: عیون الانباء، کشف الظنون اور وفیات الاعیان سے نقل کئے گئے ہیں، موصوف نے آخری صفحہ کی تحریر کو اس صفحہ پر نقل کر دیا ہے اور " سنۃ ثمان وستمائۃ " لکھا ہے۔ اس طرح تاریخ کتابت ۴ شعبان ۶۰۸ھ قرار پاتی ہے۔ سرورق پر متعدد قدیم تحریریں ہیں، جن میں سے ایک کا سن پڑھا جاتا ہے۔ اور وہ ۷۳۰ھ ہے۔ کتابت قدیم خط نسخ میں ہے، اوراق کی تعداد ۹۵ ہے، سطور کی تعداد مختلف ہے، طول و عرض ۲۸/۲ × ۲۲، ۲۱/۵ × ۱۶/۵ سینٹی میٹر ہے۔ مخطوطہ کا ہینڈ لسٹ نمبر ۲۲۸۶ ہے۔

حالات کے لئے دیکھئے: کشف الظنون ج ۲، ص ۱۷۵۰ (بیروت)، الاعلام ج ۳، ص ۱۵۶-۱۵۷، ہدیۃ العارفین ج ۱ ص ۳۹۰، معجم المصنفین ج ۴، ص ۲۲۳-۲۲۴، بروکلمان ج ۱، ص ۴۸۵۔

منہاج البیان فیما یستعملہ الانسان

علم الادویہ کے موضوع پر ابن جزلہ کی ایک گراں قدر کتاب ہے، جس میں ادویہ مفردہ، اغذیہ و اشربہ کے علاوہ بعض مرکبات کا بھی بیان ہے، ترتیب باعتبار حروف تہجی ہے۔

ابن البیطار (م ۶۴۶ھ = ۱۲۴۸ء) نے اس کتاب پر تعلیق لکھی ہے، جس کا نام الابانۃ والاعلام بما فی المنہاج من الخلل والاوہام رکھا ہے۔

منہاج البیان کا ترجمہ لاطینی زبان میں ۱۵۳۲ء میں ہوا ہے۔

منہاج البیان کے مقدمہ میں مصنف نے اسے عباسی خلیفہ المقتدی بامر اللہ کے نام سے معنون کیا ہے،

مقدمہ میں مصطلحات مستعملہ کی تشریح بھی کی ہے۔

ابتدا: ـــــــ "الحمد للہ الذی ظہرت بدائع مصنوعاتہ وبہرت غرائب مبدوعاتہ"

انتہا: ـــــــ "ینتون.... ھوالصمغ.... الجبلی وقیل ھوالبری دھوحاریابس یسھل البلغم وقد استوفی ذکرہ وشرحہ فی باب الشاء و للہ الحمد والمنتہ...."

لائبریری میں اس کتاب کے دو نسخے ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- اوراق کی تعداد ۲۱۶ ہے، ہر صفحہ میں ۱۷ سطریں ہیں، کتابت جلی عربی نسخ میں ہے، کاتب کا نام اور سال مرقوم نہیں ہے، تخمیناً نویں صدی ہجری کا ہے۔

اس نسخہ کا بیان لائبریری کیٹلاگ نمبر ۹۲، ص ۱۴۲ پر مذکور ہے، ہینڈ لسٹ نمبر ۲۱۹ ہے۔

۲- اوراق کی تعداد ۳۰۵ ہے، ہر صفحہ میں ۱۷ سطریں ہیں، طول و عرض ۲۵×۱۴، ۱۶×۷ سینٹی میٹر ہے، کتابت خط نستعلیق میں ہے، کتابت کا سال مذکور نہیں ہے، تخمیناً بارہویں صدی ہجری کا ہے، اس مخطوطہ کے دو جزء ہیں۔ جزء اوّل میں الف سے ز تک اور جزء ثانی میں س سے ی تک کا بیان ہے، ہینڈ لسٹ نمبر ۲۲۸ ہے۔

ابن جزلہ کا پورا نام ابوعلی یحیی بن عیسی بن علی بن جزلۃ البغدادی ہے۔ یہ ابوالحسن سعید بن ہبۃ اللہ کا شاگرد رشید تھا۔ ایک عیسائی خاندان میں پیدا ہوا، اور ۴۶۶ھ میں اسلام قبول کیا، کرخ کے عیسائی علماء طب سے علم طب کی تحصیل کی، کرخ سے بغداد منتقل ہو کر علم منطق کی تکمیل کی، بغداد کے قاضی القضاۃ عبداللہ الدامغانی کا سکریٹری مقرر ہوا، ساتھ ہی دوستوں اور ہمسایوں کے علاج کا سلسلہ بھی شروع کیا، غربا کو دوائیں مفت تقسیم کرتا تھا، اپنی تمام کتابیں روضۂ امام ابوحنیفہ کے لئے وقف کر دی تھیں، علامہ الذہبی نے اس کی ذکاوت اور تبحر علمی کے ساتھ غربا پروری کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ یہ طب علمی و عملی دونوں میں ممتاز تھا، زباندان اور اعلیٰ درجہ کا خوشنویس بھی تھا۔

ابن جزلہ المقتدی بامر اللہ العباسی (۴۶۷-۴۸۷ھ = ۱۰۷۵-۱۰۹۴ء) کے دربار سے بھی وابستہ رہا اور اپنی بیشتر تصانیف اسی کے نام سے معنون کیں، اس کی بلند پایہ تصنیف تقویم الابدان فی تدبیر الانسان ہے، جو اپنے انداز ترتیب اور طرز بیان کی وجہ سے مشہور و معروف ہوئی، اس کی مندرجہ تصانیف کے نام مذکور ہیں

میں مذکور ہیں:۔

۱۔ تقویم الابدان فی تدبیر الانسان
۲۔ منہاج البیان فیما یستعملہ الانسان
۳۔ الاشارۃ فی تلخیص العبارۃ
۴۔ الرد علی النصاریٰ
۵۔ رسالۃ فی فضائل الطب

ابن جزلہ کی وفات بغداد میں ہوئی، سال وفات ۴۹۳ھ = ۱۱۰۰ء ہے۔

تفصیلات کے لئے: لائبریری کیٹلاگ جلد ۴ نمبر ۵۲، ص ۱۳۲، کشف الظنون ج ۱، ص ۴۶۷، ج ۲، ص ۱۸۷۱، ہدیۃ العارفین ج ۲، ص ۵۱۹، الاعلام، ج ۹، ص ۲۰۲، معجم المصنفین ج ۱۳، ص ۳۴۸، بروکلمان ج ۱، ص ۴۹۳، تاریخ اطبا، ص ۶۱۔

زبدۃ الطب

اسمٰعیل الجرجانی کی گراں بار تصنیف ہے، تشخیص، علامات، اسباب، تشریح اعضا، اور امراض و معالجات سے تفصیلی بحث کی ہے، اس کا آخری حصہ شکل پر معالجات، ابن بطلان م ۴۵۵ = ۱۰۶۳ء کی تقویم الصحت ہے، جسے مصنف نے اپنی کتاب کا آخری حصہ بنالیا ہے۔

اوراق کی تعداد ۲۵۰ ہے، ہر صفحہ میں کم و بیش ۲۰ سطریں ہیں، طول و عرض ۲۲ × ۲۸.۵، ۱۵×۲۵ سینٹی میٹر ہے، کتابت قدیم خط نسخ میں ہے، کاتب کا نام لایقرا ہے، سن کتابت ۶۷۰ھ ہے، مخطوطہ آب زدہ اور قدرے کرم خوردہ ہے، قدامت کے آثار ظاہر ہیں، ہینڈ لسٹ نمبر ۳۲۸ ہے۔

ابتدا: ــــــ "اما بعد حمد اللہ سبحانہ والثناء علیہ ... فاعلم ان مبنی الطب و مدار امرہ علی معرفۃ بدن الانسان من الصحۃ و المرض"

انتہا: ــــــ "فتو بمضمض بشراب ریحانی ... دھن البنفسج و کلما مضی ......"

ترقیمہ: ــــــ قد فرغ من انتساخہ العبد الضعیف ... وقت الضحی .... الثانی والعشرون من جمادی الاولی من شہور سبعین وستمائۃ ....."

سرورق پر نقش دائرہ میں یہ عبارت مرقوم ہے:

"لخزانة کتب الملك المعظم العالم العادل المويد المظفر المنصور
فی العالمين سلطان السادة والنقباء مربي الملوك والصدور والفضلا
مهدی بن الحسن الحسينی اعز الله انصاره وضاعف اقتداره"

مصنف کا پورا نام زین الدین ابو ابراہیم اسمعیل بن الحسین بن محمد بن احمد الحسینی الجرجانی ہے، اپنے عہد کا مشہور طبیب اور بلند پایہ مصنف ہے، ذخیرہ خوارزم شاہی فارسی زبان میں اس کی شہرہ آفاق تصنیف ہے، الجرجانی جرجان سے مرو منتقل ہوگیا تھا اور وہیں وفات پائی، سال وفات ۵۳۱ھ؍ ۱۱۳۷ء ہے، برکلمان نے سال وفات ۵۳۰ھ؍ ۱۱۳۵ء لکھا ہے،

مصنف کے حالات اور تصانیف کے لئے ملاحظہ ہو:

کشف الظنون، ج ۲، ص ۹۵۲، الاعلام، ج ۱، ص ۳۰۸، معجم المصنفین ج ۲، ص ۲۶۴، ایضاح المکنون ج ۱، ص ۶۱۱، ہدیۃ العارفین ج ۱، ص ۲۱۰، تاریخ طب واطبائے قدیم ج ۱، ص ۱۳۴-۱۳۸، بروکلمان ج ۱، ص ۴۸۷۔

دیگر نسخوں کیلئے ملاحظہ ہو:

رضا لائبریری رامپور ج ۵، ص ۲۸۲ نمبر ۳۹۹۲، کتب خانہ دار العلوم اسلامیہ پشاور ص ۳۰۴۔

كتاب الارشاد لمصالح الانفس والاجساد

کلیات و معالجات سے متعلق ایک اہم تصنیف ہے، جو مندرجہ ذیل چار مقالات پر مشتمل ہے۔

۱۔ فی القوانین الکلیة من صناعة الطب، مشتمل بر ۵۰ فصول ق ۲ (الف)

۲۔ فی الادویة المفردة والاغذیة، مشتمل بر ۲ فصول ق ۴۰ (الف)

۳۔ فی حفظ الصحة ومداواة الامراض، مشتمل بر ۳۲ فصول ق ۸۰ (ب)

۴۔ فی الادویة المرکبة والاغذیة، مشتمل بر ۲۲ فصول ق ۱۷۵ (ب)

اوراق کی تعداد ۲۳۲ ہے، ہر صفحہ میں ۱۹ سطریں ہیں۔ کتابت واضح خط نسخ میں ہے، سال کتابت ۱۰۰۱ھ ہے اور کاتب کا نام مولانا عمر مرقوم ہے۔ جدول سرخ اور نیلگوں خطوط پر مبنی ہے۔

مصنف کا پورا نام یہ ہے: الشیخ الموفق شمس الریاسة ابو العشائر ھبة اللہ بن زید بن حسن بن یعقوب بن اسمعیل جمیع الاسرائیلی ابن جمیع کی ولادت بمقام فسطاط (مصر) ہوئی، طب کی تعلیم اپنے عہد کے مشہور طبیب ابو النصر عدنان بن

العین الزربی سے پائی اور کمال حاصل کیا۔ تشخیص امراض میں ید طولیٰ رکھتا تھا

اسی سلسلہ میں عاضد باللہ علوی کے دربار میں اس کی رسائی ہوئی اور اس کے علاج سے، اسے مرض فالج سے صحت حاصل ہوئی۔ الملک الناصر صلاح الدین الایوبی (م ۵۸۹ھ = ۱۱۹۳ء) جب مصر کا فرماں روا ہوا، تو ابن جمیع شاہی طبیب کے منصب پر فائز ہوا، اور اس کے لئے التریاق الکبیر الفاروق لکھی۔ صلاح الدین کی وفات کے بعد اس کے بیٹے الملک الظاہر کے دربار سے بھی وابستہ رہا، ۵۹۴ھ = ۱۱۹۸ء میں وفات پائی۔

ابتدا: — انہ لما کان المجلس السامی المولوی الاجلی.........
مخصوصاً بالفضائل التی کلت الالسن من استکمالها.... اسمعیل بن
هبة الله.... الف هذا الکتاب.... وسماه کتاب الارشاد لمصالح
الانفس والاجساد"

مخطوطہ کا کیٹلاگ نمبر ۵ ہے اور ہینڈ لسٹ نمبر ۲۱۴ ہے۔

مزید معلومات کے لئے ملاحظہ ہو: لائبریری کیٹلاگ جلد چہارم نمبر ۵ ص ۸۱-۸۲، تاریخ الاطباء جیلانی ص ۶۵-۶۶۔

قرابادین القلانسی

یہ قرابادین بدرالدین محمد بن بہرام بن محمد القلانسی کی تالیف ہے۔ حوالی ۶۲۰ھ میں مؤلف کے بقید حیات ہونے کا ذکر ملتا ہے، وفات کی صحیح تاریخ نہیں معلوم،

یہ کتاب ۴۹ ابواب پر مشتمل ہے، اوراق کی تعداد ۱۴۹ ہے۔ ہر صفحہ میں ۱۹ سطریں ہیں، کتابت نستعلیق جلی میں ہے۔ یہ ایک قدیم مخطوطہ ہے اور نہایت واضح اور تصحیح شدہ ہے، کاتب کا نام انوری ہے، سال کتابت ۸۱۰ھ ہے۔

ابتدا: — "قال الامام.... محمد بن بہرام القلانسی.... الحمد لله
الحکیم القادر العزیز

مزید قلمی نسخوں کے لیے دیکھیں: برلن ۶۳۲۸، ۶، برٹش میوزیم سپلیمنٹ نمبر ۹۶۷، رضا رامپور، ج ۵، ص ۳۱۴-۳۹۷، نمبر ۳۱۲۷-۳۱۲۹، ۳۸۶۵۔

مزید معلومات کے لیے: لائبریری کیٹلاگ ج ۴، ص ۱۵۷، معجم المولفین ص ۱۲۲، بروکلمان ج ۱، ص ۴۸۹،
مخطوطہ کا ہینڈ لسٹ نمبر ۲۲۰ ہے اور کیٹلاگ نمبر ۱۰۴ ہے۔

کتاب المختار

طب و معالجات پر ایک جامع تالیف ہے۔ یہ ابن ہبل بغدادی کی تالیف ہے، جزو نظری و عملی سے بحث کی ہے، اور ترتیب عام کتب طبیہ کے مطابق نہیں ہے، ہر فصل کے تحت مضامین بیان کیے ہیں، کاتب نے اسے دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے، دونوں حصے ایک ساتھ مجلد ہیں، حصہ اوّل (ق ۱ - ۱۲۵) اصول عامہ اور ادویہ مفردہ و مرکبہ کے بیان پر مشتمل ہے، حصہ دوم (ق ۱۲۶ - ۳۶۶) امراض عمومی اور امراض مخصوصہ باعضاء کے بیان میں ہے۔

اس کے دو نسخے لائبریری میں موجود ہیں:

۱- اس کا ہینڈ لسٹ نمبر ۲۱۶۵ ہے اور کیٹلاگ نمبر ۵ ہے۔ اوراق کی تعداد ۳۶۶ ہے، ہر صفحہ میں ۲۰ سطریں ہیں۔ طول و عرض ۲۸×۱۸، ۲۱٫۵×۱۰٫۵ سنٹی میٹر ہے، کتابت خط نسخ خفی میں ہے، ق ا سے ۵ تک کے اوراق کا بعض حصہ دریدہ ہونے کی وجہ سے کاغذ چسپاں کر کے عبارت کو بعد میں مکمل کر دیا گیا ہے، آخر کے دو ورق بھی بعد کے نوشتہ ہیں۔

ابتدا: ــــــ "الحمد لله الواحد القهار والملك الجبار مدبر الفلك الدوّار مرسل الشعاع من الاجرام ذوات الانوار"

انتہا: ــــــ "قال الزكام والعطاس فى جميع العلل التى يكون من الرئيه والاضلاع فهى دلائل رديه وما عدا ذلك فهو... فحسب"

ترقیمہ: ــــــ "تم الكتاب... سنہ ۱۲۶۷... من يد... محمد واجد على"

یہ سال کتابت ان اوراق کا ہے، جو بعد میں لکھے گئے ہیں، ورنہ مخطوطہ گیارہویں صدی ہجری کا نوشتہ معلوم ہوتا ہے۔ اوّل و آخر ورق پر مظفر حسین بن مسیح الدولہ ۱۲۷۰ کی مہر ہے۔

۲- اس کا ہینڈ لسٹ نمبر ۲۱۶۶ ہے اور کیٹلاگ نمبر ۵ ہے، اوراق کی تعداد ۲۰۵ ہے، ہر ورق میں ۲۷ سطریں ہیں، کتابت واضح نسخ میں ہے، کتابت گیارہویں صدی ہجری کی معلوم ہوتی ہے۔

یہ نسخہ امراض متعلق بہ اعضاء اور امراض عمومی پر مشتمل ہے۔ ابتدا یہ ہے:

"كتاب المختار لابن هبل رحمه الله تعالىٰ فى تعريف الصداع واسبابه الصداع الم فى احد شق الراس والدماغ"

ابن ہبل کا پورا نام ابو الحسن علی بن احمد بن علی بن ہبل البغدادی الخلاطی ہے، ولادت بمقام بغداد ۵۱۵ھ/۱۱۲۱ء میں ہوئی، عربی ادب اور طب کی تعلیم ابو القاسم اسمٰعیل بن احمد السمرقندی ــــــ سے حاصل کی

اپنے عہد کا صاحب علم طبیب تھا، موصل میں وفات پائی۔ سال وفات ۶۱۰ھ و ۱۲۱۳ء ہے۔ تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو: لائبریری کیٹلاگ جلد چہارم نمبر ۵۶-۵۷، ص ۸۴-۸۵۔

رسالۃ فی المعالجات:

فی معالجات، یہ ابن بیطار کی مختصر لیکن کارآمد تصنیف ہے، اوراق کی تعداد ۲۰ ہے، ہر صفحہ میں ۱۴ سطریں ہیں، طول و عرض ۵ء×۸ء۵، ۲۰ء۱×۱۹×۱۱ سینٹی میٹر ہے۔ کتابت خط نستعلیق میں ہے، کاتب کا نام اور سال کتابت مرقوم نہیں ہے۔ چودھویں صدی ہجری کی کتابت معلوم ہوتی ہے۔ مخطوطہ کا ہینڈ لسٹ نمبر ۳۴۹۰ ہے، رسالہ مندرجہ ذیل پندرہ ابواب پر مشتمل ہے:

الباب الاول فی تعدیل الاسباب الضروریة	ق ۱ (ب)
الباب الثانی فی ادرار فضلات البدن	ق ۳ (الف)
الباب الثالث فی حبس هذه الفضلات	ق ۷ (ب)
الباب الرابع فی مداواة الامراض العارضة فی الراس	ق ۸ (ب)
الباب الخامس فی مداواة الامراض العارضة فی الحلق	ق ۱۱ (ب)
الباب السادس فی مداواة الامراض العارضة فی آلات النفس	ق ۱۲ (الف)
الباب السابع فی [مداواة] الامراض العارضة فی آلات الغذاء والبطن	ق ۱۲ (ب)
الباب الثامن فی مداواة الامراض العارضة فی آلات البول	ق ۱۵ (الف)
الباب التاسع فی مداواة الامراض العارضة فی آلات البراز	ق ۱۵ (ب)
الباب العاشر فی مداواة الامراض العارضة فی الفخذین وأساقین والقدمین	ق ۱۶ (الف)
الباب الحادی عشر فی مداواة الحمیات	ق ۱۶ (ب)
الباب الثانی عشر فی مداواة الامراض العارضة فی ظاهر البدن	ق ۱۸ (الف)
الباب الثالث عشر فی الزینة	ق ۱۸ (ب)
الباب الرابع عشر فی کیفیة الاحتراز من السم ومداواة من سقیه	ق ۱۹ (الف)
الباب الخامس عشر فی ذکر وصایا	ق ۱۹ (ب)

ابتدا: — "وبعد حمد الله علی ما اولی من فضلہ"

انتہا: — "فهذا ما رأيته كافيا فی حفظ الصحة وهو الذی یلیق

ایرادہ فی ھذہ التذکرۃ، واللہ الموفق المعین"

ابن بیطار کا پورا نام ضیاء الدین ابو محمد عبداللہ بن احمد المالقی المعروف بابن البیطار ہے، یہ علمائے نباتات کا امام اور عقاقیر و اعشاب کا ماہر تھا اس لیے ضیاء الدین العشّاب کے نام سے بھی مشہور رہے۔ ولادت شہر مالقہ میں ہوئی، وہیں علم طب کی تحصیل کی، بلاد افارقہ (Greece) اور روم کے دور دراز علاقوں کا سفر کیا، اس سفر کی غرض عقاقیر و اعشاب کی تحقیق اور علمائے نباتات کی ملاقات تھی، بالآخر اس علم میں وہ مہارت حاصل کرلی کہ انواع نبات کی شناخت عقاقیر و اعشاب کی تحقیق ان کے اسماء و خصائص اور اماکن کے سلسلہ میں حجت و سند قرار پایا۔

الملک الکامل الایوبی کے دربار سے وابستہ ہوا اور مصر کے محکمۂ نبات کا سربراہ مقرر کیا گیا۔ الکامل کی وفات کے بعد بھی بلند مراتب حاصل کرتا رہا۔

دمشق میں ۶۴۶ھ / ۱۲۴۸ء میں وفات پائی۔

براکلمان نے مندرجہ ذیل تصانیف کا تذکرہ کیا ہے:

۱۔ المغنی فی الادویۃ المفردۃ ۲۔ جامع المفردات الادویۃ والاغذیۃ

۳۔ میزان الطبیب

معجم المصنفین میں ان کتابوں کے علاوہ مندرجہ ذیل تصانیف کے نام بھی لکھے ہیں:

۴۔ الابانۃ والاعلام بما فی المنہاج من الخلل والاوھام (تعلیقۃ علی منہاج البیان لابن جزلہ)

۵۔ الافعال الغریبۃ والخصواص العجیبۃ

۶۔ شرح ادویۃ کتاب دیسقوریدس،

ہدیۃ العارفین میں مزید دو تصانیف کا ذکر ہے۔

۷۔ کامل الصناعتین ۸۔ کاشف الویل فی معرفۃ امراض الخیل

۹۔ کشف الظنون میں "تذکرۃ فی الطب" کے نام سے مزید ایک تصنیف کا ذکر ہے۔

تفصیلات کے لیے: لائبریری کیٹلاگ جلد چہارم نمبر ۹۲-۹۳، ص ۱۴۳-۱۴۴، کشف الظنون ج ۱ ص ۵۱، ۳۸۳، ۵۷۴، ج ۳، ص ۴۹، ۱۷۰، ۱۷۷۲، ۱۸۷۰، الاعلام ج ۴، ص ۱۹۲، معجم المصنفین ج ۶، ص ۲۲ معجم المطبوعات، ص ۵۰، ہدیۃ العارفین ج ۱، ص ۴۶۱، ایضاح المکنون ج ۱، ص ۱۰۹، براکلمان ج ۱، ص ۴۹۲

کتاب المغنی

ادویہ مفردہ کے خواص پر مبنی یہ ایک مخزن طبی ہے ۔ اعضاء بدن انسانی کے امراض از راس تا قدم بیان کیے ہیں اور ان سے متعلق ادویہ مفردہ کے منافع و مضار پر روشنی ڈالی ہے ۔

یہ کتاب عبداللہ بن احمد بن محمد المالقی العشاب ، المعروف بابن بیطار (م ۶۴۶ھ = ۱۲۴۸ء) کی تصنیف ہے ۔ یہ کتاب اس نے مصر کے خاندان "ایوبی" کے چھٹے حکمراں الملک العادل الثانی (۶۳۵ - ۶۳۷ھ = ۱۲۳۸ - ۱۲۴۰ء) کے نام سے معنون کی ۔

تفصیلات کے لیے دیکھیے : لائبریری کیٹیلاگ جلد چہارم ص ۱۴۳ - ۱۴۶ ۔

ابتدا : ــــــ "الحمد للّٰہ الذی انزل لکل داء فاستحق بوجود نعائمہ علی عبادہ حمدا وثناءً"

اوراق کی تعداد ۲۹۳ ہے ، ہر صفحہ میں ۲۱ سطریں ہیں ، طول و عرض ۵ر ۲۳ × ۲۳ ، ۲۵ × ۵ر۱۳ سینٹی میٹر ہے ، کتابت معمولی نستعلیق میں ہے ۔ مخطوطہ قدرے کرم خوردہ ہے ، مرمت کی گئی ہے اور نئی شیرازہ بندی ہوئی ہے ۔ کاتب کا نام اور سال کتابت مرقوم نہیں ہے ، تخمینہ گیارہویں صدی ہجری کا ہے ۔

اس مخطوطہ کا کیٹیلاگ نمبر ۹۵ ہے اور ہینڈ لسٹ نمبر ۲۱۹۲ ہے ۔

شرح فصول البقراط

یہ بابائے طب بقراط (م ۳۵۷ ق م) کی بلند پایہ تصنیف فصول البقراط کی ایک نادر شرح ہے ۔

شارح کا پورا نام یہ ہے : موفق الدین ابو محمد عبداللطیف بن یوسف بن محمد بن علی بن ابی سعید معروف بابن اللباد ، جو بغداد میں ۵۵۷ھ = ۱۱۶۱ء میں پیدا ہوا ، معقول و منقول کے مختلف شعبوں میں بلند مقام حاصل کیا ، صلاح الدین ایوبی کے عہد میں جامع دمشق کی صدارت تفویض ہوئی ، شام کے علاوہ مصر اور ایشیائے کوچک میں بھی قیام رہا ، حج کی غرض سے مکہ مکرمہ کا بھی سفر کیا ، آخر میں بغداد پہنچا ، خلیفہ مستنصر باللہ کی خدمت میں اپنی بعض تصانیف پیش کیں ، وہیں ۶۲۹ھ = ۱۲۳۱ء میں وفات پائی ۔

تمہید کے بعد ق ۹ (الف) سے شرح کی ابتدا ہوتی ہے :

"المقالۃ الاولیٰ قال بقراط العمر قصیر والصناعۃ طویلۃ ..... قال عبد اللطیف صدر کتابہ بامور عامۃ نافعۃ معاً"

کتاب کی ابتدا اس طرح ہوتی ہے:

"کتاب الفصول لابقراط شرحہ الامام الفاضل ابو الفضل عبد اللطیف
بن یوسف بن محمد البغدادی .... قصدنا النظر فی کتاب الفصول لبقراط
واثبات شرحه"۔

اوراق کی تعداد ۱۴۵ ہے، ہر صفحہ میں ۱۶ سطریں ہیں، کتابت عمدہ خط نستعلیق میں ہے۔ قال البقراط سے متن شروع ہوتا ہے اور قال عبد اللطیف سے شرح کی ابتدا ہوتی ہے، کاتب کا نام اور سن کتابت مرقوم نہیں ہے، تخمینہ بارہویں صدی ہجری کا ہے۔

تفصیلی معلومات کے لئے ملاحظہ ہو: لائبریری کیٹلاگ جلد چہارم نمبر ۶۰، ص ۸۸ - ۹۴
مخطوطہ کا کیٹلاگ نمبر ۶۰ ہے اور ہینڈ لسٹ نمبر ۲۱۱۵ ہے۔

شرح فصول البقراط

فصول بقراط کی ایک اور شرح، جو مشہور اہل قلم ماہر طب علاء الدین علی ابن الحزم القرشی (م ۶۸۷ھ = ۱۲۸۸ء) کی تصنیف ہے۔ متن کی عبارت قال البقراط سے شروع ہوتی ہے اور شرح کی ابتدا اقول سے ہوتی ہے۔ القرشی نے مسائل کی وضاحت کرتے ہوئے اپنی تحقیق کی روشنی میں ماتن کے قول کی تصدیق کی ہے۔

ابتدا: ـــــ "قال مولانا .... علی بن ابی الحزم النفیس القرشی
.... قد سلف من شروحنا لهذا الکتاب فان نسخه تختلف
بحسب اغراض الطالبین وهذه النسخة انما نقتصر فیها ما نراه
لائقا بالشروح ورائقا فی التصنیف"

لائبریری میں اس کے دو نسخے ہیں:

۱۔ اس کا کیٹلاگ نمبر ۶۱ اور ہینڈ لسٹ نمبر ۲۱۱۶ ہے اوراق کی تعداد ۱۲۴ ہے، ہر صفحہ میں ۱۷ سطریں ہیں، کتابت عمدہ خط نسخ میں ہے، کاتب کا نام عبد اللہ بن مراد ہے، سال کتابت ۱۰۸۹ھ ہے۔

۲۔ اس کا کیٹلاگ نمبر ۶۲ اور ہینڈ لسٹ نمبر ۲۱۱۷ ہے۔ یہ نسخہ ۱۶۳ ورق پر مشتمل ہے، ہر صفحہ میں ۱۹ سطریں ہیں، یہ مخطوطہ حکیم مرتضیٰ علی کا نقل کردہ ہے جو حکیم مسیح الزماں کے شاگردوں میں تھے۔ کتابت شفیعا آمیز خط نستعلیق میں ہے، سال کتابت ۱۲۳۹ھ ہے۔

تفصیلی حالات کے لئے ملاحظہ کریں: لائبریری کیٹلاگ جلد چہارم ص ۲۱۱۶-۲۱۱۷

الکتاب الاشرف فی صنعۃ الدریاق المنقذ للنفوس الشریفۃ من التلف

یہ رسالہ تریاق کے اجزاء ترکیبی اس کی ترکیب اور استعمال کے طریقوں پر مشتمل ہے، جس کو مشرق میں تریاق الکبیر اور تریاق الفاروق کہتے ہیں، یہ علی بن یوسف بن عبداللہ بن علی التنوخی المقدسی کی تالیف ہے۔ التنوخی نے علم نباتات کے سلسلہ میں قدیم علماء نباتات و حکمائے طب کی تصانیف کا مطالعہ کیا اور عملی تجربہ حاصل کرنے کی غرض سے عراق، آرمینیا، صقلیہ، اناطولیا، قبرص اور بہتیرے دوسرے مقامات کا سفر کیا، بغداد میں مشہور عالم نباتات ابن بیطار سے بھی ملاقات ہوئی۔

یہ کتاب ۶۵۶ ہجری میں پایۂ تکمیل کو پہنچی، جیسا کہ خاتمہ کتاب میں مرقوم ہے۔

ابتدا: —— "قال العبد الفقیر الی اللہ تعالیٰ علی بن یوسف ابن عبد اللہ بن علی التنوخی المقدسی سبط الحکیم العالم رشید الدین ابی علی منصور بن ابی الفضل الصوری وتلمیذہ فی علم النبات والاشجار والادویۃ الکبار نقلا عنہ عن احمد تلمیذ الغافقی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین الحمد للہ مدبر الامور العالم [کذا] بما یحدث فی الازمان والدھور"

خاتمہ: —— "ولنختم الکتاب بحمد اللہ..... ووافق الفراغ من تعلیقہ نہار الاثنین ثامن القعدہ سنۃ خمس وستمائۃ غفر اللہ لصاحبہ ولکاتبہ"

کاتب کا نام "علی بن محمد بن علی الشربینی الشافعی المتطبب" ہے۔

ترقیمہ: —— "نجز کتابۃ علی ید الفقیر المعترف بالذنوب والتقصیر علی بن محمد بن علی الشربینی الشافعی المتطبب....."

اوراق کی تعداد ۲۰۹ ہے، ہر صفحہ میں ۱۰ سطریں ہیں، طول و عرض ۱۹ × ۱۵، ۱۵.۵ × ۹ سینٹی میٹر ہے، کتابت خط نسخ قدیم میں ہے، سال کتابت مرقوم نہیں ہے۔ تخمینہ دسویں صدی ہجری کا ہے، مخطوطہ آب زدہ اور قدرے کرم خوردہ ہے۔ مرمت کے سلسلہ میں نئی شیرازہ بندی کی گئی ہے اور مجروح حصوں پر کاغذ چسپاں،

کر دیا گیا ہے۔

مزید معلومات کے لئے دیکھیں: لائبریری کا کیٹلاگ جلد چہارم، نمبر ۱۰۵، ص ۱۵۸ - ۱۵۹ -

اس مخطوطہ کا کیٹلاگ نمبر ۱۰۵ ہے، اور ہینڈ لسٹ نمبر ۲۰۲۲ ہے۔

کتاب الوصلۃ الی الحبیب فی وصف الطیبات والطیب

یہ کتاب ماکولات، مشروبات، مشمومات، نیز خوشبودار صابن وغیرہ کے بیان پر مشتمل ہے، جو کمال الدین ابوالقاسم عمر بن احمد ابن العدیم العقیلی الحلبی کی تصنیف ہے، اپنے موضوع پر ایک کارآمد تصنیف ہے۔

ابن عدیم کی پیدائش حلب میں ہوئی، سال ولادت ۵۸۸ھ = ۱۱۹۲ء ہے۔ محدث، فقیہ، ادیب اور مورخ کی حیثیت سے شہرت حاصل کی۔ تاتاریوں کی یورش کے زمانہ میں مصر میں قیام اختیار کیا، طلب علم کے سلسلہ میں دمشق، بغداد اور بیت المقدس کا سفر کیا، مصر میں ۶۶۰ھ = ۱۲۶۲ء میں وفات پائی، بروکلمان نے چار تصانیف کا تذکرہ کیا ہے۔

ابتدا: ـــــــ "الحمد للہ الواحد الخلاق المتکفل بالارزاق"

اوراق کی تعداد ۱۸۲ ہے، ہر صفحہ میں ۹ سطریں ہیں، خط نسخ میں کتابت ہے، ق ۱۳۱ - ۱۸۲ کی کتابت مختلف ہے، تخمینہ دسویں صدی ہجری کا ہے۔

تفصیلات کے لئے: لائبریری کیٹلاگ جلد چہارم نمبر ۹۶، ص ۱۴۷ - ۱۴۸، بروکلمان ج ۱ ص ۲۲۲، ہینڈ لسٹ نمبر ۲۱۹۳ ہے۔

مفرح النفس

اپنے موضوع پر یہ ایک اہم تصنیف ہے، اس میں ان ادویہ کا بیان ہے، جو نافع للقلب اور مفرح للنفس ہیں، مصنف نے دیباچہ میں لکھا ہے:

"میں نے بہتیری کتابوں کا مطالعہ کیا، مگر اس موضوع پر کوئی مستقل کتاب نہ ملی، شیخ الرئیس ابن سینا نے ادویہ قلب پر ایک کتاب لکھی ہے، لیکن وہ تشنہ ہے، اور موضوع سے متعلق تمام پہلوؤں پر حاوی نہیں ہے، اس بنا پر میں نے امیر ابن ابوالحسن علاء الدین علی بن قزل [م ۶۵۶ھ = ۱۲۵۸ء] کے ایما پر یہ رسالہ موسوم بہ "مفرح النفس" ترتیب دیا۔"

مصنف نے ادویہ مفرحہ کے علاوہ ان دوسرے طریقوں پر بھی روشنی ڈالی ہے، جو تفریح قلب اور

تحسینِ نفس کا سبب ہیں، تمام پہلوؤں کو دس ابواب میں مندرجہ ذیل ترتیب سے پیش کیا ہے:۔

۱۔ باب اوّل، النفس اور اس کے بعض احوال کے ذکر میں،

۲۔ باب ثانی، سامعہ کے واسطے سے نفس کو حاصل ہونے والی لذت کے بیان میں۔

۳۔ باب ثالث، باصرہ کے واسطے سے نفس کو حاصل ہونے والی لذت کے بیان میں۔

۴۔ باب رابع، شامّہ کے واسطے سے نفس کو حاصل ہونے والی لذت کے بیان میں۔

۵۔ باب خامس، ذائقہ کے واسطے سے نفس کو حاصل ہونے والی لذت کے بیان میں۔

۶۔ باب سادس، لامسہ کے واسطے سے نفس کو حاصل ہونے والی لذت کے بیان میں۔

۷۔ باب سابع، ادویہ معزوہ کے ذریعہ بدن کو حاصل ہونے والی داخلی کیفیات کے بیان میں۔

۸۔ باب ثامن، اغذیہ کے ذریعہ بدن کو حاصل ہونے والی کیفیات کے بیان میں۔

۹۔ باب تاسع، بدن کی حرکات کے ذریعہ نفس کو حاصل ہونے والی لذت کے بیان میں۔

۱۰۔ حواس باطنہ کے ذریعہ نفس کو ہونے والی لذت کے بیان میں۔

ابن ابی اصیبعہ نے طبقات الاطباء میں اس کتاب کی اہمیت اور افادیت پر روشنی ڈالی ہے، اور مصنف کی توصیف اور تصنیف کی تعریف میں اپنے اشعار نقل کئے ہیں، ڈاکٹر غلام جیلانی نے تاریخ الاطباء میں اسے اپنے موضوع پر ایک مفید اور کارآمد کتاب قرار دیا ہے۔

کشف الظنون میں بھی مفرح النفس کا ذکر ہے، لیکن اس کی تصنیف کی نسبت بدرالدین عبدالوہاب ابن احمد ابن سحنون التنوخی الدمشقی (م ۶۹۴ھ) کی طرف کی ہے، ابتدا کی عبارت نہیں لکھی ہے، جو اس مخطوطہ میں ہے، اور یہ بھی لکھا ہے کہ مصنف نے اسے امیر ابوالحسن علی بن عمر بن قزل کے ایماء پر مرتب کیا، ساتھ ہی مفرح النفس کے ذیل میں دوسرا نام بدرالدین مظفر کا بھی لکھا ہے، جس سے بظاہر یہی سمجھا جا سکتا ہے کہ اس نام کی دو کتابیں ہیں، جس کے دو مصنف ہیں، لیکن جو تفصیلات کشف الظنون میں درج ہیں، وہ زیر نظر تصنیف سے متعلق ہیں، اور یہ ساری تفصیلات ابن ابی اصیبعہ نے بدرالدین مظفر کی مصنفہ مفرح القلب کے ضمن میں لکھی ہیں، ابن ابی اصیبعہ (م ۶۶۸ھ = ۱۲۶۹ء) بدرالدین مظفر کا ہم عصر تھا اور دونوں میں باہم ارتباط تھا اس لیے یہ مفرح النفس بدرالدین مظفر ہی کی تصنیف قرار پائیگی، الاعلام میں بھی اسے "بدرالدین مظفر بن مجدالدین عبدالرحمٰن بن ابراہیم الشہیر با بن قاضی بعلبک" کی تصنیف لکھا ہے، اور فیل بیلوگرافیکل ڈکشنری میں بیل (Beale) نے مفرح النفس کا مصنف بدرالدین بعلبکی کو لکھا ہے۔

بدر الدین مظفر کے والد عبد الرحمٰن بن ابراہیم بعلبک کے قاضی تھے، بدر الدین نے دمشق میں نشوونما پائی، ابتدائی تعلیم کے بعد فن طب کی تعلیم شیخ مہذب الدین عبد الرحیم بن علی سے حاصل کی، شیخ زین الاعلیٰ سے بھی استفادہ کیا، فقہ و ادب کی بھی تکمیل کی، حفظ قرآن کی سعادت سے بہرہ اندوز ہونے کے بعد علم تفسیر اور علم قرأت میں بھی مہارت حاصل کی، امام شہاب الدین ابو شامہ سے بھی کسب فیض کیا۔

علم طب کی تحصیل کے بعد رقہ کے ہسپتال سے وابستہ ہو گئے، پھر دمشق آ گئے، اور ملک الجواد مظفر الدین یونس بن شمس الدین محمود (م ۶۴۵ھ = ۱۲۴۳ء) نے انہیں رئیس الاطباء کا منصب تفویض کیا، انہوں نے پوری تن دہی اور دلچسپی کے ساتھ اپنے فرائض انجام دیے، شفاخانہ دمشق کے آس پاس کے مکان خرید کر شفاخانہ کے لیے وقف کیے، شفاخانہ کے مکانوں میں پانی کے نل لگوائے۔

الملک الصالح نجم الدین ایوب بن الملک الکامل، اور شام کے دوسرے فرماں رواؤں نے بڑی قدر و منزلت کے ساتھ پذیرائی کی اور انہیں اعزاز و اکرام سے نوازا، ۶۷۵ھ کے آس پاس وفات پائی (الاعلام)

ابن ابی اصیبعہ نے ان کی تین تصانیف کا ذکر کیا ہے:

۱۔ مزاج الرقہ، رقہ کی آب و ہوا اور موسم و مزاج کے بیان پر یہ رسالہ مشتمل ہے۔

۲۔ الملح فی الطب، ۳۔ مفرح النفس، (زیر نظر مخطوطہ)

یہ مخطوطہ ۶۸ اوراق پر مشتمل ہے، ہر صفحہ میں ۱۱ سطریں ہیں، طول و عرض ۵ر۲۰ × ۵ر۱۱، ۵ر۱۳ × ۱۱، سینٹی میٹر ہے، کتابت خط نستعلیق میں ہے، کاتب کا نام اور سال کتابت مرقوم نہیں، تخمینہ تیرہویں صدی ہجری کا ہے، مخطوطہ بہتر حالت میں ہے، اس کا ہینڈ لسٹ نمبر ۲۸۶۹/۱ ہے۔

ابتدا: ــــــ "اما بعد حمد للّٰہ خالق الداء والدواء"

انتہا: ــــــ فان اتفق من تعرف بذلک لذة الحواس الباطنة کان اکمل شیٔ للنفس به الفرح والسرور ... من ای صنف کان من الموجودات فذلک من اکمل المفرحات. تمت هذا الرسالة بحمد اللّٰہ تعالیٰ"۔

تفصیلات کے لیے: عیون الانباء فی طبقات الاطباء ق ۲۳۰ (مخطوطہ نمبر ۲۴۶۹)، کشف الظنون ج ۲، ص ۱۷۷۲، الاعلام ج ۸، ص ۱۶۲، تاریخ الاطباء (غلام جیلانی) ص ۷۸-۸۰۔

مخطوطہ کا ہینڈ لسٹ نمبر ۱/۲۸۶۹ ہے۔

کتاب شافی الطب

القرشی کی الموجز کے طرز پر علم طب کا ایک جامع ملخص ہے، مؤلف نے اسے مقدمہ اور پانچ فنون پر مرتب کیا ہے، مقدمہ علم طب کی تعریف، موضوع اور تقسیم پر مشتمل ہے۔ فنون مندرجہ ذیل مضامین پر محتوی ہیں:

۱۔ فن اول میں چار قواعد ہیں، جو امور طبیعیہ، احوال بدن انسان، حفظ صحت اور معالجہ ابدان کے بیان پر مبنی ہیں۔

۲۔ فن ثانی امراض مخصوصہ بالاعضاء کے بیان میں۔

۳۔ فن ثالث امراض عمومی کے بیان میں۔

۴۔ فن رابع ادویہ و اغذیہ مفردہ کے بیان میں۔

۵۔ فن خامس ادویہ مرکبہ کے بیان میں۔

مؤلف نے اپنی اس تالیف کا تعارف کراتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ فن طب کی ایک کافی وشافی کتاب ہے، جو اس قابل ہے کہ اسے یاد کر لیا جائے۔ یہ کتب معتبرہ خصوصاً قانون کی تلخیص پر مشتمل ہے، یہ کتاب یقیناً قابل قدر ہے، افسوس کہ مؤلف نے اپنا نام کہیں بھی ظاہر نہیں کیا ہے اور نہ کسی دوسری جگہ صحیح طور پر پتہ چل سکا۔

کشف الظنون میں "الشافی" (فی الطب) کا ذکر ہے، جس کی تالیف دو افراد کی طرف منسوب کی ہے، (۱) ابن الملک اور (۲) ابن القف (م ۶۸۵ھ = ۱۲۸۶ء) نہیں کہا جا سکتا کہ یہ کتاب انہیں دو مؤلفین میں سے کسی کی تالیف ہے، یا کسی تیسرے کی، کیونکہ کشف الظنون میں کتاب کی ابتدا کی عبارت نقل نہیں کی گئی ہے۔

ڈاکٹر جیلانی نے تاریخ الاطباء میں ابن القف کی تصانیف کی فہرست میں کتاب شافی کا نام نہیں لکھا ہے۔

اس مخطوطہ کی ابتدا ان الفاظ سے ہوتی ہے:

"احمدک یا من خصص اعدل الامزجۃ بنوع الانسان ورصّع فی بناء ترکیبہ احسن البنیان.... اما بعد ہذا کتاب شاف فی الطب یجب استحضارہ ومشتمل علی خلاصۃ الکتب المعتبرۃ فی ہذا الفن سیما القانون"

انتہا: ـــــ والمن التبریزی سمایۃ متقالا السیر المشہدی

خمسة عشر مثقالا السير الهندی اثنان وخمسون تولجه، والتولجه
مثقالان وخمسة اسداس مثقال تمت الکتاب، بعون الملک الوهاب
بتاریخ یوم الخمیس ۲۴ شهر ذی الحجة الحرام سنة والف ۱۱۴۲ھ

اوراق کی تعداد ۲۰۲ ہے، ہر صفحہ میں ۱۱ سطریں ہیں، طول و عرض ۲۵٫۵ × ۱۸٫۵، ۱۶٫۵ × ۹٫۵ سینٹی میٹر ہے، کتاب خط نسخ میں ہے، سال کتابت ۱۱۴۲ھ ہے۔

عنوانات سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں، ابتدائی چند اوراق پر حاشیہ منہیہ ہے، مخطوطہ قدرے کرم خوردہ اور آب زدہ ہے۔ مرمت میں نئی شیرازہ بندی کی گئی ہے، اور کہیں کہیں کاغذ چسپاں کیا گیا ہے۔

سرورق پر اور آخری ورق پر متعدد مہریں ہیں۔ جن میں مندرجہ ذیل پڑھی جاتی ہیں:

(۱) محمد اسمٰعیل یار خاں ۱۱۴۲ (۲) فخر الدین احمد ۱۱۵۵ (۳) براعدای دین شد مظفر حسین ۱۲۷۷

سرورق پر مندرجہ ذیل تحریر ہے:

"قد اشتریت هذا الکتاب المسمی بالشافی وهو الکافی فی الطب من
سید میر احمد حسین ولد میر علی شیر، کان ملازما فی عهد سلطان واجد
علی شاه فی زمرة الکتاب بخط حسن"۔

سرورق پر اور بھی تحریریں لکھی ہیں، ازاں جملہ مظفر حسین بن مسیح الدولہ کی تحریر مرقومہ ۱۲۷۷ھ ہے۔

مخطوطہ کا کیٹلاگ نمبر ۸۸ ہے، ہینڈ لسٹ نمبر ۲۱۴۸ ہے۔

حقائق اسرار الطب

مسعود بن محمد السجزی کی یہ تصنیف ایک طبی لغت ہے، مصنف نے اسے صدر الدولہ ابو المفاخر قاسم بن عراق بن جعفر کے نام سے معنون کیا ہے، اس سلسلہ میں لکھتے ہیں کہ جب میں ان کے دربار سے وابستہ ہوا، اور وہاں دیار و امصار کے علماء و فضلاء سے ملاقات کا موقع ملا جن میں سے ہر ایک کسی نہ کسی علمی خدمت میں مشغول تھا:

"یقول لما اتصلت بخدمة مولانا الصاحب الاجل صدر الدولة والدین
ابی المفاخر قاسم بن عراق بن جعفر ولقیت بابه المحروس وجنابه
المانوس قبلة الفضلاء وکعبة العلماء منبع الفواضل ومطلع الفضایل
یجتمع فیه مشاهیر الاقطار ونحاریر الامصار ویخدمه کل واحد

منهم بخدمة علمية وتحفة حكمية -

پھر لکھتے ہیں کہ بسا اوقات ان کی زبانوں پر نامانوس اصطلاحات آجاتی تھیں، جو اطبا ر نے اپنی تصانیف میں استعمال کی ہیں، میں نے ان کے زمرہ میں شامل ہونا پسند کیا اور کتاب مذکور کو ان کے نام سے ترتیب دی:

"وجرى بعض الاوقات على السنتهم [كذا] الشريفة لازال صادقا وبالخير ناطقا حديث الفاظ المبهمة التى اوردها الاطباء فى مصنفاتهم وذكر اسماء العلل والعبارات التى اثبتوها فى مولفاتهم وددت اكون منخرطا فى جملتهم، منتظما فى عقد زمرتهم فجمعت هذا الكتاب باسمه ورتبته برسمه"

پھر اس بات کی وضاحت کی ہے کہ اس کتاب میں محض الفاظ وعبارات کی وضاحت اور اسمار و اصطلاحات کی تعریف پر اکتفا کی ہے۔

"واقتصرت فيه على تعريف الالفاظ والعبارات وتبيين الاسماء والاصطلاحات على سبيل الرسم والتحديد وسميته حقائق اسرار الطب كما هو معناه"

اسے تین فنون میں تقسیم کیا ہے، فن اوّل اشیار کی ماہیات اور تعریفات کے بیان میں ہے، جن کا تعلق کلیات طب سے ہے۔ اسے مندرجہ ذیل تین قسموں پر منقسم کیا ہے:

۱- فى تعريف الالفاظ الكلية التى يحتاج اليها ارباب صناعة الطب - اس قسم کے تحت تیرہ فصول ہیں، پہلی فصل سے نویں فصل تک بالترتیب امور الطبيعة الكلية، امزجہ، اخلاط، اعضاء، عروق، اعضاء مرکبہ، ارواح وقوی اور اسباب ستہ ضروریہ (المعروفہ) کی تشریح کی ہے، دسویں فصل میں ان اصطلاحات کی تعریف ہے، جو نبض کے سلسلہ میں استعمال ہوتی ہیں، گیارہویں فصل قارورے سے متعلق الفاظ کے بیان میں ہے۔ بارہویں میں امراض کی، اور تیرہویں میں اوجاع کی تعریف بیان گئی ہے۔

۲- فى تعريف اسماء العلل المشهورة والامراض المعروفة من الفرق الى القدم اس قسم کے ضمن میں نو فصلیں ہیں، جو امراض معروفہ کی تشریح پر مشتمل ہیں۔

۳- فى تعريف اسماء الادوية المركبة واخلاطها وما يتعلق بها اس میں بھی نو فصلیں ہیں، تفصیل درج ذیل ہے:

۱- فى تعريف اسماء الاغذية اللتى متعلق بالطب الاغذية

۲۔ فی تعریف الاشربۃ ۳۔ فی تعریف اسماء المرکبۃ

۴۔ فی تفسیر اسماء الادویۃ التی علی وزن فعولات

۵۔ فی تعریف الافعال الکلیۃ للادویۃ المفردۃ

۶۔ فی تعریف الالفاظ الادویۃ مشبہۃ منسوبۃ المرکبۃ من اسمین فصاعدا

۷۔ فی تعریف اسماء الادویۃ المترجمۃ من لسان الیونانیین الی لسان العربی والفارسی

۸۔ فی تعریف اسماء الادویۃ التی لہا اسمان ثابتان فی الکتب الطبیۃ

۹ فی تعریف الادویۃ التی لکل واحد منہا اسم یعرف بہ

فن ثانی اصول طب سے متعلق اعمال و مناعات کی کیفیات کے بیان میں ہے، اس کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ فی کیفیہ اتخاذ الادویۃ والتقاطہا وحفظہا وما یتعلق بہذہ الامور

اس کے ذیل میں چار فصلیں ہیں:

۱۔ فی کیفیۃ التقاط الادویۃ وحفظہا، الادویۃ اما معدنیۃ واما نباتیۃ واما حیوانیۃ

۲۔ فی حفظ الادویہ (تجب علی خازن الادویہ ان یری فی حفظ الادویہ امور خمسۃ)

۳۔ فی کیفیۃ استعمال الادویۃ ۴۔ فی کیفیۃ ایصال الادویۃ الی البدن

اس کے تحت تین فصلیں ہیں:

۱۔ فی کیفیۃ اتخاذ الاغانی (وغیرہا) ۲۔ فی اتخاذ الادہان

۳۔ [فی تربیۃ الادویۃ وغسلہا واحراقہا وغیر ذلک مما یتعلق بہذہ الاعمال]

فن ثالث اقسام امور منقسمہ کی کمیات کے بیان میں، اور یہ دس اقسام پر مشتمل ہے:

۱۔ فی کمیۃ اشیاء کلیۃ منقسمۃ بقسمین فحسب

۲۔ فی کمیۃ اشیاء کلیۃ منقسمۃ بثلثۃ اقسام فحسب

۳۔ فی کمیۃ اشیاء کلیۃ منقسمۃ باربعۃ اقسام

پھر اسی طرح اور اسی ترتیب سے القسم العاشر تک سلسلہ ہے،

لائبریری میں اس کتاب کے دو قلمی نسخے ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ اس نسخہ کا بیان لائبریری کیٹلاگ جلد چہارم میں شامل ہے، کیٹلاگ نمبر ۶ ہے اور ہینڈ لسٹ

نمبر ۲۱۰۳ ہے۔

اوراق کی تعداد ۳۵ ہے، ہر صفحہ میں ۱۷ سطریں ہیں، طول × عرض ۲/۲۳×۱۸، ۵/۱۶×۵ء۹ سینٹی میٹر ہے، کتابت پاکیزہ خط نستعلیق میں ہے، عنوانات کے لیے سرخ روشنائی استعمال کی گئی ہے۔

ابتدا: ـــــ "الحمد للہ علی ایادیہ المتواترۃ وصنایعہ المتقاطرۃ ... وبعد فان العبد مسعود بن محمد السجزی الطبیب یقول لما اتصلت بخدمۃ مولانا"

انتہا: ـــــ عضلات الفخذین اثنان وعشرون، عضلۃ الرکبۃ ثمانیۃ عضلۃ القدم سبع عضلات، الاصابع اثنان وعشرون عضلۃ"

کاتب کا نام غلام حسین ہے، کتابت کا سال ۱۲۴۶ھ ہے، ترقیمہ حسب ذیل ہے:

تمت ھذہ النسخۃ المسماۃ بحقائق اسرار الطب علی ید اضعف عباد اللہ غلام حسین فی التاریخ الرابعۃ [کذا] ۴ شہر رمضان المبارک فی سنۃ الالف والمائتین والست والاربعین من الھجریۃ النبویۃ صلی اللہ علیہ وعلی اصحابہ وآلہ وسلم۔

۲۔ دوسرا نسخہ ۱۳۷ اوراق پر مشتمل ہے، ہر صفحہ میں ۱۹ سطریں ہیں، طول و عرض ۲/۲۶×۲۱، ۱۸×۲/۹ سینٹی میٹر ہے، کتابت معمولی خط نستعلیق میں ہے، مخطوطہ کی مرمت کردی گئی ہے، نئی شیرازہ بندی کے ساتھ اوراق کو باریک کاغذ کے درمیان محفوظ کردیا گیا ہے، کاتب کا نام اور تاریخ کتابت مرقوم نہیں ہے۔ تخمینہ تیرھویں صدی ہجری کا ہے۔ اس مخطوطہ کا ایکسیشن نمبر ۱۶۲۰ ہے۔

مؤلف کے حالات پردۂ خفا میں ہیں، برلن لائبریری میں اس تصنیف کا ایک مخطوطہ ہے جس پر ۷۴۳ھ/۱۳۴۲ء درج ہے، اس کے معنی یہ ہیں کہ مؤلف، اسی عہد کا ہے، یا اس سے قبل کا ہے۔

شفاء الاسقام ودواء الآلام

ادویات و معالجات سے متعلق ایک اہم تالیف ہے، مؤلف نے اسے مندرجہ ذیل چار مقالات پر ترتیب دیا ہے:

۱۔ فی کلیات جزئی الطب ۲۔ فی الاغذیۃ والاشربۃ والادویۃ المفردۃ والمرکبۃ

۳۔ فی الامراض المختصۃ لبعضو عضو من الراس الی القدم وعلاماتھا ومعالجاتھا

۴- فی الامراض العامۃ التی لاتختص لعضو دون عضو و اسبابہا و علاماتہا و علاجاتہا

ابتدا: ـــــــ "الحمد للہ الذی خلق الانسان فی احسن الصور و علمہ خواص الاشیاء من النفع والضرر... اما بعد فیقول الفقیر المذنب الاواب خضر بن علی الطبیب"۔

انتہا: ـــــــ "واللہ ولی التوفیق... ومنہ المبدیٔ والمعاد، تم الکتاب شفاء الاسقام بعون الملک العلام"۔

مؤلف نے اپنی اس تالیف کو ایدین کے امیر عیسیٰ بن محمد کے نام سے معنون کیا ہے۔ دیباچہ میں یہ بھی تحریر کیا ہے کہ ادویہ و معالجات سے متعلق بہتیرے حقائق ایسے ہیں، جنہیں اطبائے سلف اپنے سینوں میں چھپائے رکھتے تھے، میں نے ان حقائق سے پردہ اُٹھایا اور مزید ان فوائد کا اضافہ کیا جو مجھے اپنے استاذ شیخ جمال الدین المعروف بابن السولکی کی مجالس سے حاصل ہوئے تھے۔

"اذ لم ینکشف احد غیری من حکماء الازمان عن وجہہا القناع الی الآن ولم یدونہا متخص قبلی من الاطباء فی کتاب بل کتموا اسرہا قاطبۃ تحت حجاب، وزینتہ بالفوائد التی استفدتہا من مجالس شیخی واستاذی الشیخ الفاضل والاستاذ الکامل شیخ جمال الدین المعروف بابن السولکی"۔

مؤلف نے کتاب کے آخری حصہ میں چند ہدایات درج کی ہیں کہ اطبا ومعالجین کے فرائض اور ان کے منصب کا تقاضا ہے کہ ان ہدایات کی پابندی کی جائے، صحت عقائد، اوامر و نواہی سے واقفیت کے علاوہ صدق بیان، شرافت نفس، حسن اخلاق، تمام حیوانات کے لیے رحم دلی اور مخلوق کے ساتھ حسن سلوک کو ضروری قرار دیا ہے،

"اعلم انہ یجب علی معالج و طبیب بل علی کل عاقل ولبیب ان یکون صحیح الاعتقاد للامور الشرعیۃ صالحاً للاعتماد فی الامور الدینیۃ عارفاً بالاوامر الالہیۃ منقاداً للنواہیس النبویۃ، صادق اللہجۃ کریم المحجۃ حسن الخلق، رحیم القلب لجمیع الحیوانات، محسناً للخلق، راغباً فی اکتساب الاجر والحسنات"۔

پھر غض بصر، طمانیت قلب، قناعت، اکل و شرب میں احتیاط اور مریضوں کے عیوب کی پردہ پوشی

کہ ایک طبیب کے لوازم میں شمار کرتے ہیں:

"صاین العین عن محارم الناس والجواری والغلمان، ساکن النفس، قانعا بما تقدم بین یدیہ من الاحسان، سرا صافی الماکول والمشروب، حافظا لاسرار المرضی عن العیوب"

پھر لکھتے ہیں کہ لباس کی صفائی و نظافت، چہرے کی بشاشت اور گفتگو میں متانت کا لحاظ رکھنا چاہیے:

"طیب الرائحة، نظیف الثیاب، بشاش الوجه، لطیف الخطاب"

پھر اس طرف بھی متوجہ کیا ہے کہ (اقتصادی) پریشانی کی حالت میں بھی (مریضوں سے) مطالبہ نہیں کرنا چاہیے اور اگر پریشان حالی اور کثرت عیالی کی بنا پر مطالبہ ناگزیر ہو جائے، تو اس کے لیے باوقار انداز اختیار کرنا چاہیے، ایک طبیب کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ امیر و غریب کے درمیان امتیاز نہ برتے اور جیسا بھی مریض ہو اس کے بلانے پر جانے سے اغماض نہ کرے، اور اگر کسی وجہ جانا ممکن نہ ہو تو اس کا مناسب جواب دے۔

عوام اور جہلا کی ہم نشینی سے بھی منع کیا ہے، اور ارباب شرع سے بحث و مباحثہ سے روکا ہے۔

اس بات کی طرف بھی توجہ دلائی ہے کہ کسی مریض کو یہ نہ کہے کہ "تم اب زندہ نہیں رہ سکتے، کیوں کہ تمہارا مرض اتنا بڑھ گیا ہے کہ کسی وقت بھی تمہاری موت یقینی ہے"۔ ہر مریض کے معاملہ میں اس طرح دلچسپی لے، جیسا کہ اپنی ذات اور اپنی زندگی کے لیے دلچسپی لے سکتا ہے، تاکہ اگر مریض کی موت واقع ہو جائے تو اس کا الزام اس کے سر نہ آئے:

ولا یقول فلا یعیش، یموت جزما و یقینا لامتداد المرض وقتا و حینا، و یهتم فی امر کل مریض کما یهتم فی حال نفسه و حیاته لئلا یودی تقصیره الی هلاکه و مماته،

اس بات کی بھی ہدایت کرتے ہیں کہ جو شخص بھی اپنے احوال کے بارے میں سوال کرے اسے وضاحت اور خوش کلامی کے ساتھ جواب دے، تاکہ کوئی اشتباہ باقی نہ رہے۔

آخر میں اس کتاب کے متعلق لکھتے ہیں کہ جو لوگ اہل ہیں، ان کے سامنے اس کتاب کو پیش کرنے میں بخالت سے کام نہیں لینا چاہیے، لیکن نااہلوں کے سامنے پیش کرنا اسے ضائع کرنا ہے:

"وایاك ان تمنع هذا الکتاب عن اهله .... لا غیر محله فان منح الجهال لما اضاعة"

اس کتاب کے دو قلمی نسخے لائبریری میں موجود ہیں:

۱- یہ نسخہ لائبریری کیٹلاگ جلد چہارم میں مذکور ہے، کیٹلاگ نمبر ۱۶۹ اور ہینڈ لسٹ نمبر ۲۱۳۷ ہے، یہ مخطوطہ تین جلدوں میں مجلد ہے، اوراق کی تعداد ۶۷۳ ہے، ہر صفحہ میں ۲۱ سطریں ہیں، طول و عرض ۳ء۲۷ × ۶ء۱۸ × ۲ء۱۱

سینٹی میٹر ہے، جدول سرخ اور رنگین خطوط پر مبنی ہے، عنوانات سرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں، کتابت واضح خط نستعلیق میں ہے، کاتب کا نام اور سال کتابت مرقوم نہیں ہے تخمینہ بارہویں صدی ہجری کا ہے، ق ۲، ۸۰، ۱۱۲ اور ۳، ۷، ۶ کی کتابت بعد کی ہے۔

کتاب کے مندرجہ بالا اقتباسات اسی نسخے سے لیے گئے ہیں۔

۲۔ اس کا ہینڈ لسٹ نمبر ۲۱۳ ہے، اوراق کی تعداد ۱۱۹ ہے، ہر صفحہ میں ۲۱ سطریں ہیں، طول وعرض ۲۵٫۵×۱۷٫۵، ۱۷٫۵، ۹٫۶×۹ سینٹی میٹر ہے۔ کتابت معمولی خط نستعلیق میں ہے، کاتب کا نام اور سال کتابت مرقوم نہیں ہے، تخمینہ بارہویں صدی ہجری کا ہے یہ نسخہ ناقص الآخر ہے ابتدا مقدم الذکر نسخہ کے مطابق ہے۔ انتہا اس عبارت پر ہوتی ہے:

"ملعقۃ العسل اربعۃ مثاقیل وملعقۃ الادویۃ مثقال"

مصنف کے حالات

پورا نام جلال الدین خضر بن علی بن الخطاب المعروف بحاجی پاشا ہے، وطن مالوف ایدین ایلی سے قاہرہ منتقل ہوئے اور وہیں شیخ کمال الدین سے ابتدائی تعلیم حاصل کی، پھر منطق وفلسفہ میں مبارک شاہ المنطقی سے استفادہ کیا جو اپنے شاگرد کی ذکاوت وذہانت کے معترف تھے۔

حاجی پاشا نے خود اپنی علالت کے سلسلے میں علم طب کا گہرا مطالعہ کیا، یہاں تک کہ اس فن میں ایک ممتاز مقام حاصل کر لیا، اور قاہرہ کے ہسپتال میں ڈاکٹر کے عہدہ پر فائز ہوئے، صاحب شقائق النعمانیہ نے انہیں عہد سلطان بایزید خان اول (۷۹۲-۸۰۵ھ=۱۳۸۹-۱۴۰۲ء) کے ممتاز علماء میں شمار کیا ہے۔

شفاء الاسقام ودواء الآلام، اور اس کے خلاصہ "التسہیل" کے علاوہ دیگر اہم تصانیف یادگار چھوڑی ہیں، جن میں رازی (م ۷۶۶ھ=۱۳۶۵ء) کی شرح المطالع کا حاشیہ اور الطوالع کی شرح شامل ہے، معجم المؤلفین میں "الکفی فی الطب" نامی ایک تصنیف کا بھی ذکر ہے۔

کشف الظنون میں شفاء الاسقام کا تذکرہ ہے، مگر اس میں دی ہوئی ابتدائی عبارت مخطوطات میں پائی جانے والی عبارت سے مختلف ہے۔

سال وفات متعین طور پر کہیں مذکور نہیں، کشف الظنون میں یہ لکھا ہے کہ تقریباً ۸۰۰ ہجری کے بعد وفات پائی، معجم المؤلفین میں لکھا ہے کہ ۸۱۶ ہجری میں بقید حیات تھے، براکلمان نے کتاب کا سال تکمیل ۷۸۲ھ=۱۳۸۱ء لکھا ہے۔

تفصیلات کے لیے دیکھیں:

لائبریری کیٹلاگ ج ۴، ص ۱۰۴، نمبر ۶۹، کشف الظنون ج ۲ ص ۱۰۴۹، معجم المؤلفین ج ۴، ص ۱۰۱،

بروکلمان ج ۲، ص ۲۳۳۔

کتاب طب الجدید الکیمیائی

یہ رسالہ کیمیائے طبی کے موضوع سے متعلق، برا کلسوس کی تصنیف کا، جو لاطینی میں تھی، عربی ترجمہ ہے۔ مترجم کا نام صالح بن نصر اللہ معروف بہ ابن سلومی ہے۔

ابتدا میں کیمیائی اصل، اس کی ابتدا اور اس کے اقسام پر روشنی ڈالی ہے۔ رسالہ متعدد فصلوں پر مبنی ہے، جن موضوعات پر خامہ فرسائی کی ہے، ان میں سے چند یہ ہیں: الہیولی، سراکبر، عناصر، صُور، انواع و اصول اشیاء، حیات، حرارت، انواع متولدہ، عالم اکبر کی نسبت عالم اصغر (انسان) کی طرف، طب کیمیائی کی اساس، اسباب امراض، علامات و دلائل امراض، ادویہ منسوبہ الی الکواکب، معرفت درجات حرارت، سحق، حل، حرق و قلی، تکلیس، تعفین و تخمیر، نقع و طبخ، تقطیر، گل حکمت، استخراج ارواح المعدنیات وغیرہ۔

ابتدا: ـــــــ "الحمد للہ رب العالمین.... اما بعد فھذا الکتاب طب الجدید الکیمیائی الذی اخترعہ الحکیم براکلسوس [الجرمانی]

اس کتاب کا اختتام ق ۴۸ (ب) پر ہوتا ہے، کاتب نے بغیر خط فاصل کے ایک دوسرا رسالہ کیمیا بر اسلیقا شروع کر دیا ہے، جو قرولیوس (Osw Crollius) کی تصنیف اور اسی مترجم کا ترجمہ ہے۔ اس رسالہ کی ابتدا اس عبارت سے ہوتا ہے:

"وعلی ھذا المنوال یستخرج دھن جمیع الاحجار ھذا ما اخترعناہ نقلناہ من سنوتوس الجرمانی"۔

ترقیمہ دوسرے رسالہ کے خاتمہ کے بعد ق ۱۰۱ (ب) پر ہے:

"تمت ھذہ النسخۃ اللطیفۃ بمدینۃ روسجق علی ید اضعف عباد اللہ السید فیض اللہ بن السید محمد بن السید ابراھیم الروسجقی غفر اللہ تعالیٰ لھم... لسنۃ سبع وسبعین ومائۃ والف من ھجرۃ..."

مخطوطہ کے کل اوراق ۱۰۱ ہیں اور یہ رسالہ ۴۸ اوراق پر مشتمل ہے، ہر صفحہ میں ۱۹ سطریں ہیں، "ا ا و

عرض ۱۹.۵ × ۱۴ ، ۱۴ × ۷ ، سینٹی میٹر ہے ۔ کتابت معمولی نسخ میں ہے ۔ کاتب کا نام سید فیض اللہ بن سید محمد بن سید ابراہیم الرزسمیقی ہے ، سال کتابت ۱۱۷۷ھ ہے ، عناوین کے لیے سرخ روشنائی استعمال کی گئی ہے ، مخطوطہ بہتر حالت میں ہے ۔

لائبریری کیٹلاگ جلد ۲ میں فہرست نگار نے "ابن سلومی" کے متعلق تحریر کیا ہے کہ ترکی کے سلطان محمد چہارم (۱۶۴۸-۱۶۸۷) کے دربار سے اسے رئیس الاطبا کا خطاب ملا تھا ، اس کی ولادت اور نشو و نما شہر حلب میں ہوئی اور وہاں کے ممتاز علماء سے تحصیل علم کی ، وہ ظریف الطبع اور بذلہ سنج تھا ، موسیقی سے بھی خاصی دلچسپی تھی سلطان محمد نے اسے قسطنطنیہ کا قاضی مقرر کیا ، وفات ۱۰۸۰ھ = ۱۶۶۹ء میں ہوئی (بحوالہ خلاصۃ الاثر ج ۲ ، ص ۲۴۰ نیز ملاحظہ ہو براکلمان ج ۲ ص ۳۶۵) ۔

مخطوطہ کا کیٹلاگ نمبر ۳۲ ہے ، ہینڈ لسٹ نمبر ۲۱۲۹ ہے ۔

[رسالۃ فی التکلیس]

یہ ایک رسالہ ہے ، جس کا نام نہ کتاب کے اندر مذکور ہے ، نہ سرورق پر مرقوم ہے ، سرورق پر "رسالہ طب قلمی مع رسالہ دیگر" لکھا ہوا ہے ، اور آخری ورق پر "رسالہ طب" مرقوم ہے ، جلد پر یہ نام ثبت ہے : "RISALAH FI AT TAKMEEL" جو غالباً اصل میں "رسالۃ فی التکلیس" ہوگا ، اس لئے کہ اس رسالہ کا موضوع تکلیس ، تحلیل ، انجماد اور دیگر کیمیاوی تبدیلیوں سے متعلق ہے ۔

رسالہ کی ابتدا بغیر کسی دیباچہ اور تمہید کے اس طرح ہوتی ہے ۔

"وبہ نستعین بسم اللہ الرحمن الرحیم ، صفۃ الاثال تاخذ قدرا علی ھیئۃ برمہ طولھا ذراع وعرضھا قبضتین"

ترتیب واضح نہیں ہے ، کہیں کہیں باب یا فصل کے عنوان سے مضمون کی ابتدا کی ہے ، ورنہ بیشتر بغیر کسی باب یا فصل کی تعیین کے مضمون کا بیان شروع کر دیا ہے ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ رسالہ کسی طویل تصنیف کا ایک حصہ ہے ، (ق ۹ ، ب) پر یہ عبارت اس خیال کی تائید کرتی ہے :

"القسم السابع وھو آخر الاقسام المذکور فی ھذا الکتاب"

اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اصل کتاب سات اقسام پر مبنی ہے ، اور اس نسخہ میں قسم سادس و سابع کا بیان ہے ۔ دیباچہ یا پوری کتاب سامنے رہے تو معلوم ہو سکتا ہے کہ ابواب و فصول کی ترتیب کس بنیاد پر ہے ۔ جن موضوعات

کا بیان اس رسالہ میں موجود ہے ان میں سے یہ ہیں : تکلیس النحاس بالحرق، تکلیس النحاس بالتصدیۃ تکلیس الفضۃ بالتصدیۃ، تکلیس الفضۃ بالتلغیم، تکلیس النحاس بالتلغیم، تکلیس الحدید بالحرق، تکلیس الحدید بالتصدیۃ، تکلیس الحدید بالتلغیم، تکلیس الرصاصین بالحرق، تکلیس الرصاصین بالتلغیم، تکلیس المرقشیثا، تکلیس المغنیشا، تشمیع الحدید بالاملاح، تشمیع الحدید بالبواریق، تشمیع الرصاصین بالارواح، تشمیع النحاس بالارواح، تشمیع النحاس بالاملاح، تشمیع النحاس بالبواریق، تشمیع الحدید بالارواح، تکلیس التوتیا، تشمیع الدوص بالبواریق، تشمیع التوتیا بالاملاح، تشمیع التوتیا بالبواریق، تشمیع الازورد والدھنج والفیروزج بالاملاح، تشمیع الاملاح بالادھان، العضل، المزاج، وھو ثلثۃ انواع، باب ذکر العقد وھو اربعۃ انواع : عقد بالتشویۃ، وعقد بالقارورۃ، وعقد بالدفن، وعقد بالعمیا، تصعید الذھب والفضۃ والمغنیسا، وغیرھا و تجسیدھا، ذکر تدبیر الحیوان، باب الزیبق الاحمر المحلول،

خاتمہ اس عبارت پر ہوتا ہے :

"واعلم ان میزان النار... ولا یبقی لہ اثر ولو یکون فی ثلثۃ ایام واکثر... الی ان ینعقد ثابتا لا یفرمن النار ابدا انتہی، تمت تمام شد"

مخطوطہ ۳۰ اوراق پر مشتمل ہے، ہر صفحہ میں ۱۲ سطریں ہیں، طول و عرض ۵ر۲۲ × ۵ر۱۲، ۱۷ × ۵ر۸ سینٹی میٹر ہے، کتابت خط نسخ عربی میں ہے، کتابت گیارہویں صدی ہجری کی معلوم ہوتی ہے، جدول سرخ و سبز خطوط پر مبنی ہے۔ مخطوطہ قدرے کرم خوردہ ہے، آخری صفحہ پر "کتب خانہ ولایت علی خان ۱۲۰۹ھ" کی مہر ہے، سرورق پر بھی مہر ہے اور ولایت علی خان کے دستخط بھی ہیں اور "خورشید نواب" کی مہر کے علاوہ دو مہریں اور ہیں : ۱۔ عبدہ احمد ۱۱۷۲، ۲۔ افونی...، سرورق پر مزید چند تحریریں ہیں۔

مصنف سے متعلق کوئی داخلی یا خارجی شہادت حاصل نہ ہو سکی۔

مخطوطہ کا ہینڈ لسٹ نمبر ۲۸۶۰ ہے۔

تردیح الارواح من علل الاشباح

امراض و معالجات پر یہ ایک ضخیم کتاب ہے۔ اس کے مؤلف کے بارے میں مختلف رائیں ہیں کشف الظنون

(ج ۲، ص ۱۰۴۰) میں ترویح الارواح فی الطب کو حکیم الدین محمود النیریزی کی تصنیف لکھا ہے۔ رام پور کیٹلاگ میں حکیم لطف اللہ بن سعد الدین الفارزقی (م ۹۳۱ھ = ۱۵۲۴ء) کی تصنیف قرار دیا ہے، جبکہ اور لائبریری کیٹلاگ میں خواجہ لطف اللہ المصری کے نام کو ترجیح دی ہے۔ لیکن اسرار العلاج میں، جو بہ قرینۂ غالب حکیم علی شریف لکھنوی کی تصنیف ہے، ترویح کے متعدد اقتباسات نقل کیے گئے ہیں اور ہر جگہ اس کی نسبت 'تنقیح المکنون' کے مؤلف الجندی کی طرف کی ہے، اس بنا پر فاضل فہرست نگار نے فخر الدین الجندی کو اس کا مصنف قرار دیا ہے۔ نیز دوسرے شواہد بھی پیش کیے ہیں۔

مقدمہ کتاب ۱۵ مسالک پر منقسم ہے، جس میں فن طب کے عمومی اصول بیان کیے ہیں۔ کتاب کی تقسیم ۴ اقوال پر کی گئی ہے، جن میں امراض، علامات، اسباب اور علاج کا بیان ہے۔ آخر میں ایک خاتمہ ہے۔

لائبریری میں اس کے دو نسخے ہیں، پہلا نسخہ ۲۲۶ اوراق پر مشتمل ہے، ہر صفحہ میں ۲۲ سطریں ہیں، ۲۶ × ۱۷٫۵، ۲۱٫۰ × ۱۱٫۵ سینٹی میٹر ہے، کتابت معمولی نسخ میں ہے۔ کاتب کا نام پیر قلی اور سال کتابت ۱۱۱۴ھ ہے، مخطوطہ مرمت شدہ ہے۔ اس کا کیٹلاگ نمبر ۶۴ ہے اور ہینڈ لسٹ نمبر ۲۰۹۲ ہے۔

ابتدا: —— الله احمد على ان جلبنى بقدرته طالب المعرفة ماهية مواليد الاركان"

انتہا: —— وحيث انتهى يكون [القمر] فى ذلك البروج وما بقى اقل من ثلثين يكون عدد درج القمر فى ذلك البرج وبه نختم الكتاب ......"

ترقیمہ: —— فى سابع شهر رمضان المبارك سنه ١١١٤، كاتبه فقير حقير پير قلى"

تفصیلی معلومات کے لیے ملاحظہ ہو: لائبریری کیٹلاگ جلد ۴ نمبر ۶۴-۶۵ ص ۹۷-۹۹، رام پور کیٹلاگ نمبر ۳۸، ص ۴۷۱، قاہرہ ج ۶/۱۰، ولی الدین نمبر ۲۴۸۸، ص ۱۴۲، انڈیا آفس نمبر ۷۹۴، برلن ۶۳۵۶، مخطوطات کتب خانہ ہمدرد کراچی، جلد اول، الف ۳ / ۶ و ۷، ص ۷۸-۷۹۔

اس کا دوسرا نسخہ ۲۲۳ اوراق پر مشتمل ہے، یہ نسخہ ناقص ہے، اورام اجفان چشم کے مضمون تک ہے، جبکہ بالا نسخہ کے ق ۲۲۲ الف پر تمام ہوتا ہے۔ ہر صفحہ میں ۱۵ سطریں ہیں، کتابت جلی خط نسخ میں ہے، تیرھویں صدی ہجری کی کتابت معلوم ہوتی ہے۔ اس کا کیٹلاگ نمبر ۶۵ ہے اور ہینڈ لسٹ نمبر ۲۰۹۳ ہے۔

تقویم الادویۃ

ادویہ واغذیہ مفردہ ومرکبہ کی تفصیلات پر مشتمل ایک کارآمد تصنیف ہے، مصنف کا نام محمد بن علی الطبیب الاسفرائنی ہے۔ یہ دو ابواب اور ایک خاتمہ پر مبنی ہے، باب اول کی پہلی فصل جو ادویہ مفردہ کے بیان پر مشتمل ہے، جدول کی صورت میں پیش کی گئی ہے، جدول کو بارہ حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے، جن کے عنوان درج ذیل ہیں:

الادویۃ، التعریفات، الانواع، المختار، الامزجۃ، الاشربۃ، المنافع، المضرات، المصلحات، الابدال۔ الادویۃ کے تحت تین کالم رکھے ہیں، پہلے میں دوا کا نام، دوسرے میں اس کا معروف نام اور تیسرے میں دوا کی نوعیت لکھی ہے۔

تفصیل ابواب:

الباب الاول فی الادویۃ والاغذیۃ المفردۃ وفیہ خمسۃ فصول:

۱۔ فی الادویۃ ۲۔ فی اللحوم والشحوم ۳۔ فی بیان انواع الخبز ومعرفۃ انواع الطبیخ

۴۔ فی الالبان ومنافعها ۵۔ فی انواع المیاہ

الباب الثانی فی الادویۃ المرکبۃ وفیہ سبعۃ فصول:

۱۔ فی الاشربۃ والربوب والمربیات ۲۔ فی الاقراص والحبوب والایارجات

۳۔ فی ... الدلوکات والسنونات والسفوفات ۴۔ فی المعاجین والتریاقات والاطریفلات

۵۔ فی الادہان ۶۔ فی ادویۃ العین

۷۔ فی المراہم والضمادات والذرورات والعطوسات والسعوطات والحقن والشیافات وغیرها۔

الخاتمۃ فی علاج الملسوع وطرد الحشرات

مؤلف نے دیباچہ میں لکھا ہے کہ معالجات کا بنیاد ادویہ واغذیہ مفردہ ومرکبہ پر ہے، اس لئے طبیب کے لیے دوا کے معروف نام سے واقفیت ضروری ہے نیز دوا کی تعریف وتشریح اس کے اقسام، اس کی بہترین قسم اور اس کے درجات امزجہ کا جاننا ضروری ہے۔ ساتھ ہی قدر شربت، دوا کے منافع ومضرات اور مصلحات وابدال کا علم بھی ہونا چاہیے۔ پھر لکھا ہے کہ ایسی کوئی مختصر تصنیف نظر سے نہیں گذری جو ان تمام معلومات پر محتوی ہو، اسی رسالہ کی تالیف کا یہی سبب بنا۔ مؤلف نے جن کتابوں سے استفادہ کیا ہے، ان میں سے مندرجہ ذیل نام تحریر کیے ہیں:

الجامع لابن بیطار، المنہاج، الاختیارات، القانون، الحاوی، التجیبیات، القرابادین

القلانسی، ادویة الخجندی، الموجز۔

ابتدا: ـــــ "الحمد لله الذی اظهر آثار الحکمة فی المعادن والبقول والاشجار...

اما بعد فیقول... محمد بن علی الطبیب الاصفهانی... وسمیتها تقویم الادویة"

انتہا: ـــــ "الزنابیق یعرب من رائحة الکبریت ورائحة النورة والثوم والاقرب من طبخ الخطمی وعصارة الجنازی والزیت"

اوراق کی تعداد ۷۰ ہے، ہر صفحہ میں ۱۹ سطریں ہیں (باستثنا فصل اوّل دربیان ادویہ)، طول و عرض ۸ء۲۲ × ۵ء۱۶، ۸ء۱۹ × ۵ء۱۱ سینٹی میٹر ہے، کتابت معمولی خط نستعلیق میں ہے، کاتب کا نام اور سن کتابت مرقوم نہیں ہے، تخمیناً تیرھویں صدی ہجری کا ہے، مخطوطہ کی مرمت ہوئی ہے اور نئی شیرازہ بندی کردی گئی ہے۔ مخطوطہ کا نمبر ۱۲۰۱ ہے۔

ذیل کتاب التذکرہ

یہ داؤد انطاکی (م ۱۰۰۸ھ = ۱۵۹۹ء) کی شہرۂ آفاق تصنیف تذکرہ اولی الالباب کا تکملہ ہے جسے ان کے کسی شاگرد نے ترتیب دیا ہے۔ تذکرہ کا خاتمہ حرف ظا پر ہوتا ہے، یہ مخطوطہ ی سے شروع ہوتا ہے اور اس جلد کے آخری حرف (غ) پر تمام ہوتا ہے، دیباچہ کی ابتدا ان الفاظ سے ہوتی ہے:

"الحمد لله رب العالمین... هذا آخر ما وقع عین الناظرین علیه واشتهر اقتصرنا بالتصریح والتنبیه"

اصل کتاب کی ابتدا: ـــــ "بسم الله الرحمٰن الرحیم، بہ نستعین نحمدک اللهم حمد العارفین"

اوراق کی تعداد ۲۱۲ ہے، ہر صفحہ میں ۲۲-۲۶ سطریں ہیں، کتابت نسخ خفی میں ہے، کاتب کا نام صالح بن محمد بن مختار ہے اور سال کتابت ۱۲۰۳ھ ہے، مخطوطہ ہمدرد لائبریری نمبر ۲۱۰ ہے، نیز کیٹلاگ نمبر ۱۷ ہے۔

کتاب لطیف فی الطب

مؤلف نے دیباچہ میں لکھا ہے یہ رسالہ مرویات نبوی میں مندرجہ ذیل تین اقوال کی توضیح پر مشتمل ہے:

۱۔ المعدة بیت الداء ۲۔ الحمیة راس الدواء ۳۔ اصل کل داء البرودة

مؤلف کا نام ابوعبداللہ محمد بن یوسف الحسینی السنوسی (م ۸۶۲ھ = ۱۳۸۶ء) ہے۔

کتابت ایک ہی کاتب کی معلوم ہوتی ہے، سن کتابت بھی ۱۲۴۰ھ ہے، اوراق کی تعداد ۶ ہے۔

یہ مخطوطہ مذکورۂ بالا مخطوطہ کے ساتھ مجلد ہے، اور دونوں کا نمبر ایک ہی ہے۔

الرسالۃ الشہابیۃ فی الصناعۃ الطبیۃ، آقا الیاس محمد بن ابراہیم الشادینی کے علاوہ مزید دو بھی رسائل مندرجہ بالا دو کتابوں کے ساتھ مجلد ہیں۔

کتاب الابدال لما عدم فی الحال

یہ رسالہ تذکرۂ داؤد انطاکی سے انتخاب کردہ ادویہ مفردہ کے بیان پر مشتمل ہے، اوراق کی تعداد ۲۵ ہے، یہ انطاکی کی تصنیف کتاب النزہۃ المبہجۃ فی تشحیذ الاذہان وتعدیل الامزجہ کے ساتھ مجلد ہے۔

دونوں کی کتابت یکساں ہے اور خط نسخ جلی ہے، کاتب کا نام محسن بن عبد الغفار کاشی اور سال کتابت ۱۲۰۸ ہے۔

ابتدا: ـــــ "نحمدک یا من تنزہ بکمالہ عن الاشباہ والنظائر"

ترقیمہ یہ ہے: ـــــ "رقمت ہذہ النسخۃ بعنایۃ سیدی المالک الہمام .... احمد بن عبد الراسع القرشی"

مخطوطہ کا ہینڈ لسٹ نمبر ۲۱۰۴ ہے اور کیٹلاگ نمبر ۸ ہے۔

الجزو العملی من اکمل الصناعۃ

یہ حاذق الملک حکیم محمد کاظم کی اکمل الصناعۃ کا ایک حصہ ہے، جو طب عملی پر مشتمل ہے۔ حکیم کاظم مشہور شیعی مجتہد حیدر علی التستری النجفی کے فرزند تھے۔ ۱۱۴۳ھ = ۱۷۳۰ء میں یا اس کے کچھ عرصہ بعد وفات پائی، کتاب ایک مقدمہ، سات مقالات اور ایک خاتمہ پر مبنی ہے۔ اس کتاب کا ایک مکمل نسخہ رامپور لائبریری میں موجود ہے (کیٹلاگ نمبر ۱۲-۱۳، ص ۶۸)۔

اوراق کی تعداد ۱۱۰ ہے، ہر صفحہ میں ۲۱ سطریں ہیں، خط نستعلیق ہے۔ مخطوطہ کرم خوردہ ہے، کتابت بارہویں صدی ہجری کی معلوم ہوتی ہے۔

ابتدا: ـــــ "الحمد للہ القدیر الشافی الخبیر الکافی... بعد محمد المدعو بکاظم الطبیب المخاطب بحاذق الملک ابن... مولانا حیدر علی التستری النجفی"

مزید معلومات کے لیے ملاحظہ ہو: لائبریری کیٹلاگ جلد چہارم نمبر ۴۴۸، ص ۱۲۱-۱۲۲،

مخطوطہ کا ہینڈ لسٹ نمبر ۲۰۸۶ ہے اور کیٹلاگ نمبر ۴۴ ہے۔

خلاصۃ التذکرۃ فی طب التجربۃ

معالجہ بالادویہ پر ایک مختصر لیکن جامع تصنیف ہے۔ یہ کتاب تین سو چونسٹھ ابواب پر مشتمل ہے۔ اس طرح جسم انسانی سے متعلق بیشتر امراض کا ذکر کیا گیا ہے۔ امراض کے تحت منتخب ادویہ مفردہ مجربہ کے نام تحریر کیے ہیں، کہیں کہیں مرکبات کے نسخے بھی لکھے ہیں۔ دیباچہ میں مؤلف نے ان حکماء و اطباء کے نام لکھ دیے ہیں، جن کی تصانیف سے استفادہ کیا ہے، قدیم اطباء کے تقریباً ۸۰۔ ۸۲ نام تحریر کیے ہیں، پھر اطباء الفرس، اطباء الروم اور اطباء الہند کے عنوان دیے ہیں اور ان کے ناموں کی تفصیل درج نہیں کی ہے۔

دیباچہ میں کتاب کی ترتیب و تہذیب پر روشنی ڈالتے ہوئے، ہر باب کے آخر میں نکتۂ لطیفہ اور ادویہ عجیبہ کے اندراج کا تذکرہ کیا ہے، پھر اپنی تالیف کی اہمیت واضح کرتے ہوئے اسے القانون وغیرہ سے زیادہ کارآمد بتایا ہے:

"فھذہ الرسالۃ وان کانت منتخبۃ للتذکرۃ المفیدۃ لکن انفع منہا واحسن و اتم وانفس للعلاج مع وجازۃ الحجم مبسوطۃ ابسطاً مبیعاً کالقانون والکامل بل ھو اوسع وابسط کما لا یخفی علی الفطن الذکی ذی الحدس حدید النفس"

جسم انسانی سے متعلق امراض کی مختلف انواع کا تذکرہ اس کتاب میں موجود ہے، اس بنا پر کتاب کی افادیت بڑھ جاتی ہے۔

ابتدا: ــــــ "الحمد للہ الواحد الاحد الحکیم ... وبعد فیقول الفقیر الی اللہ الغنی نظام الدین احمد المتطبب الملقب بحکیم الملک الجیلانی ان ھذہ الرسالۃ وجیزۃ مشتملۃ علی علاج امراض ابدان الانسان من الراٗس الی القدم"

انتہا: ــــــ "وقیل ان یوخذ ماء الجبن فی اللبن الحامض ویعکف ویغسل بہ حفافہ فانہ یزول الخواص"

اوراق کی تعداد ۱۷۳ ہے، ہر صفحہ میں ۱۴ سطریں ہیں، طول و عرض ۲۲×۱۰، ۱۷×۹ سینٹی میٹر ہے، کتابت خط نستعلیق میں ہے، عنوانات کے لیے سرخ روشنائی استعمال کی گئی ہے۔ ہینڈ لسٹ نمبر ۱۰۱ہب، کاتب کا نام دبی پرشاد ہے، اور سال کتابت ۱۲۴۶ھ ہے، جیسا کہ ترقیمہ سے ظاہر ہے:

تمت الرسالۃ بعون اللہ تعالی وحسن توفیقہ وتائیدہ، وتم فی التاریخ خلعہ

والعشر [کذا] من شہر جمادی الاخری سنۃ الف ومائتین وستۃ واربعون [کذا] من هجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، بخط احقر العباد دیبی پرشاد عفی اللہ عن سیاتہ"

سرورق پر سابق مالک مخطوطہ "مظفر حسین بن شیخ اللہ داد مرحوم" کی تحریر بضمن ملکیت کتاب ہے، نیز مذکور الصدر کی مہر سرورق اور آخری صفحہ پر ثبت ہے: "برا عدای دین شد مظفر حسین"

مؤلف کا پورا نام نظام الدین احمد المتطبب الملقب بحکیم الملک الجیلانی ہے۔

اسرار العلاج

یہ تصنیف حمیات کے موضوع سے متعلق ہے۔ لائبریری کے فہرست نگار نے مخطوطہ کی داخلی شہادتوں اور دوسرے قرائن سے یہ رائے قائم کی ہے کہ یہ حکیم علی شریف لکھنوی کی تصنیف ہے، جنھیں غازی الدین حیدر (۱۲۳۴ھ - ۱۲۴۳ھ = ۱۸۱۹ء - ۱۸۲۷ء) کے دربار سے رئیس الاطبار کا خطاب ملا تھا۔

ابتدا: ــــ "الحمد لحکیم ھو مودع الفوائد للخفقان... اما بعد فھذہ رسالۃ وجیزۃ وعجالۃ غزیرۃ صنفتھا للحبیب بالسجیر... مولوی مہر علی اقتراحاً من جنابہ علیّ حین قراتہ علی حمیات القانون بعد ما کان صدر سامشہوراً فی المنطق والفلسفۃ وعلم البلاغۃ بل جمیع العلوم والفنون"

اوراق کی تعداد ۴۷ ہے، ہر صفحہ میں ۱۳ اور ۱۷ سطریں ہیں، خط نستعلیق جلی ہے۔ تعلیقات اور تصحیحات بھی ہیں۔ بعض تعلیقات خود مصنف کی ہیں، جن پر "منہ مدظلہ" مرقوم ہے۔ کتابت تیرھویں صدی ہجری کی معلوم ہوتی ہے۔ اس کا کیٹلاگ نمبر ۵ ہے اور ہینڈ لسٹ نمبر ۲۸۵ ہے۔

مزید تفصیلات کے لیے: لائبریری کیٹلاگ جلد چہارم ص ۱۳۲-۱۳۴۔

شرح الموجز

یہ رسالہ سدید الدین الکازرونی کی شرح الموجز کی تشریح اور اس کے بعض حواشی سے متعلق ایرادات پر مبنی ہے۔ یہ حکیم نظام محمد کی تالیف ہے۔

مؤلف نے وجہ تالیف یہ لکھی ہے کہ شرح الموجز کے قسم معالجات کا درس دینے کے دوران بعض اعتراضات ذہن میں آئے، جنھیں قلمبند کر لیا، پھر اسی شرح پر ذکاء اللہ خاں کے حواشی نظر سے گزرے، جو بقول مؤلف، محشی

کے علاوہ فہم اور قلت تدبر پر مشتمل تھے، مؤلف نے اس رسالہ میں انہیں مباحث پر روشنی ڈالی ہے۔ اور اس کا نام "الهداية والوقاية" رکھا ہے۔

اوراق کی تعداد ۵۸ ہے۔ ہر صفحہ میں ۱۱ سطریں ہیں، طول و عرض ۲×۲۰ ، ۱۲ ×۱۲ ، ۵ ۲ × ۱۲ سینٹی میٹر ہے، کتابت خط نستعلیق میں ہے، مخطوطہ بہتر حالت میں ہے، کاتب کا نام اور سن کتابت مرقوم نہیں، کتابت تیرہویں صدی کا ہجری کی معلوم ہوتی ہے۔ مخطوطہ کا نمبر (۱۷۶/۱۰۰۰/۲) ہے

ابتدا:۔ "الحمد لله الذی اوجد مزاج الانسان ... وبعد فیقول غلام محمد بن حکیم محمد صادق علی خان بن اشرف الحکماء محمد شریف خان"

حکیم غلام محمد خاں، حکیم محمد صادق خاں بن حکیم محمد شریف خاں کے بڑے بیٹے تھے جو باپ کی زندگی میں وفات پا گئے۔ حکیم محمد صادق خاں نے ایک رسالہ بنام "شرح تشریح اعضاء مرکبہ" ۱۲۲۷ھ میں ان کی تعلیم کے دوران تصنیف کیا تھا۔

غلام محمد خاں ایک صاحب علم طبیب تھے۔ مختلف علوم و فنون میں متعدد کتابیں لکھیں۔ مہاراجہ پٹیالہ کے معتمد رہے۔ ۴۴ سال کی عمر پائی۔ مگر حفظ سے وا پس ہوا میں اپنے والد سے چھ سال پہلے ۱۲۵۸ھ میں وفات پائی۔ (اطبائے عہد مغلیہ ص۔ ۱۵۰، ۱۶۱)

حاشیہ شرح اسباب المسمی بکشف الاشکالات

یہ علامہ نفیس بن عوض کی مشہور تصنیف شرح اسباب کا ایک حاشیہ ہے، محشی کا نام محمد ہاشم بن حکیم محمد احسن بن محمد افضل ہے۔ دیباچہ میں اس کا نام کشف الاشکالات لکھا ہے اور یہ بھی تحریر کیا ہے کہ اس نام کے اعداد سے کتاب کا سال تکمیل ظاہر ہوتا ہے یعنی ۱۱۴۸ھ میں یہ کتاب مرتب ہوئی۔ دیباچہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ میں نے ابتدا شباب میں اسے لکھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ محشی کا عہد بارہویں صدی کا نصف آخر تھا۔

اوراق کی تعداد ۱۱۶ ہے، ہر صفحہ میں ۲۲ سطریں ہیں، طول و عرض ۲۹ × ۱۹، ۲۲ × ۱۰ سینٹی میٹر ہے کتابت خط نستعلیق میں ہے۔

ابتدا:۔ "الحمد لله الذی هدانا الصراط المستقیم و نعیم عطافا فیه نعمائه العمیم۔

انتہا:۔ ... والك من كلام الشارح فی مقام التدلیس

بل لان البلغمیۃ یمنع من صواب تدابیر الغب وبالعکس، تمام شد"

کیٹلاگ نمبر ۲ ہے، ہینڈ لسٹ نمبر ۲۰۹۶ ہے۔

غایۃ الفہوم فی تدبیر المحموم

یہ حمیات قانون کی شرح ہے، جو حکیم اسحاق خاں بن اسمٰعیل خاں دہلوی کی تصنیف ہے۔ یہ شرح الجیلانی کی شرح قانون سے مستفادہ ہے۔

ابتدا: ــــــ "نحمد اللہ سبحانہ علی ما انعم من تعلیم حقائق العلل والحمیات والامراض"

شارح نے اس کی تکمیل ۱۱۸۲ھ میں کی ہے، جیسا کہ خاتمہ کی عبارت سے ظاہر ہے:

"وجدات ناقۃ حسی ان یجول فی مہامہ طرائقہ التی یشمر من الدخول بہا الفحول ... فجاء بحمد اللہ تزویجا للارواح ... ذخیرۃ لاولی الالباب ... کان ذالک فی رابع شہر رمضان المنسلک فی مشہور سنۃ اثنتین وثمانین ومائۃ بعد الالف من الہجرۃ ..."

ترقیمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مخطوطہ اکبرآباد میں لکھا گیا ہے، اس کے کاتب کا نام عبد اللہ ہے اور سال کتابت ۱۲۰۲ ہجری ہے۔ کتابت عمدہ نستعلیق میں ہے۔

اوراق کی تعداد ۹۴ ہے۔ ہر صفحہ میں ۱۲ سطریں ہیں۔ طول و عرض ۲ ر ۴ ر ۲×۱۶، ۱۶×۸ سینٹی میٹر ہے۔ بعض صفحات پر حاشیہ منہیہ بھی درج ہے۔ متن کی عبارت پر سرخ خط ہے۔ مخطوطہ قدرے کرم خوردہ ہے۔ مرمت کے بعد بہتر حالت میں ہے۔ رامپور میں اس شرح کا ایک نسخہ موجود ہے۔ اس مخطوطہ کا کیٹلاگ نمبر ۳ ہے اور ہینڈ لسٹ نمبر ۲۱۳۹ ہے۔

حکیم اسحاق خاں دہلوی کی ولادت اور نشو و نما دہلی میں ہوئی۔ اپنے والد اسمٰعیل خاں ملقب بہ بقا خاں سے تحصیل علم کی اور علوم حکمت میں ممتاز مقام حاصل کیا۔
نزہۃ الخواطر میں "صاحب تصانیف عدیدہ" لکھا ہے اور دو کتابوں کے نام بھی تحریر کیے ہیں، ایک زیر نظر شرح یعنی غایۃ الفہوم ہے اور دوسری کتاب کا نام "مخار الحکم فی علاج الامراض من الراس الی القدم" ہے۔
تفصیلات کے لیے دیکھیں: نزہۃ الخواطر ج ۶، ص ۲۹۔۳۰، اطبائے عہد مغلیہ ص ۳۸۔۲۹۔

النزهة الزهية في احكام الحمام الشرعية والطبية

حمام کے موضوع پر ایک اہم رسالہ ہے، جو بیک وقت فقہی اور طبی حیثیات کا حامل ہے۔ یہ عبدالرؤف المناوی کی تالیف ہے۔

مؤلف نے دیباچہ میں لکھا ہے کہ حمام میں جانے کی ضرورت ہر خاص و عام کو پیش آتی ہے۔ حمام کے مسائل سے متعلق کوئی تالیف میرے علم میں نہیں ہے۔ اس بنا پر میں نے یہ رسالہ ترتیب دیا۔

لما رأيت احتياج الخاص والعام وكل صعلوك بالطبع الى دخول الحمام ولم اطلع في كلامهم الى تأليف يشفي الاوام، ولا على ما يبرد الخاطر عنه تقاذم الاوهام، لقلة كلام ائمتنا الشافعية في هذا المقام كما قال النووي شيخ مشائخ الاسلام جمعت هذه التحفة السنية وسميتها النزهة الزهية في احكام الحمام الشرعية والطبية

پھر لکھتے ہیں کہ اس کتاب کے مسائل ہر چند کہ تعداد میں کم ہیں، لیکن ان کا نفع بہت کثیر ہے۔

اس کے بعد خاص رسالہ کی اہمیت کو ذکر کرتے ہیں کہ عالم و جاہل سب کے لیے یہ رسالہ نافع ہے:

"منذ وبك مؤلفنا تشد اليه الرحال وتنفع به بل تحتاج اليه الفحول الابطال والعوام الجهال"

یہ تالیف ایک مقدمہ، تین کتاب اور ایک خاتمہ پر مبنی ہے۔ مقدمہ میں لفظ حمام کے معنی لغت و عرف کے اعتبار سے بیان کیے ہیں اور اس پر بھی روشنی ڈالی ہے کہ سب سے پہلے کس نے حمام کی تعمیر کی۔

کتاب اول کا تعلق احکام شرعیہ سے ہے۔ اس میں سات باب ہیں۔ پہلا باب دخول حمام کی شرعی حیثیت کے بیان میں، دوسرا باب دخول حمام کے آداب کے بیان میں، تیسرا باب دخول حمام کے بعد جو اعمال واجب و مستحب ہیں ان کے بیان میں، چوتھا باب حمام سے نکلنے کے وقت اور اس کے بعد کے احکام پر مشتمل ہے، پانچواں باب عورتوں اور مردوں کے لیے خصوصی احکام کے بیان میں، چھٹا باب پانی کے احکام اور اس کے متعلقات کے بیان میں اور ساتواں باب مال، جان یا کسی عضو کے تلف ہونے یا کسی چیز کے چوری ہونے کی صورت میں فقہی احکام کے بیان میں ہے۔

کتاب ثانی طبی احکام سے متعلق ہے، اس میں سات ابواب ہیں۔ پہلا باب حمام کی ہیئت، شکل اور کیفیت کے بیان میں، دوسرا باب حمام کے منافع کے بیان میں، تیسرا باب نقصانات کے بیان میں، چوتھا باب

اس بیان میں کہ دخول حمام کے ارادہ کے وقت کیا کرنا چاہیے اور کیا ذکر کرنا چاہیے۔ پانچواں باب اس بیان میں کہ حمام کے اندر کیا کرنا چاہیے اور کیا ذکر کرنا چاہیے۔ چھٹا باب اس بیان میں کہ جب حمام سے نکلنا ہو تو کیا کرنا چاہیے اور کیا ذکر کرنا چاہیے۔ اور ساتواں باب اس بیان میں ہے کہ حمام سے نکلنے کے بعد کیا کرنا چاہیے۔

کتاب ثالث باب اشعار و اخبار دین حمام کے ذکر پر مشتمل ہے۔

خاتمہ درحقیقت کتاب ثانی کا باب ثامن ہے، جس میں گرم اور سرد پانی کے منافع و مضار کا بیان ہے۔

ابتدا: ـــــــ "الله الحمد علی ما منحنی من نعیم القناعة ... وبعد فیقول العبد الضعیف ... عبد الرؤف ابن المناوی الحدادی"

انتہا: ـــــــ فاخبرت المهدی بذلك فتعجب علیه بعد ذلك حتی قبله و الله اعلم بالصواب، و صلی الله علی سیدنا محمد و علی آله و صحبه و سلم"

مؤلف کا پورا نام زین الدین محمد عبد الرؤف بن تاج العارفین بن علی بن زین العابدین الحدادی المناوی القاہری الشافعی ہے۔ سال ولادت ۹۵۲ھ = ۱۵۴۵ء ہے۔ قاہرہ میں اقامت گزیں رہے۔ اور وہیں ۱۰۳۱ھ = ۱۶۲۲ء میں وفات پائی۔ علوم متنوعہ میں دستگاہ رکھتے تھے اور صاحب تصانیف کثیرہ تھے۔ الزرکلی نے چھوٹی بڑی تصانیف کی تعداد ۸۰ لکھی ہے۔ بروکلمان نے ۵۰ کتابوں کے نام لکھے ہیں۔ اس رسالہ کا بھی تذکرہ کیا ہے۔

کشف الظنون میں بھی ان کی تصانیف کا ذکر ہے اور سال وفات ۱۰۳۱ھ ہی لکھا ہے یہ تصنیف کشف الظنون ج ۲ ص ۱۴۳۲ پر مذکور ہے اور سال تکمیل ۱۰۰۹ھ تحریر کیا ہے۔

کحالہ نے البدر الطالع کے حوالے سے سال وفات ۱۰۲۹ھ بھی لکھا ہے۔

مزید حالات کے لیے ملاحظہ ہو۔ لائبریری کیٹلاگ ج ۳ ص ۱۲۸ - ۱۲۹، الاعلام ج ۷ ص ۷۵، معجم المؤلفین ج ۵ ص ۲۲۰، بروکلمان ج ۲ ص ۳۰۵ - ۳۰۶۔

اوراق کی تعداد ۲۰ ہے، ہر صفحہ میں ۲۳ سطریں ہیں، طول و عرض ۲۰×۱۴، ۱۵×۱۰ سنٹی میٹر ہے کتابت نسخ عربی میں ہے، عنوانات کے لیے سرخ روشنائی استعمال کی گئی ہے۔ کاتب کا نام اور سال کتابت درج نہیں ہے۔ سرورق پر کسی سابق مالک مخطوطہ کی تحریر ہے۔ نام مٹا دیا گیا ہے اور سن پر خط کھینچ دیا گیا ہے۔ پھر بھی ۱۱۲۳ھ صاف پڑھا جاتا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ مخطوطہ ۱۱۲۳ھ یا اس سے قبل کا نوشتہ ہے۔

یہ رسالہ اپنے موضوع پر حاوی ہے۔ نقلی حصہ میں آیات قرآنی، روایات حدیث اور اقوال فقہاء کے حوالے بکثرت موجود ہیں۔ طبی حصہ میں مختلف طبی کتابوں کے حوالے ہیں۔ بقراط اور جالینوس کے اقوال بھی درج کیے ہیں۔ اطباء مغرب میں مروان بن عبدالملک الاشبیلی اور ابن زہر کا قول نقل کیا ہے۔ ابوسہل مسیحی کے اقوال بکثرت نقل کیے ہیں۔

اس کے نسخے چند دیگر کیٹلاگ میں مذکور ہیں۔ براکلمان نے ان تین کیٹلاگ کا تذکرہ کیا ہے: قاہرہ ج ۶ نمبر ۲۰۶، برلن ۶۴۰۹، Goth ۱۹۸۵۔

اس کا تفصیلی بیان کیٹلاگ نمبر ۲۸ پر مذکور ہے۔ ہینڈ لسٹ نمبر ۲۱۱ ہے۔

جامع الامانی

یہ ایک طبی ملخص ہے، جو اختصار کے باوصف بیشتر مسائل پر حاوی ہے۔ اور ان معلومات پر مشتمل ہے، جن کا استحضار ایک طبیب کے لیے ضروری ہے۔ کتب سلف کے اقتباسات پر یہ کتاب مبنی ہے۔ مؤلف نے اسے بارہ مقالات پر تقسیم کیا ہے۔ اور ہر مقالہ متعدد ابواب پر منقسم ہے۔ مقالات کی فہرست درج ذیل ہے:

۱۔ امور طبعیہ	۵۔ دلائل عشرہ النبض بول وغیرہ	۹۔ حمیات
۲۔ تشریح	۶۔ تقسیم انواع ادویہ	۱۰۔ اورام، بثور، قروح وغیرہ
۳۔ ستہ ضروریہ و اسباب غیر ضروریہ	۷۔ امراض متفرع الاعضا	۱۱۔ امراض جلدیہ
۴۔ احوال بدن انسانی باعتبار صحت و مرض	۸۔ امراض مخصوصہ بمرداں و زناں	۱۲۔ علاج سموم، لدغ ہوام وغیرہ

خاتمہ: تفصیل اوزان طبی

لائبریری کیٹلاگ جلد نمبر ۴ نمبر ۸۰ پر اس کتاب کا بیان ہے۔ مؤلف کا نام محمد امانی ابن محمد الفضل البرناس البدخشی ہے۔ فہرست نگار نے خیال ظاہر کیا ہے کہ مؤلف ایک ہندوستانی صاحب علم معلوم ہوتا ہے، جس کا تعلق گیارھویں صدی ہجری کا ہے۔ اس قیاس کی بنیاد یہ لکھی ہے کہ مؤلف نے جن شخصیتوں کا حوالہ اپنی کتاب میں دیا ہے، ان میں سب سے آخری نام نورالدین محمد بن حکیم عین الملک شیرازی کا ہے، جو عہد شاہجہانی (۱۰۳۷-۱۰۶۸ھ = ۱۶۲۸-۱۶۵۸ء) سے متعلق ہے۔ اس بنا پر مؤلف کا عہد گیارھویں صدی ہجری کے وسط سے قبل کا نہیں ہو سکتا۔

یہ تالیف اپنی ترتیب، انداز بیان اور اختصار کی بنا پر بقول فہرست نگار، ایک درسی کتاب بننے کے لائق ہے۔ اس کتاب کی ترتیب قرشی (۶۸۷ھ = ۱۲۸۸ء) کی الموجز اور نفیسی (۸۴۲ھ = ۱۴۳۸ء) کی تالیف کے

کے طرز پر ہے۔ مؤلف نے ان دو کتابوں کے اقتباسات بکثرت نقل کیے ہیں۔

ابتدا:— "الحمد للہ الحکیم الشافی والصلوٰۃ علی محمد الشفیع الکافی... اما بعد فیقول العبد الضعیف... محمد اماد ابن محمد افضل البرلاس البدخشی الکرمکی... لما رأیت علم الطب افضل العلوم واشرف الصناعۃ فاردت ان اؤلف رسالۃ مختصرۃ حاویۃ علی ما یجب استحضارہ فی ذلک العلم فجمعت اقوال الاطباء من الکتب المطولۃ بلا تغییر العبارت والالفاظ و سمیتہا "بجامع الامانی" و رتبتہا علی اثنا عشرۃ مقالۃ"

انتہا:— "ماء الرمان الحلو... ویطبخ مع نصفہ من العسل... ثم یضاف علیہ من الزعفران... ویلعق منہ کل غدوۃ قدر ملعقۃ فیقوی القوی والذہن... وہو الموثوق فی کل الامور"

ترقیمہ:— "تمت... بتاریخ پانزدہم من شہر ذی قعد (؟) بروز سہ شنبہ بوقت سہ پہری، از دست فقیر غریب واضعف حقیر بندہ درگاہ ایزد متعال سید عزیز اللہ برای مشیخت پناہ میان شیخ محمد یعقوب تحریر یافت، سنہ چہارم جلوس والا بہادر شاہ غازی..."

کتابت معمولی خط نستعلیق میں ہے، کاتب کا نام سید عزیز اللہ ہے۔ سال کتابت ترقیمہ میں سنہ جلوس بہادر شاہی لکھا ہے۔ سرنامہ پر سابق مالک کا نام لکھا ہے، جو مرمت کے سلسلے میں کاغذ کے نیچے چھپ گیا ہے، لیکن تاریخ ۲۰ رمضان ۱۱۲۱ھ صاف پڑھی جاتی ہے، جس کے معنی یہ ہوئے کہ ترقیمہ میں بہادر شاہ اوّل مراد ہے، اور اس طرح سال کتابت ۱۱۲۲ھ قرار پاتا ہے۔

اوراق کی تعداد ۲۰۲ ہے، ہر صفحہ میں ۱۲ سطریں ہیں، طول و عرض ۵.۰۳۰×۲۱۲۳، ۲۲×۱۹ سینٹی میٹر ہے۔ عنوانات کے لیے سرخ روشنائی سے کام لیا گیا ہے، بعض صفحات پر تعلیقات ہیں، جو الفاظ یا عبارت کی تشریح کے سلسلے میں ہیں یا مضمون کی وضاحت کے لیے اہم کتابوں سے اقتباسات نقل کیے گئے ہیں۔

کیٹلاگ نمبر ۸ ہے اور ہینڈ لسٹ نمبر ۲۰۹۵ ہے۔

Khuda Bakhsh Library
Acc. No. 36879
31.3.86

حاوی الشفا

معالجات پر قطب الدین احمد القریشی کی بسیط تصنیف ہے۔ سرنامہ پر یہ نام لکھا ہوا ہے:

"کتاب الشفاء تالیف قطب الدین احمد القریشی الصدیقی"

لیکن خاتمہ کتاب پر اس کا نام حاوی الشفا لکھا ہے:

"قد تمت بعیامن ... واھب العطایا جلد الاول من کتابی ھذا حاوی الشفاء انشا قطب الدین احمد الصدیقی القریشی"

اس سے یہ پتا چلتا ہے کہ مصنف نے اسے دو جلدوں میں مرتب کیا ہے اور اس کی جلد اول ہے، نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ اس کا نام حاوی الشفا ہے۔

امراض کی تشریح کے بعد ادویہ کا بیان ہے، مخطوطہ ناقص الاول ہے۔ پہلی عبارت (ق۱۔ الف) پر یوں شروع ہوتی ہے:

"لا یکون بینھما وبین المرض واسطة کایجاب العفونة للحمی"

ق ۱ (ب) پر صرف ایک سطر ہے، اس لیے ق ۲ (الف) سے عبارت مربوط نہیں ہے، حاشیہ پر تعلیقات بزبان عربی ہیں۔

اوراق کی تعداد ۲۵ ہے، ہر صفحہ میں ۱۹ سطریں ہیں، طول و عرض ۲۴×۱۷٫۵، ۱۷٫۵×۹ سینٹی میٹر ہے۔ مخطوطہ خط نستعلیق شکست آمیز میں لکھا گیا ہے۔ کاتب کا نام اور سن کتابت مرقوم نہیں ہے۔ تقریباً تیرہویں صدی ہجری کی تحریر ہے۔ مخطوطہ کرم خوردہ و آب زدہ ہے، جس کی مرمت کی گئی ہے۔

مخطوطہ کا ہینڈلسٹ نمبر ۲۹۳۸ ہے۔

کتاب الاقوال الکافیہ والفصول الشافیہ

یہ تالیف گھوڑوں کے انتخاب، نگہداشت اور تربیت نیز ان کے امراض و علاج پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب یمن کے خاندان رسولیہ کے پانچویں حکمراں الملک المجاہد علی بن داؤد بن یوسف بن علی بن رسول الرسولی کی تالیف ہے۔ جس کا عہد ۷۲۱-۷۶۴ھ = ۱۳۲۱-۱۳۶۳ء ہے۔

برکلمان نے اس کتاب کے مؤلف کے نام کے ساتھ الملک المجاہد لکھا ہے، لیکن اس مخطوطہ کے سرورق پر نام اس طرح مرقوم ہے:

"تالیف الملک المظفر بن الملک المؤید داود الرسولی الغسانی رحمہم اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ"

ابتداء: ـــــــ "الحمد للہ اللطیف بخلقہ المتکفل لھم قبل السوال بسابغ رزقہ احمدہ علی نعمہ وھو خیر من القدم"

انتہا: ـــــــ "واکثر ما یعیش الفیل عند خانی الیمن خمسین او ستین سنۃ ... والحمد للہ رب العالمین ..."

اوراق کی تعداد ۱۱۰ ہے، ہر صفحہ میں ۱۹ سطریں ہیں، طول و عرض ۲۵ × ۱۸ ر ۱۶ × ۹ سینٹی میٹر ہے۔ مخطوطہ قدرے کرم خوردہ ہے۔ مرمت کے سلسلہ میں نئی شیرازہ بندی کی گئی ہے۔ کتابت نسخ عربی میں ہے عنوانات سرخ روشنائی سے خط ثلث میں لکھے گئے ہیں۔

کاتب کا نام محمد بن احمد المغربی المکی المالکی ہے، سال کتابت ۹۹۲ھ ہے جیسا کہ ترقیمہ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے:

"ووافق الفراغ من تحریرہ ... یوم الثلاثا الرابع والعشرین من شھر محرم الحرام افتتاح سنۃ اثنین وتسعین وتسعمائۃ ... علی ید العبد الفقیر ... محمد بن علی المغربی المکی المالکی ..."

ق ۲ - ۹۳ (ب) گھوڑے کے بیان پر مشتمل ہے۔ ایام جاہلیت، عہد نبوی اور عہد مابعد کے مشہور گھوڑوں پر بھی روشنی ڈالی ہے، ق ۹۳ (الف) ۹۹ (الف) خچر اور گدھے کے بیان پر مشتمل ہے اور ق ۹۹ (الف) - ۱۱۲ (الف) پرندوں سے متعلق امور بیان کیے ہیں۔

مخطوطہ کا کیٹلاگ نمبر ۱۱۵ ہے۔ ہینڈ لسٹ نمبر ۲۰۵ ہے۔

کتاب الخیل والبیطرہ

یہ کتاب گھوڑوں سے متعلق ہے اور ان کی سعادت و نحوست، ان کی نسل و تربیت اور ان کے امراض و علاج پر مشتمل ہے۔

مصنف کا نام ناصر الدین محمد بن یعقوب بن اخی حزام الخیلی ہے، جو خلیفہ معتمد باللہ کا داروغہ اصطبل تھا، وفات ۹۰۰ ہجری کے قریب ہوئی - (لائبریری کیٹلاگ ج ۳ نمبر ۱۱۴۰ ص ۱۹۷ - ۱۹۹)

ابتدا میں گھوڑوں سے متعلق چند حدیثیں ہیں جو [ابو علی] حنبل بن عرفات العبدی (م ۲۵۷ھ)
کے واسطے مروی ہیں، الدمیاطی نے ۱۰۷ سال کی عمر پائی ۔

لائبریری میں اس کتاب کے دو نسخے موجود ہیں:

۱۔ اوراق کی تعداد ۲۵ ہے۔ ہر صفحہ میں ۱۷ سطریں ہیں۔ کتابت خط نسخ جلی میں ہے۔ سال کتابت
۷۰۵ھ ہے۔ کتاب کا نام مطلا و منقش مستطیل اور دائرہ میں مرقوم ہے۔ اس کا ہینڈ لسٹ نمبر ۲۲۰۶ ہے
اور کیٹلاگ نمبر ۱۱۳ ہے۔

۲۔ اوراق کی تعداد ۳۲ ہے، ہر صفحہ میں ۱۵ سطریں ہیں۔ طول و عرض ۳۲×۲۱/۵
×۲۰×۱۵ سنٹی میٹر ہے۔ یہ مخطوطہ مذکورۃ الصدر نسخہ سے نقل کیا گیا ہے۔ کتابت خط نسخ میں ہے۔ جداول سیاہ
و سرخ خطوط پر مبنی ہے۔ کاتب کا نام حکیم سید ابوالحسن جیوی ہے۔ سال کتابت ۱۹۱۲ء ہے۔
اس کا ہینڈ لسٹ نمبر ۲۲۰۷ ہے۔

دیوان الحیوان

"کتاب الحیوان" کمال الدین الدمیری (م ۸۰۸ھ = ۱۴۰۵ء) کی شہرۂ آفاق تصنیف ہے۔ علامہ جلال الدین
السیوطی نے اس کا اختصار اس طرح کیا ہے کہ حشو و زوائد کو ساقط کر کے اس کے عوض ۰۰ باتوں کا اضافہ کیا ہے:

"حذفت من حشوہ ... و عوضت منہ امورنا"

(۱) جن حیوانات کا ذکر کتاب الحیوان میں موجود ہے ان میں کسی ادبی، لغوی یا اثری فائدہ کا اضافہ (۲) جن حیوانات
کا ذکر الدمیری سے چھوٹ گیا ہے ان کا اضافہ۔ السیوطی نے لکھا ہے کہ لغت کی جو کتابیں موجود تھیں ان سے
ان موادکا انتخاب کیا ہے۔ ان کتب لغویہ وادبیہ کے نام بھی لکھے ہیں جو نقل کیے جاتے ہیں:

۱۔ الغریب المصنف لابی عبید (م ۲۲۴ھ = ۸۳۸ء)   ۲۔ المجمل لابن فارس (م ۳۹۵ھ = ۱۰۰۵ء)

۳۔ الجمہرۃ لابن درید (م ۳۲۱ھ = ۹۳۳ء)   ۴۔ دیوان الادب للفارابی (م ۳۳۹ھ = ۹۵۰ء)

۵۔ الصحاح للجوہری (م ۳۹۳ھ = ۱۰۰۶ء)   ۶۔ مختصر العین للزبیدی (م ۳۷۹ھ = ۹۸۹ء)

۷۔ القاموس للفیروزآبادی (م ۸۱۷ھ = ۱۴۱۴ء)

۸۔ کتاب الطیر للنضر بن [شمیل] (م ۲۰۳ھ = ۸۱۹ء)

۹۔ کتاب الطیر لابی حاتم السجستانی (م ۲۴۸ھ = ۸۶۲ء)   وغیر ذلک

السیوطی نے اضافہ کردہ اسماء کو ایک مختصر ... شکل میں ترتیب دیا اور اس کا نام "ذیل الحیوان" رکھا

یہ رسالہ ضمیمہ کے طور پر کتاب کے آخر میں موجود ہے۔

نیز الدمیری کے بیان کردہ اسماء کو اپنے اضافہ کردہ ناموں کے ساتھ ایک علیحدہ رسالہ میں مرتب کیا ہے اس کا نام عنوان الدیوان رکھا ہے یہ رسالہ کتاب کی ابتدا میں شامل ہے۔

اوراق کی مجموعی تعداد ۲۵۲ ہے، سطروں کی تعداد مختلف ہے، طول و عرض ۵ر۲۶×۱۰ سینٹی میٹر ہے۔ حوض کا طول و عرض مختلف ہے، کاتب کا نام اور سال کتابت مرقوم نہیں ہے۔ بعض شواہد کی بنا پر دسویں صدی ہجری کی کتابت معلوم ہوتی ہے۔ کتابت قدیم خط نسخ میں ہے۔ مخطوطہ بہتر حالت میں ہے عناوین کے لیے سرخ روشنائی استعمال کی گئی ہے۔

ق ۱۲۷ اور ۱۲۸ کی کتابت قریب العہد ہے، بارہویں صدی ہجری کا تخمینہ ہے۔ مندرجہ ذیل اوراق جزءاً حامل البیاض ہیں:

ق ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۵، ۱۲۲، ۱۳۲، ۱۳۶، ۱۴۰، ۱۴۲، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۹، ۱۶۸،

ق ۱۱۷ (الف) کا وسطی حصہ سادہ ہے، حاشیہ پر یہ عبارت کاتب کے قلم سے مرقوم ہے:

"نقص ورقة ضاعت من اصل المؤلف"

۱۔ عنوان الدیوان فی اسماء الحیوان (ق ۱-۱۸)

یہ رسالہ ۱۸ اوراق پر مشتمل ہے، ہر صفحہ میں تقریباً ۱۰ سطریں ہیں۔ حوض کا طول و عرض ۲۲×۱۲½ سینٹی میٹر ہے:

ابتدا: ـــــ الحمد لله وسلم على عباده الذين اصطفى... ولاجد انى اختصرت كتاب حياة الحيوان للامام كمال الدميرى رحمه الله وزدت عليه كثيرا مما فاته [فاته] من اسماء الحيوان... ثم رأيت ان اجرد ما حواه الكتاب من اسماء الحيوان اصلا وزيادة فى هذا المختصر وسميته عنوان الديوان فى اسماء الحيوان"

انتہا: ـــــ "العادى الجراد تم بحمد الله وعونه..."

صفحہ کے آخری حصہ میں یہ تحریر ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مخطوطہ علی بن احمد جبرئیل نامی کی ملکیت میں رہ چکا ہے:

"فی نوبة الفقير على ابن الشيخ احمد جبرئيل"

۲۔ دیوان الحیوان (ق ۱۹-۲۴۳ ب)

اوراق کی تعداد ۲۳۴ ہے، سطروں کی تعداد ۲۰ ہے۔ حوض کا طول و عرض ۲۲×۵ر۱۳ سینٹی میٹر ہے، ترتیب

حروف تہجی کے اعتبار سے، یعنی اسماء کے پہلے حرف کا اعتبار کیا گیا ہے۔

ابتدا: ـــــ "الحمد لله خالق الحیوان انواعا مختلفة... هذا تالیف لطیف اختصرت فیه کتاب الحیوان للامام کمال الدین الدمیری"

انتہا: ـــــ "ومنها ما امیزه اختصارا ولکونه منقولا عن کتاب متاخر وهو القاموس و(فیه) جانب کبیر اوردته فی القسم الثانی کما اشرت الیه فی الخطبة ...."

بعض حیوانات کے ضمن میں السیوطی نے موضوع سے متعلق اپنے مستقل رسائل کو نقل کیا ہے۔ ان میں سے چند رسالوں کے نام درج کیے جاتے ہیں:

۱۔ "نظام اللسد فی اسماء الاسد" (جس میں شیر کے پانچ سو نام جمع کیے گئے ہیں، ورق ۲۰-...)

ابتدا: ـــــ "الحمد لله خالق الاسد"

۲۔ "جر الذیل فی علم الخیل" (ق ۹۸-۱۲۲) ابتدا: "الحمد لله خالق الجواد والخیل"

۳۔ "کتاب الودیک فی فضل الدیک" (ق ۱۲۰-۱۳۲) ابتدا: "الحمد لله والصلاة والسلام علی رسول الله صلی الله علیه وسلم"

۴۔ "بلوغ المارب فی اخبار العقارب" (ق ۱۶۵-۱۷۱) ابتدا: "الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفی"

سرورق پر بخط قدیم یہ عبارت مرقوم ہے:

"هذه النسخة بخط تلمیذ المؤلف وهو حرامی د [کذا] الناصری"

اس تحریر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس نسخے کی کتابت السیوطی کے کسی شاگرد حرامی د الناصری نامی نے کی ہے۔

سرورق کے حاشیہ پر سابق مالک مخطوطہ کا نام بخط عادی یوں مرقوم ہے:

"فی نوبة الفقیر ابراهیم بن ادریس بیگ"

اس کے نیچے مہر ہے، جو پوری طرح پڑھی نہیں جاتی، صرف لفظ ابراهیم واضح ہے۔ یہی مہر و تحریر ذیل الحیوان کے آخری صفحہ پر بھی ہے۔

سرورق پر زریں اور رنگین خطوط پر مبنی جدول ہے، جسے دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اوپر کے حصہ میں انہیں خطوط پر مبنی ایک مثلث بنایا ہے، جس میں سرخ و سیاہ روشنائی سے کتاب اور مصنف کا نام مرقوم ہے، تحتی حصہ میں خط عادی میں یہ عبارت مرقوم ہے، جو بعد کی کتابت معلوم ہوتی ہے:

"الحمد للہ قرأت اول ھذا الکتاب علی سیدنا ومولانا الامام العلامۃ المسند اللغوی السید ابی الفیض المرتضیٰ محمد بن الحسینی الزبیدیؒ ادام اللہ"

اس تحریر سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ صاحب تاج العروس مرتضیٰؒ الزبیدی (م ۱۲۰۵ھ = ۱۷۹۰ء) کے زیر نظر یہ نسخہ رہا ہے، اور ان کے کسی شاگرد نے ان سے اسے پڑھا ہے۔ حاشیہ پر جو نام مرقوم ہے، اس کی اور اس تحریر کی روشنائی ایک ہی معلوم ہوتی ہے۔ پھر بھی قطعیت کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ ابراہیم مذکور ہی اس نسخہ کے قاری اور اس تحریر کے کاتب ہیں۔

ق ۱۴۳ اور ۱۴۴ کے درمیان کاغذ کا ایک ٹکڑہ چپکا ہے۔ ق ۱۴۳ (ب) اور ۱۴۴ (الف) پر مچھلی کا ذکر ہے۔ اس کاغذ کی تحریر اسی سے متعلق ہے، کتابت کاتب مخطوطہ ہی کی ہے اور صح تصحیح کا نشان بھی موجود ہے۔

۲۔ ذیل الحیوان (ق ۲۲۲ ب۔ ۲۲۵)

یہ رسالہ ۱۲½ اوراق پر مشتمل ہے، ہر صفحہ میں ۲۷ سطریں ہیں، حوض کا طول و عرض ۲۲×۱۳ سینٹی میٹر ہے۔ ترتیب حروف تہجی کے اعتبار سے ہے۔

دیوان الحیوان کا اختتام ۲۲۲ (الف) کے بالائی حصّہ پر ہو جاتا ہے، زیریں حصہ پر ایک مثلث کے اندر یہ عنوان درج ہے۔

"ذیل الحیوان تالیف شیخنا الامام العالم العلامۃ حافظ العصر ابی الفضل جلال الدین ابن الامام کمال الدین السیوطی الشافعی فسح اللہ ...."

ابتدا: ــــ "الحمد للہ علی ما انعم وصلی اللہ علی رسولہ محمد وسلم، ھذا ما وقع الوعد بہ من افراد الحیوان الزاید علی ما فی کتاب الشیخ کمال الدین الدمیری رحمہ اللہ مرتبا علی حروف المعجم"۔

انتہا: ــــ "الیفنہ البقرۃ، ھذا آخر کتاب زیادۃ عنوان الدیوان فی اسماء الحیوان للامام الحافظ الحجۃ الجلال السیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ ... والحمد للہ رب العالمین"۔

دیوان الحیوان اور ذیل الحیوان کی کتابت تقریباً یکساں ہے اور ایک ہی کاتب کی معلوم ہوتی ہے۔

عنوان الدیان کی کتابت کچھ مختلف ہے ۔

اپنے موضوع پر یہ ایک اہم اور وقیع اضافہ ہے ۔ اس کے طبع ہونے کا کوئی واضح ثبوت نہ مل سکا ۔

یہ مخطوطہ مختلف جہات سے اہمیت کا حامل ہے ۔

۱۔ سرورق پر لکھی ہوئی تحریر کے مطابق یہ علامہ سیوطی کے کسی شاگرد کا نوشتہ ہے ۔

۲۔ ق ۱۰ پر کاتب کی یہ تحریر کہ ایک ورق گم ہے، جو مؤلف کے اصل نسخے ہی سے ضائع ہو گیا" اس سے یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ یہ مخطوطہ مؤلف کے اصل نسخہ سے منقول ہے ۔

۳۔ سرورق پر لکھی ہوئی دوسری تحریر سے یہ بات معلوم ہوئی کہ یہ نسخہ مرتضیٰ الزبیدی کی نظر سے گذرا ہے اور کسی شاگرد نے اس نسخہ کو ان سے پڑھا ہے ۔

مؤلف کے مختصر حالات علامہ سیوطی دنیائے تالیف و تصنیف میں ایک ممتاز ترین مقام رکھتے ہیں، کثرت تصنیف کی بنا پر ان کو "اعجوبة الدهر" کا لقب بھی ملا ہے ۔ ان کی شخصیت محتاج تعارف نہیں پھر بھی مختصر تذکرہ نامناسب نہیں ۔

ان کا پورا نام جلال الدین، ابو الفضل عبد الرحمن بن ابی بکر بن محمد بن سابق الدین الخضیری السیوطی ہے قاہرہ میں پیدا ہوئے ۔ اور وہیں نشو و نما پائی، سال ولادت ۸۴۹ھ = ۱۴۴۵ء پانچ سال کی عمر میں یتیمی کا صدمہ اٹھانا پڑا ۔ ابھی آٹھ سال کے بھی نہ ہوئے تھے کہ قرآن حفظ کر لیا، اپنے عہد کے ممتاز علماء سے مختلف علوم و فنون میں کسب فیض کیا، اور بیشتر علوم میں تبحر و اختصاص حاصل کیا ۔ تقریباً پندرہ سال کی عمر سے تصنیف و تالیف کا آغاز کیا ۔ اور عمر کے آخر حصہ تک یہ سلسلہ جاری رہا ۔ چالیس سال کی عمر کے ہوئے، تو عزلت گزیں ہو گئے ۔ ان کی بہتیری تصانیف اسی دور کی یادگار ہیں ۔

امراء اور رؤسا ان کی خدمت میں حاضر ہو کر ہدایا پیش کرتے لیکن وہ قبول نہیں کرتے، سلطان نے انہیں کئی بار دعوت دی، مگر دربار میں کبھی حاضر نہیں ہوئے، تحائف و ہدایا بھیجے، تو انھوں نے واپس کر دیے تادم مرگ اپنے اصول پر قائم رہے ۔ قاہرہ میں ۹۱۱ھ = ۱۵۰۵ء میں وفات پائی اور باب القرافہ کے باہر دفن کیے گئے ۔

تصانیف کی تعداد: علامہ سیوطی نے اپنی کتاب "حسن المحاضرة فی اخبار مصر و القاہرة" میں اپنی تصانیف کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ تین سو تک پہنچ چکی ہے ۔ یہ ان تصانیف کے علاوہ ہیں جن سے رجوع کر لیا ہے یا جنہیں تلف کر دیا ہے ۔ کشف الظنون میں تقریباً ۵۰۰ کتابوں کے نام لکھے ہیں ۔ صاحب الاعلام نے تعداد تقریباً ۶۰۰ لکھی ہے

معجم المطبوعات میں لکھا ہے کہ پانچ سو سے زیادہ کتابوں کے مصنّف تھے۔ براکلمان نے ۱۰۵ مخطوطات و مطبوعات کا تذکرہ کیا ہے۔ ظوگل نے ۵۰۶ تصانیف کا تذکرہ کیا ہے۔ جمیل بگ نے اپنی کتاب عقد الجوہر میں ۵۰۶ تصنیفات کا ذکر کیا ہے (معجم المطبوعات ص ۴، ۱۰) البغدادی نے ہدیۃ العارفین میں تقریباً ۶۰۰ کتابوں کے نام درج کیے ہیں۔

اس مخطوطہ کا نمبر 2216 ہے۔

حوالہ کے لیے: لائبریری کیٹیلاگ ج ۵ حصہ اول ص ۲ حسن المحاضرہ ج ۱، ۱۵۵-۱۸۸؛ معجم المطبوعات ص ۱۰۷۳-۱۰۸۵، کشف الظنون ج ۱ ص ۶۹۷، ہدیۃ العارفین ج ۱ ص ۵۳۴-۵۴۴، الاعلام ج ۴ ص ۷۱-۳، معجم المصنفین ج ۵، ص ۱۲۸-۱۳۱، برو کلمان ج ۲ ص ۱۴۳-۱۵۸

فارسی مخطوطات

نور العیون

ایک نادر، اہم اور قدیم فارسی تصنیف "نور العین" کے نام سے لائبریری میں موجود ہے۔ اس کا تعلق علم طب سے ہے اور موضوع چشم انسانی ہے۔ یہ کتاب مکمل ہے اور آنکھ کی تشریح، امراض اور علاج پر مشتمل ہے۔

مصنّف کا نام ابو روح محمد بن منصور بن ابی عبداللہ بن منصور الجرجانی ہے۔ اور "زرین دست" کے نام سے معروف ہے۔ ایتھے نے الجرجانی کی جگہ الینی لکھا ہے۔ (بوڈلین کیٹیلاگ نمبر ۱۵۷۵)

دیباچہ میں مؤلف نے لکھا ہے کہ زمانہ ماضی میں عربی زبان کا رواج تھا۔ اس لیے وہ علوم جو سریانی، یونانی، ہندوانی وغیرہ میں تھے، انہیں عربی میں منتقل کر لیا گیا۔ لیکن جس زمانہ میں یہ کتاب لکھی جا رہی ہے فارسی دری کا عام رواج ہے اور ارباب اقتدار کی زبان بھی فارسی ہے، اس بنا پر یہ کتاب فارسی میں مرتب کی گئی ہے۔

پھر اس کتاب کی تالیف کا باعث یہ تحریر کیا ہے کہ زمانہ ماسبق میں طب پر بہت کچھ لکھا گیا، لیکن چشم و امراض چشم کے موضوع سے اعتنا نہیں کی گئی۔ یا اگر کسی نے دلچسپی لی بھی تو کما حقہ اس موضوع پر روشنی نہیں ڈالی، چنانچہ لکھتے ہیں:

«چوں نگاہ کردم ندیدم ہمہ کسانی کہ پیش از من بودند در طب سخن گفتند در چشم کمتر گفتند۔

حکمائے ماضی کی اس موضوع کی طرف توجہ کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"وحنین بن اسحاق کتابی کردہ بود، مفرد در چشم دہ مقالات در ترکیب و علاج و داو (و دوا؟) بدادہ است، و ابن ماسویہ نیز کتابی کردہ است و محمد بن زکریا رازی، و غیر ایشان از اطبا، بزرگ کہ معروف اند، ایشان ہر یکی چیزی کردہ اند اما انچہ بایست یاد نکردند۔"

پھر لکھتے ہیں کہ جالینوس سے قبل اور بعد کے حکما نے امراض چشم کا تو تذکرہ کیا ہے، لیکن علاج پر روشنی نہیں ڈالی ہے یا اگر علاج کا بیان ہے، تو بیان تام نہیں ہے، ان حالات کے پیش نظر مؤلف نے اپنے مربی ملک شاہ بن محمد بن داؤد سلجوقی (٤٦٥ - ٤٨٥ھ = ١٠٧٢ - ١٠٩٢ء) کے ایما پر ٤٨٠ ہجری میں یہ کتاب نور العین کے نام سے ترتیب دی اور حنین بن اسحاق کے اتباع میں اسے سوال و جواب کی شکل میں مرتب کیا۔

ابتدا: ——— "بدانکہ اول علم بزبان یونان و سریانی بود تا بوقت پیغامبر ما علیہ اسلام"

انتہا ——— "حکیم مجہول گوید کہ ہر کہ بترسد کہ روشنائی وی برود و بترسد از نابینائی باید کہ مادام شلجم خورد خام یا پختہ و رسیری و گرسنگی چندانکہ تواند خوردن تا سیر گردد۔"

اوراق کی تعداد ٬٫ہے۔ ہر صفحہ میں ، اسطریں ہیں کتابت خط نستعلیق میں ہے، سال کتابت ٩٨٠ھ ہے۔

ترقیمہ ——— "تمت الکتاب بعون الملک الوہاب تحریراً فی غرہ شہر ذی الحجہ الحرام سنۃ ثمانین و تسعمائۃ الہجریۃ النبوی"

آخر کی عبارت ناقص ہے۔ آخری صفحہ کا نصف اور بعض صفحے خالی البیاض ہیں۔

مخطوطہ آب زدہ اور قدرے مجروح ہے۔ مرمت میں نئی شیرازہ بندی کی گئی ہے۔

دیگر نسخ: فہرست مشترک پاکستان (ج ١، ص ٦٣٧)

مزید معلومات کے لیے ملاحظہ ہو: لائبریری کیٹلاگ ج ١١، ص ١، نمبر ٩٦١۔

اس مخطوطہ کا کیٹلاگ نمبر ٩٦١ (جلد ١١) ہے اور ہینڈ لسٹ نمبر ١٠١١ ہے۔

الاغراض الطبیہ ⊡

علم طب کے موضوع پر ایک بسیط اور نہایت کارآمد تصنیف ہے، اس کا پورا نام "الاغراض الطبیۃ والمباحث العلائیہ" ہے۔

اس مخطوطہ سے متعلق حکیم خورشید احمد شفقت اعظمی کا ایک تفصیلی مقالہ خدابخش لائبریری جرنل شمارہ

⊡ طبع شدہ

۱۲ میں شائع ہو چکا ہے، پھر بھی یہاں پر مختصر تعارف نامناسب نہیں معلوم ہوتا۔

یہ کتاب ذخیرۂ خوارزم شاہی کے شہرہ آفاق مصنف اسماعیل بن حسین جرجانی کی تصنیف ہے۔ جرجانی کے سال وفات میں اختلاف ہے، اختلاف کا ماحصل یہ ہے کہ اس کی وفات ۵۳۰ھ = ۱۱۳۶ء سے ۵۳۵ھ = ۱۱۴۱ء کے درمیان ہوئی۔ اس کتاب کو مصنف نے ابوالمظفر اتسز بن خوارزم شاہ (۱۱۲۷ - ۱۱۵۶ء) کے وزیر مجد الدین ابو محمد الصاحب بن محمد البخاری کے ایما پر مدون کیا ہے، یہ کتاب طب کے نظری اور عملی مباحث پر بڑی حد تک حاوی ہے۔

یہ مخطوطہ اپنی قدامت اور حسن کتابت کی بنا پر اہمیت کا حامل ہے، یہ تین حصوں میں منقسم ہے اور ہر حصہ رنگین و زریں سرنامہ پر مشتمل ہے، ۶ اوراق پر مبنی ایک فہرست مضامین ہے۔ اس کا سرنامہ بھی رنگین، زریں اور منقش ہے۔

اوراق کی تعداد ۴۳۲ ہے، ہر صفحہ میں ۱۷ سطریں ہیں، طول و عرض ۲ر۱۸×۱۲' ۵ر۳۴×۵ر۱۵ سینٹی میٹر ہے۔

ابتدا: ـــــ "اما بعد حمد اللہ تعالیٰ ... بباید دانست کہ ہر کہ مجلس بادشاہان جوید و تحفہ خواہد برد ... و ہیچ تحفہ چوں تحفۂ علمی نیست"۔

کتابت خط نستعلیق میں ہے، کاتب کا نام رشید علی محمد الحسینی ہے۔ سن کتابت ۹۴۹ ہجری ہے۔

ترقیمہ کی عبارت یہ ہے: ـــــ "تم الاغراض الطبیۃ والمباحث العلائیۃ بعون اللہ تعالیٰ ... فرغت فی اول شعبان سنۃ تسع واربعین وتسعمائۃ ... العبد رشید علی محمد الحسینی غفر اللہ لہ ولوالدیہ"

اس مخطوطے سے متعلق پروفیسر محمد محفوظ الحق کلکتہ یونیورسٹی کا ایک وقیع مضمون ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال کے جرنل نمبر ۱ جلد ۲ (فروری ۱۹۳۶ء) میں شائع ہوا تھا، مجلہ کا متعلقہ حصہ اس مخطوطہ کے ساتھ منسلک کر دیا گیا ہے۔

سر ورق پر موجود بعض تحریروں اور مہروں کی بنا پر اس مخطوطہ کی اہمیت میں مزید ہو جاتی ہے۔ بعض الفاظ اب پڑھے نہیں جاتے، لیکن پروفیسر محفوظ الحق کے مضمون سے ان الفاظ کی تعیین ہو جاتی ہے اور یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ یہ مخطوطہ دربار اکبری کے مشہور طبیب فتح اللہ گیلانی اور عہد اکبری و جہانگیری کے بلند پایہ اور اہل قلم

امیر خانخاناں عبدالرحیم بن بیرم خاں کی ملکیت میں رہ چکا ہے۔ تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ تحریر: "اللہ اکبر داخل عاریت خانہ اقل عباد فتح اللہ بن ابوالفتح گیلانی شد"

مہر: "فتح اللہ بن ابوالفتح"

۲۔ تحریر: "اللہ اکبر در احمد نگر از قاضی افضل ہدیہ شد بتاریخ سنہ ہزار و دو زیادہ ....

محمد [عبدالرحیم] ابن [محمد بیرم]"

مہر: "خان خاناں مرید اکبر شاہ"

"اطبائے عہد مغلیہ" کے مؤلفہ حکیم سید علی کوثر چاند پوری نے "الاغراض الطبیہ" کا اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ اس کتاب سے متعلق پروفیسر سید عبدالقادر پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور کا بھی ایک مقالہ ہے، جو انڈیا آفس لائبریری لندن کے مخطوطہ پر تحقیقی کام کے سلسلہ میں لکھا گیا ہے (اطبائے عہد مغلیہ، صفحہ ذیل تصویر مؤلف

زیر نظر مخطوطہ کا ہینڈ لسٹ نمبر ۲۳۶۳ ہے)

ذخیرہ خوارزم شاہی ⊡

یہ اسماعیل الجرجانی کی شہرہ آفاق تصنیف کا ایک قدیم ترین مخطوطہ ہے۔ یہ دو جلدوں میں مجلد ہے۔ جلد اوّل ۱۸۹ اوراق پر مشتمل ہے اور جلد ثانی میں ۲۱۴ اوراق ہیں۔ اوراق کی مجموعی تعداد ۴۰۳ ہے۔ ہر صفحہ میں ۲۱ سطریں ہیں۔ طول و عرض ۱۷ × ½ ۱۲، ۱۶ × ۱۰ انچ ہے۔ پوری کتاب کو نو حصوں میں تقسیم کیا ہے اور ہر حصہ کا نام بخش (کتاب) رکھا ہے۔ پہلی جلد ابتدائی پانچ حصوں پر مشتمل ہے اور دوسری جلد میں بقیہ پانچ حصے ہیں۔ کتابت پاکیزہ خط نسخ میں ہے۔ مخطوطہ باستثنار بعض اوراق محمد بن احمد بن عثمان کا لکھا ہوا ہے۔ اکثر حصوں کے اختتام پر اس حصہ کی تاریخ کتابت مرقوم ہے۔ بخش اوّل کے آخر میں یہ ترقیمہ ہے، جس سے معلوم ہوا کہ یہ حصہ ۶۶۴ھ میں لکھا گیا ہے:

"در خوب ترین وقتی تمام شد کتاب نخستین از کتابہا ر ذخیرہ واز پس این کتاب دوم آید ان شاء اللہ تعالیٰ ... عشر او سط شہر اللہ المبارک ذی قعدۃ ستہ اربع وستین وستمائۃ ہجریہ بر دست ضعیف عاجز ترین ہمہ خلائق محمد بن احمد بن عثمان خندکس سمنانی [کذا]"

دوسرے حصہ کے آخری سات ورق احمد بن ابوالقاسم کے نوشتہ ہیں۔ سن کتابت ۶۶۴ھ ہے۔ ترقیمہ یہ ہے: ــــــ "تمام شد کتاب دوم از ذخیرہ خوارزم شاہی واز پس این کتاب سیم آید

⊡ طبع شدہ، مخطوطہ قدیم ہے۔

ان شاء اللہ تعالیٰ وقع الفراغ من تحریرہ الرابع والعشرون من رجب المبارک سنۃ احدی واربعین وسبعمائۃ علی ید العبد الضعیف ... احمد ابن محمد ابن ابی القاسم الحارمی [الخوارزمی ؟]"

اسی کاتب کے نوشتہ چند اوراق دونوں جلدوں میں کہیں کہیں مل جاتے ہیں، پہلی جلد کی ابتدا میں چند اوراق اور دوسری جلد کے آخری دو ورق ابلہ کے نوشتہ ہیں، مزید تاریخہائے کتابت مختلف حصوں کے آخر میں اس طرح مرقوم ہیں: بخش چہارم، ربیع الثانی ۶۶۵ھ، بخش ششم، شوال ۶۶۸ھ بخش ہفتم و ہشتم، ذوالحجہ ۶۶۸ھ

بالترتیب دونوں جلدوں کے نمبر یہ ہیں: ہینڈ لسٹ نمبر ۹۷۶، ۹۷۷، کیٹلاگ نمبر ۹۶۲، ۹۶۳ (ج ۱۱)

تفصیلی معلومات کے لیے ملاحظہ ہو: لائبریری کیٹلاگ ج ۱۱، ص ۴-۶

لائبریری میں ذخیرۂ خوارزم شاہی کے تین اور نسخے ہیں، جن میں ایک نسخہ جو تین جلدوں پر مشتمل ہے، ۹۵۶ھ کا نوشتہ ہے۔

اختیارات بدیعی ▫

یہ کتاب علی بن الحسین الانصاری المشہور بہ حاجی زین العطار (۸۰۶ھ = ۱۴۰۳ء) کی تصنیف ہے، جو دو مقالات پر مشتمل ہے۔ پہلا مقالہ ادویہ مفردہ اور دوسرا مقالہ ادویہ مرکبہ کے بیان میں ہے۔

یہ کتاب ۱۸۷۹ء میں بمقام کانپور طبع ہو چکی ہے، اس کا ذکر اس بنا پر نامناسب نہیں ہے کہ یہ مخطوطہ قدیم ترین نہیں تو قدیم تر ضرور ہے۔ اس کا سال کتابت ۹۹۶ھ ہے، کاتب کا نام "برہان" ہے کتابت نستعلیق خفی میں ہے۔ جدول زرین اور رنگین خطوط پر مبنی ہے۔ ہر مقالہ کی ابتدا میں منقش عنوان ہے۔

اس پر شاہان اودھ میں سے سلیمان جاہ، امجد علی شاہ اور واجد علی شاہ کی مہریں ہیں۔

تفصیل کے لیے: لائبریری کیٹلاگ جلد ۱۱، ص ۱۰-۱۱؛ مزید معلومات اور دیگر نسخوں کے لیے: فہرست مشترک پاکستان ج ۱، ص ۴۷۷-۴۸۰

مخطوطہ کا ہینڈ لسٹ نمبر ۹۵۰ ہے اور کیٹلاگ نمبر ۹۶۸ ہے۔

ترجمۂ قانون ▪

یہ مخطوطہ ابن سینا (م ۴۲۰ھ = ۱۰۳۰ء) کی شہرۂ آفاق تصنیف القانون (کتاب دوم) کے ترجمہ پر مشتمل ہے۔ ترجمہ عہد اکبری کے مشہور اہل علم ملا فتح اللہ بن فخر الدین شیرازی (م ۹۹۷ھ = ۱۵۸۹ء) کا ہے۔

یہ مخطوطہ دو جلدوں میں مجلد ہے۔ اوراق کی تعداد ۳۵۰ ہے، ہر صفحہ میں ۱۹ سطریں ہیں۔ طول و عرض

▫ طبع شدہ ▪ غیر طبع شدہ

۲۷.۵×۲۱۹×۱۶.۱۹، سینٹی میٹر ہے۔ کتابت نستعلیق شکستہ آمیز ہے۔ سال کتابت ۱۰۰۲ھ ہے۔ یعنی یہ مخطوطہ مترجم کی وفات کے پانچ سال بعد کا نوشتہ ہے عنوانات کے لیے سرخ روشنائی استعمال کی گئی ہے۔

ابتدا:- "الحمد للہ رب العالمین، حمدی کہ لمعات صدق آن ... جان را منور سازد"

انتہا:- "دیاک کند... برائے تحلیل وہیا کندا زبرای تیعال ..."

ترقیمہ- "تمام شد کتاب ودوم از قانون فارسی ... ومترجم آن ... فتح اللہ بن فخر الدین شیرازی است، ودر تاریخ ... شہر ربیع بالمرزا الف واثنتین ... در شہر لاہور، درایام سلطنت جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی ..."

مخطوطہ کرم خوردہ اور آب زدہ ہے، بعض اوراق کے مجروح ہونے کی بنا پر کاغذ چسپاں کر دیا گیا ہے۔

سرورق پر ایک کہنہ مدور کاغذ کا ٹکڑہ چسپاں کر دیا گیا ہے۔ جس پر یہ نام مرقوم ہے: "ملک ابی الفتح محمد عبدالشکور البہاری المانوری سنہ ۱۳۱۹ الف وثمانمائۃ وتسع عشرہ"۔

"مولانا عبدالشکور مانوری" مولانا مسعود عالم ندوی سابق کیٹیلاگر خدابخش لائبریری کے والد کا نام تھا۔ چنانچہ عبارت بالا کے نیچے مولانا ندوی کی یہ تحریر موجود ہے:

اپنے والد ماجد مولانا عبدالشکور صاحب مدظلہ کی یہ کتاب میں نے کتب خانہ کو ہدیہ کی۔ مسعود عالم ندوی (کیٹیلاگر) ۲۹-۳-۶۰ھ = ۲۷-۴-۴۱ء

فتح اللہ شیرازی کے حالات کے لیے: بادشاہ نامہ ص ۳۵۰، عمل صالح، مآثر الامراء ا ص ۱۰۰، اکبر نامہ ج ۳ ص ۲۹۶، منتخب التواریخ ص ۲۴۳، اطبائے عہد مغلیہ ص ۱۵۱-۱۵۷، نزہۃ الخواطر ج ۵۔

اس مخطوطہ کا ہینڈ لسٹ نمبر ۲۴۹۷

منتخب الاطبا

معالجات کے موضوع پر ایک کارآمد رسالہ ہے، یہ رسالہ ۲۹ ابواب پر مشتمل ہے۔ مؤلف کا نام کہیں پر مذکور نہیں ہے۔ رضا لائبریری رامپور اور ندوۃ العلماء لائبریری لکھنؤ میں بھی اس کے نسخے موجود ہیں۔ فہرست مشترک پاکستان (ص ۴۸-۴۹، ۵۰) نسخوں کا تذکرہ ہے اور مؤلف کا نام خیر اللہ الہ آبادی (۱۰۸۴ھ - ۱۰۰۱ھ)

= ۱۶۴۸ء) لکھا ہے۔

لائبریری میں اس کے دو نسخے موجود ہیں:

۱۔ یہ نسخہ ۱۵ اوراق پر مشتمل ہے۔ سطروں کی تعداد ۱۳ ہے، طول x عرض ۳ر۲۱ x ۱۴، ۵ر۱۷ x ۵ر۸ سینٹی میٹر ہے۔ یہ نسخہ ۲۸ ابواب پر مشتمل ہے۔ انتیسواں باب نہیں ہے۔ پہلا ورق بھی موجود نہیں ہے۔ اس لیے ابتدا یوں ہوتی ہے:

"ونام این منتخب الاطبا نہادہ شد کہ مارا و دیگراں [را] بکار آید"

انتہا: ـــــ "بعدہ سرد شدن نگاہدارد، رقی از آں آب بر یک تولہ مس گداختہ، بمقصود رسد، در قلعی انداز دماہ شود"

کتابت خط شکست میں ہے۔ سال کتابت ۱۲۲۴ھ ہے۔ کاتب کا نام مذکور نہیں ہے، لیکن یہ مرقوم ہے کہ مخطوطہ بختاور سنگھ نامی کے لیے لکھا گیا:

"... مرقوم پنجم جمادی الاول ۱۲۲۴ھ ... تمام شد کتاب نسخہ برائے خاطر داشت برخوردار بختاور سنگھ طول عمرہ"

ترقیمہ کے نیچے "مجربات ہندی طب" مرقوم ہے۔

آخر میں مزید ۸ اوراق ہیں، جن پر نسخے نقوش اور مختلف تحریریں ہیں۔

۲۔ یہ نسخہ ابتدائی ۶۱ اوراق پر مشتمل ہے۔ پہلا ورق بھی موجود نہیں ہے۔ سطروں کی تعداد ۱۰ ہے، طول x عرض ۲۴ x ۱۷، ۱۹ x ۵ر۹ سینٹی میٹر ہے۔

مجملہ ۲۹ ابواب کے چھ ابواب اس نسخہ میں شامل ہیں، باب ششم بھی نامکمل ہے۔

ابتدا یوں ہوتی ہے: ـــــ "باتمام رساند و نام آں منتخب الاطبا نہاد"

انتہا: ـــــ "علاج روشنی چشم فلفل ... برگ نیب و سر ما نیز یک درم کوفتہ خشک کردہ"

کتابت نستعلیق مائل بہ شکست ہے۔ کاتب کا نام اور سال کتابت معلوم نہ ہو سکا، تخمیناً تیرھویں صدی ہجری کا ہے۔

مخطوطہ کا ہینڈ لسٹ نمبر ۱/۲۰۱۳ ہے۔

خیر التجارب

فن معالجات میں ایک کارآمد رسالہ ہے۔ امراض کے اسباب و علامات پر روشنی ڈالنے کے بعد امراض سے متعلق مفرد و مرکب ادویہ کا بیان ہے۔ یہ رسالہ ۲۲ ابواب پر مشتمل ہے۔ باب بست و دوم کے بعد بارہ اوراق

میں مرکبات کا بیان ہے، جس کے تحت الاطریفل، حبوب، حلویٰ، روغن، سفوف وغیرہ کے نسخے درج کیے ہیں۔

لائبریری کے دو نسخوں میں سے ایک حامل دیباچہ ہے جس میں مؤلف نے اپنا نام فتح اللہ مانک پوری لکھا ہے اور لکھا ہے کہ "میں نے حکمائے نامدار سے علم طب حاصل کیا اور علم طب میں فضلا و حکما نے جو بے انتہا تصانیف چھوڑی ہیں بقدر استعداد ان کتابوں سے مستفید ہوا۔ پھر میں نواب خیراندیش خاں کے دربار سے وابستہ ہوگیا اور نواب موصوف کے حسب ارشاد اپنے مجربات پر مشتمل ایک کتاب ترتیب دی تاکہ بندگان خدا کو ضرورت کے وقت کام آئے۔"

لیکن توضیحی فہرست مخطوطات کتب خانہ ہمدرد کراچی (جلد اوّل ص ۸۹ - ۹۱) میں خیر التجارب کے نسخوں کا تعارف کراتے ہوئے، مؤلف کا نام خیراندیش خاں لکھا ہے اور وجہ تالیف مذکورہ بالا بیان سے مختلف لکھی ہے، نیز اس کا سال تصنیف ۱۰۹۵ھ = ۱۶۸۴ء تحریر کیا ہے۔ فہرست مشترک پاکستانی (ج ۱، ص ۵۵۸ - ۵۵۹) میں خیر التجارب کے نام سے دو کتابوں کا تذکرہ کیا ہے۔ ایک کا مؤلف محمد کاظم کو بتایا ہے اور دوسرے کا محمد خان، خیراندیش خان عالمگیری کو۔ محمد کاظم کی تالیف کو ۲۳ ابواب پر مبنی لکھا ہے۔ ابواب و فصول کی جو تفصیلات درج کی ہیں، وہ زیر نظر مخطوطہ سے بالکل مماثل ہے۔

فہرست نگار نے خیراندیش خاں کی تالیف کو تین مقالات پر مبنی بتایا ہے اور مقالہ دوم کے مضامین کو محمد کاظم کی تالیف سے مماثل تحریر کیا ہے۔ (فہرست مشترک پاکستان ج ۱، ص ۵۵۸-۵۵۹)

ابتدا: ـــــــــ "الحمد للہ کہ خالق کل مخلوقات ... اما بعد می گوید بندہ ضعیف شیخ فتح اللہ مانکپوری"

انتہا: ـــــــــ "... و رنگ روی لعل شود و طعام ہضم گردد و درد بندہا بالکل دور شود و منافع بسیار داست"

اس کے دو نسخے لائبریری میں موجود ہیں:

۱- اوراق کی تعداد ۱۰۱ ہے، ہر صفحہ میں ۱۷ سطریں ہیں، طول و عرض ۵ر۲۲ × ۵ر۱۲، ۱۹ × ۹ سینٹی میٹر ہے، ق ۹۸ موجود نہیں ہے۔ کاتب کا نام کریم الدین ہے۔ کتابت کا سال صرف ۳ سنہ لکھا ہے۔ ترقیمہ کی عبارت یہ ہے: ـــــــــ "تمام شد نسخہ خیر التجارب بروز جمعہ وقت عصر تاریخ سیوم ربیع الاول ۳ سنہ بخط بندہ احقر کریم الدین طالب علم ولد شیخ بہیج الدین بن شیخ بدر الدین ..."

ہینڈ لسٹ نمبر ۱/۱۴۱/۲۷ ہے۔

۲۔ اوراق کی تعداد ۲۰ ہے۔ ہر صفحہ میں ۱۸ سطریں ہیں۔ طول و عرض ۵ر۲۴ × ۵ر۱۷، ۵ر۱۹ × ۵ر۱۰ سینٹی میٹر ہے۔

ابتدا بغیر دیباچہ کے اس طرح ہے:

"باب اوّل در امراض سر و این مشتمل است بر لبت و پنج فصل"

انتہا نسخۂ متقدم الذکر کے مطابق ہے۔ کتابت خط نستعلیق مائل بہ شکست میں ہے، کاتب کا نام بھوانی سنگھ ہے سن کتابت ۱۲۱۱ سنہ فصلی ہے۔

ترقیمہ: ــــــ تمام شد نسخہ خیر التجارب روز دو شنبہ... ۲۶ سنہ مطابق ۱۲۱۱ سنہ فصلی در بلدۂ عظیم آباد بخط بندہ بھوانی سنگھ تحریر یافت"۔

ہینڈ لسٹ نمبر ۴۲۹۸ ہے۔

انیس الاطباء

یہ رسالہ علاج الامراض سے متعلق ہے۔ مؤلف کا نام ابوالخیر محمد بن محمد الفارسی ہے۔ ریحانۃ الادب میں ان کا تذکرہ ہے۔ غیاث الدین منصور (م ۹۴۰ھ = ۱۵۳۳ء) کا شاگرد بتایا ہے۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ مؤلف کا عہد دسویں ہجری ہے۔ ان کی دیگر تصانیف کا تذکرہ کیا ہے، مگر اس کتاب کا ذکر نہیں کیا ہے (ریحانۃ الادب ج ۷، ص ۹۴) ایک دوسری تصنیف کے ذیل میں ان کا نام لکھا ہے اور دسویں ہجری کے اطباء میں شمار کیا ہے۔ فہرست مشترک پاکستان (ج ۱، ص ۲۲۵)

کتاب دو صحیفوں پر منقسم ہے، ابتدا میں علم طب کا مختصر تعارف ہے۔ صحیفۂ اولیٰ میں طب نظری سے بحث کی گئی ہے اور عناصر، امزجہ، عظام، اعصاب، عضلات، نبض وغیرہ پر روشنی ڈالی ہے۔ پھر تشریح اعضاء کا سلسلہ شروع کیا ہے۔

صحیفۂ دوم میں امراض سے بحث کی ہے، فصل کے عنوان کے تحت امراض کے نام لکھے ہیں، اسباب و علامات بیان کرنے کے بعد علاج تجویز کیے ہیں۔

یہ نسخہ ناقص ہے۔ کیٹلاگ میں اسے ناقص الآخر لکھا ہے، جبکہ اس کا آخری ورق، جس کا موجودہ نمبر ۲۰ ہے درمیانِ کتاب موجود ہے۔ اس لیے یہ مخطوطہ ناقص الوسط ہے۔ یعنی درمیان کے اوراق غائب ہیں۔ اس بنا پر تشریح اعضاء کا سلسلہ بحث جگر (گردہ) تک پہنچ کر رہ گیا ہے، اور اس کے بعد کے اوراق نہیں ہیں۔

ابتدا: ـــــ "حمد نامحدود قادرے حکیم را سزاوار است کہ مصور صنعتش از ترکیب اجسام متخالفہ و کیفیات متضادہ، ہیکل مطبوع انسان را بر احسن صورتی تصویر نمود"۔

اوراق کی تعداد ۱۳۵ ہے۔ ہر صفحہ میں ۲۵ سطریں ہیں۔ یہ مخطوطہ مکہ مکرمہ میں لکھا گیا، سال کتابت ۹۶۲ھ ہے، قرینہ ہے کہ یہ عہد مؤلف کا مخطوطہ ہے۔ ترقیمہ ق ۲۰ پر اس طرح مرقوم ہے:

"فرغت من تحریر هذا الکتاب... بمکة المشرفة فی... ۹۶۲..."

ہینڈ لسٹ نمبر ۹۵۳ ہے اور کیٹیلاگ نمبر ۴۹۸ ہے۔

نافع الخلق

معالجات قانون وغیرہ کے اقتباس پر یہ رسالہ مبنی ہے۔ مختلف امراض کی کیفیات ادویہ مرکبہ کے نسخے اور ان کے منافع جمع کیے ہیں۔

ابتدا: ـــــ "الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد این رسالہ ایست در علم طب مسمیٰ نافع الخلق تالیف احقر العباد سید عبد الفتاح المخاطب من الرسول الامین بخواجہ عبد اللہ تمکین منتخب از معالجات قانون وغیر آن"۔

انتہا: ـــــ "بدانکہ بحران کہ دران منصدوقی و جمیع مستفرغات ممنوع آمد این است چہارم هفتم یازدہم سیزدہم چہاردہم ہفدہم... بست و یکم بست چہارم بست ہفتم سی ام سی و چہارم سی هفتم چہلم باتمام رسید نسخہ نافع الخلق تالیف سید عبد الفتاح خان صاحب مرحوم بتاریخ چہارم صفر ۱۲ ہجری [کذا]"

دیباچہ سے صرف یہ معلوم ہو سکا کہ مؤلف کا نام سید عبد الفتاح المخاطب بخواجہ عبد اللہ تمکین ہے۔ ترقیمہ میں سن کی جگہ پر صرف ۱۲ کا عدد مرقوم ہے، جس سے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ تیرہویں صدی کی کتابت ہے۔ اوراق کی تعداد ۲۸ ہے۔

مخطوطہ کا نمبر ۱/۱۵۹۹ (Acc.) ہے۔

قرابادین معصومی

ادویہ مرکبہ پر مشتمل یہ قرابادین حکیم محمد معصوم بن کریم الدین شوستری شیرازی کی تالیف ہے۔ اطبائے عہد مغلیہ میں مؤلف کا سال وفات ۱۱۰۲ھ=۱۶۹۱ء مرقوم ہے۔ دیباچہ میں قرابادین کا سال تکمیل ۱۰۵۹ھ

۱۶۴۳ء لکھا ہے، یہ تالیف ایک مقدمہ، سات مقالات اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔

اس کے چار نسخے لائبریری میں موجود ہیں، جن میں ایک نسخہ قابل ذکر ہے:

یہ نسخہ ۲۵۸ اوراق پر مشتمل ہے، سطور ۱۵، کتابت معمولی نستعلیق میں ہے، عنوان منقش ہے، کتابت ۱۱۱۴ کی ہے۔

ابتدا: ـــــ "تحمیدی کہ لسان اعتذار تذکار سبحان صوامع افلاک در اظہار و تکرار آن بعجز قائل و معترف است"۔

اس مخطوطہ کا ہینڈ لسٹ نمبر ۱۰۰۰ ہے اور کیٹلاگ نمبر ۹۸۹ ہے۔

دوسرے دو نسخوں کے نمبر یہ ہیں، ہینڈ لسٹ نمبر ۱۰۰۱ - ۲۰۰۲، کیٹلاگ نمبر ۹۹۰ - ۹۹۱، چوتھے نسخے کا ہینڈ لسٹ نمبر ۳۵۹۴ ہے۔

تفصیلی معلومات کے لئے ملاحظہ ہو: لائبریری کیٹلاگ ج ۱۱، ص ۲۴ - ۲۵، اطبائے عہد مغلیہ، ص ۱۸۵، فہرست مشترک پاکستان ج ۱، ص ۶۹۰ - ۶۹۱، ہمدرد کراچی ج ۱، ص ۷۰ - ۷۱۔

شفاء القلوب

علم طب پر ایک جامع اور مختصر تالیف ہے، جو مبادی علم طب، حفظان صحت، معالجات، ادویہ وغیرہ و مرکب کے بیان پر مشتمل ہے، کتاب ایک مقدمہ، تین ابواب اور ایک خاتمہ پر مبنی ہے، ابواب کی تقسیم در تقسیم ان ناموں سے کی ہے، مقالہ، فصل، منفعت، مطلب، بحث، قاعدہ، فائدہ، قانون، فن اور تعلیم، مضامین کی ترتیب درج ذیل ہے:

مقدمہ در بیان شرف علم طب و تعریف آن۔ ق ۶ (الف) — باب اوّل در حفظ صحت ق ۷ (ب)

باب دوم کیفیت علاج ق ۴۶ (ب) — باب سوم در ادویہ و اغذیہ ق ۶۲ (الف)

خاتمہ در متفرقات ق ۱۶۱ (ب)

ابتدا: ـــــ "محامد مقدس اساس و سپاس بی قیاس حکیمی را روا است کہ باقتضاء شفا پیرای اشارات حکمت کافیہ"

انتہا: ـــــ "بر بازوی طفل یا غیر وی بندد از شر دیو و جنیان و غیر آن در امان باشد و ہیچ آسیبی و آفتی از حوادث زمان بوی نرسد ان شاء اللہ تعالیٰ"۔

اوراق کی تعداد ۱۶۹ ہے، ہر صفحہ میں ۱۵ سطریں ہیں، طول و عرض ۲۲ر۵ × ۱۵، ۱۴ر۵ × ۶ سینٹی میٹر ہے۔ کتابت پاکیزہ خط نسخ میں ہے۔ مخطوطہ پر قدامت کے اثرات پائے جاتے ہیں، اکثر اوراق پر باریک کاغذ چپیاں کر دیا گیا ہے۔ لائبریری کیٹلاگ میں اسے ناقص الآخر قرار دیا گیا ہے، ق ۱۶۸ (ب) کی آخری سطر کو کتاب کی آخری عبارت کی حیثیت سے نقل کیا گیا ہے، لیکن اس وقت مخطوطہ ۱۶۹ اوراق پر مشتمل موجود ہے، ق ۱۶۹ اس کا آخری ورق ہے، جس پر کتاب مکمل ہوتی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فہرست سازی کے وقت آخری ورق موجود نہیں تھا۔ یا کسی دوسرے مجموعہ میں شامل تھا۔ نئی جلد سازی کے وقت وہ ورق مل گیا اور کتاب مکمل ہو گئی۔

اس مخطوطہ کی کتابت دو ہاتھوں کی ہے۔ ق ۱ - ۱۲۱ کی کتابت گہری سیاہ روشنائی سے ہے جو بعض اوراق پر پھیل گئی ہے اور کہیں کہیں عبارت پڑھی نہیں جاتی۔ ق ۱۲۲ سے آخر تک کی کتابت کچھ بعد کی معلوم ہوتی ہے، لیکن خاتمہ کے ذیل کی تحریر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ حصہ چار سال بعد یعنی ۱۱۱۰ھ میں لکھا گیا ہے، ترقیمہ کی عبارت یہ ہے:

"وعلی هذا قد ختمنا هذا الکتاب ولیکن هذا القدر کافیا التذکو الاحباب وقد فرغت من تالیفه وتسویده یوم الخمیس عاشر ذی حجة سنه ست ومائة بعد الالف من الهجرة وانا مؤلفه المحتاج احمد الهد عو بجلال الدین الطبیب البرجندی غفر الله له ولوالدیه واحسن الیهما والیه والحمد لله اولا و آخرا وظاهرا وباطنا"

خاتمہ کے ذیل میں یہ عبارت خط عادی میں مرقوم ہے:

"وقد وفقت باتمام ما الحقه المصنف وفقه الله سبحانه النسخة الاصل الذی هو بخطه وانا اقل العباد عملا... محمد رضا بن الحسینی وکان ذلک ببلدة غزنین لازالت موطنة لاهل التمکین سنة عشر ومایة بعد الالف من الهجرة النبویة علی مهاجرها الوف الاثنیة والتحیة"

اس تحریر کی بنا پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ پہلا حصہ خود مؤلف کا نوشتہ ہے اور ۱۱۰۶ھ میں لکھا گیا ہے، اور دوسرا حصہ ۱۱۱۰ھ کا نوشتہ ہے، جس کی کتابت محمد رضا بن الحسینی نے شہر غزنین میں کی ہے۔

دیباچہ میں مصنف کا نام "احمد الطبیب البرجندی الشہیر بجلال الدین" مرقوم ہے، مؤلف نے یہ کتاب عمدۃ الملک نواب امیر خان کے لئے تالیف کی اور کابل کے دورے کے موقع پر نواب مذکور کی خدمت میں پیش کی، امیر خاں محمد شاہ کے امرا میں تھا اور الہ آباد کی گورنری پر ۱۱۵۲ھ = ۱۷۳۹ء میں فائز ہوا تھا، (انڈیا آفس لائبریری کا کیٹلاگ جلد ۱۱ ص ۳۴ بحوالہ بیل بایوگرافیکل ڈکشنری ص ۱)، اس مخطوطہ کا ہینڈ لسٹ نمبر ۲۰۸۰ ہے اور کیٹلاگ نمبر ۱۰۰۶ (جلد ۱۱) ہے۔

ریاض الفوائد

طب کے ہر دو شعبہ، نظری و عملی پر محتوی ایک جامع اور بسیط تالیف ہے۔ مؤلف نے دیباچہ میں اپنا نام اس طرح رقم کیا ہے: "امانی بن محمد افضل بن محمد عارف بن محمد حسین میرزا ابن محمد تولک سلطان والی تالقان" فہرست مشترک پاکستان جلد ا ص ۵۹۲) میں ۶ نسخوں کی تفصیلات بیان کی ہیں نیز سالار جنگ میوزیم اور آصفیہ میں اس کے نسخوں کی موجودگی کا تذکرہ کیا ہے۔ مؤلف کے نام کی تصحیح اس طرح کی ہے: تولک [توبک] تالقان [تالقان]

مؤلف نے تحصیل علم طب کا تذکرہ کرتے ہوئے، اپنے استاذ شیخ عبداللطیف بن شیخ عبدالحق کا ذکر کیا ہے۔ [بہ سال ۱۱۴۳ھ = ۳۱-۱۷۳۰ء، فہرست مشترک] پھر لکھا ہے: کہ "متقدمین و متاخرین کی اہم عربی کتابوں سے استفادہ کرنے کے بعد مطلوبات کا اختصار فارسی میں پیش کیا ہے۔"

کتاب ایک مقدمہ دو فنون اور ایک خاتمہ پر مبنی ہے، مقدمہ میں ماہیت طب، موضوع طب اور طب کی غایت و غرض کو دو فصلوں میں بیان کیا ہے، فن اوّل علم نظری پر مشتمل ہے اور اس میں سات مقالے ہیں، فن دویم علم عملی سے متعلق ہے اس میں بھی سات مقالے ہیں۔ دونوں فنون میں ہر مقالہ کے تحت ابواب و فصول کی تقسیم رکھی ہے، خاتمہ بارہ فصلوں پر مشتمل ہے جس میں اطباء و مرضیٰ کے لئے چند اہم ہدایات اور کارآمد معلومات پیش کیے ہیں۔

ابتدا: ـــــ "سپاس بے قیاس مر حکیمی راکہ محمومان الم عصیان را بہ دوای شفا رحمت نجات بخشیدہ و مسمومان سم خوردۂ نسیان را بہ تریاق لاتقنطوا من رحمۃ اللہ خلاصی دادہ"۔

انتہا: ـــــ "بواسطہ آن کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ العلم علمان علم الابدان و علم الادیان

دنیز چزوی از حکمت الٰہی است و من اُوتی الحکمۃ فقد اوتی خیراً کثیراً بس نشاید کہ از مرتبہ خبیر بہ طرف شر گراید واللہ الموفق ... تمت ہذہ النسخہ بایدی محمد صدیق و محمد حسن ولد محمد فاروق دہلوی و محلہ ... اسرائیل سنبھلی فی شہر محرام الحرام الف وثمانیہ سبعۃ و ثمانین من الہجرۃ النبویۃ ... فی التاریخ اثنا عشر"

مخطوطہ دو جلدوں میں مجلد ہے، اوراق کی تعداد ۲۵ ہے، ہر صفحہ میں ۱۹ سطریں ہیں، طول و عرض ۲۰×۲۰۰۰۸×۱۶۸×۴ اینٹی میٹر ہے، کتابت معمولی خط نستعلیق میں ہے، ترقیمہ میں تین کاتبوں: محمد صدیق، محمد حسن، محمد اسرائیل کے نام مرقوم ہیں۔ سال کتابت ۱۱۸۷ ہجری لکھا ہے۔

سرنامہ اور آخری صفحہ پر یہ مہر ہے: "محمد صدیق ۱۱۹۲"

اس کا نسخہ نمبر ۱۸۳ ہے اور کیٹلاگ نمبر ۱۰۱۱ ہے۔

قرابادین سریانی

اس میں مرکبہ کے نسخوں پر مشتمل یہ قرابادین، اپنی نوعیت میں منفرد ہے۔ نسخوں کا عنوان سرخ روشنائی سے فارسی رسم الخط میں لکھا گیا، لیکن زبان سریانی [لاطینی] استعمال کی گئی، مثلاً عرقیات کے لیے اکوہ .... (Aqua ....) کے ساتھ دواؤں کے نام ہیں۔ نسخوں کی تفصیلات فارسی زبان میں ہے۔ مرکبات کی مختلف انواع پر مبنی نسخے جمع کیے گئے ہیں، مثلاً شربت، عرق، حب، قرص، معجون، سرکہ، مرہم وغیرہ

مصنف کا نام مذکور نہیں ہے۔ کتاب کسی دیباچہ یا مقدمہ سے بے نیاز ہے اور ابتدا براہ راست اس طرح ہوتی ہے:

"باب اول از قرابادین سریانی کہ دراں نسخہ ہا عرق مرکب سرکہ، و شربیات، و دُربیات مذکور است اکوہ دی کنیل کم ... یعنی نسخہ ترکیب عرق دارچینی مرکب دارچینی لبت و پنج درم"۔

اختتام اس عبارت پر ہوتا ہے:

"و بعد از آں بنشینہ ہر گاہ شورت و تیزاب در طلا محسوس نشود مطلق اثر تیزاب در آں نماند و چیزی شیرین معلوم شود بعد از آں در سایہ خشک کردہ بدارند"۔

اس خاتمہ کے بعد حاشیہ پر مزید نسخے مرقوم ہیں، لیکن کتابت مختلف معلوم ہوتی ہے۔

مخطوطہ ۲۰۰ اوراق پر محتوی ہے، ہر صفحہ میں ۲۱ سطریں ہیں، طول و عرض ۵ء۳۰×۱۹ء۵ / ۲۲×۱۲

سینٹی میٹر ہے، کتابت معمولی خط نستعلیق میں ہے، کاتب کا نام اور سال کتابت مرقوم نہیں ہے، تخمینہ تیرھویں صدی ہجری کا ہے، مخطوطہ قدرے کرم خوردہ ہے، مرمت کے سلسلہ میں حسب ضرورت باریک کاغذ چسپاں کر دیا گیا ہے،

سرورق پر یہ تحریر ہے:

"این نسخہ کہ مملوکہ فقیر محمد علی المخاطب بسعید الدولہ است بطیب خاطر خود ہدیہ خدمت سراپا عنایت برادر صاحب عالی شان جناب مسیح الدولہ مرزا علی بخش خان بہادر دامت افضالہم نمودم، من بعد برادر من یقوم مقامی را دعوی نخواہد بود المرقوم نوزدہم شہر صفر المظفر ۱۲۶۹ ہجری"۔

آخری صفحہ پر ایک سجع مہر ہے:

"برائے اعلای دین شد مظفر حسین ۱۲۷۷"

سرنامہ پر بھی یہ مہر ہے، اور مظفر حسین مذکور کی تحریر مورخہ ۲۷ دسمبر ۱۸۶۹ء بھی بسلسلہ ملکیت موجود ہے۔

مخطوطہ ہینڈ لسٹ نمبر ۹۹۴ ہے اور کیٹلاگ نمبر ۱۰۱۶ ہے۔

قرابادین کافی

اس کتاب کی ترتیب علاج الامراض کے نہج پر ہوئی ہے، یعنی امراض کی بنیاد پر ابواب قائم کیے ہیں، اور ہر مرض کے ضمن میں ادویہ مرکبہ کے مختلف نسخے درج کیے ہیں، مؤلف نے اس کے ساتھ ہی اسے قرابادین کی شکل دیدی ہے۔ مقدمہ کی فصل سیوم کو جملہ ادویہ مرکبہ مندرجہ کتاب کی فہرست کے لیے مخصوص کیا ہے، اور بہ ترتیب حروف تہجی، انواع ادویہ مرکبہ کے نام درج کیے ہیں۔ جو نسخے اور جتنے نسخے اور جن اوراق پر جن ابواب میں مذکور ہوئے ہیں، ان کی نشاندہی کر دی ہے۔ مثلاً انوشدارو کے ضمن میں لکھتے ہیں:

"انوشدارو: چہار نسخہ در باب ۵۸ اول، یک نسخہ در باب ۲۱ ہفتم، یک نسخہ لولوی آں در باب ۹۱ نہم است۔"

مجموعی طور پر تین ہزار تین سو پینتالیس، چھوٹے بڑے نسخے اس کتاب میں جمع کیے گئے ہیں کتاب مقدمہ، بیس ابواب اور خاتمہ پر مبنی ہے۔ مؤلف کا نام عبدالکریم معروف بخطاب خاقان

محمد مرزا خاں ابن حکیم محمد یوسف خاں ہے۔ دیباچہ میں مؤلف نے اپنے بارے میں لکھا ہے کہ علوم ضروریہ کی تحصیل کے بعد وراثت آبائی کی بنا پر علم طب کے حصول میں پورے ذوق و شوق کے ساتھ مشغول ہوا، اور اس علم کے ذریعہ خلق خدا کی خدمت کو اپنا مقصود بنایا۔ پہلے ایک مختصر کتاب اپنے وطن شاہجہاں پور میں مرتب کی، اس کا نام خزینۃ العلاج رکھا اور یہی نام تکمیل کتاب کا مادہ تاریخ بھی ہے، یعنی ۱۲۰۲ھ میں یہ کتاب مکمل ہوئی۔ وہ کتاب اختصار پر مبنی تھی، اس لیے بہتیرے مجربات اس میں درج کرنے سے رہ گیے۔ یہ مجربات خود مؤلف کے علاوہ ازیں مؤلف کے والد حکیم محمد یوسف خاں اور دوسرے اساتذہ کے تھے، ان نسخہ جات کے اضافہ کے ساتھ یہ کتاب مرتب کی، انتخاب نسخہ جات کے سلسلہ میں مؤلف کے پیش نظر مندرجہ ذیل کتابیں رہیں، تحفۃ المومنین، مجموعہ بقائی، دارا شکوہی، عجالہ نافعہ تالیف حکیم شریف خاں، مجربات اکبری، طب اکبر، شروح قانون، شرح موجز وغیرہا۔ ان کے علاوہ، مؤلف نے اپنے والد کی تالیف دستور العمل سے بھی استفادہ کیا۔ اور اس طرح اپنے موضوع پر جامع ایک ایسی کتاب مرتب ہوئی جو دوسری قرابادینات سے مستغنی بنانے کے لیے کافی و وافی ہے، اسی بنا پر اس کا نام قرابادین کافی رکھا، یہ کتاب ۱۲۲۳ھ میں بمقام کانپور تکمیل پائی۔

یہ مخطوطہ دو جلدوں میں مجلد ہے، اوراق کی تعداد ۴۵۴ ہے، ہر صفحہ میں ۱۵ سطریں ہیں، طول و عرض ۲۳٫۵×۱۶٫۵، ۱۶٫۵×۱۰ سینٹی میٹر ہے، کتابت نستعلیق معمولی ہے، عنوانات کے لیے سرخ روشنائی استعمال کی گئی ہے، ہر باب کا آغاز نئے صفحہ سے ہوتا ہے، اس صفحہ پر ایک کاغذ چسپاں ہے۔ اس کاغذ پر ان ادویہ مرکبہ کی فہرست ہے، جو اس باب میں بیان کی گئی ہیں، مؤلف نے اس فہرست کا تذکرہ دیباچہ میں بھی کیا ہے۔

ابتدا: ——— "بعد از حمد و سپاس بے پایاں بر آفرینندہ عالمیان و سرفراز ندہ آدمیان بر خلق و جنیان"

اس مخطوطہ کی اہمیت اس اعتبار سے بھی ہے کہ یہ مؤلف کا خود نوشتہ نسخہ ہے۔ ۱۲۲۴ھ کا لکھا ہوا ہے۔ سرورق پر یہ تحریر ہے:

"کتاب قرابادین کافی از دست احقر مؤلف"

ترقیمہ کی عبارت بھی تصدیق کرتی ہے:

"تکمیل این کتاب مستطاب بعون الملک الوہاب رسید باختتام در ۱۲۲۴ یکہزار و دو صد و بست و چہار ہجری آخر ماہ ذی الحجۃ الحرام، التماس از ناظران عطا پاش و خطا پوش آنکہ چون سہوی و خطای

یابندو راصلاح آن کوشند و شائقان این فن شریف ہرگاہ فائدہ ازین ہدیہ تالیف بردارند بموجب ہل جزاء الاحسان الا الاحسان بفاتحہ و دعای خیری تاغیر مؤلف را یاد آرند والسلام علی من اتبع الہدیٰ"۔

سرورق پر سابق مالک "مظفر حسین بن مسیح الدولہ مرحوم کی تحریر برسلسلہ ملکیت کتاب ہے۔ تاریخ تحریر ۲۷ دسمبر ۱۸۶۹ عیسوی ہے۔ اسی نام کی بسجع مہر سرورق اور آخری ورق پر ثبت ہے:

"براعدای دین شد مظفر حسین ۱۲۷۷"

مخطوطہ کا ہینڈ لسٹ نمبر ۹۹۹ ہے اور کیٹلاگ نمبر ۱۰۱ (ج ۱۱) ہے۔ تفصیلات لائبریری کیٹلاگ جلد ۱۱ ص ۴۲-۴۳-۴۴ سے منقول ہیں۔

مجربات بوعلی خان

ادویہ مرکبہ کے مجرب نسخہ جات پر مبنی، یہ مخطوطہ حکیم بوعلی خان لاہوری کی تالیف ہے۔ دیباچہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف کا وطن مالوف لاہور تھا، بہ سلسلہ ملازمت لکھنؤ میں قیام رہا، پھر مسٹر جان بیلی اور مرزا جعفر کی طلب پر بندیل کھنڈ میں قیام کا موقع ملا اور وہیں یہ کتاب مرتب ہوئی (ق ۱۸ ب) پر مؤلف نے ضمناً یہ لکھا ہے کہ "میں ۱۵ سال سے راجہ کان سنگھ (بندیل کھنڈ) کی ملازمت میں تھا، اور یہ ۱۱۵۵ھ کی بات ہے" سرورق پر قدیم خط میں کتاب کا نام "قرابادین حکیم بوعلی خان مرحوم" درج ہے جبکہ دوسرے خط میں سرخ روشنائی سے "مجربات حکیم بوعلی خان" مرقوم ہے۔

مؤلف نے جن اطباء کے مجربات کا انتخاب کیا ہے، ان میں سے چند نام یہ ہیں:
نواب علوی خان، حکیم شفائی خاں، حکیم بقا خان، نواب معتمد الملک، حکیم ابوالبرکات

مختلف افراد کے نام نسخہ جات کے ضمن میں آئے ہیں ان میں سے چند نام یہ ہیں:
شیخ ہدایت علی یمنی لکھنوی، شیخ مصطفیٰ، لالہ شتاب رائے، شیخ محمد صلاح، میر محمود علی، شیخ لعل محمد قصہ خواں۔

جن کتابوں سے استفادہ کیا ہے، ان میں سے چند نام یہ ہیں:
مرکبات شریفی، جامع الجوامع، کتاب میر حیدر علی۔ مؤلف نے اپنے مجربات بھی لکھے ہیں اور تحریر کے سلسلہ میں مختلف واقعات بقید تاریخ و سال تحریر کیے ہیں۔

ابتدا: ـــــــ "لک الحمد یا من جلی اجیاد خرایدالنباتات بہ اسل فرایدالفوائد"

انتہا: ـــــ "وبعد از غذا دست بفراغت آمد وبعد از خواب قدری دست دیگر اجابت شد وبوقت شام بقدر شش ماشہ زد دار المسک دو سرخ مصطگی یا ورق طلا یک عدد خوردہ شد با تاریخ یازدہم رجب ۱۲۲۶ ازاین حالت است"

کاتب کا نام پیارے لال ولد نت آنند ساکن اشرف آباد ہے، سال کتابت متعین طور پر نہیں معلوم ہو سکا، تخمینہ تیرہویں صدی ہجری کا ہے۔

مولف نے اسے دو جلدوں میں ترتیب دیا ہے، پہلی جلد امراض راس تا قدم پر اور دوسری امراض عمومی پر مشتمل ہے، یہ مخطوطہ پہلی جلد پر مشتمل ہے۔

کتابت خط نستعلیق میں ہے، اوراق کی تعداد ۲۰۴ ہے، ہر صفحہ میں ۱۹ سطریں ہیں، طول وعرض ۳ر۲۲ × ۳ر۱۸، ۱۹ × ۱۰ سینٹی میٹر ہے۔

سرنامہ مظفر حسین بن مسیح الدولہ مرحوم کی مہر اور تحریر ہے۔ تاریخ تحریر یکم جنوری ۱۹۰۷ء ہے۔

ہینڈ لسٹ نمبر ۱۰۰۴ ہے اور کیٹلاگ نمبر ۱۰۱۸ ہے۔

مخزن اسرار اطبا

علم طب پر ایک جامع تالیف، جو طب کے مختلف شعبوں کے بیان پر محتوی ہے، علم طب کا تعارف، تشریح ومنافع اعضا، اصول صحت، امراض، ادویہ مفردہ ومرکبہ اور دوسرے ضروری اہم مضامین پر یہ تصنیف مشتمل ہے، ابتدائی تقسیم فن کے عنوان سے چار فنون پر مبنی ہے۔ ہر فن میں ذیلی تقاسیم کے تحت مقدمہ، مقالہ، مقصد، باب، مطلب اور فصل کے عنوان رکھے ہیں۔ مخطوطہ ناقص الآخر ہے، فن ثالث کا بیشتر حصہ اور فن رابع بالکلیہ غائب ہے۔

ابتدا: ـــــ "محامد متکاثرہ مر خالقی را کہ از کمال بدائع مخلوقات انسان را لباس ولعمد کرمنا بنی آدم پوشانید۔

مخطوطہ خط نستعلیق خفی میں لکھا گیا ہے، کاتب کا نام اور سال کتابت مرقوم نہیں ہے، تخمینہ تیرہویں صدی ہجری کا ہے۔

سرنامہ اور آخری صفحہ پر یہ مُہر ہے۔

"برا عدای دین شد مظفر حسین ۱۲۷۷"

سرنامہ پر یہ تحریر بھی ہے۔

"قد دخل فی ملکی جدی وانتقل فی الآخر الی وانا العبد المدعو بمظفر حسین عفی عنہ بن مسیح الدولہ مرحوم ۲۸ دسمبر ۱۸۶۹ عیسوی"

اوراق کی تعداد ۲۳۲ ہے، ہر صفحہ میں ۲۵ سطریں ہیں، طول و عرض ۲۳×۵ء۱۶، ۵ء۱۹×۱۰ سینٹی میٹر ہے۔

مؤلف کا نام حکیم محمد مہدی بن محمد تقی بن محمد حسن طبیب اکبرآبادی ہے، دیباچہ میں لکھا ہے کہ اس کتاب کی تالیف میں قدیم و جدید مستند اطبا کی تصانیف سے مدد لی ہے۔ کتاب کے نام سے سال تکمیل ۱۱۷۳ھ = ۱۷۵۹ء ظاہر ہوتا ہے۔ مصنف کی ایک دوسری تصنیف "معدن تجربات" کا مخطوطہ بھی لائبریری میں موجود ہے۔

مخطوطہ کا ہینڈ لسٹ نمبر ۱۰۰۵ ہے اور کیٹیلاگ نمبر ۱۰۰۷ ہے

علاج الامراض : ▫

حکیم محمد شریف خاں (م ۱۲۳۱ھ = ۱۸۱۵ء) کی یہ تصنیف امراض سے متعلق ادویہ مرکبہ کے بیان پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب طبع ہو چکی ہے (لکھنؤ ۱۸۷۹ء، دہلی ۱۳۰۲ھ)، یہ نسخہ مؤلف کی زندگی میں لکھا گیا ہے، اس لیے اس کا ذکر مناسب معلوم ہوتا ہے۔

اوراق ۲۸۴، سطور: ۱۸، کتابت: خط تعلیق، تاریخ کتابت: ۱۹ اپریل ۱۸۱۲ء، کاتب: خزانچی لعل ولد رگھپت رای بن ہیرا لعل کایتھ ٹھاکر ساکن چکلہ سکندرآباد۔

کتاب کے نام سے تاریخ تکمیل معلوم ہوتی ہے (۱۱۷۷ھ = ۱۷۶۴ء)

تفصیلات کے لیے: لائبریری کیٹیلاگ ج ۱۱ ص ۳۸

اس کا ہینڈ لسٹ نمبر ۹۹۰ اور کیٹیلاگ نمبر ۱۰۱۰ ہے۔

مزید نسخوں کے لیے دیکھیں، مشترک فہرست پاکستان ج ۱، ۶۴۸ - ۶۵۰

▫ طبع شدہ، مخطوطہ مصنف کے عہد کا ہے۔

مجموعہ ——— ہینڈلسٹ نمبر ۱۷۱۳، اس میں دو رسالے ہیں، اور دونوں حکیم غلام محمد خاں بن بن حکیم محمد صادق علی خاں کی تالیف ہے، ان کی تصانیف مختلف علوم و فنون میں پائی جاتی ہیں اپنے والد کے زندگی میں ہی ۱۲۵۸ھ = ۱۸۴۲ء میں فوت ہوئے (اطبائے عہد مغلیہ ص۔ ۱۶۰،۱۵۰)

۱۔ ستہ ضروریہ در حال وبا معالجہ آن

یہ رسالہ امراض وبائی خصوصاً طاعون اور ہیضہ سے متعلق ہے اور اپنے موضوع پر ایک کارآمد تصنیف ہے، یہ رسالہ ۶ فصلوں پر مشتمل ہے، اسی بنا پر اس کا نام ستہ ضروریہ رکھا گیا، مضامین کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ فصل اول در بیان حدوث وبا۔
۲۔ فصل دوم در بیان پیدا کردن اسباب مذکورہ امراض وبائیہ را و امور متعلقہ آن
۳۔ فصل سیوم در بیان علامات حدوث وبا
۴۔ فصل چہارم در بیان حالات کہ بمریضان وبا لاحق می شوند۔
۵۔ فصل پنجم اندر بیان اشیائے کہ مداومت آنہا نجات از آفات وبائی می دہد
۶۔ فصل ششم اندر بیان تدابیر چند کہ راقم در مرض ہیضہ وبائی بتجربہ خود آوردہ

یہ مخطوطہ ناقص الاول ہے، ابتدا کے دو ایک ورق غائب ہیں، مخطوطہ قدرے کرم خوردہ ہے جس کی وجہ سے بعض سطریں پڑھی نہیں جاتیں۔ ابتدا ان الفاظ سے ہوتی ہے:

"روز حشر کرما را تعلیم کلمات طیبات از مرکارہ جہان وبلیات دوران محفوظ و مصؤن داشتہ، می گوید احقر العباد غلام محمد بن حکیم محمد صادق علی خاں بن اشرف الحکما حکیم محمد شریف خاں مرحوم ...."۔

مؤلف نے دیباچہ میں اس رسالہ کی وجہ تالیف یہ لکھی ہے کہ ہندوستان جنت نشان میں ایک مدت سے وبا کا زور ہے، اور اطبا میں سے کسی نے اس موضوع پر کوئی تالیف نہیں کی ہے اس بنا پر یہ خیال ہوا کہ ایک رسالہ جو اس موضوع کے ضروری امور کا جامع ہو، اساتذہ سلف کی تصانیف اور اپنے تجربہ کی بنا پر مرتب کیا جائے۔ چنانچہ اس رسالہ کو مؤلف نے ۶ فصلوں میں مکمل کیا۔ اسی وجہ سے اس کا نام ستہ ضروریہ رکھا۔ مؤلف نے اسے راجہ کرم سنگھ مہندر بہادر کے نام سے معنون کیا۔

انتہا:۔۔۔۔ "و در اکثر مریضان کہ مراعات این امور کردم جان بسلامت بردند الشافی ہو اللہ"

ترقیمہ:۔۔۔۔ خاتمہ محرر و کاتب رسالہ ہذا اللہ الحمد والمنة کہ این ... رسالہ ... من تصنیفات ... حکیم غلام محمد خاں صاحب رحمۃ اللہ متوطن دار الخلافہ شاہجہان آباد حسب الفرمائش [کذا] حکیم غلام اللہ خاں صاحب فرزند کلاں حکیم صاحب موصوف ... بندۂ فقیر ... محمد فریدالدین ... یکی از کمترین شاگردان این دودمان عالیست، از اصل کتاب دستخطی حکیم صاحب ... نقل گرفتہ بحیز تحریر آوردہ بتاریخ بیست و نہم شہر شوال المکرم ۱۲۷۶ ہجری ... بمقام پٹیالہ۔

اوراق کی تعداد ۳۲ ہے، ہر صفحہ میں ۱۰ سطریں ہیں، کاتب کا نام محمد فریدالدین ہے اور سال کتابت ۱۲۷۶ ہجری ہے۔ مؤلف کے نسخہ سے یہ مخطوطہ نقل کیا گیا ہے۔

۲۔ رسالہ ماکول و مشروب

یہ رسالہ بھی حکیم غلام محمد بن حکیم صادق علی خاں دہلوی کی تصنیف ہے، اطعمہ و اشربہ سے متعلق ایک بہترین رسالہ ہے، موضوع کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے، رسالہ دو ابواب پر مشتمل ہے، مضامین کی تفصیل یہ ہے۔

باب اوّل در احوال غذا یعنی طعام و این باب مشتمل است بر پنج فصل:

۱۔ فصل اوّل اندر بیان ظروف کہ بخش طعام و طریق برآوردن طعام۔

۲۔ فصل دوئم اندر بیان، انچہ ہمہ تندرستاں را رعایت آں در امر خوردن طعام باید کرد۔

۳۔ فصل سوم اندر بیان آنکہ کدام غذا بہتر است و مراعات عادت مقدم است۔

۴۔ فصل چہارم اندر بیان تدابیر کثرت خوردن طعام۔

۵۔ فصل پنجم اندر بیان آنکہ اطبا در امر جمع کردن کدام اغذیہ مختلفہ اجازت دادہ اند و در کدام ممانعت ساختہ اند۔

باب دوئم در احوال ماء یعنی آب و این باب نیز مشتمل است بر پنج فصل:

۱۔ فصل اوّل اندر بیان ظروف آبخوری و طریق نوشیدن آب و عدم جمع کردن در میان آبہای مختلفہ

۲۔ فصل دوم اندر بیان آنچہ ہمہ تندرستاں را رعایت آں در باب نوشیدن و عدم نوشیدن آب باید کرد۔

۳۔ فصل سیوم اندر بیان آب چشمہ و آب باراں و آب برف و یخ و آب چاہہا۔

۴۔ فصل چہارم اندر بیان حال باقی آبہای ردیہ۔

۵۔ فصل پنجم اندر بیان تدابیر یکہ مراعات آنہا از عزیز آب در اوقات منہیہ باز دارد و تذکیہ آبہای صالحہ و اصلاح آبہای ردیہ و تصفیہ آبہای کدرہ۔

ابتدا: —— "افتتاح کلام بسپاس فراتر از انجام و تنائی... از توہام در ادائی نعمتہای گوناگون... اما بعد محرر ایں رسالہ و مؤلف ایں مقالہ عاصی غلام محمد... خواست کہ مبحث ماکول و مشروب را بتفصیل بنگارد"

انتہا: —— "و ہر چہ در اصلاح آب ردی گذشت مصفی کدورت ہا است، و خوردن پیاز و ہلیلہ تریاق آبہای ردیہ است"

ترقیمہ: —— "الحمد اللہ... کہ ماکول و مشروب من تصنیفات... حکیم غلام محمد خاں صاحب... حسب الفرمائشی [کذا]... حکیم غلام اللہ خاں صاحب... کہ یعنی پور جناب حکیم صاحب مرحوم موصوف ہستند، بتاریخ ہجدہم شہر شوال المکرم ۱۲۷۶ ہجریہ... بمقام چھپالہ بدستخط... محمد فرید الدین... کمترین تلمیذان این خاندان عالی شان است باتمام رسید..."

اوراق کی تعداد ۲۵ ہے، ہر صفحہ میں ۸ سطریں ہیں۔

کتابت پاکیزہ خط نستعلیق میں ہے، کاتب کا نام محمد فرید الدین ہے، سال کتابت ۱۲۷۶ھ ہے ہینڈ لسٹ نمبر ۱/۳۱ ہے۔

مجربات یحیٰ

مختلف امراض کے مجرب نسخوں پر یہ مخطوطہ مشتمل ہے۔ دیباچہ سید محمد جان کا لکھا ہوا ہے جس میں صاحب دیباچہ نے لکھا ہے کہ حکیم سید غلام یحیٰ کی بیاض عزیز تر سے یہ نسخے نقل کیے ہیں۔

مصنف نے میزان الطب کی ترتیب کی پیروی کرتے ہوئے ۲۵ عنوان مقرر کیے ہیں۔

مذکورہ بالا ۵ء۲ عناوین میں سے جس عنوان سے متعلق نسخہ درج ہے، حاشیہ پر جامع نے اس عنوان کا نمبر اور مرض کا تفصیلی نام لکھ دیا ہے جس کی وجہ سے امراض کے نسخوں کی تلاش میں سہولت ہوگئی ۔

معالجات پر یہ ایک جامع بیاض ہے، اکثر نسخوں میں حکما کا حوالہ بھی موجود ہے۔ ازاں جملہ چند نام یہ ہیں :۔

حکیم خادم علی، حکیم نبی حسن ساکن حسین گنج متعلقہ علی گنج سیوان، حکیم عبدالحکیم صاحب، حضرت امیر صاحب، حکیم علوی خاں، حکیم امام الدین خاں دہلوی، میر ابوالحسن صاحب بلگرامی، آل حسین خاں صاحب، حکیم مرزا احمد علی لکھنوی بواسطہ حکیم مرزا فتح علی خاں غازیپوری، حکیم محمد کامل صاحب۔

کتابت خط نستعلیق میں ہے۔ کاتب کا نام اور سن کتابت مرقوم نہیں ہے۔ تخمیناً تیرہویں صدی ہجری کا ہے۔

جامع نے دیباچہ کے آخر میں تاریخ تالیف یہ لکھی ہے

از سر دل خوش رقم کردہ محمد جا بجا چناں   تجربات میر علی نیز اسم و سال آں
۴   ۱۲۸۴

اس بنا پر ۱۲۸۸ سال ترتیب قرار پاتا ہے۔

ہینڈ لسٹ نمبر ۳۵۸۲ ہے

ترجمہ رسالہ مابال : ⊠

ارسطو سے چند طبیعی و طبی سوالات کیے گئے تھے، جن کے جواب میں ایک مختصر رسالہ مرتب ہوا تھا۔ عربی میں اس رسالہ کا ترجمہ مابال کے نام سے شائع ہوا تھا۔ مترجم نے اسے فارسی میں منتقل کیا ہے مگر بقول مترجم، عربی ترجمہ کی تقلید کرنے کی بجائے براہ راست یونانی رسالہ سے ترجمہ کیا ہے۔ چند سوالات درج کیے جاتے ہیں:

منوم چرا اگر بد، تشنہ چون بحمام رسد چرا تشنگی او فزدی شود و کسیکہ تشنگی نداشتہ باشد چون بحمام رسد تشنہ میگردد چرا بعد تناول طعام تر و خشک آروغ می آید۔

مترجم کا نام اصغر حسین بن غلام غوث فرخ آبادی ہے، یہ نوابان فرخ آباد کے دربار سے وابستہ تھا اور اس کا تعلق تیرہویں صدی ہجری سے ہے۔

⊠ طبع شدہ

ابتدا: ــــــ "الحمد للہ القریب برحمتہ ...... لاجرم رسالہ ارسطاطالیس فیلسوف را کہ
در زبان یونانی سوالاتی چند در علم طبیعی و طب است"

اوراق کی تعداد ۳۴ ہے، سطریں ۱۲ ہیں، طول و عرض ۲۰×۱۹، ۲۱×۱۰ سنٹی میٹر ہے، کتابت
خط نستعلیق میں ہے، کاتب نامعلوم ہے، سن کتابت مرقوم نہیں ہے۔ تخمینہ تیرہویں صدی کا ہے
مخطوطہ ناقص الآخر ہے۔

مترجم کے مندرجہ ذیل رسائل کا ذکر فہرست مشترک پاکستان میں موجود ہے لہٰذا ان کا
(۱) رسالہ در علم حساب (۲) رسالہ جنین (۳) علاج الصبیانی (۴) منتہی البیان
فی تحقیق البحران (۵) رسالہ در ہیضہ (۶) ترجمہ رسالہ ما بال (زیر نظر رسالہ)، فہرست مشترک
کے دو نسخوں کا ذکر ہے سال تکمیل ۱۸۵۱ء لکھا ہے (۷) رسالہ سوال و جواب طبیہ در ۱۲۳۳ھ/۱۸۱۷ء (۸) تریاق
الاکبر در ۱۸۵۶ء (۹) قوانین الشفائیہ

فہرست مذکورہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ ترجمہ ۱۲۶۰ھ میں طبع ہو چکا ہے۔
(فہرست مشترک پاکستان ج ۱، ۱۸۶، ۵۴۲، ۶۵۱، ۷۰۵، ۷۶۶، ۸۷۹)
مخطوطہ کا (.Acc) نمبر ۱/۱۸۴۴ ہے۔

سفینۃ الحکمۃ:

فن معالجات میں ایک مختصر لیکن جامع رسالہ ہے، جس کی بنیاد حکیم سید محمد مرتضیٰ عرف
سید نواب کی نامکمل تالیف عجائب الانتخاب پر رکھی ہے، عجائب الانتخاب کی تالیف میں جن
کتابوں سے مدد لی گئی ہے، ان کی فہرست دیباچہ میں اس طرح دی ہے، بدلیع، ذخیرۂ خوارزم شاہی
دستور العلاج، کفایہ مجاہدیہ، قرابادین شفائی، یوسفی، دشفائی، خیر التجارب، خیر اندیش خانی، د
صدیقی وغیرہ۔

مؤلف نے ہر مرض کے چند نسخے منتخب کر کے، اس مجموعہ کا نام سفینۃ الحکمۃ رکھا اور بیس ابواب
اور ایک خاتمہ پر اسے مکمل کیا۔

اوراق کی تعداد ۱۲۹ ہے۔ ہر صفحہ میں ۱۵ سطریں ہیں۔ طول و عرض ۲۴×۱۸
۹×۱۷ سینٹی میٹر ہے۔

مولف نے دیباچہ میں اپنا نام غلام حسین بلگرامی لکھا ہے۔

ابتدا: ـــــــ "حمد بے حد و ثنا بے عدد حکیمی را کہ بامر کن فیکون ہر دو عالم را برپا ساخت"

انتہا: ـــــــ "در سنگ صاف بسایند و نگہدارند بوزن یک رتی ہمراہ شیر مادہ گاو بخورد..."

کتابت خط نستعلیق شکست آمیز ہے، کاتب کا نام غلام صادق ولد حسن علی بلگرامی ہے، سال کتابت ۱۱۹۵ھ ہے۔ یہ مخطوطہ کراتھ ضلع بھوجپور میں لکھا گیا ہے۔

ہینڈ لسٹ نمبر ۲۵۰۱/۲ ہے۔

مجرب التداوی

فن معالجات سے متعلق ایک بسیط رسالہ جو ۲۵ فصول پر مشتمل ہے از فرق تا پا ہر مرض کے متعدد نسخے جمع کیے گیے ہیں۔ مؤلف کا نام دیباچہ میں غلام مصطفیٰ بہاری مرقوم ہے۔

نزہتہ الخواطر میں تیرہویں صدی کے علماء میں ان کا ذکر محبوب الالباب کے حوالہ سے کیا ہے۔ انہیں مشاہیر اطبا میں شمار کیا ہے اور ان کی اس کتاب کا بھی تذکرہ کیا ہے:

"الشیخ الفاضل غلام مصطفیٰ البہاری، الحکیم الحاذق کان من الاطباء المشہورین له رسالة فی مجربات...." (نزہتہ الخواطر ج ۷، ص ۳۰۶)

ابتدا: ـــــــ "الحمد للہ الشافی العدل الظاہر لا"

انتہا: ـــــــ "... نبات باریک شود اندک اندک براں بپاشند، و از چوب نیم ہمہ بالا کم اندا خستہ"

کتابت معمولی خط نستعلیق میں ہے، کاتب کا نام اور سن کتابت مرقوم نہیں ہے۔ تخمینہ تیرہویں صدی ہجری کا ہے، اوراق کی تعداد ۹۵ ہے۔ ہر صفحہ میں ۱۵ سطریں ہیں۔

ہینڈ لسٹ نمبر (iii B) ۳۰۱۲ ہے۔

رسالہ در بحران

اس رسالہ میں مصنف نے بحران کے معنی، اقسام، وقوع بحران اور ایام بحران سے بحث کی ہے۔ نیز اس مسئلہ میں فضلا کے دلائل بھی پیش کیے ہیں۔

یہ رسالہ دو ابواب پر مشتمل ہے، باب اوّل میں دو فصلیں ہیں، فصل اوّل در بیان معنی بحران و انواع

آں، فصل دوم در بیان ایام مرض ا باب دوم بھی دو فصول پر مبنی ہے، فصل اول در بیان وقوع بحران وادوار او، فصل دوم در بیان دلیل بعض فضلاء۔

دیباچہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کے شاگرد شیخ محمد عباد نے بحران پر ایک رسالہ لکھنے کی درخواست کی، مصنف نے شرح قانون اور دوسری قابل قدر کتابوں سے استفادہ کیا نیز اپنے استاد حکیم محمد شریف خاں کے افادات بھی شامل کر کے رسالہ ترتیب دیا۔ مؤلف کا نام سید قطب الدین بن سید محمد ہاشم ہے، فہرست مشترک پاکستان (ج ا ص ۷۹۴) میں اسے "بحران" کے نام سے لکھا ہے اور تین نسخوں کا ذکر کیا ہے۔ مؤلف کا نام لکھتے ہوئے حالات سے عدم واقفیت کا اظہار کیا ہے۔

ابتدا: ـــــ "الحمد للہ الذی جعل البحران الکامل شفاء الاسقام"

خط شکست، کاتب نامعلوم، سن کتابت نامعلوم، تخمینہ چودھویں صدی ہجری، اوراق کی تعداد ۱۲ ہے۔

مخطوطہ کا نمبر ۱۶۳۵ (Acc) ہے۔

رسالہ در فوائد طب

دیباچہ میں مؤلف نے لکھا ہے کہ افلاطون، ارسطاطالیس، بقراط، محمد زکریا [رازی] اور جالینوس وغیرہ کے اقوال بہ سلسلہ مطعومات، مشروبات، ملبوسات وغیرہ جمع کیے ہیں کہ ان ہدایات کی رعایت صحت کی ضامن ہے۔

یہ رسالہ مندرجہ ۲۲ ابواب پر مشتمل ہے۔

باب اوّل در نانہا، دوم در آبہا، سوم در دانہا، چہارم در گوشتہا، پنجم در ماہی ہا، ششم در اعضای حیوانات، ہفتم در اشیائی غذا ہا، ہشتم در ترشیہا، نہم لبنیات، دہم در بیضہا، یازدہم در سبزیہا، دوازدہم در میوہ ہا، سیزدہم در میوہ ہای خشک، چہاردہم در شیرینیہا، پانزدہم در حلوا ہا، شانزدہم در شربت ہای غیر مسکر، ہفدہم در شربت ہای مست کنندہ، ہیژدہم در روغنہا، نوزدہم در عطر ہا، بستم در مربیات، بست یکم در پوستینہا، بست دوم در ہوا ہا۔

مؤلف کا نام ابوالمظفر محمد بن المنظری ہے۔

ابتدا: ـــــــ سپاس وستائش خدای را جل جلالہٗ ... حکم بادشاہ بران نفاذ یافت کہ مختصری ترتیب الفہم از سخنان حکماء قدیم و جدید ... از ہر گونہ طبیعت و منفعت و مضرت و دفع مضرت، از طعامہا و شرابہا و بوہا و لباسہا انچہ بدن ہمہ روز با حتاج بدن است واجب دید ... ابوالمظفر محمد ابن المنظری ... از سخنان افلاطون و ارسطاطالیس، و بقراط، و محمد زکریا و جالینوس و دیگر حکما مختصری در بست و باب ..."

انتہا: ـــــــ "ہوای سرد سیر طبع گرم تر است، نفع، گرم مزاج را سازد، مضرت [سرد] مزاج را نشاید، مصلح، غذای گرم خورند"۔

یہ مخطوطہ چار افراد کی کاوشِ قلم کا نتیجہ ہے، جیساکہ ترقیمہ سے ظاہر ہوتا ہے:

ترقیمہ: ـــــــ تمام شد ... بخط شیخ غلام حسین ... و چند ورق بخط بچہ صاحب، و چند ورق بخط خام غلام صادق، و یک دو صفحہ بخط غلام محمدی با نصرام [با لفرام] رسید"

اوراق کی تعداد ۲۴ ہے، سال کتابت مرقوم نہیں ہے، تخمینہ بارہویں صدی ہجری۔

یہ رسالہ ایک مجموعہ کا تیسرا رسالہ ہے، اس مجموعہ کے پہلے رسالہ کا سال کتابت ۱۱۹۵ھ مرقوم ہے۔ قرینہ ہے کہ یہ رسالہ بھی اسی سال یا اس کے قریب کا نوشتہ ہے۔ ہینڈ لسٹ نمبر ۳۵۸۶ ہے۔

تسمیۃ الطب

معالجات سے متعلق یہ ایک منظوم رسالہ ہے، امراض کے تحت نسخے درج کیے ہیں، نیز مفرد ادویہ کے مزاج پر بھی روشنی ڈالی ہے، یہ مخطوطہ ناقص الآخر ہے، جو حصہ موجود ہے، اس میں ۵۱ عناوین کے تحت ادویہ پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ازاں جملہ چند عنوان یہ ہیں:

مقویات دماغ، مقویات قلب، مقویات کبد، مقویات معدہ ... مرققات خون، مغلظات خون، معدلات صفرا، معدلات بلغم ... منضجات صفرا ... مسہلات ... مدرات ... مسکنات ... مجففات ...

پھر ادویہ کے مزاج عنوان وار بیان کیے ہیں:

بارد در اوّل، در دوم، در سوم، حار ... در چہارم، رطب ... یابس

یابس درسوم کے عنوان میں، دو شعر پر صفحہ ختم ہوگیا ہے اور اس کے آگے کے اوراق نہیں ہیں۔

مؤلف کا نام سید شمس الدین ولد سراج الدین اندرجانی ہے۔ مؤلف نے دیباچہ میں اپنے ایک استاد کا نام شاہ محمد اطہر لکھا ہے۔ اوراق کی تعداد ۷ ہے، سطروں کی تعداد ۲۱ ہے، طول و عرض ۲۰ × ۵ء۱۱/ ۱۶ × ۵ء۷ سینٹی میٹر ہے، مخطوطہ ناقص الآخر اور بوسیدہ ہے۔

ابتدا: نفیس ترین کلام حمد حکیمی ست کہ ذخیرہ کفایت اعراض خاص و عام را اختیار بدیعش حادی کبیر است ـــ منظومہ کی ابتدا: مقویات دماغ ۔:

گلاب و عود و گل سرخ و سعد و سنبل طیب ÷ جوز بجبیل ... و بہار سیب

انتہا: یابس درسیوم ۔

خشک درسیوم کون دلاجورد و زنجبیل — کندش دتبد، صبر، خربق سیاہ و حب نیل

بازجدوار (و) تمرہندی، قرنفل، فوتنج — نانخواہ و صندل سرخ و حماما کا کنج

کتابت بخط نستعلیق شکستہ آمیز، کاتب لامعلوم، سن کتابت مرقوم نہیں ہے، تخمینہ تیرھویں صدی ہجری۔ اس مخطوطہ کا نمبر ۱۶۴۴ (ACC) ہے۔

جواب شافی: یہ ایک دلچسپ طبی مناظرہ ہے، جو مولانا محمد سعید عظیم آبادی (م ۱۳۰۴ھ ۱۸۸۷ء) اور حکیم حفاظت حسین عظیم آبادی کے درمیان تحریری شکل میں پیش آیا، یہ رسالہ مولانا مذکور کا مرتبہ ہے، دیباچہ میں اس کا نام "الحلاوۃ العسلیۃ فی رد من احدث من الحلو والرطب موجبۃ کلیۃ" اور لقب "جواب شافی" تحریر کیا ہے۔

مولانا اور حکیم صاحب کے درمیان اکلیل الملک کے گرم تر ہونے کے متعلق گفتگو چلی، اور پھر اس مسئلہ پر اختلاف رائے ہوا کہ حکیم صاحب کے بقول یہ کلیہ ہے کہ ہر شیریں چیز تر ہے، مولانا نے اسے کلیہ ماننے سے انکار کیا اور اسی ضمن میں یہ رسالہ ظہور پذیر ہوا۔

طبی حیثیت سے زیادہ ادبی اعتبار سے یہ قابل توجہ رسالہ ہے۔ نیز بحث صرف طبی بنیاد پر قائم نہ رہی، بلکہ ضمناً، تفسیر، حدیث، اصول فقہ، نحو، اور بالخصوص منطق کے مباحث آگئے ہیں۔

زیر بحث مسئلہ پر مختلف اطبا کے پاس استفتا بھیجا گیا اور ان کے طبی فتاوے بھی اس رسالہ میں درج کیے گئے ہیں۔ جن اطبا کے فتوے نقل کیے گئے ہیں ان کے اسما یہ ہیں:۔

۱۔ حکیم احمد علی خاں لکھنوی ۲۔ حکیم ہدایت اللہ ۳۔ مفتی سعد اللہ ۴۔ حکیم سید احمد حسین خاں ۵۔ محمد وصی ۶۔ عبد الحمید ۱۲۵۷ (مہر) ۷۔ سید محمد مہدی ۸۔ محمد ارشد علی۔

آخر میں مولانا موصوف کے شاگرد رشید شاہ محمد یحیٰی عظیم آبادی کا ایک سوالنامہ اکلیل الملک کے استعمال سے متعلق درج ہے۔ جس میں اکلیل الملک کے استعمال کی تصدیق کرنے والے مندرجہ ذیل افراد کے جواب بھی نقل کیے ہیں: ۱۔ شاہ محمد نصیر الحق بن شاہ محمد مظہر الحق ۲۔ حکیم سید امداد علی عرف حکیم بندھو ۳۔ سید محمد مہدی ۴۔ حکیم محمد محب الحق رضوی بہاری ۵۔ حکیم وجاہت حسین ۶۔ حکیم محمد عبد العلی۔

مولانا محمد سعید عظیم آبادی کے حالات کے لئے ملاحظہ ہو

ابتدا: "الحمد للہ الملک القدوس العزیز الحکیم ... امابعد خاکسار ہیچ میرز محمد سعید عفا اللہ عنہ بر ضمیر مرآت نظیر سالکان جادہ انصاف و تارکان طرق معوجاعتراف منطبع و منعکس پذیر میگرداند۔"

مولانا کا رسالہ ان کے قطعہ تاریخ پر تمام ہوتا ہے، جس کا آخری شعر یہ ہے:

گاہ سنتا تاریخہ فنادانی ہاتف الغیب مسکت الخصما
۱۲۸۲ھ

اختتام رسالہ کے بعد شاہ محمد یحیٰی کا سوالنامہ ہے، جس کی ابتدا اس طرح ہوتی ہے: "ماقول الاطباء الکرام والعلماء العلام درین صورت کہ زید دعوی میکند کہ ہرچہ حلواست رطب است۔" اس کے بعد اس سوالنامہ کے جوابات ہیں۔ اس رسالہ کے تین خطی نسخے اس لائبریری میں ہیں۔ تینوں نسخے مؤلف کی زندگی میں لکھے گئے:

(۱) یہ نسخہ دوسرے نسخوں سے کچھ مختلف ہے۔ یعنی حکیم عبد العلی اور ارشد علی کے جوابات دونوں نسخوں میں نہیں ہیں۔ اوراق کی تعداد ۸۵ ہے۔ ہر صفحہ میں ۱۸ سطریں ہیں۔ طول و عرض ۲۴×۱۵،۵ء۱۷، ۱۸×۹،۵ سینٹی میٹر ہے۔ کتابت خط نستعلیق میں ہے۔ کاتب کا نام محمد عابد حسین ہے۔ سال کتابت ۱۲۹۷ھ ہے۔ ہینڈ لسٹ نمبر ۹۶۵ ہے اور کیٹلاگ نمبر ۱۰۲۲ ہے۔

(۲) اوراق کی تعداد ۸۷ ہے، ہر صفحہ میں ۱۷ سطریں ہیں۔ طول و عرض: ۳۰،۵×۲۲،۵ء۱۹×۱۰،۵ سنٹی میٹر ہے۔ کتابت خط نستعلیق میں ہے، کاتب کا نام تبارک حسین لودی پوری ہے۔ سال کتابت ۱۲۸۲ھ ہے۔ ہینڈ لسٹ نمبر ۹۶۳ ہے اور کیٹلاگ نمبر ۱۰۲۱ ہے۔

(۳) اوراق کی تعداد ۸۹ ہے، ہر صفحہ میں ۱۶ سطریں ہیں۔ طول و عرض ۲۰×۱۵،۵ء۱۵×۹،۵

سینٹی میٹر ہے۔ کتاب خط نستعلیق میں ہے۔ کاتب کا نام محمد محفوظ الحق کرلئی ہے۔ سال کتابت ۱۲۹۲ھ ہے
ہینڈ لسٹ نمبر ۹۶۴ ہے اور کیٹیلاگ نمبر ۱۰۲۲ ہے۔

بیاض مجربات : یہ مخطوطہ سید شاہ لطافت حسین، خسرو پور، ضلع پٹنہ کے سفینہ کی نقل ہے
اس بیاض میں مختلف امراض کے نسخے درج ہیں، ابتدا میں چند دعائیں بھی ہیں۔ اور ان نسخوں میں مختلف
اشخاص کا حوالہ بھی ہے، از ان جملہ یہ نام ہیں: شاہ علیم الدین (بلجی فتوحہ)، شاہ محمد سجاد داناپوری،
حکیم سید احمد حسین، حکیم علوی خان، قاضی سید محمد اجمل، شاہ علی حسن، شاہ ولی الحق رائے پورہ فتوحہ
حکیم حاجی چک مجاہد، حکیم اسلم، سید شاہ غلام مظفر بلجی فتوحہ، حکیم مولا بخش ساکن تھانہ بھون۔

شاہ لطافت حسین خسرو پور، پٹنہ کے ایک علم دوست رئیس تھے۔ ان کے پوتے نواب سید شاہ
واجد حسین تھے، جن کے صاحبزادگان میں شاہ جعفر حسین ایڈوکیٹ اور شاہ اصغر حسین ایڈوکیٹ (ایگزی روڈ
پٹنہ) ہیں۔ اوراق کی تعداد ۸۰ ہے۔ سطریں ۱۷ ہیں۔ طول و عرض ۲۶ × ۱۹، ۲۲ × ۱۲/۵ سینٹی میٹر
کتابت خط نستعلیق میں ہے۔ کاتب کا نام فصیح احمد دیباجی ہے۔ سن کتابت ۱۳۳۴ھ ہے۔ مخطوط کا Acc
نمبر ۱۸۴۳ ہے۔ یہ مخطوطہ فوائد دکنی کے ساتھ مجلد ہے۔

شفاء المریض : معالجات کے فن میں ایک بسیط اور مفصل رسالہ ہے۔ ہر مرض کے ضمن
میں ذیلی امراض کو بھی بیان کیا ہے۔ جتنے امراض کا ذکر اس رسالہ میں ہے، دوسرے رسالوں میں کم ملتا ہے
مؤلف کا نام دیباچہ میں محمد نور عالم مرقوم ہے۔ مؤلف کا تعلق ۱۳ویں صدی کے اوائل سے معلوم ہوتا ہے
توضیحی فہرست کتب خانہ ہمدرد کراچی کی جلد اول میں نمبر $\frac{۳-۱}{۲}$ کے تحت (ص ۱۰۲) میں اس کتاب کا ذکر ہے
مؤلف کا نام "نور عالم محمد طبیب" لکھا ہے، فہرست مشترک نسخہ ہای خطی پاکستان جلد اول (ص ۶۱۱) میں بھی
اس کا تذکرہ ہے۔

ابتدا : "الحمد للہ رب العالمین ... اما بعد ... میگوید ... محمد نور عالم ... خواستم کہ
کتابی در فن طب کہ جامع نسخہ ہای مطب کہ از خدمت اساتذہ خود مستفید شدہ بودم۔ دریں مختصر بقید
ضبط آوردم ... نامش شفاء المریض نہادم"

انتہا : " واز چہل دچہار دام پختہ یک سیر عالمگیری واز چہل دہشت دام پختہ یک سیر فرخ شاہی
کہ بالفعل مروج است، تمت الکتاب" اوراق کی تعداد ۲۷۸ ہے۔ ہر صفحہ میں ۱۵ سطریں ہیں۔ طول و

۲۵ × ۱۶، ۲۱ × ۵ء۱۱ سنٹی میٹر ہے۔ کتابت پاکیزہ خط نستعلیق میں ہے۔ کاتب کا نام حافظ احمد سعید خلف اصغر حافظ محمد عزیز الرحمٰن خاں خوش نویس سرکار ٹونک، اور سن کتابت ۱۳۱۶ھ ہے۔ مخطوطہ کا A.C.C. نمبر ۱۵۱۶ ہے۔

خلاصۃ التشریح:⊠ علم تشریح الاعضا (ANATOMY) کے موضوع پر ایک "مختصر رہنما" (GUID) ہے، انداز بیان سادہ اور واضح ہے۔

مصنف نے دیباچہ میں لکھا ہے کہ علم تشریح کی تحصیل "قطب الملت والدین محمد آدم" سے کی، موصوف نے مصنف کو شاہی ہسپتال میں ایک منصب پر فائز کیا۔ بقول مصنف اس شاہی ہسپتال کی عمارت سلطان مغفور کی تعمیرات عجیبہ میں ایک تھی۔ سلطان مذکور کے نام سے یہ تصنیف معنون ہے۔ کئی سطریں القاب و آداب میں صرف کی ہیں۔ لیکن سلطان کا نام واضح طور پر نہیں لکھا ہے۔ نہ یہ معلوم ہو سکا کہ یہ اسپتال کہاں تھا۔ مصنف نے اپنا نام عبدالرزاق لکھا ہے، مزید کوئی تفصیل نہیں بیان کی ہے۔

رسالہ مقدمہ اور چھ فصلوں پر مبنی ہے۔ مقدمہ کا عنوان درج ذیل ہے: "مقدمہ در بیان اعضا و تکون آن" ق ۳ (ب)

جسم انسانی کے مختلف اجزاء کے لئے استعمال ہونے والے مصطلحات کی توضیح کرنے کے بعد اس پر روشنی ڈالی ہے کہ تخلیق انسانی میں سب سے پہلے کون سا عضو وجود میں آتا ہے۔ اس سلسلہ میں ارسطو، بقراط، زکریا رازی اور بوعلی سینا کے اختلافات نقل کیے ہیں:

ابتدا: "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ہست ز اسباب شفای سقیم لطائف حمد و ثنا حکیمی را سزد کہ بہر تشریح ابدان انسان و ترویح اجسام ایشان انوار حکمتش چون روح در مجاری شرائین جاری است۔"

انتہا: "و نیز احتیاج ہوای نیک می شود و ہوای کہ محیط است باد، مضر است کہ ہوای عفن است واللہ تعالیٰ اعلم بسرائر الاشیا۔"

کاتب کا نام سردھارام کائستھ (ساکن قصبہ منیر) سال کتابت غالباً ۱۱۰۲ھ ہے جیسا کہ ترقیمہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ کتابت خط نستعلیق میں ہے، اوراق کی تعداد ۴۱ ہے، ہر صفحہ میں ۱۷ سطریں ہیں۔ طول و عرض ۲۱٫۳ × ۱۶، ۱۵٫۵ × ۸٫۵ سنٹی میٹر ہے۔ سرورق پر دو نام مرقوم ہیں ایک خط تعلیق میں جو حسب ذیل ہے: "مملوک محمد علی جعفری، ولد شاہ برہان الحق غلام شرف الدین ساکن موضع

⊠ مصنف کا نام: عبدالرزاق الٰہی

احمد پور، مہدانواں عملہ پرگنہ، شاہپور منیر، سرکار صوبہ بہار"

دوسرا نام اس طرح مرقوم ہے: "مملوکہ محمد اسمٰعیل شہبازی، ولد مولوی محمد بخش خاں صدیقی"
ہینڈ لسٹ نمبر ۹۷۲ ہے اور کیٹلاگ نمبر ۱۰۱۳ ہے۔

مجموعۂ رسائل طب: اس مجموعہ میں ۱۳ طبی رسالے ہیں، ۱۲ رسالوں کے لئے نمبر کا تعین ہے، صرف رسالہ نمبر ۴ کے لئے علٰحدہ کوئی نمبر نہیں ہے۔ اوراق کی مجموعی تعداد ۲۴۴ ہے۔ تمام رسائل ایک ہی خط میں ہیں اور ایک ہی کاتب کے لکھے ہوئے، خط نستعلیق معمولی ہے۔ سرورق پر رسائل کی فہرست ہے، جس کے ذیل میں یہ تحریر ہے: "حررہ محمد حسین ... یکم ربیع الاول ۱۳۰۸ھ" بعض رسائل کے ذیل میں کاتب نے مخطوطہ منقول عنہا کا سال کتابت ۹۹۳ بھی نقل کردیا ہے۔ سرنامہ پر ایک مہر ہے "محمد اسمٰعیل"
رسائل کی تفصیل یہ ہے:

۳۲۷۰/۱ رسالہ دربیان احوال جواہر، مؤلفہ محمد بن منصور (ق ۱-۴۳ (الف)) = ۴۳

اس رسالہ میں جواہر و فلزات سے بحث کی گئی ہے۔ رسالہ دو مقالات پر مشتمل ہے:

مقالہ اولیٰ، جواہر کے بیان میں ہے، یہ مقالہ ۲۴ ابواب پر مبنی ہے، ان ابواب میں دُر، یاقوت، زمرد، زبرجد، الماس، عین الہر، لعل، فیروزہ، عقیق وغیرہ کا بیان ہے۔ دوسرا مقالہ: فلزات کے بیان میں ہے۔ اس میں ۷ ابواب ہیں، جن میں طلا، نقرہ، مس، تلعی وغیرہ کا بیان ہے۔ ہر عنوان کے تحت صفات، انواع، معائب اور قیمت سے بحث کی ہے۔

ابتدا: "ستائش و سپاس بے اندازہ و بیقیاس صانعی را کہ جوہر صنعتش بازار کائنات بجواہر ثوابت و سیارات آراستہ داشت۔" فہرست مشترک پاکستان، ص ۱۷۱ پر چند نسخے مذکور ہیں۔

۳۲۷۱/۲ رسالہ زنج چینی، مؤلفہ حکیم عماد الدین محمود، (ق ۴۳ ب - ۵۳ (الف)) = ۱۰

کتابت معمولی نستعلیق میں ہے۔ اس رسالہ میں زنج چینی کے طبائع و منافع سے بحث کی ہے۔

ابتدا: الحمد للہ علی انعامہ العمیم۔

۳۲۷۲/۳ رسالہ معجونات یاقوتی وغیرہ، مؤلفہ عماد الدین محمود (ق ۵۳ الف - ۵۹) = ۸

اس رسالہ میں ... متفرق نسخے جمع کئے ہیں۔

ابتدا: الحمد للہ المحمود فی کل فعالہ۔

۴- خاتمہ من کتاب السیاستہ فی تدبیر الریاستہ' المعروف بسر الاسرار

(ق ۶۰ - ۶۲) = ۳ ــــــ دیباچہ میں یہ لکھا ہے کہ ارسطو نے سکندر کو تدابیر حفظ صحت کے پیش نظر یہ رسالہ لکھ کر بھیجا تھا، اس رسالہ میں ۸ دواؤں کے منافع بیان کیے ہیں اور نسخے تحریر کیے ہیں۔ تمہید اور اختتام بزبان فارسی ہے۔ تفصیلات ادویہ عربی زبان میں ہیں۔ کاتب نے آخر میں ایک عبارت درج کی ہے' جو غالباً اس مخطوطہ کی عبارت ہے' جس سے یہ نسخہ نقل کیا گیا ہے:- "انا الحقیر ... شعودی النیشاپوری ... بلدۃ المشہد الرضویۃ فی سنہ ۹۹۳"

$\frac{۳۲۷۳}{۵}$ ، رسالہ نار افرنجی، مؤلفہ عمادالدین محمود' (ق ۶۲ الف - ۷۷) = ۱۶

فہرست مشترک پاکستان (ص ۴۷۵) میں اس کے نسخوں کا تذکرہ ہے۔

$\frac{۳۲۷۴}{۶}$ ، رسالہ در افیون ' یہ رسالہ ناقص الطرفین ہے۔ افیون کے صفات ، خواص' منافع' مضار، اور مصلحات پر بحث کی ہے ، بغدادی' الشیخ الرئیس اور دوسرے حکما کے حوالے بھی دیئے ہیں' مؤلف نے "حقیر میگوید" کے الفاظ کے ساتھ اپنی رائے بیان کی ہے، اوّل و آخر غائب ہونے کے سبب مؤلف کا نام معلوم نہ ہو سکا۔ قرینہ ہے کہ رسالہ عمادالدین محمود کا ہے۔ فہرست مشترک پاکستان جلد اوّل (ص ۴۹۵) میں حکیم عمادالدین محمود کے رسالہ "خواص افیون" کا تذکرہ ہے۔

ابتدا: (بے ربط) "باشد و آن اقوی باشد اما تجربہ جواب آن است کہ لانسلم"

انتہا: (بے ربط) "خاتمہ در جلاب' این حقیر بعضی اوقات در ترک افیون مداومت لقہوہ نمود... بدوست خشخاش را با بعضی ادویہ یسلی ممزوج ساختہ بجوشانند بعد از آنکہ"

$\frac{۳۲۷۵}{۷}$ ، رسالہ در باب قلع آثار ، مؤلفہ حکیم محمود بن مسعود' (ق ۱۳۶ - ۱۴۵) = ۱۰

یہ رسالہ مختلف اشیاء کے رنگ کو دور کرنے کی تدابیر پر مشتمل ہے' ۵۲ ابواب پر یہ رسالہ مبنی ہے۔ دیباچہ میں مؤلف نے لکھا ہے کہ اس رسالہ کی ترتیب میں یعقوب بن اسحٰق کندی ــــــ کی کتاب، نیز تذکرہ حمیدہ و فصول مفیدہ اور دوسری کتابوں سے استفادہ کیا ہے۔ سال کتابت ۱۲۷۱ھ ہے۔

ابتدا: "شکر حق را کہ آب رحمت او... چنین گوید فقیر غریب محمود بن مسعود طبیب"۔

انتہا: تم الرسالہ... حکیم عمادالدین محمود، در تاریخ... ۱۲۷۱ھ"

فہرست مشترک پاکستان (ص ۴۵۵) چند نسخے مذکور ہیں،

۳۲۷۶/۸ ، رسالہ در ابدال ادویات ، (ق ۱۴۵ ب – ۱۴۸ ب) = ۳

اس رسالہ میں مختلف ادویہ کے ابدال ، ان کے اوزان اور محل استعمال کو بیان کیا ہے ۔

۳۲۷۷/۹ رسالہ حدود اعراض موسوم بہ حقائق الطب ، مؤلفہ مسعود بن محمد سجزی ، عربی زبان میں ہے ۔

۳۲۷۸/۱۰ رسالہ خوردن فادزہر ، مؤلفہ عمادالدین محمود ، (ق ۱۷۷ ب – ۱۷۸) = ۱½

یہ رسالہ فادزہر کے طریق استعمال پر مشتمل ہے ۔

ابتدا : " اما بعد چنیں گوید محرر این مقالہ خادم الحکما عماد الدین المشہور محمود ، در باب خوردن فادزہر

انتہا : " واز خوردن بقولات و جنبیات ، ولبنیات و حموضات خود را نگاہ دارند "

۳۲۷۹/۱۱ ، رسالہ آطریلال (ق ۱۸۱ ب – ۱۸۶ الف) = ۵

یہ رسالہ دوائے اطریلال کی لغوی اور طبی تحقیق پر مشتمل ہے ، صاحب اختیارات اور صاحب جامع بغدادی کے حوالے بھی ہیں ، مؤلف نے اپنی رائے " حقیر میگوید " کے الفاظ سے بیان کی ہے ۔ یہ انداز تحریر عمادالدین محمود کا ہے ۔ لہٰذا یہ رسالہ بھی انہیں کی تصنیف معلوم ہوتا ہے ۔

ابتدا : " الحمد للہ المحمود فی کل فعالہ ... اما بعد چون اختلافی عظیم بود میان اہل زمان در آطریلال ۔

انتہا : " خواص او در مجلس مذکور است ذکر او در اینجا حاجت نیست " ۔ اس کا ایک نسخہ تہران میں ہے ، نمبر ۴۳۷۰ ۔

۳۲۸۰/۱۲ ، رسالہ سخنات ، (۱۸۶ الف – ۲۰۴) = ۱۹ :

اس رسالہ میں اسباب سخونت اور اس کے اثرات سے بحث کی ہے ، انداز تحریر سے یہ رسالہ بھی عمادالدین محمود کا معلوم ہوتا ہے ۔

ابتدا : " الحمد للہ رب العالمین ... المسخنات ای الاسباب المسخنہ "

انتہا : " مریض را منع باید کرد ، تا سبب قوی شود ، وامثال این فوائد و منافع است "

۳۲۸۱/۱۳ ، رسالہ در باب سموم ، مؤلفہ محمود بن مسعود (ق ۲۰۴ – ۲۳۴) = ۳۵ :

یہ رسالہ سموم کی علامات ، خواص ، اثرات اور تدابیر سے متعلق ہے ، دیباچہ میں مؤلف نے

لکھا ہے کہ حاکم مشہد مقدس، مرتضیٰ قلی خاں کی فرمائش پر یہ رسالہ مرتب ہوا ہے۔

ابتدا : " الحمد للہ رب العالمین ۔ اما بعد بدانکہ حاکم مشہد مقدس... مرتضیٰ قلی خاں ... بحقیر داعی محمود بن مسعود بن محمود الطبیب اشارہ کرد کہ در باب سموم "

انتہا : " سداب ... از کثرت آن شورش و حرارت در تن افتد و چشمہا بیرون خیزد و رنگ سرخ شود "

حکیم عماد الدین محمود طبیب شیرازی نے اپنے والد مسعود بن محمود سے تربیت پائی، جو خود ایک ماہر طبیب تھا، کچھ دنوں تک یہ امیر عبد اللہ خاں استاجلو حاکم شروان کا معالج رہا۔ پھر تہماسپ (۹۳۰ - ۹۸۴ھ) کے دربار سے وابستہ رہا۔ دو سال ہندوستان میں بھی گزارے، دربار اودھ میں بھی جگہ پائی بہ قرینہ غالب ۱۱ ویں صدی کی پہلی دہائی کے کسی سال میں وفات پائی۔ (فہرست مشترک پاکستان ص ۴۱۹)۔

مجموعہ : دو رسالوں پر مشتمل ہے۔

(۱) رسالہ ہیضہ، ہیضہ سے متعلق ایک مختصر سا رسالہ ہے، جس میں اس کی ماہیت، اس کے اسباب، وعلامات، اس کے علاج کی صورتیں اور اس سے احتیاط کی تدابیر بیان کی ہیں۔ مؤلف کا نام کہیں مذکور نہیں ہے۔ اوراق کی تعداد ۶ ہے، سطریں ۱۷ ہیں۔ طول و عرض ۲۸ × ۱۹، ۲۳ × ۱۸/۵ سنٹی میٹر ہے۔

ابتدا : " بدانند کہ در تابستان ہوا گاہی بسبب اسباب سماوی و گاہی از اسباب ارضی حرارت غریبہ زیادہ از حرارت طبیعت فصل کسب نمودہ و حدت پذیرفتہ و میل بسمیت نمودہ مثل وباکہ در خریف ہو البسبب تری خود عفونت گرفتہ تپہای عفنہ پیدا می کنند "

انتہا : " پس باید کہ تا از حقیقت مرض واقف نشوند معالجہ او نکنند و از قتل انسان ہمی ترسند کہ اشرف المخلوقات است و چندیں آیات در تعظیم او نازل شدہ، واللہ اعلم بالصواب۔ فقط "

(۲) دوسرا رسالہ 'آتشک' سے متعلق ہے۔ مصنف کا نام پنڈت دیوی داس ہے۔ دونوں رسالوں کی کتابت یکساں ہے اور ایک ہی خط ہے۔ خط نستعلیق مائل بہ شکستہ ہے۔ کاتب کا نام مرزا امیر بیگ مرقوم ہے۔ سن کتابت مذکور نہیں ہے۔ تخمینہ ۱۳ ویں صدی ہجری کا ہے۔ مخطوطہ کا (Acc) نمبر ۱۶۰۸ ہے۔

مجموعہ رسائل: مخطوطہ کا (ACC) نمبر ۲۶۹۶ ہے۔ اس مجموعہ میں چار رسائل ہیں۔ چاروں رسالوں کا تعلق فن طب سے ہے۔ دوسرا رسالہ "مطب حکیم مرزا محمد علی لکھنوی" ۱۳۰۰ھ میں مطبع حسینی اثنا عشری لکھنؤ سے شائع ہو چکا ہے۔ تیسرا رسالہ "فوائد شفائیہ" (مطب حکیم شفائی خاں") ہے، جو ۵۰ اوراق پر مشتمل ہے۔ پہلے اور چوتھے رسالہ کی توضیح درج ذیل ہے:

"تلخیص مسیحائی" اوراق ۱۰۱، سطور ۱۵، پیمانہ ۲۴ × ۱۶، ۲۰ × ۱۰.۵ سنٹی میٹر۔

یہ رسالہ ایک مختصر قرابادین ہے، جس میں ادویہ مرکبہ کے نسخے جمع کئے ہیں۔ ترتیب حروف تہجی پر مبنی ہے۔ ترقیمہ سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ اس کے جامع کا نام حکیم عابد علی، متخلص بہ کوثر ہے۔

جامع نے بعض نسخوں کے ذیل میں اس کی تصریح بھی کی ہے کہ یہ نسخہ کس کے لئے مرتب کیا گیا، ایسے چند نام ذیل میں درج کیے جاتے ہیں: (۱) قمر الدین حسین (۲) نواب سردار محل صاحبہ، (۳) حکیم میر محمد نواب (۴) خورد محل صاحبہ (۵) سلطان عالم خلد اللہ ملکہ، (۶) امام علی خاں (۷) حضور عالم بہادر (۸) انیس الدولہ بہادر (۹) امداد علی (۱۰) نواب سلطان محل صاحبہ (۱۱) محمد تقی خاں (۱۲) گلبن الدولہ (۱۳) دیوان رام چرن۔ کتابت خط تعلیق میں ہے۔ کاتب: کالکا پرشاد، سن کتابت ۱۲۹۲ھ/۱۸۷۵ء۔ ACC نمبر ۲۶۹۶ ہے۔

ابتدا: "بعد تسمیہ، حرف الالف اطریفل مواد صفراویہ و بلغمیہ گل سرخ، آلو بخارا، مویز منقی"

انتہا: "با شربت خشخاش، شربت بنفشہ، نبات سفید مقوم لبسر شتند"

مطب حکیم محمد صادق فیض آبادی: یہ رسالہ چند مخصوص امراض کے علاج پر مشتمل ہے۔ تپ صفراوی کے مختلف نسخے پہلے روز سے چالیسویں روز تک کے لئے درج کیے ہیں۔ نیز منضج صفرا، سودا، بلغم وغیرہ کے نسخے بھی تحریر کئے ہیں۔

دیباچہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف نے معتمد الملک علوی خاں کے بیان کردہ چند قواعد اپنے استاذ میرزین العابدین الحسینی عرف میر نواب بن سید اصلح الدین خاں ________ کے واسطے سے نقل کئے ہیں۔ موصوف علوی خاں کے شاگرد تھے۔ فہرست مشترک میں بھی بابے رضوی کے نام سے ذکر کیا ہے۔ مؤلف کا نام سید محمد صادق، متسبب رضوی ہے۔ فہرست نگار نے مؤلف کا عہد ۱۲ ویں صدی کے اواخر اور ۱۳ ویں صدی کے اوائل میں بتایا ہے۔ اوراق کی تعداد ۶ ہے۔ سطریں ۱۸ ہیں۔ طول و عرض ۲۴ × ۱۷، ۲۰ × ۱۰

فہرست مشترک پاکستان ج ۱، ص ۷۲۲ - ۷۲۳، اطبائے عہد مغلیہ ص ۵

سینٹی میٹر ہے۔ کتابت خط نستعلیق میں ہے، کاتب کا نام اور سن کتابت مرقوم نہیں ہے۔ تخمینہ ۱۳ ویں صدی ہجری ہے۔

ابتدا : "الحمدللہ رب العلمین ... اما بعد ... میگوید ... محمد صادق المتطبب الرضوی کہ چند قواعد کہ ... بوساطت استاذی میرزین العابدین ... "

انتہا : "نسخہ عرق شیر بہ تجویز حکیم شفائی خاں ... گل سرخ، گل نسترن ہمہ در دیگچہ عرق کشند، فقط تمام شد" مخطوطہ کا ہینڈ لسٹ نمبر ۲۶۹۶ ہے۔

مجموعہ رسائل : یہ مجموعہ دس رسالوں پر مشتمل ہے۔ ازاں جملہ چھ رسالے طب سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ رسالے خط نستعلیق، نیز خط شکستہ میں لکھے ہوئے ہیں۔ بعض رسائل مستقل تالیف نہیں، بلکہ بیاض کی حیثیت سے رکھتے ہیں۔ کاتب کا نام بیشتر جگہ محمد علی مرقوم ہے۔ کتابت کے سال ۱۲۳۶، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، اور ۱۲۵۹ ہیں۔ صاحب بیاض کا نام مرزا حسین خاں لکھا ہے۔

(۱) بیاض نسخہ جات مجربات : (ق ۱ = ۱۱) : اس بیاض میں مختلف امراض کے نسخے جمع کیے گئے ہیں، مثلاً فدا حسین خاں، حکیم جواد علی خاں بنارسی، حکیم فتح علی خاں مرحوم، شاہ حسین صاحب مولانگر، حکیم بہادر علی۔

(۲) بیاض نسخہ جات : (ق ۲۲ - ۳۶) = ۵ - یہ بیاض بھی مذکورہ بالا بیاض کا حصہ ہے، اس میں بھی مختلف امراض کے نسخے جمع کیے گئے ہیں۔

-

(۴) بیاض نسخہ جات (ق ۴۰ - ۴۲) = ۲½ : یہ رسالہ بھی بیاض مذکور کا حصہ ہے۔ اس میں بھی مختلف امراض کے نسخے جمع کیے ہیں۔

(۵) رسالہ چیچک، مؤلفہ محمد سعید بن محمد باقر۔ (ق ۴۴ - ۴۵ = ۱½) : مؤلف نے اپنا نام محمد سعید بن محمد باقر طبیب بتایا ہے، اور دیباچہ میں لکھا ہے کہ یہ مرض بچوں کو زیادہ ہوتا ہے اور صحیح علاج نہ ہونے کے سبب بیشتر جانیں ضائع ہو جاتی ہیں۔ جالینوس نے اس کا علاج مشکل تر بتایا ہے ــ یہ ۱½ ورق کسی طویل رسالہ کے ابتدائی اوراق ہیں۔ بعد کے اوراق موجود نہیں ہیں،

مؤلف نے دیباچہ میں کہا ہے کہ اس رسالہ کو ایک مقدمہ، دس کلمے اور ایک خاتمہ پر مرتب کیا ہے۔ جبکہ کلمۂ اول کا صرف ایک صفحہ موجود ہے، اس کے معنی ہیں کہ بیشتر اوراق غائب ہیں۔

(٦) بیاض نسخہ جات (ق ٥٠ ب — ٥١ الف) = ١): یہ بھی مذکورہ بیاض کا حصہ ہے یہ حصہ نسخۂ حنا وغیرہ پر مشتمل ہے۔ نسخۂ حنا کی نسبت بیاض آصف الدولہ کی طرف ہے۔

(٧) علاج جانوران (ق ٥٨ — ٦٤) = ٧): یہ رسالہ جانوروں کے علاج سے متعلق ہے۔ کاتب کا نام مذکور نہیں ہے اور سن کتابت بھی مرقوم نہیں ہے۔ تخمینہ ١٣ ویں صدی ہجری۔

ابتدا: "یادگار شاہ محمد میر شکار وغیرہ کہ در امتحان آمدہ برای ذبہ کردہ جانوراں"۔

رسالہ نمبر ٢، ٤ اور ٩ غیر طبی ہیں۔ نمبر ٣ جنسیات سے متعلق ہے اور مخطوطہ کا ہینڈ لسٹ نمبر ٨۔

●●

اشاریہ مخطوطات (عربی)

اشاریہ مخطوطات (فارسی)

علی گڑھ کے

نادر طبی مخطوطات

حکیم سیّد ظل الرحمٰن

شعبۂ علم الادویہ

اجمل خاں طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ

۱۹۸۴ء

ظلُ الرحمٰن صاحب نے علی گڑھ کے طبی مخطوطات سے ان نوادر کا تعارف کرایا ہے جو ان کے خیال میں کوئی نہ کوئی اہمیت رکھتے ہیں۔ پہلے عربی مخطوطات کی تفصیل دی جا رہی ہے۔ اس کے بعد فارسی کی۔

علی گڑھ کے ذخیرے میں یونیورسٹی کے ایسے مخطوطات کے علاوہ دو ذاتی ذخیرے (ذخیرۂ رحمت اللہ خاں اور ذخیرۂ ظل الرحمٰن) بھی شامل ہیں۔ ساتھ ہی یونیورسٹی کلیکشن میں سبحان اللہ ذخیرہ اور یونیورسٹی کے اجمل خاں طبیہ کالج ذخیرہ کا بھی احاطہ کیا گیا ہے۔

مولانا آزاد لائبریری مسلم یونیورسٹی علیگڑھ

عربی و فارسی طبی ذخیرے کے نوادر

عربی مخطوطات

۱- برء الساعۃ مؤلف مغربی : مغربی کا پورا نام دیمک کی نذر ہو گیا ہے۔ یہ محمد بن زکریا رازی کے رسالہ برء الساعۃ کے طرز پر ہے لیکن یہ اس سے زیادہ ضخیم ہے۔ اس میں چار نمط کے تحت متعدد فصلیں ہیں۔ یہ نسخہ ناقص الاوّل ہے اور اس میں پہلی نمط نہیں ہے۔ مؤلف نے لکھا ہے کہ یہ نسخے سرعت تاثیر میں سحر کی طرح ہیں۔ زکریا رازی کے رسالے کے علاوہ تحفۃ المومنین کا حوالہ بھی اس میں دیا گیا ہے۔

صفحات کی تعداد ۴۱ ہے۔ بشنبہ ۴ جمادی الاوّل ، ۱۱۸ھ/۳/۲۷، ۱۰ کو محمد بن اسمٰعیل نے اسے نقل کیا ہے۔ اس پر مرزا محمد حسام کی ایک مہر ثبت ہے۔ آخر میں تین صفحات میں زکریا رازی کا رسالہ برء الساعۃ بھی نقل ہے۔

۲- تبیان العرفان مؤلف شفاء الدولہ میر افضل علی المعروف بہ شفائی خاں : اطبّا نے جس طرح مفرد دوا کے مزاج کی تحقیق کے لئے کثیر تجربات کئے، اسی طرح مرکب دوا کے مزاج کے تعین میں بھی انھوں نے اپنی صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا۔ مختلف مزاج رکھنے والے مفردات کی ترکیب سے کسی بھی مرکب دوا میں مجموعی طور پر جو مزاج قائم ہوتا ہے، اسے انھوں نے ریاضی کے اصول کے ذریعہ متعین کرنے کی کوشش کی ہے۔

استخراج مزاج مرکب اور معرفت درجہ مزاج مرکبات کے سلسلہ میں جو رسالے لکھے گئے، ان میں یہ رسالہ بھی شامل ہے۔ یہ ۲۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں آصف جاہ ثالث سکندر جاہ اور واجد علی شاہ اودھ کے حضور اظہار عقیدت کیا گیا ہے۔ شفائی خاں کتاب کے مؤلف شاہجہاں پور کے رہنے والے تھے، وہاں سے حیدرآباد پہنچے اور راجہ چندو لال کی وساطت سے آصف جاہ ثالث سکندر جاہ اور آصف جاہ رابع ناصر الدولہ کے عہد میں دربار دکن میں بڑی ناموری حاصل کی۔ شفاء الدولہ کے علاوہ معتمد الملوک کا خطاب اور سات ہزار سالانہ کی جاگیر اور ایک ہزار تنخواہ تھی۔ یہ متعدد کتابوں کے مصنف ہیں، جن میں علاج الاطفال، حمیات شفائی خاں، رسالہ استعمال چوب چینی، معالجات چند و علل، قوت لایموت، جامع اصول طبیہ، رسالہ شفائی خاں، رسالہ طب، رسالہ شفائیہ وغیرہ ہیں، ان میں سے بعض رسالہ کا تذکرہ "علی گڑھ کے طبی مخطوطات" کے اس تعارف میں

شامل ہے۔ میزان المزاج کے نام سے ان کے جس رسالہ کا حوالہ ملتا ہے، وہ غالباً یہی رسالہ تبیان العرفان ہے۔
نسخہ کی اہمیت یہ ہے کہ اسے مؤلف کے شاگرد محمد قاسم علی نے ۶ جمادی الثانی ۱۲۷۰ھ/۱۸۵۳ء کو نقل کیا ہے۔ یہ معلیٰ و مذہب نسخہ جس اہتمام سے لکھا گیا ہے اس سے خیال ہوتا ہے کہ عجب نہیں یہ وہ نسخہ ہو، جو بارگاہ آصفی میں پیش کیا گیا ہو۔

۳- تقویم الابدان فی تدبیر الانسان°، مؤلفہ ابن جزلہ بغدادی :

ابوالحسن علی بن یحییٰ بن عیسیٰ ابن علی، بن جزلہ بغدادی (وفات ۴۹۳ھ/۱۰۹۹ء) خلیفہ مقتدی بامر اللہ کے عہد کا یگانۂ عصر طبیب تھا۔ طب کی تعلیم سعید بن ہبۃ اللہ سے حاصل کی تھی۔ تقویم الابدان کے علاوہ منہاج البیان فیما یستعملہ الانسان، اور کتاب الاشارۃ فی تلخیص العبارۃ، اس کی مشہور کتابیں ہیں۔ کتاب الاشارۃ دراصل تقویم الابدان کی تلخیص ہے۔

تقویم الابدان، تقویم نجومی کی طرح جدول میں لکھی گئی ہے۔ اور اس طرز کی کتابوں میں سب سے عمدہ سمجھی جاتی ہے۔ اس میں ہر مرض کو بارہ خانوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ۱- نام ۲- مزاج ۳- عمر ۴- بلدان ۵- ریاح ۶- سالم یا مخوف ۷- اسباب ۸- کیفیت استفراغ ۹- مزاج ادویہ معمولہ ۱۰- مداوی ۱۱- آسان نسخے ۱۲- تدابیر عامہ۔

منہاج البیان کی طرح یہ کتاب بھی خلیفہ مقتدی بامر اللہ کے نام معنون ہے۔ نسخہ ناقص الاول ہے۔ ترقیمہ موجود نہیں ہے۔

۴- حاشیہ نفیسی، مؤلفہ سید محمد ہاشم :

سید محمد ہاشم ابن میر قاسم حسینی گیلانی طب میں شارح قانون حکیم علی گیلانی (وفات ۱۰۱۸ھ/۱۶۰۹ء) کا شاگرد ہے۔ اس حاشیہ میں حکیم الملک شمس الدین محمد سے بھی اپنے تلمذ کا ذکر کرتے ہوئے بڑی عقیدت سے ان کا نام لیا ہے۔

حکیم ہاشم احمد آباد میں بھی درس و تدریس میں مشغول رہا۔ وہیں شاہجہاں کی طرف سے صدارت و طبابت پر فائز ہوا۔ بعد میں شہزادہ اورنگ زیب کا اتالیق مقرر کیا گیا۔ اورنگ زیب نے اس کو سہ ہزاری منصب اور مسیح زماں کا خطاب عطا کیا تھا۔ ۸۰ سال کی عمر میں اورنگ آباد میں ۱۰۸۱ھ/۱۶۷۰ء میں فوت ہوا۔ سید ہاشم کے بیٹے حکیم جعفر علی خاں مہاراجہ جے پور کی خواہش پر جے پور منتقل ہو گئے تھے۔

حاشیہ نفیسی کے علاوہ شرح اسباب و علامات مینبدی، شرح ہدایت الحکمۃ اور تفسیر بیضاوی

° طبع شدہ

بھی سید ہاشم کے حاشیے ہیں۔

حاشیہ نفیسی کا یہ نسخہ مولانا عبدالحلیم ابن مولانا امین اللہ فرنگی محلی نے حیدرآباد میں ۱۲۸۳ھ/۱۸۶۶ء میں خریدا تھا۔ اس پر ان کے صاحبزادہ ابوالحسنات مولانا عبدالحی فرنگی محل کے بھی ۱۲۸۵ھ/۱۸۶۸ء کے دستخط ہیں۔ ترقیمہ نہیں ہے۔ تعداد صفحات ۵۰۴ ہے، اس حاشیے کے نسخے کتبخانہ دارالعلوم دیوبند اور سالارجنگ حیدرآباد میں بھی موجود ہیں۔

۵- حفظ الاسنان، حنین ابن اسحٰق : عباسی عہد کا عظیم ترجمہ نگار اور بیت الحکمت کا نگراں اعلیٰ حنین بن اسحٰق عبادی (پیدائش ۱۹۴ھ/۸۰۹ء، وفات ۶ صفر ۲۶۴ھ/۸۷۷ء) جس نے یونانی طبی ذخیرہ کو عربی زبان میں منتقل کرکے مہتم بالشان خدمات انجام دیں۔ اس کی ترجمہ کردہ کتابوں کی تعداد سَو سے زیادہ ہے۔ اپنے تراجم کی وجہ سے دنیا کے بہترین مترجمین کی صفِ اوّل میں شمار کیا جاتا ہے۔ عربی زبان و ادب میں یہ خلیل بن احمد اور طب میں یوحنا ابن ماسویہ کا شاگرد تھا۔

تحفظ و اصلاح دندان میں اپنے اس رسالہ میں اس نے دانتوں کی حفاظت کے طریقے بیان کئے ہیں۔ اس نے بتایا ہے کہ معدہ میں غذا اور پانی کے فساد سے بچنا چاہیئے۔ گوند والی اشیاء کو چبانا اور سخت چیزوں کو دانتوں سے توڑنا مضر ہوتا ہے۔ تلخ اور انتہائی ٹھنڈی اور اسی طرح عفونت کو جلدی قبول کرنے والی غذاؤں اور خلال کو اس نے نقصان دہ لکھا ہے۔ منجن کے متعدد نسخے بھی تحریر ہیں۔ ۳۰ صفحہ کا رسالہ ہے۔ ۱۱ رجب ۱۰۵۷ھ/۱۶۴۷ء تاریخ نقل ہے۔

۶- حل المعضلات حاشیہ شرح اسباب مؤلفہ حکیم سید حسین : حکیم سید حسین مولانا سید محمد ابن سید ابراہیم لکھنوی کے صاحبزادہ اور سید علی اکبر موسوی المعروف حکیم سید اکبر شاہ اور مسیح الدولہ حکیم مرزا علی حسن خان کے شاگرد ہیں۔ انھوں نے مفتی محمد یوسف کے حسب الامر برہان الدین نفیس کی شرح اسباب و علامات (تالیف ۸۲۷ھ/۱۴۲۳ء) کا یہ حاشیہ لکھا ہے۔ برہان الدین نفیس کی یہ کتاب دراصل نجیب الدین سمرقندی کی کتاب 'الاسباب والعلامات' کی شرح ہے جسے شرح اسباب و علامات کے نام سے ایک مستقل کتاب کا درجہ حاصل ہے۔

اس کی تیاری میں کشف الاشکالات حکیم محمد ہاشم گیلانی، حاشیہ شرح اسباب حکیم علوی خان، حاشیہ حکیم شریف خاں (فوائد شریفیہ)، حاشیہ حکیم احمد اللہ خاں لکھنوی، حاشیہ مسیح الدولہ المسمّٰی التحقیقات الشافیات، حاشیہ حکیم مظفر حسین خاں اور شرح حکیم عابدی سرہندی کے علاوہ دوسری کتابوں سے بھی مدد لی گئی ہے۔

حل المعضلات کا یہ مسودہ جو دو جلدوں پر مشتمل ہے، محمد برکت اللہ فرنگی محلی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مطبع یوسفی میں ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء میں طباعت کے لئے نقل کیا گیا ہے۔

ذخیرہ عبدالحی فرنگی محلی میں اس مسودہ کے علاوہ مسودہ حاشیہ موجز مولانا عبدالحلیم فرنگی محلی، مسودہ حاشیہ نفیسی مولانا عبدالحلیم فرنگی محلی اور مسودہ تکملہ حل النفیسی مولانا عبدالحی ابن مولانا عبدالحلیم بھی محفوظ ہیں۔

۷- **رسالہ شافیہ**، مؤلفہ غیاث الدین منصور : صفوی عہد کے نامور طبیب غیاث الدین منصور نے اس رسالہ کے پہلے جز میں طب نظری امور طبیعیہ، نبض، بول وغیرہ پر اور دوسرے جز میں حفظ صحت اور ازالہ امراض پر نہایت اختصار کے ساتھ قلم اٹھایا ہے۔ کل ۱۲ صفحات کا رسالہ ہے۔ اس کی کتابت ۱۷ رجب کو ہوئی ہے۔ مخطوطہ صاف اور خوشخط ہے۔ حاشیہ کو سنہری لکیروں سے مزین کیا گیا ہے۔

یہ رسائل کے جس مجموعہ میں شامل ہے۔ اس میں غیاث الدین منصور کا تاریخ پر بھی ایک فارسی رسالہ ہے۔ اس مجموعہ کے دوسرے قابل ذکر رسالوں میں نصیر الدین طوسی کا رسالہ "انعکاس شعاع" (عربی) اور بہاء الدین محمد عاملی کا رسالہ "اضطراب" ہیں۔ یہ مجموعہ ۱۰۸۳ھ/۱۶۷۲ء کا مکتوبہ ہے۔

۸- **رسالہ فی بواسیر**، مؤلفہ عبدالمسیح بن یحیی : یہ رسالہ دو مقالوں پر مشتمل ہے۔ پہلے مقالہ میں چار ابواب ہیں، جن میں اصناف، اسباب، علامات اور مداواۃ مرض پر تحقیق و نکتہ رسی سے لکھا ہے۔ دوسرا مقالہ ادویہ مرکبہ سے متعلق ہے۔ اس کے دو ابواب کے تحت علی الترتیب ۵ اور ۱۴ فصلیں ہیں۔ پہلے مقالہ کے صفحات کی تعداد ۴۶ اور دوسرے مقالہ کے صفحات کی تعداد ۵۲ ہے اور یہ ۱۲ جمادی الاول ۱۰۵۷ھ اور ۱۴ رجب ۱۰۵۷ھ/۱۶۴۷ء کے مکتوبہ ہیں۔

ابن مندویہ اصفہانی کا رسالہ فی البواسیر اس موضوع کی وقیع کتابوں میں ہے۔

۹- **رسالہ فی القولنج والاحتباس**، مؤلفہ محمد بن محمود بن حاجی شروانی : قولنج پر محمد بن زکریا رازی، ابن سینا اور ابن مندویہ اصفہانی کے رسائل کے بعد اہم ترین کتاب ہے۔ مقدمہ میں تشریح امعاء سے بحث کی ہے۔ باب اول قولنج اور باب دوم ایلاؤس کے بیان میں ہے اور علی الترتیب یہ تین اور نو فصلوں پر مشتمل ہیں۔

کتاب میں مرض کے اسباب، علامات اور معالجات پر عالمانہ حیثیت سے روشنی ڈالی ہے۔ متعلقہ مرض کی مفرد و مرکب دوائیں بھی مذکور ہیں۔ جمادی الثانی ۸۳۷ھ/۱۴۳۳ء کی تصنیف ہے۔

مخطوطہ جمادی الاول ۱۰۵۷ھ/۱۶۴۷ء کا لکھا ہوا ہے۔

۱۰- **رسالہ قولنج**°، مؤلفہ محمد بن زکریا رازی : لفظ قولنج قولون سے ماخوذ ہے۔ طب یونانی

° طبع شدہ

ہیں یہ اس درد سے عبارت ہے جو قولون میں عارض ہوتا ہے۔ طبی ذخیرہ میں قولنج پر کافی مواد فراہم کیا گیا ہے۔ زکریا رازی کی یہ کتاب ۱۸ فصلوں پر مشتمل ہے۔ ان میں مختلف دردوں میں فرق، قولنج خالص و غیر خالص اجناس قولنج، علامات، علاج، ادویہ مسہلہ، حقنہ، حمول، شیافات، تکمید، ضماد، آبزن، حمام، ادویہ مسکنہ درد ادویہ کاسر ریاح اسی طرح وہ غذائیں جو قولنج میں مفید اور مضر ہیں اور وہ اسباب جو قولنج کا باعث ہیں اور وہ اسباب جو دفع قولنج میں معاون ہوتے ہیں، بیان کئے گئے ہیں۔

مخطوط نامکمل ہے۔ کتب خانہ ملک اور ایا صوفیہ استنبول میں اس کے نسخے موجود ہیں۔ ذخیرہ عبدالحی زنگی محلی کے جس مجموعہ مکتوبہ ۱۰۵۷ھ میں یہ رسالہ شامل ہے۔ اس میں زکریا رازی کا رسالہ فی الجدری والحصبہ اور ابن سینا کا رسالہ عشق (نامکمل) بھی ہے۔

۱۱- **شرح رسالہ بحرانیہ**، مؤلفہ شاہ حسین اسدی: شاہ حسین اسدی نے المقالۃ النوریۃ فی شرح الرسالۃ الکافوریۃ سے فراغت کے بعد احباب کی فرمائش پر رسالہ بحرانیہ کی یہ شرح لکھی ہے۔ شرح کا سال آغاز محرم ۱۲۹۲ھ/۱۸۷۵ء ہے۔ رسالہ بحرانیہ ان کے ایک اہم عصر فاضل طبیب محمد تقی شیرازی کی تصنیف تھی۔ محمد تقی شیراز سے حجاز گئے، وہاں ان کا مرزا احمد طبیب التنکابنی (وفات ۱۲۵۸ھ/۱۸۴۲ء) سے ۱۲۴۶ھ/۱۸۳۰ء میں علمی مناظرہ رہا۔ آخر میں وہ تہران میں مقیم ہوئے۔

بحران کا شمار طب کے اہم مباحث میں رہا ہے۔ جالینوس کی تصانیف میں بھی اس پر ایک رسالہ ملتا ہے۔ نہ صرف جالینوسی درسیات بلکہ بعد میں طبی نصاب میں بھی اس نے جگہ پائی۔ شرح رسالہ بحرانیہ میں مسائل بحران پر دلنشیں انداز میں قلم اٹھایا ہے۔ یہ ۱۱۰ صفحات کا مجموعہ ہے۔ ترقیمہ موجود نہیں ہے۔

۱۲- **شرح فصول بقراط**⊙، مؤلفہ علاء الدین قرشی ابن نفیس: بقراط نے سات مقالوں پر مشتمل کتاب الفصول کے نام سے جو کتاب لکھی تھی، اس کی اہمیت یہ ہے کہ وہ خود بقراط کی بعض دیگر کتابوں کی تلخیص ہے۔ یہ کتاب ہر دور میں علماء طب کی توجہ کا مرکز رہی ہے۔ جالینوس نے اس کی ایک نہایت عمدہ شرح لکھی ہے۔ عربی عہد میں ابوالفرج بن طیب (معاصر ابن سینا) ابن ابی صادق (تلمیذ ابن سینا)، امین الدولہ ابن تلمیذ (وفات ۵۶۰ھ/۱۱۶۴ء) ابن البذوخ (وفات ۵۷۶ھ/۱۱۸۰ء) یوسف بن حدائی، ابوالحجاج یوسف اسرائیلی (طبیب ملک الظاہر ابن سلطان صلاح الدین ایوبی)، عبداللطیف بغدادی (وفات ۶۲۹ھ/۱۲۳۱ء) صدقۃ السامری (وفات ۶۲۰ھ/۱۲۲۳ء کے بعد)، رضی الدین رحبی (وفات ۶۳۱ھ/۱۲۳۳ء)، طاہر بن ابراہیم السنجری اس کے

⊙ طبع شدہ

ممتاز شارحین ہیں۔ یکتائے عصر ابو خلیقہ رشید الدین (پیدائش ۵۹۱ھ/۱۱۹۴ء) کے بارے میں ملتا ہے کہ ا
بقراط کی یہ کتاب حفظ تھی۔

علاء الدین قرشی نے فصول بقراط کی دو شرحیں لکھی ہیں۔ ایک صغیر جس میں بقراط کی عبارت کی
شرح کی ہے۔ دوسرے کبیر اس میں بقراط کی عبارت پھر جالینوس کی شرح لکھ کر ان دونوں پر تبصرہ کیا ہے۔

پیش نظر نسخہ ۲۶ صفر ۱۲۵۶ھ/۱۸۴۳ء کو نقل ہوا ہے۔ ناقل کا نام فضل رسول بن حکیم سید امام
حسینی واسطی ہے۔ تعداد صفحات ۲۷۰ ہے۔

۱۳- شرح قانونچہ، مؤلفہ عماد الدین محمود شیرازی:

محمود بن عمر چغمینی (وفات ۷۴۵ھ/۱۳۴۴ء)
نے قانونچہ کے نام سے قانون کا جو جامع اختصار مرتب کیا تھا وہ اہل علم کا مرکز نظر بنا رہا۔ ایران کے نامور معا
مصنف عماد الدین محمود شیرازی (وفات تقریباً ۱۰۰۰ھ/۱۵۹۲ء) جنھیں شرح تشریح القانون کی تصنیف کا
حاصل ہے۔ قانونچہ کے شارح کی حیثیت سے بھی امتیاز خاص رکھتے ہیں۔ قانونچہ کے دیگر شارحین میں حس
بن محمد استرآبادی، محمد بن محمد (طبیب سلطان بایزید عثمانی) حسن بن ولی جبلی، ملا یحییٰ فتاحی، شیخ محمد مومن جزا
عبد الباسط بن خلیل، عبد الفتاح بن عبید اللہ قزوینی، عبد الفتاح بن اسمٰعیل حسین لاہوری وغیرہ ہیں۔

عماد الدین محمود شیرازی کی شرح قانونچہ کمیاب ہے۔ مخطوطہ کے صفحات کی تعداد ۳۲۴ اور کاتب کا
قدرت اللہ ہے۔ سنہ کتابت درج نہیں ہے۔ اس کا ایک نسخہ رضا لائبریری رامپور میں بھی ہے۔

۱۴- شرح کلیات قانون، مؤلفہ قطب الدین شیرازی:

قطب الدین ابو الثنا محمود بن مسعو
بن مصلح شافعی شیرازی ۶۳۴ھ/۱۲۳۶ء میں شیراز میں پیدا ہوا۔ ایران کے مشاہیر حکما و متکلمین میں شمار کیا جا
ہے۔ اپنے زمانہ کے بیشتر علوم طب، نجوم، حکمت، موسیقی اور شعر و ادب میں کمال رکھتا تھا۔

اپنے طبیب باپ ضیاء الدین مسعود اور عالم چچا کمال الدین ابو الخیر اور شمس الملۃ والدین محمد بن ا
شمس کیشی اور علامہ وقت شرف الدین لاکی بوشکانی سے جو کلیات قانون کے درس اور اس کے مشکل مقامات
تشریح میں یگانہ تھے، تعلیم حاصل کیا۔ اس نے مدتوں آذربائیجان میں زندگی بسر کی اور خواجہ نصیر الدین طو
(وفات ۶۷۲ھ/۱۲۷۳ء) کی مجالس درس سے استفادہ کیا اور مراغہ کی رصد گاہ میں ان کا ہاتھ بٹایا۔
اور اباقا اس کے فضل و کمال کے معترف تھے اور اباقا اسے نصیر الدین طوسی کے تلامذہ میں سب سے افضل
شرح کلیات قانون اس کے طبی مرتبہ کی شاہد ہے۔ شروح قانون میں اسے بہت اہم نظر سے دیکھا گیا

قانون کی ۱۲ پیش رو شرحوں کے علاوہ دوسری بہت سی طبی کتابوں سے اس کی تصنیف میں مدد لی گئی ہے۔ یہ ضخیم شرح جسے ۶۸۲ھ/۱۲۸۲ء میں لکھنا شروع کیا تھا۔ ۷۰۱ھ/۱۳۰۱ء میں مکمل ہوئی ہے جو شارح کا سنہ وفات بھی ہے۔ یہ کتاب سعد الدولہ محمد بن تاج الدولہ احمد الساوی (وفات ۷۱۱ھ/۱۳۱۲ء) کے نام معنون ہے اور اپنی کے نام پر التحفہ السعدیہ اس کا نام رکھا گیا ہے۔ اس شرح میں فخر الدین رازی کی شرح کا رد کیا گیا ہے۔

قطب الدین شیرازی کی دوسری تصانیف میں شرح حکمت الاشراق شیخ شہاب الدین سہروردی، درۃ التاج، التحفۃ الشاہیۃ، و نہایۃ الادراک، شرح مختصر ابن الحاجب، شرح المفتاح شامل ہیں۔

شرح کلیات قانون کے نسخے ہندوستان میں سالار جنگ اسٹیٹ لائبریری حیدرآباد، خدا بخش پٹنہ، دار العلوم دیوبند اور رضا لائبریری رامپور میں ہیں۔

۱۵- الشفاء العاجل مؤلفہ مجیب علی المشہور بہ صدر الدین محمد طبیب: مؤلف کے مطابق محمد بن زکریا رازی کی برء الساعۃ کے سوا معالجات میں کوئی ایسی کتاب نہیں ہے جس میں بیماریوں کو فوری اور جلد ٹھیک کرنے والی دواؤں کا بیان ہو۔ محمد بن زکریا رازی نے جو رسالہ لکھا ہے اس میں امراض کی تعداد بھی کم ہے اور اس میں اقسام امراض کا تذکرہ بھی نہیں ہے۔ الشفاء العاجل میں متقدمین و متاخرین کی کتابوں کے علاوہ مؤلف نے جو اکابر سے سنا ہے اور ذاتی تجربہ میں جو مفید پایا ہے۔ اسے اس کتاب میں جمع کیا ہے۔ اس میں جن دواؤں کا تذکرہ ہے، وہ ایک سے تین روز کے اندر مرض کو اچھا کرنے والی ہیں۔ اس میں مرض کی مختصر وضاحت اقسام و علامات کے ساتھ کی گئی ہے۔

یہ مقدمہ اور پانچ ابواب پر منقسم ہے۔ ۴۰ صفحات کے اس رسالہ کی کتابت میر نجف علی بن حکیم میر تراب علی نے شنبہ ۱۶ ربیع الاول سنہ ۲۰ جلوس اکبر شاہ غازی کو کی ہے۔

۱۶- کتاب الارشاد لمصالح الانفس والاجساد، مؤلفہ ابن جمیع مصری:

ہبۃ اللہ ابن جمیع مصری (وفات ۵۹۴ھ/۱۱۹۷ء) جو اپنی تنقیدی کتاب التصریح بالمکنون فی تنقیح القانون کی وجہ سے آسمان طب کا تابندہ اختر ہے۔ مصر کے اطبا متقدمین میں ابن رضوان اور متاخرین میں ابن جمیع بہت صاحب مرتبہ سمجھے جاتے ہیں۔ سلطان صلاح الدین ایوبی کا طبیب خاص تھا۔ شیخ سدید الدین بن ابو البیان اس کے ممتاز تلامذہ میں ہیں۔ اس کی دوسری کتابوں میں مقالہ فی الیمون، مقالہ فی الریوند، مقالہ فی الحدبہ، رسالہ السیفیۃ فی الادویۃ الملوکیۃ (تو بیغ کے بیان میں ہے) قابل ذکر ہیں۔

کتاب الارشاد نہایت بلند پایہ تصنیف ہے۔ یہ چار مقالوں پر مشتمل ہے۔ مقالہ اول قوانین کلی
مقالہ دوم ادویہ مفردہ واغذیہ، مقالہ سوم حفظ صحت ومداوۃ امراض، مقالہ چہارم ادویہ مرکبہ واغذیہ
اس کا شمار طب کی نایاب کتابوں میں ہے۔ پیش نظر نسخہ یونیورسٹی نے ۱۹۵۲ء میں خدابخش
پٹنہ کے مخطوطہ سے نقل کرایا ہے۔ صفحات کی تعداد ۱۰۷۵ ہے۔ نقل کی قیمت ۱۳سو ۴۵روپیہ
ادا کی گئی ہے۔ چوتھا مقالہ نہ ہونے کی وجہ سے نسخہ نامکمل ہے۔ یہ مقالہ جو ۲۲ فصلوں پر مشتمل ہے اس
کی صرف فصول کی فہرست موجود ہے۔

۱۷۔ کتاب الفتح فی التداوی، مؤلفہ ابوسعید بن ابراہیم المغربی العلائی: ادویہ

متعلق تصانیف کی ایک قسم جدول وملخصات ہیں۔ علم کے بہترین مجموعوں کے طور پر اطبا نے اپنی سہولت
کے جدول تیار کئے۔ چونکہ مواد کی مقدار میں اس تیزی سے اضافہ ہو رہا تھا کہ ان سب کو یاد رکھنا مشکل
اس لئے بعض چیزوں کا بروقت پیش نظر رکھنا ضروری سمجھا گیا اور ایسی کتابیں تصنیف کی گئیں جن میں ایک
صفحہ میں مجمل طور پر دوا سے متعلق تمام ضروری معلومات جمع ہوں۔

ادویہ مفردہ پر بانداز جدول شمس الامرا دابوالشجاع ذوالقرنین بن عین الدولہ بن الایر
(وفات ۵۵۷ھ/ ۱۱۶۲ء) کے عہد کی کتاب ہے۔ اس میں ساڑھے پانچ سو دوائیں بیان کی گئی ہیں۔
یہ کتاب ذخیرہ سر شاہ سلیمان مولانا آزاد لائبریری میں کتاب الجداول فی الادویۃ المفردہ
کے نام سے مذکور ہے۔ اس طرح مخطوطہ سے نہ کتاب کے اصل نام کا پتہ چلتا ہے اور نہ مصنف کے نام
روشنی پڑتی ہے۔ رضا لائبریری رامپور میں موجود نسخہ کے موازنہ سے کتاب اور مصنف کا نام معلوم ہو سکا
کتاب الفتح فی التداوی کے علاوہ کنز الحکما، (الالواح) بھی اس کی ایک تصنیف ہے۔ اس میں
ادویہ مفردہ کی ترتیب بلحاظ اعضا قائم کیا گیا ہے۔ رضا لائبریری میں اس کا مخطوط محفوظ ہے۔
برء الساعۃ کے نام سے المغربی کی جس کتاب کا مولانا آزاد لائبریری کے مخطوطات میں تذکرہ کیا گیا
ہے۔ وہ اس سرزمین کے دوسرے مصنف کی یادگار ہے۔
کتاب الفتح فی التداوی (الادویۃ المنجح) کے ہر جدول میں ۱۶ درج ذیل خانے ہیں:
۱۔ دوا کا نام ۲۔ ماہیت دوا ۳۔ اقسام ۴۔ بہترین قسم ۵۔ مزاج ۶۔ قوت ۷۔ منفعت
امراض راس ۸۔ منفعت آلات تنفس ۹۔ منفعت آلات غذا ۱۰۔ منفعت جمیع بدن ۱۱۔ کیفیت

۱۲- مقدار ۱۳- مضر ۱۴- مصلح ۱۵- بدل ۱۶- علامت عدد ادویہ۔

علم الادویہ میں تقویم کے طرز پر مجدول کتابوں کی اعلیٰ مثال میں ابن بکلارش (۱۱۰۶ء کا شہرت یافتہ) کی کتاب "المستعین المجدولۃ فی الادویۃ المفردۃ" ابراہیم مغربی علائی کی تقویم الادویۃ المفردہ، کمال الدین ابوالفضل حبیش طفلسی کی تقویم الادویہ، ابن بطلان (وفات ۴۶۱ھ/ ۱۰۶۸ء) کی تقویم الصحۃ (تقویم الاطبا) وغیرہ کا نام لیا جا سکتا ہے، موخر الذکر دونوں کتابیں سالار جنگ حیدرآباد میں محفوظ ہیں۔ اس طرز کی مقبولیت کا اثر فارسی میں بھی نمایاں ہے۔ اس سلسلہ میں 'تقویم الادویہ' از محمد بن علی' جدول طبیہ از عبدالرحمٰن بن حکیم ابوبکر تقویم الاطبا وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ مخطوطے کے درمیان کے چند ورق غائب ہیں۔ ترقیمہ نہیں ہے۔

۱۸- مفردات الادویہ، مولفہ حکیم خادم حسین

: یہ دراصل ادویہ مفردہ کی فہرست ہے جو بلحاظ امراض مرتب کی گئی ہے۔ مثلاً شقیقہ، سبات، کزاز، فالج، لقوہ کی مفرد دواؤں کے صرف نام درج کئے گئے ہیں۔ ۱۶۰ صفحات کا یہ مخطوطہ نامکمل ہے اور یہ امراض راس اور امراض عین کی دواؤں کا بیان ملتا ہے۔ علم الادویہ اور معالجات دونوں کے نقطۂ نظر سے یہ ایک مفید کتاب ہے اس سے انتخاب ادویہ اور ترتیب نسخہ میں خاص رہنمائی حاصل ہوتی ہے۔

رسالہ میں بعض دواؤں کے استعمال کے بارے میں بھی لکھا ہے کہ آیا وہ جوشاندہ، خیسانده، ضماد، کحل وغیرہ کس شکل میں مستعمل ہیں۔ ایک جگہ تذکرہ سویدی کا حوالہ دیا گیا ہے۔

اس جلد کے شروع کے ۸ صفحات میں حکیم محمد ولی اللہ فرخ آبادی کی کتاب سے قانون ترکیب دوا مرکب کو بھی نقل کیا گیا ہے۔ یہ صفحات محمد سعادت علی رضوی نے ۱۲۱۳ھ/ ۹۸-۱۷ء میں فرخ آباد میں لکھے ہیں۔

۱۹- مقالہ علق، مولفہ اوفس

: انسس کا رہنے والا یہ طبیب اپنے عہد کا یونان کا نامور معالج و مصنف تھا۔ ابن ابی اصیبعہ کے ہاں اس کی تقریباً ۴۰ کتابوں کے نام ملتے ہیں۔ جنھیں عربی میں منتقل کیا گیا تھا۔ اس کی تصانیف اس پایہ کی ہیں کہ جالینوس نے انھیں ماخذ کے طور پر استعمال کیا ہے۔ کتاب مالیخولیا، کتاب تسمیۃ اعضاء الانسان، مقالہ وجع مفاصل، مقالہ احتباس طمث، مقالہ فی بیان الخلع، مقالہ فی الفرع، مقالہ فی الادویۃ القتالہ، مقالہ فی مراتب الادویۃ، مقالہ ذات الجنب و ذات الریہ وغیرہ قابل ذکر کتابیں ہیں۔

مقالۂ علق ڈھائی صفحے کا رسالہ ہے۔ اس میں مختلف امراض کی مناسبت سے جونک لگانے کے مقامات اور مواقع استعمال کا ذکر کیا ہے۔ نسخہ ۱۰۵۷ھ کا مکتوبہ ہے۔

۲۰- مقالہ فی السواک والسنون، مؤلفہ یوحنا بن ماسویہ: خلیفہ ہارون رشید کے عہد سے متوکل علی اللہ کے زمانہ تک دربار خلافت کا نہایت محترم اور ذی عزت طبیب تھا۔ معالجہ و درس میں یکتا اور ترجمہ نگاری میں بے مثل۔ کثیر تعداد میں یونانی اور سریانی زبان سے عربی میں کتابیں ترجمہ کیں۔ تقریباً ۵۰ کتابیں اس کی یادگار رہیں۔ ۴ جمادی الثانی ۲۴۳ھ / ۸۵۷ء سر من رای میں فوت ہوا۔ کتاب الاغذیہ، کتاب الاشربہ، کتاب الجواہر، کتاب فی الادویۃ المسہلہ، کتاب دفع مضار الاغذیہ، کتاب السموم وعلاجہا، کتاب الابدال، علم الادویہ سے متعلق اس کی تصانیف میں ہیں۔

مقالہ فی السواک والسنون ۹ صفحے کا رسالہ ہے۔ اس میں مختلف مزاجوں کے لحاظ سے مختلف درختوں کی مسواک کی سفارش کی گئی ہے اور دانتوں کی مختلف حالتوں کے اعتبار سے منجن کے نسخے تجویز کئے گئے ہیں۔ ۱۰۵۷ھ / ۱۶۴۷ء کے مکتوبہ مجموعہ میں شامل ہے۔

۲۱- نزہۃ الزمان فی تعدیل الابدان، مؤلفہ داؤد بن عمر انطاکی: متعدد طبی کتابوں کا مصنف داؤد انطاکی (وفات ۱۰۰۵ھ / ۱۵۹۶ء) علم الادویہ کی مشہور زمانہ تصنیف "تذکرہ اولوا الالباب" کی وجہ سے طبی دنیا کی نہایت معروف شخصیت ہے۔ اسے جالینوس زماں اور افلاطون عصر سے یاد کیا گیا ہے۔

رسالۂ نزہۃ الزماں کے مقدمہ میں تعریف طب اور اس کے موضوع و اقسام پر گفتگو کی گئی ہے۔ سات فصلوں میں پہلی فصل امور طبعیہ، دوسری تشریح، تیسری اسباب، چوتھی احوال بدن، پانچویں وصایا و قوانین، چھٹی امراض باطنہ، ساتویں امراض ظاہرہ کے بیان میں ہے۔ خاتمہ میں بحران اور کسر و خلع کا تذکرہ ہے۔ اس طرح ۶۸ صفحے کے اس مختصر رسالہ میں طب کے ضروری مباحث پر بطرز ایجاز قلم اٹھایا ہے۔ خط بہت عمدہ ہے۔ ۲۵ ذی الحجہ ۱۱۰۲ھ / ۱۶۸۷ء تاریخ نقل ہے۔ پہلے صفحہ پر علی بن عبداللہ نائب الحرم کے ۱۲۳۴ھ / ۱۸۱۸ء کے دستخط ہیں، جن کی ملکیت میں یہ نسخہ رہا ہے۔

••

فارسی مخطوطات

۱- اختیاراتِ ظفر یار خانی ، مؤلفہ ابوالظفر حسام الدین المخاطب بخطاب ظفر یار خاں۔

ابوالظفر حسام الدین المخاطب بخطاب ظفر یار خاں بن صمام الدین محمد افلاطون کی یہ کتاب ادویہ واغذیہ کی تحقیق مزاج و منفعت پر ایک بیش قدر علمی کاوش کا درجہ رکھتی ہے۔ مؤلف کے پیش نظر یہ بات رہی ہے کہ اکثر لوگوں نے اپنی کتابوں میں احکام ادویہ مفردہ سے پہلو تہی اختیار کی ہے اور بیشتر مصنفین نے کتب سابقہ کے بیانات پر تکیہ کیا ہے۔ چونکہ یہ ممکن نہیں ہے کہ دنیا میں جس قدر بیانات پائے جاتے ہیں کوئی شخص بچشم خود ان کا معائنہ کر سکے اور براہ راست ان سب کے بارے میں معلومات پیش کر سکے۔ اس لئے دوسرے مصنفین پر اعتماد کرتے ہوئے جو تفصیلات قلمبند کی گئی ہیں ان میں کافی غلطیاں پائی جاتی ہیں۔ آب و ہوا اور مٹی کے اختلاف، پہاڑوں اور دریاؤں کی قربت اور امتداد زمانہ وغیرہ کی وجہ سے جو فرق رونما ہوتا ہے اس کی وجہ سے شناخت اور خواص میں تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں۔ غلطیوں کا ایک بڑا سبب اسے نظر انداز کرنا ہے۔

اس کتاب میں ادویہ کی شناخت و منافع پر محققانہ طور پر قلم اٹھایا ہے۔ مفردات کے ساتھ ہی مؤلف نے اپنی دوسری کتاب تعلیم العلاج سے مرکبات کا حصہ نقل کر کے اضافہ کیا ہے تاکہ ادویہ مفردہ و مرکبہ دونوں کا ایک جگہ مطالعہ کیا جا سکے۔ اختیارات ظفر یار خانی کے علاوہ انھوں نے اسے مفردات تعلیم العلاج کا نام دیا گیا ہے۔ مفردات کا حصہ بڑے سائز کے ۳۶۴ صفحات اور مرکبات کا حصہ ۹۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اومادت ولد جواہر لعل ولد سیتارام برہمن ساکن موضع جلال آباد نے پہلے حصہ کی ۲۱ محرم سمت ۱۸۹۱ اور دوسرے حصہ کی سمت ۱۸۹۱ مطابق ۱۸ ربیع الثانی ۱۲۴۱ھ/۱۸۲۵ء کو کتابت کی ہے۔

۲- الحیوٰۃ فی ازالۃ سم الحیات مؤلفہ حکیم عبدالعلیم محمد نصر اللہ خاں : حکیم عبدالعلیم شیخ نصر اللہ خاں خویشگی خواجہ ضلع بلند شہر کے باشندہ تھے۔ حکیم منصور علی نجیب آبادی (وفات ذی قعدہ ۱۲۶۸ھ/۱۸۵۱ء) سے تلمذ تھا۔ مہاراجہ اندر سنگھ والی کپور تھلہ و بوندی وغیرہ کے لشکر کے

ہمراہ علاقہ بہرائچ میں ان کا قیام رہا۔ اس لشکر میں ایک درویش رسول شاہ بھی تھے، جو دو پشت سے جاہ و جلال کے ملازم تھے اور سانپ کے علاج میں درجہ کمال رکھتے تھے۔ ان کی رفاقت میں مؤلف کتاب کو اس سلسلہ کی کافی معلومات حاصل ہوئیں۔ ۶ صفر ۱۲۷۶ھ / ۱۸۵۹ء رسول شاہ کا ان کے وطن جالندھر میں انتقال ہوا۔ شاہ صاحب فاروقی النسل تھے۔ ان کا آبائی سلسلہ بندگی شیخ نظام نارنولی پر منتہی ہوتا ہے۔ شاہ صاحب کو سانپوں سے متعلق یہ معلومات حضرت محبوب شاہ چشتی صابری سے حاصل ہوئی تھیں، جو فن مارگیری و علاج میں یگانۂ روزگار تھے۔

اس رسالہ میں سانپ کی مختلف اقسام اور ان کے علاج پر ماہرانہ انداز میں روشنی ڈالی گئی ہے۔ اپنے موضوع کے لحاظ سے منفرد کتاب ہے۔ اس رسالہ "تریاک" کی تالیف ۲ ربیع الثانی ۱۲۷۹ھ / ۱۸۶۲ء کو ہوئی ہے۔ ایک جگہ انھوں نے اپنے ماموں الہ داد خاں کا حوالہ دیا ہے۔

یہ مخطوطہ بھرت پور میں مولوی حکیم سید علی حسن رئیس امروہہ کی حسب فرمائش جو بغرض سیر و تفریح بھرت پور گئے تھے، لچھمی نرائن نے ۲۹ اگست ۱۸۶۳ء کو نقل کیا ہے۔ یہ ۴۴ صفحات پر مشتمل ہے۔

۳۔ انتخاب اختیارات بدیعی، مؤلفہ: علی بن حسین انصاری

علی بن حسین انصاری مشہور بہ زین العطار کی کتاب اختیارات بدیعی تالیف ۷۷۰ھ / ۱۳۶۸ء علم الادویہ کی ایک نہایت مشہور کتاب ہے۔ اس کا پہلا مقالہ جو کتاب کی اصل شہرت کا باعث ہے مفردات اور دوسرا مقالہ مرکبات پر مشتمل ہے۔

اس انتخاب کا تعلق اس کے صرف مرکباتی حصہ سے ہے اور یہ درج ذیل ۱۶ فصلوں پر تقسیم ہے۔ پہلی فصل مفرحات، دوسری معاجین، تیسری جوارشات، چوتھی اطریفلات، پانچویں مربیات، چھٹی اشربہ، ساتویں لعوقات، آٹھویں سفوفات، نویں حبوبات، دسویں اقراص، گیارہویں ایارجات، بارہویں شیافات، تیرہویں تریاقیات، چودھویں سنونات، پندرھویں روغن اور سولھویں مراہم۔ لیکن یہ مخطوطہ جو نہایت نفیس ہے اور سنہرے حاشیہ سے مزین ہے، نامکمل ہے اور صرف اقراص کے بیان تک ہے۔

یہ انتخاب جس مجموعہ کے ساتھ شامل ہے اس کا پہلا رسالہ اسامی الادویہ پر ہے۔ ترقیمہ کے مطابق جمعہ جمادی الثانی ۸۸۹ھ / ۱۴۸۴ء کو اس کی کتابت ہوئی ہے۔ رسالہ کے صفحات کی تعداد ۱۶ ہے۔ بیچ کے کچھ صفحات غائب ہیں۔

مجموعہ کی تیسری کتاب خود اختیارات بدیعی ہے۔ یہ جمادی الثانی ۸۸۸ھ/۱۴۸۳ء کا مکتوبہ ہے۔ کاتب کا نام حسن علی المشہور بہ صبوری ہے۔ مجموعہ کی تینوں کتابیں ایک ہی قلم کی یادگار ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اختیارات بدیعی کے حصہ مرکبات کا یہ انتخاب اصل کتاب کی تالیف کے زیادہ عرصہ بعد نہیں کیا گیا ہے۔

اختیارات بدیعی کے تکملہ کے طور پر بھی ایک کتاب لکھی گئی ہے۔ حاجی جلال الدین بن امین طبیب المرشد گازورونی کی قرابادین جلالی ہے۔ اختیارات بدیعی میں جو چیزیں رہ گئی تھیں انھیں اس میں شامل کرنے کی کوشش کی گئی ہے اس کا ۱۰۹۷ھ/۱۶۸۵ء کا ایک مخطوطہ حیدرآباد میں ہے۔ قرابادین جلالی کے نام سے ایک ہندوستانی مصنف حکیم جلال الدین امروہوی کی بھی کتاب ہے۔ لیکن وہ اس سے مختلف تصنیف ہے

۴- بستان افروز مؤلفہ سید عبدالفتاح : سید عبدالفتاح المخاطب بہ خواجہ عبداللہ تمکین

نے اس رسالہ میں بعض ہندی و سندھی نباتات کے خواص و منافع قلمبند کئے ہیں۔ چونکہ اکثر ادویہ بستان میں پیدا ہوتی ہے اس لئے یہ رسالہ بستان افروز کے نام موسوم کیا گیا ہے۔

انھوں نے لکھا ہے کہ یونانی دوائیں تازہ اور سبز حالت میں کمیاب ہیں اور اکثر لوگ ان کے فائدہ سے محروم ہیں۔ اس لئے نبات ہندیہ و سندھیہ کے بیان میں اسے تالیف کرنے کی کوشش کی ہے۔

بیشتر امراض کے علاج میں سات دواؤں سے کام لیا جاتا ہے۔ ان میں مفرح القلوب، موتیا، معین الادویہ آکھ، ملین الامراض گل داؤدی، مزیل الوحشت گردھل، شفیق النباتات نیم۔ معبس الامراض گل عباسی قاتل دیدان یعنی زخم حیات مؤلف نے انھیں اُمہات سبعہ سے تعبیر کیا ہے۔ ان کا نفع اس طرح پھیلا ہوا ہے

کمثل حبۃ —— سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ :

ان سات اُمہات کے لئے چار خوشبوئیں ضروری ہیں۔ مؤلف نے انھیں "بوٹی چہار آبائی" کہا ہے۔ ان میں ایک معدل المزاج و مذکر الصحت یعنی تلسی دوسرے کثیر المنافع یعنی بھکنی (گندی بوٹی) تیسرے انعکاس القمر یعنی گل چاندنی، چوتھے رائحۃ اللیل یعنی رات کی رانی (رشب بو) ہیں۔

ان خوشبوؤں کے دو خادم شمس و قمر یعنی سونا اور چاندی ہیں۔ چنانچہ ان کے خواص بھی تحریر ہیں۔ گویا احد عشر کوکبا و الشمس والقمر رأیتھم لی ساجدین ؟

ان آباء و امہات کی ۲۷ اولاد ہیں۔ (۱) معدل الصفراء یعنی گل (۲) حی القیظ یعنی دوپہریا۔

۵۔ العبس یعنی ترش رو معبس الامراض یعنی امراض کو ترش کھٹا کرنے والی دوا۔

(۳) مزیل السنۃ یعنی آسن (کا کنج بستانی) (۴) محلوق الراس یعنی منڈی (۵) مخرج سوداء الراس
یعنی آکاش بیل (۶) نافع النسیان والجنون یعنی گل جعفری (۷) وضیعہ مسکہ یعنی گل چنبیلی (۸) خلیفۃ ال
یعنی تھوہر (۹) القیم للشفا یعنی سنبھالو (۱۰) - اکلیل الدیکہ یعنی تاج خروس (۱۱) مشک مفتح
مشکدانہ (۱۲) لبنی یعنی دودھی (۱۳) مقطع یعنی کشائی (۱۴) ماتی الملک یعنی اندرائی (۱۵) دو
اوراق یعنی تپتی (۱۶) مطفی یعنی آگن جھاڑ (۱۷) عاصی الامراض یعنی نافرمان (۱۸) معطس یعنی نک چھک
(۱۹) قابل التحسین یعنی دھنیا (۲۰) کثیر الازہار یعنی پھلائی (۲۱) کبیر الاشجار یعنی برڈ (۲۲) منقض
الافعال یعنی کیکر (۲۳) کثیر النفع یعنی سرس (۲۴) شاب النباتات یعنی برنا (۲۵) مستقیم القا
یعنی سرو (۲۶) قصب الشفا یعنی بانسہ (۲۷) سہم السموم یعنی بس کپرہ - اس طرح اجہات، آبا،
خادم اور اولاد کل ۴۰ ہوئے - فتم میقات ربہ اربعین لیلۃ -

رسالہ میں لاہور اور پنجاب کے حوالوں سے مؤلف کے پنجاب سے تعلق کا اظہار ہوتا ہے - یہ نسخہ
حکیم سید حسین نے ۱۳۱۶ھ/ ۱۸۹۸ء میں حکیم برکت علی بجے پوری کے منقول نسخہ سے نقل کیا ہے -

۵ - **بو العجب** :- قواعد و فوائد میں مختصر رسالہ ہے - اس میں اس صنعت میں کام
آنے والی اشیاء اور حقائق کی معرفت اور ان کی تدابیر تسمیع - تطہیر ارواح، تکلیس اجساد، تدبیر اجسا
تدبیر حلان، تنقیہ اجساد و ارواح کے علاوہ اکسیرات کی مختلف انواع، اعمال متعلقہ کا فور، اسم الفار
افیون وغیرہ اسی طرح تدبیر کشتن سیماب، زرنیخ، فولاد وغیرہ کو بڑے اچھے انداز میں بیان کیا ہے
علم الکیمیا و تکلیس کے طلبا کے لئے ایک مفید کتاب ہے -

امین علی نے ۲۲ رمضان بروز سہ شنبہ بمکان حضرت شاہ مردان شاہجہاں آباد اس کو نقل کیا

۶ - **تاریخ الحکما** :- یونانی و عربی علماء طب کا مختصر تذکرہ ہے - اس میں جن حکما کے حالات
درج ہیں وہ تقریباً سب معروف شخصیات ہیں اور تاریخ و تذکرہ کی کتابوں میں اس سے زیادہ تفصیل
سے ان کے بارے میں لکھا گیا ہے - یہاں ان کے ترجمہ میں کوئی نئی یا اضافی بات پڑھنے کو نہیں ملتی ہے
اس طرح یہ اس موضوع کی کوئی خاص کتاب نہیں ہے - صفحات کی تعداد ۱۳۰ ہے -

محمد ابو القاسم نے ربیع الثانی ۱۲۷۹ھ/ ۱۸۶۲ء کو کتابت کی ہے اور یہ نواب مختار الملک بہادر
کے نسخہ سے منقول ہے -

۷- **تبصرۃ الاطبا** مؤلفہ سید امیر بخش: طب یونانی میں امراض بالخصوص امراض مزمنہ میں تنقیہ مواد و استفراغ اخلاط سے کام لیا جاتا ہے۔ اگرچہ کلیات علاج میں قوانین انضاج و اسہال اور علاج امراض میں ان کے نسخے تحریر ہیں۔ لیکن اس موضوع پر علیحدہ سے نہیں لکھا گیا ہے۔ سید امیر بخش حسنی سے حسینی کی المعروف سید نتھو شاہ درویش نے قوانین کلیہ و جزئیہ کو شرح و بسط سے بیان کیا ہے۔

مؤلف کے پیش نظر جو مآخذ رہے ہیں، ان میں اکمل الدین محمد خاں کی ام العلاج خاص طور پر شامل ہے۔ ام العلاج میں بعض وہ دوائیں جو اس سلسلہ میں بمنزلہ اصول ہیں مذکور نہیں ہیں مثلاً سقمونیا، عصارۂ قثاء الحمار، فرفیون، رب ترید، عصارہ ریوند وغیرہ۔ اس مجموعہ میں ان حذف شدہ دواؤں کو شامل کیا گیا ہے۔ ام العلاج کے علاوہ سدیدی، اقرائی اور قرابادین قادری وغیرہ سے مدد لی گئی ہے، اس طرح اس میں منضج و مسہل ادویہ مرکبہ کی تیاری کے طریقے، خواص، اوقات جلاب، ادویہ مانع اسہال، بلغمی، سوداوی، صفراوی مسہلات وغیرہ پر خاص معلومات جمع ہو گئی ہیں۔

سال تالیف ۱۱۸۴ھ/۱۷۷۰ء ہے۔ مخطوط ۸۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ رائے سنگھ ساکن موضع اکھوارہ متصل دریائے راوی نے ۱۲۹۱ھ/۱۸۷۴ء میں اسے نقل کیا ہے۔ مالک کی حیثیت سے لعل خاں کی ۱۲۶۹ھ/۱۸۵۲ء کی کئی مہریں کتاب پر ثبت ہیں۔

۸- **تحفۂ خانی** مؤلفہ محمد یوسف بن عبد اللہ طبیب مشہدی: علم پرور امیر عبد الرحیم خانخاناں کے نام معنون ہے۔ بڑے القاب و آداب کے ساتھ اس کا نام لیا گیا ہے۔ قوی و حواس کلیات طب کے اہم مباحث میں ہیں۔ ان پر یہ ایک مختصر رسالہ ہے۔

مخطوط خوشخط لکھا ہوا تھا۔ مگر تجلید کے وقت بڑی بے پروائی سے اس طرح لگا یا گیا ہے کہ کتاب پوری طرح قابل استفادہ نہیں رہی ہے۔ پنڈت گلاب رائے عرف خوط درداز نے ۱۲۴۳ھ/۱۸۲۷ء کو کتابت کی ہے۔

۹- **تحفۃ المجربات**: علاج امراض پر ۸۴ ابواب کی اس کتاب میں اگرچہ اختصار کے ساتھ کار آمد نسخے تحریر ہیں۔ لیکن متعدد باب بعض دیگر عنوانات مثلاً ترتیب خوردن، چوب چینی، ساختن عطریات و آئینہ، ساختن افیون و انگوزہ، بختن گندھک، شرابہائے مفید، خواص گوشت، شناختن نبض و بول، کاشتن ترکاری، کشتن طلا و نقرہ و مس وغیرہ، کشیدن جند خراطین، کشیدن آتش از آہک، فرہنگ ادویات وغیرہ کے لئے بھی وقف ہیں۔ ایک فصل طلسماتی نسخوں پر بھی ہے۔ مخطوط نامکمل ہے۔

اور اس میں صرف ۸۰ ابواب ہیں۔ صفحات کی تعداد ۲۳۸ ہے۔

۱۰۔ تحفۃ المجربات :۔ نام سے خیال ہوتا ہے کہ یہ مجربات کی کوئی کتاب ہے۔ لیکن
در اصل اسامی ادویہ پر ایک بیش قیمت تالیف ہے۔

علم الادویہ میں عام طور پر مختلف زبانوں کے مترادفات نام تحریر کئے گئے ہیں۔ ہم معنی ناموں کی
اس اعتبار سے دلچسپ ہے کہ اس سے ان زبانوں کے اصطلاحات سامنے آتے ہیں جو بالخصوص جغرافیائی
اور ان کی جائے پیدائش سے تعلق رکھتی ہیں۔

ابن میمون، ابن جلجل، ابن وافد، الغافقی، ابن بیطار، البیرونی، داؤد انطاکی ان سب
انداز رہا اور اسے بعد کے مصنفین نے بھی قائم رکھا۔ مترادفات کے بیان کا یہ سلسلہ صرف مفردات کی کتابوں
حد تک نہیں رہا۔ اسامی ادویہ پر علیحدہ سے رسالے بھی تصنیف کیے گئے ہیں۔ صدقۃ السامری (وفات ۶۲۰
کا عربی رسالہ اسامی الادویۃ المفردہ اس سلسلہ کی بہترین کوشش ہے

تحفۃ المجربات کا پہلا ورق موجود نہیں ہے۔ ترقیمہ کے مطابق ۹ صفر ۱۲۰۵ھ/ ۱۷۹۰ء کو اس
کتابت ہوئی ہے۔ ترقیمہ کے نیچے اس کا نام 'تحفۃ المجربات' کسی دوسرے قلم سے تحریر ہے۔ یہ ۲۶ صفحات کا رسالہ

اسامی ادویہ پر انتخاب اختیارات بدیعی کے مجموعہ میں جو رسالہ شامل ہے اس کے موازنے
کہ یہ رسالہ اس سے مختلف ہے۔ پہلے رسالہ کے مقابلہ میں اس میں ادویہ کی تعداد زیادہ ہے۔ ان دونوں
ذریعہ لغات و اسامی ادویہ کے مطالعہ میں کافی رہنمائی حاصل کی جا سکتی ہے۔

۱۱۔ تفریح الجنان فی علم الابدان مؤلفہ سید محمد مشرف : سید محمد مشرف بن سید
لطف رسول بن سید غلام اشرف سندیلوی جو قرابادین 'فرحت العیون' کے مصنف ہیں، لکھنؤ کے مشہور طبیب
اور صاحب درس و افادہ تھے۔ قرابادین 'فرحت العیون' کے مخطوطہ میں ان کا نام سید محمد مشرف مشہور
لطف رسول اور 'تفریح الجنان' کے مخطوطہ میں سید محمد اشرف ابن سید لطف رسول لکھا ہوا ہے۔

حکیم اکبر ارزانی نے مفرح القلوب کے نام سے فارسی میں قانونچہ میں جو شرح کی ہے وہ ایک زمانہ
طبی نصاب کی اہم کتابوں میں شمار کی جاتی رہی ہے۔ سید محمد اشرف نے طالبان علم کے استفادہ کے لئے اسی
طوالت اور تفصیل کے پیش نظر اس کے اختصار اور اجمال کے ساتھ بعض مقامات کی تشریح و توضیح کی ضرورت
محسوس کرتے ہوئے یہ کتاب مرتب کی۔ چونکہ یہ مختصر منتخب لوگوں کے لئے موجب فرحت ہے اس لئے

تفریح الجنان کے نام سے موسوم کیا ہے۔

۱۲۱۴ھ/ ۱۷۹۹ء کی مؤلفہ یہ کتاب پانچ مقالوں پر مشتمل ہے۔ اس میں حسب مواقع آیات اور احادیث بھی درج کیا گیا ہے۔ مخطوطہ ۳۸۴ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔

محمد خاں نے حسب فرمائش سید آل محمد مارہروی ۹ جمادی الاول ۱۲۶۸ھ/ ۱۸۵۱ء میں مارہرہ ضلع ایٹہ میں اسے نقل کیا ہے۔

۱۲- **جام حکمت :** ماہیت جسم انسان کے بارے میں ارسطو اور دیگر ماہرین طب و حکمت نیز ماہرین نجوم و ہئیت نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے انھیں اس کتاب میں سوال و جواب کے طرز پر مرتب کیا ہے۔ مضامین کی ترتیب مثلاً اس طرح ہے سوال متعلقہ ماہیت سر، ماہیت چشم، ماہیت ناک، ماہیت کان، ماہیت دہن، ماہیت دندان، ماہیت زبان اس طرح گردن، ناخن، پستان، پشت، معدہ، بول، خون وغیرہ اکبرشاہ ثانی کے عہد کی کتاب ہے۔ سال تالیف کے لئے کہا ہے:

سال تاریخ از جم دل خواستم ⁂ عقل جام حکمت عقل است گفت

۲۴۴ صفحات کا یہ مخطوطہ یکم اپریل ۱۸۲۱ء/ ۲۷ جمادی الثانی ۱۲۳۶ھ کو فتح گڑھ میں نقل کیا گیا ہے۔

۱۳- **جواہر نامہ،** مؤلفہ محمد بن منصور : معدنی دواؤں میں قیمتی احجار اور فلزات پر اس کتاب میں سیر حاصل طور پر لکھا گیا ہے۔ یہ ایک مقدمہ اور دو مقالوں پر مشتمل ہے۔ مقدمہ میں ماہیت اجسام معدنی و کیفیت تکوین کا بیان ہے۔ پہلا مقالہ جواہرات سے متعلق ہے اور اس میں ۲۰ الباب ہیں۔ یہ زیادہ تر کسی پتھر مثلاً یاقوت، زمرد، زبرجد، الماس، لعل، عقیق وغیرہ پر مشتمل ہیں۔ ہر باب میں متعدد فصلیں قائم کی گئی ہیں۔ مقالہ دوم فلزات کے بیان میں ہے اس میں مثلاً سونا، چاندی، تانبہ، سیسہ، لوہا، وغیرہ کے معادن، اقسام اور خواص پر لکھا ہے۔

یہ کتاب سلطان ابوالنصر حسن بہادر خاں کے نام معنون ہے اور ملتان میں یکشنبہ ۱۴ جمادی الاول ۱۰۳۱ھ/ ۱۶۲۱ء میں تصنیف ہوئی ہے۔ یہ نسخہ بخط مصنف ہے اور شنبہ ۲ رجب ۱۰۳۱ھ/ ۱۶۲۱ء کو اس کی کتابت کی گئی ہے۔ یہ احوال جواہر کے نام سے بھی موسوم ہے۔ مولانا آزاد لائبریری کے ذخیرہ سبحان سبحان اللہ خاں میں اس کتاب کا دوسرا نسخہ بھی محفوظ ہے۔ یہ پہلے نسخہ سے ۵ ربیع الاول ۱۲۳۴ھ/ ۱۸۱۸ء کو نقل ہوا ہے اور ۱۱۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

۱۴- **خواص الاختلاج** مؤلفہ حکیم سید ریاض الدین علی بخاری: اس مختصر منظوم میں مختلف اعضا
کے پھڑکنے کی خاصیتیں درج ہیں۔ مثلاً خواص اختلاج سر، اختلاج گوش، اختلاج پیشانی، اختلاج پلک، اختلاج
ناک، اختلاج رخسار، اختلاج لب، اختلاج زبان، اختلاج گردن، اختلاج دوش، اختلاج شکم، اختلاج ناف
اور اختلاج پا وغیرہ۔

خواص الاختلاج احمد شاہ کے عہد کا رسالہ ہے۔ سال تالیف ۱۱۹۴ھ/ ۱۷۸۰ء ہے۔ میر نجف
بہادر کی شان میں بھی مدحیہ اشعار ہیں۔

مخطوط کی کتابت اورنگ آباد میں ۹ ربیع الثانی ۱۲۳۴ھ/ ۱۸۱۸ء کو ہوئی ہے۔ اس مجموعہ میں تالیف
کی ایک کتاب "کارنامہ کارزار احمد شاہ ابدالی" بھی شامل ہے۔

۱۵- **دستور العلاج:** مؤلف نے اپنے والد اور استاد کے مطب کو اس فن سلیقہ سے مرتب کیا ہے
کہ معلومات و دستور کے ساتھ ہی فائدہ کے تحت تجویز و مطب علمی سے متعلق بڑی کام کی باتیں آگئی ہیں۔ مؤلف نے
زیادتی یہ کی ہے کہ نہ صرف اپنا بلکہ اپنے والد اور استاد کا نام بھی کہیں نہیں درج کیا ہے۔ حالانکہ اس خاص ضخیم کتاب
کے تقریباً ہر ورق میں ان کے حوالے پیش کئے ہیں۔ مؤلف کا تعلق امیٹھی سے معلوم ہوتا ہے۔ ایک جگہ ایک صاحب
کے لئے ۲۲ صفر ۱۲۳۴ھ/ ۱۸۱۸ء کا بعہد نواب وزیر الممالک غازی الدین حیدر نسخہ تحریر ہے۔ اسی طرح دوسری
جگہ امیٹھی کے شیخ سراج الدین کے لئے ایک نسخہ تجویز کیا گیا ہے۔ مخطوط کی کتابت ۱۰ رجب ۱۲۵۳ھ/ ۱۸۳۷ء
کو محمد عطا نے کی ہے۔

۱۶- **دستور العمل**، مؤلفہ حکیم مرزا محمد علی اہم: حکیم مرزا محمد علی اہم (وفات ۱۲۶۲ھ/ ۱۸۴۵ء) جونپور
کے رہنے والے تھے۔ ساری عمر لکھنؤ میں گزری اور وہاں کے مشاہیر اطبا میں شمار ہوئے۔ ان کا یہ دستور العمل ان کے کسی
شاگرد نے مرتب کیا ہے۔ چنانچہ ابتدا میں تحریر ہے "نسخہ ہای کہ در امراض راس و اصلاح دماغ وغیرہ تجویز فرمودہ اند"
صاحب نزہۃ الخواطر نے دستور العلاج کے نام سے ان کی جس کتاب کا ذکر کیا ہے اس سے یہی دستور العمل مراد ہے۔
۴۷ صفحات کے اس رسالہ میں امراض راس سے امراض ظاہرہ بدن تک تمام امراض کے ان کے معمولہ مطب نسخے تحریر ہیں۔
حسین علی نے ۱۲ محرم ۱۲۷۰ھ/ ۱۸۵۳ء میں اسے نقل کیا ہے۔ صفحہ اول پر ۲۳ رجب ۱۲۷۰ھ کو کسی کے دستخط ہیں۔

۱۷- **رسالہ اسامی الادویہ**، مؤلفہ حکیم مہدی اکبر آبادی: دواؤں کے مترادف ناموں کے بیان میں
ادویہ مفردہ کی کتابوں میں جو غلطیاں پائی جاتی ہیں، علم الادویہ کے طالب علموں سے وہ پوشیدہ نہیں ہیں۔ شناخت کے

سلسلہ کا بڑا انحصار ان مترادفات کی بنیاد پر ہے۔ ادویہ کے ہم معنی ناموں کے تعلق سے حکیم مہدی اکبرآبادی کی یہ کوشش قدر کی مستحق ہے۔

اس میں ہندی ناموں کی وضاحت کی گئی ہے اور ان کے فارسی مترادفات تحریر کئے گئے ہیں۔ یہ رسالہ اکثر ادویہ متعارفہ پر حاوی ہے۔ اگرچہ چند لفظوں میں خواص بھی درج ہیں۔ لیکن رسالہ کی تصنیف کا اصل مقصد ناموں کی تفسیر ہے اور اسی میں اس کا امتیاز ہے۔ ترتیب حروف تہجی کے مطابق ہے۔ نسخہ کے صفحات کی تعداد ۳۰ ہے۔ ترقیمہ موجود نہیں ہے۔

۱۸۔ **رسالہ ام الصبیان :** اہم امراض پر اطبا نے جو مستقل رسالے تصنیف کئے ہیں ان میں ایک رسالہ "ام الصبیان" بھی ہے۔ عام کتب معالجات اور بالخصوص امراض اطفال کی کتابوں میں اگرچہ اس مرض پر بھی لکھا گیا ہے۔ لیکن یہاں اس کے مختلف درجات اور عوارضات کے لحاظ سے تفصیل سے کافی کام کی باتیں آگئی ہیں۔ متعلقہ مرض کے کارآمد علاج اور نسخوں کا یہ ایک اچھا رسالہ ہے، صفحات کی تعداد ۱۶ ہے۔

سنہ کے بغیر ۸ ربیع الاول بروز سہ شنبہ کتابت کی تاریخ درج ہے۔ اس مجموعہ میں یوسفی کا رسالہ "ستہ ضروریہ" دلائل النبض، دلائل البول، شرح رسالہ قبریہ (عربی) رسالہ اصل الاصول، منظوم یوسفی بخط نجم الدین مکتوبہ ۱۲۵۵ھ/۱۸۳۹ء موجود ہیں۔

۱۹۔ **رسالہ بیخ چینی :** یہ رسالہ ۱۰۳۸ھ/۱۶۲۸ء کی تصنیف ہے۔ اس کے مطابق ۹۲۰ھ/۱۵۱۴ء میں (رسالہ فخر الدین میں ۹۴۰ھ/۱۵۳۳ء تحریر ہے)

پرتگالیوں کی ہندوستان میں آمد کے بعد اس دوا کا یہاں شہرہ ہوا۔ اس سو سالہ عرصہ میں اس کے استعمال سے جو نتائج برآمد ہوئے انھیں اس کتاب میں قلمبند کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس میں عماد الدین محمود شیرازی کے علاوہ عہد اکبری کے اطبا، حکیم علی گیلانی اور حکیم دوائی گیلانی کے حوالے ہیں۔ مصنف نے کاشغر، سمرقند، بخارا، عراق، خراسان اور روم کا ہندوستان کی آب وہوا سے موازنہ کرتے ہوئے چوب چینی کی قوت اور مزاج پر بہت عمدہ روشنی ڈالی ہے۔

رسالہ کے ۱۸ صفحے چوب چینی کے لئے وقف ہیں۔ آخر کے دو صفحے قہوہ کے بیان میں اور دو صفحے تنباکو کے بیان میں ہیں۔ تنباکو کے بارے میں وضاحت کیا ہے کہ ہندوستان میں اس کے ظہور کا آغاز جلال الدین اکبر کے انتہائی عہد میں ہوا اور جہانگیر کی تخت نشینی کی ابتدا ۱۰۱۴ھ/۱۶۰۵ء میں فرنگیوں کے وارد ہند ہونے

کے بعد اس کی اشاعت عمل میں آئی۔ تاریخی اعتبار سے یہ بڑا اہم رسالہ ہے۔ نہ صرف چوب چینی بلکہ ہندوستان میں تمباکو کے استعمال کی تاریخ بھی اس سے ظاہر ہوتی ہے۔ مصنف کا نام و پتہ نہیں چلتا۔ ترقیمہ ندارد ہے۔

۲۰- **رسالہ تشریح طب**، مؤلفہ مسیح الطبیب گیلانی: یہ رسالہ بر سبیل اجمال کلیاتِ طب سے متعلق ہے۔ اس میں جزء علمی و جزء عملی پر بہت مختصر طور پر لکھا ہے۔ جزءِ علمی ۴ ابواب میں منقسم ہے۔ اول امور طبعیہ دوم احوال بدن انسان، سوم علم اسباب احوال، چہارم دلائل۔ جزء عملی دو اقسام پر ہے ایک حفاظت صحت جس میں ستہ ضروریہ کا بیان ہے۔ دوسرے علم علاج۔ علم علاج کی تین قسمیں ہیں۔ ایک علاج بالتدبیر یعنی ضرورات ستہ ضروریہ میں تصرف، دوسرے استعمال دوا اور تیسرے اعمال ید مثلاً فصد، حجامت، شگاف وغیرہ۔ کتاب کا بیشتر حصہ جزء نظری پر مبنی ہے۔ جزء عملی میں حفظ صحت پر مختصراً لکھا ہے۔ کوئی خاص کتاب نہیں ہے۔ صفحات کی تعداد ۹۰ ہے۔

سرافراز خاں افغانی ساکن جالندھر وارد حال اجمیر نے ۵ ذی الحجہ ۱۲۴۸ھ/ ۱۸۳۲ء میں اسے نقل کیا ہے۔

۲۱- **رسالہ جنین** مؤلفہ حسن قلی خاں: امراض اطفال کے ساتھ جنینیات کے مطالعہ کی طرف بھی اطباء کی توجہ رہی۔ علم الاطفال اور معالجات کی عام کتابوں کے علاوہ اسے مستقل موضوع قرار دے کر بھی کام کیا گیا ہے۔ عبدالرحیم الدخوار (وفات ۱۲۳۰ء) کی کتاب الجنین اور احمد بن محمد یحییٰ البلدی کی کتاب تدبیر الحبالیٰ والاطفال اس سلسلہ کی عمدہ کتابیں لکھی گئی ہیں۔

زیر نظر رسالہ میں علم جنین کے معروف عنوانات مثلاً کیفیت تولد جنین، جلوس فرزند در شکم مادر، تدبیر مولود اور امراض اطفال سے گفتگو کی گئی ہے۔ ۱۵-۱۶ صفحے کا مختصر رسالہ ہے، ترقیمہ ندارد ہے۔

۲۲- **رسالہ درچگونگی مروارید**، مؤلفہ شیخ محمد علی حزیں: احجار و ادویہ معدنیہ پر مستقل کتابوں کے سلسلہ کی طرح کسی ایک مفرد دوا کو موضوع بنا کر بھی کام لیا گیا ہے۔ رسالہ مروارید اس کی بہترین مثال ہے۔ محمد المشتہر بہ علی بن ابی طالب بن عبداللہ بن علی الجیلانی الزاہدی (شیخ محمد علی حزیں) نے اس رسالہ میں مروارید کی ماہیت، معدن، اقسام الوان، اشکال، مقدار، آفات و محافظت اور خواص و منافع پر ماہرانہ انداز میں لکھا ہے۔ رسالہ دہلی میں ۱۱۵۸ھ/ ۱۷۴۵ء میں تالیف ہوا ہے۔

مخطوطہ ۱۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ لکھنؤ میں ربیع الثانی ۱۲۲۵ھ/ ۱۸۱۰ء میں کتابت کی گئی ہے۔ کاتب کا نام بعد میں کسی نے کوشش کر کے مٹا دیا ہے۔

۲۲۳- رسالہ در شناختن چوب چینی، فخر الدین: چوب چینی کے بارے میں اس ہندوستانی مصنف سے شہادت ملتی ہے کہ ہندوستان میں پرتگالی قبضہ کے بعد ۹۴۰ھ/۱۵۳۳ء میں اطبائے ہند اس دوا سے متعارف ہوئے۔ ۹۸۴ھ/۱۵۷۷ء میں اس کتاب کی تصنیف کے وقت تک اس کی شہرت عام ہو چکی تھی اور مختلف امراض میں اس کا استعمال رواج پا گیا تھا۔ مصنف کتاب حکیم فخر الدین حکیم اسحاق کا شاگرد ہے۔ ایک رباعی میں اس نے حکیم اسحاق کے متعلق لکھا ہے کہ آگرہ اور لاہور میں ان کا ثانی نہیں تھا۔ انہی کے حسب ارشاد اس رسالہ کو تالیف کیا گیا ہے۔

یہ رسالہ درج ذیل ۹ ابواب پر مبنی ہے: (۱) شناختن چوب چینی (۲) تعریف چوب چینی (۳) بیان چوب چینی (۴) مقدار و کیفیت جوشانیدن و نکش (۵) شناختن بیان و کیفیت بجوشانده و نگاه داشتن (۶) بیان تنقیہ بدن (۷) سفوف چوب چینی (۸) کشیدن عرق (۹) معجون چوب چینی۔

اس رسالہ کے خاتمہ کے بعد "فائدہ طریق استعمال چوب چینی" کے تحت تحریر ہے کہ اس دوا کے ظہور اور آغاز استعمال نویں صدی ہجری سے اس وقت یعنی ۱۰۳۰ھ/۱۶۲۰ء تک اس دوا پر متعدد رسالے تصنیف کئے گئے ہیں۔ اس سلسلہ میں مزاج کے ذیل میں حکیم عماد الدین محمود، مرزا قاضی اور مرزا ہاشم بیگ کے حوالوں کے بعد اپنے تجربہ کی روشنی میں ذاتی تحقیق پیش کی ہے اور اسے سرد درجہ اول مرتبہ اور خشک درجہ دوم مرتبہ اول کہا ہے۔

اس عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ دوسری تحریر دوسرے رسالہ سے متعلق ہے جو ۱۰۳۰ھ/۱۶۲۰ء کا تصنیف کردہ ہے، جبکہ عماد الدین وغیرہ کی کتابیں آچکی تھیں۔ فخر الدین کے رسالہ میں کسی مصنف کا حوالہ درج نہیں ہے۔ چوب چینی کے سلسلہ کا یہ ایک قدیم ترین رسالہ ہے جس کا زمانہ تصنیف عماد الدین محمود سے قبل کا ہے اور یہ بڑے شرف کی بات ہے کہ ایرانی اطبا سے قبل ایک ہندوستانی مصنف نے اس کے بارے میں اس قدر تفصیلی اطلاعات فراہم کیں۔ یہ واضح رہے کہ نور اللہ کا رسالہ کل تین صفحات پر مشتمل ہے اور اس کے صفحات کی تعداد ۱۳ ہے۔

رسالہ کے حاشیہ میں حکیم اسحاق کے قرابادین سے ایک نسخہ مرقوم ہے، جو اگرچہ چوب چینی سے متعلق نہیں ہے لیکن اس سے حکیم اسحاق کی تصنیفی حیثیت ظاہر ہوتی ہے۔ ترقیمہ نہیں ہے مگر آخر میں ایک مہر

۱۲۰۷ھ/۱۷۹۲ء کی تاریخ درج ہے۔ اس مجموعہ میں چغمینی کا قانونچہ (عربی) اور ایک فارسی منظوم رسالہ شامل ہے۔

۲۴- رسالہ چوب چینی، حکیم شفائی خاں : اس کے مقدمہ میں حکیم ارشد شفائی خاں (وفات ۱۲۳۰ھ/۱۸۱۴ء) نے لکھا ہے کہ میرے اساتذہ نے چوب چینی کو جس طریقہ سے استعمال کیا ہے اور کثیر تجربہ کے نتیجہ میں جو فوائد اس سے حاصل ہوئے ہیں اس رسالہ میں ان طریقوں کو ضبط تحریر میں لایا گیا ہے۔

یہ رسالہ انھوں نے اپنے صاحبزادہ سید صادق حسن خاں کے لئے تالیف کیا ہے۔ اس میں ایک مقدمہ اور ۱۳ ابواب ہیں۔ عمادالدین محمود شیرازی، مرزا قاضی، مرزا ہاشم طہرانی، مرزا محمد حسین کا بطور حوالہ تذکرہ ہے۔ مزاج کے سلسلہ میں اپنی ذاتی تحقیق پیش کی ہے۔ اس کو انھوں نے معتدل و مرکب القویٰ کہا ہے اور لکھا ہے کہ یہ ایک ذوالخاصہ دوا ہے۔ انھوں نے جہاں اس کے مزاج سے دلائل کے ساتھ بحث کی ہے، وہاں مختلف عمروں اور مختلف امراض میں اس کی افادیت اور استعمال کے مختلف طریقوں کے تحت مثلاً جوشاندہ، خیساندہ، سفوف، عرق، معجون، حریرہ، مرہم وغیرہ کے نسخے درج ہیں۔ ایک جگہ حکیم میر امام الدین خاں، ابن حکیم میر غریب اللہ کا بھی تجویز کردہ نسخہ تحریر ہے۔ ۷۰ صفحات کا یہ مخطوطہ ۴ ربیع الثانی ۱۲۴۷ھ/۱۸۳۱ء کا مکتوبہ ہے۔ اسٹیٹ لائبریری حیدرآباد، نظامیہ طبیہ کالج حیدرآباد اور راقم الحروف کے ذخیرہ میں اس کے نسخے ہیں۔

۲۵- رسالہ شرقیہ : اس کتاب میں دو مقالے ہیں۔ پہلا مقالہ حفظ صحت سے متعلق ہے اور اس میں اسباب ستہ ضروریہ ہوا محیط، ماکول و مشروب، حرکت و سکون بدنی، حرکت و سکون نفسانی، نوم و یقظہ، استفراغ و احتباس کے لحاظ سے ۶ فصلیں ہیں۔

دوسرا مقالہ عام امراض سوءمزاج کے بیان میں ہے اور یہی اس کتاب کا اصل اور لائق نظر حصہ ہے۔ طب یونانی میں امراض مفردہ، تین اقسام سوءمزاج، سوءترکیب اور تفرق اتصال میں منقسم ہیں۔ ان میں امراض سوءمزاج کا جہاں تک تعلق ہے وہ طب یونانی کے امتیازات میں ہے۔ دوسری طبوں میں اس قسم کے امراض کو تسلیم نہیں کیا گیا ہے۔ معالجات کی عام کتابوں میں اگرچہ امراض سوءمزاج کا بیان شامل رہتا ہے لیکن مستقل حیثیت سے اس پر کوئی کتاب نہیں ملتی ہے۔ مصنف کی یہ کاوش نہایت قدر کی مستحق ہے کہ اس نے امراض کی اس مخصوص قسم پر ایک جامع کتاب تصنیف کی۔ اس میں سوءمزاج کی سادہ و مرکب قسموں کے مطابق ۸ فصلیں قائم کی گئی ہیں اور ان کے تحت مختلف اعضا کے سوءمزاج کی علامات و علاج پر بہت تفصیل سے لکھا ہے۔

اپنے موضوع کے لحاظ سے یہ منفرد اور قابل مطالعہ کتاب ۲۶۰ صفحات پر محیط ہے۔ مصنف کا نام ظاہر نہیں ہوتا۔ مخطوطہ ۱۲۱۳ھ/۱۷۹۸ء کا نقل شدہ ہے۔

۲۶- **رسالہ شفائیہ** مؤلفہ حکیم شفائی خاں: علاج امراض پر حکیم شفائی خاں کے اس رسالہ میں اسباب وعلامات کے مختصر تذکرہ کے ساتھ اصول علاج بیان کیا گیا ہے۔ معمولات ومنتخبہ نسخوں سے مختلف پر ایک علمی انداد کی تحریر ہے۔ اسباب وعلامات کے اختلاف اور ان کی رعایت سے جو طرز علاج اختیار کیا گیا ہے وہ معالجات کے عام مصنفین کی طرح محض کتابی یا نظری قسم کا نہیں ہے۔ چونکہ یہ ایک حاذق معالج کی فنی کاوش کا نتیجہ ہے اس لئے اس میں عملی اور تجرباتی رنگ پوری طرح نمایاں ہے۔

مخطوطہ کی اہمیت یہ ہے کہ یہ مصنف کی حیات میں لکھا گیا ہے۔ ترقیمہ میں انھیں "سرآمد اطبائے کرام، سرگروہ حکمائے عظام، حکیم العصر، شیخ الزماں شفائی خاں سلمہ الرحمن" کے الفاظ سے یاد کیا گیا ہے۔

اس کی کتابت امان رائے کائستھ ساکن سکندرآباد نے چودھری خادم حسین، قانون گو، قصبہ مارہرہ کی خاطر ۱۱ رمضان ۱۲۲۲ فصلی کو کیا ہے۔ صفحات کی تعداد ۲۰۰ ہے۔ شروع اور آخر صفحہ پر مالک کی حیثیت سے دلدار حسین کی ۱۲۴۶ھ/۱۸۳۰ء کی مہر ثبت ہے۔

۲۷- **رسالہ مسہل**: یونانی طریقۂ علاج میں بالعموم اور امراض مزمنہ میں بالخصوص نضج واسہال کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ معالجات واصول علاج کی کتابوں میں اگرچہ اس کا مواد ملتا ہے۔ لیکن یہ موضوع علیحدہ سے بہت کچھ لکھنے کا متقاضی ہے۔ پیش نظر رسالہ میں اس سلسلہ کی پُر مغز معلومات پیش کی گئی ہیں۔ آئین وقوانین مسہل پر مشتمل یہ رسالہ پانچ ابواب میں تقسیم ہے:

پہلے باب میں ۱۰ فصلیں ہیں، جن میں احوال اخلاط، کیفیت طبیعت، اقتباس طبعیت، قانون نضج، موانع اسہال، اوقات مسہل، اسباب مسہل، تدابیر قبل وبعد از مسہل، حفاظت قوت پر لکھنے کے علاوہ دسویں فصل میں بتایا ہے کہ کن اصحاب کے لئے قوی مسہل سے اجتناب ضروری ہے۔

دوسرا باب منضجات اخلاط وادویہ مفردہ مسہلہ میں ہے۔ اس میں ۱۵ فصلیں ہیں۔ اس میں منضج ومسہل دواؤں کے ساتھ مناسب اخلاط اغذیہ کا بھی تذکرہ ہے۔ اسی طرح باب سوم، چہارم اور پنجم میں مسہلات سے متعلق ضروری باتیں تحریر ہیں۔ ترقیمہ ندارد ہے۔ صفحات ۱۱۰ ہیں۔

۲۸- **سراج العلاج**، مؤلفہ مظفر بن محمد بن قاسم ہروی: سراج العلاج سلسلۂ قرابادینات کی

ایک ضخیم اور جامع کتاب ہے جسین المشتہر بہ مظفر بن محمد بن قاسم ہروی المخاطب بہ حکیم مہابت خاں ۱۱۷۴ھ/۱۷۶۰ء میں اسے مرتب کیا ہے۔ اس میں انھوں نے ذاتی مجربات کے علاوہ اپنے والد ماجد بزرگوار اور دوسرے اطبا مثلاً حکیم شاہ محمد اکبر آبادی، حکیم مرزا سلیمان شیرازی، حکیم اسمٰعیل، حکیم محمد جعفر، حکیم اجمل خاں، حکیم احمد، حکیم عابد، حکیم محمد حیات لاہوری، حکیم داؤد تقرب خاں (عہد شاہجہانی) وغیرہ کے مجربات شامل ہیں۔ اپنے استاد حکیم بقراط خاں اور ان کے والد حکیم معصوم خاں کے حوالے سے بھی متعدد نسخے تحریر ہیں۔ مؤلف حکیم علوی خاں سے خاص طور پر متاثر نظر آتا ہے۔ اس نے ان کا اور ان کے والد گرامی کا جگہ جگہ احترام کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ یہ محض قدیم کتابی نسخوں کا مجموعہ نہیں ہے۔ اس میں اگر ایک طرف حکماء ہند کی تراکیب اور ان کے معمولات کثرت سے پیش کیے گئے ہیں تو دوسری طرف ذاتی مخترعہ نسخوں کی تعداد بھی کم نہیں ہے اس سے مؤلف کی فنی مہارت اور حذاقت کا اظہار ہوتا ہے۔

کتاب ۵ مقالوں میں منقسم ہے۔ مقالہ اول اُن دواؤں کے بیان میں ہے جو کسی عضو سے مخصوص نہیں ہیں بلکہ ان کے منافع اکثر امراض میں عام ہیں۔ مقالہ دوم ادویہ، مرکبہ مسہلہ۔ مقالہ سوم اشربہ مسکرہ اور مقالہ چہارم ان مرکب دواؤں کے بیان میں ہے جو مخصوص اعضا اور مخصوص امراض سے متعلق ہیں۔ مقالہ پنجم ادویہ کے اعمال کے بیان میں ہے۔ پہلے تین مقالے ۱۰۰ صفحے پر ختم ہوئے ہیں۔ چوتھا مقالہ بہت طویل ہے اور یہ ۴۸۶ صفحے پر پھیلا ہوا ہے۔ پانچواں مقالہ موجود نہیں ہے۔ مخطوط کی کتابت ۲۱ دسمبر ۱۸۶۰ء کو ہوئی ہے۔

۲۹ - شرح ادویہ ہندیہ (اسامی الادویہ) مؤلف حکیم مہدی اکبر آبادی: دواؤں کے مترادف ناموں کے بیان میں ادویہ مفردہ کی کتابوں میں عام طور سے جو غلطیاں پائی جاتی ہیں، علم الادویہ کے طالب علم سے وہ پوشیدہ نہیں ہیں۔ شناخت کے سلسلہ کا بڑا تنازعہ ان مترادفات کی بنیاد پر ہے۔

ادویہ کے ہم معنی ناموں کے تعلق سے حکیم مہدی اکبر آبادی کی یہ کوشش قدر کی مستحق ہے۔ اس میں ہندی ناموں کی وضاحت کی گئی ہے اور ان کے فارسی مترادفات تحریر کیے گئے ہیں۔ رسالہ اکثر ادویہ متعارفہ پر حاوی ہے۔ اگرچہ چند لفظوں میں خواص بھی درج ہیں۔ لیکن رسالہ کی تصنیف کا اصل مقصد ناموں کی تعبیر ہی ہے اور اسی میں اس کا امتیاز ہے۔ ترتیب حروف تہجی کے مطابق ہے۔ مخطوط کے صفحات کی تعداد ۳۰ ہے اور ترقیمہ موجود نہیں ہے۔

۳۰-شفاء الصبیان : معالجات کی عام کتابوں میں دوسرے امراض کے ساتھ اگرچہ اطفال پر تفصیل سے لکھا گیا ہے۔ لیکن اس کی مستقل حیثیت کے پیش نظر اطبا نے ہر دور میں اس پر علٰحدہ سے کتابیں تصنیف کی ہیں۔ ہندوستانی طبیبوں کی یادگار کتابوں میں ایک شفاء الصبیان ہے جس میں معالجہ اطفال سے متعلق کافی معلومات فراہم کی گئی ہیں۔

یہ کتاب دو مقالوں پر مشتمل ہے۔ مقالہ اول کا تعلق تدبیر حبالہ ومولود سے ہے اور اس میں ۷ فصلیں ہیں۔ مقالہ دوم جو کتاب کا اصل حصہ ہے۔ امراض ومعالجات اطفال سے متعلق ہے اور یہ ۴۴ فصلوں پر منقسم ہے۔

مخطوطہ حکیم امام علی سجادہ نشیں حضرت مخدوم شیخ سعد خیرآبادی کے صاحبزادہ کی ملکیت رہا ہے۔ ۱۷۱ صفحات کی اس کتاب میں ترقیمہ نہیں ہے۔ مصنف کے نام کا بھی اظہار نہیں ہوتا ہے۔ رسائل کے اس مجموعہ میں محمد بن زکریا رازی کے رسالہ برء الساعۃ کے علاوہ معمولات حکیم معالج خان بھی شامل ہے۔ نواب رحمت اللہ خاں شروانی کے ذخیرہ میں شفاء الصبیان کا ایک ناکمل نسخہ محفوظ ہے۔

۳۱-طب قاضی عارف، مؤلفہ قاضی محمد عارف : خادم شرع قاضی محمد عارف نے ذی الحجہ ۱۱۰۱/۱۶۸۹ء مطابق سنہ ۲ جلوس اورنگ زیب عالمگیر نے اسے تالیف کیا ہے۔

اس کتاب میں امراض کا نہایت مختصر اور کم اجزا پر مشتمل دواؤں سے علاج لکھا ہے۔ تقریباً ہر مرض کے آخر میں نظم میں بھی دوائیں تحریر ہیں۔ خصوصیت یہ ہے کہ زیادہ تر علاج مقامی جڑی بوٹیوں اور ملک میں پائی جانے والی دواؤں سے تجویز کیا ہے۔ بلکہ یہ دوائیں اب اس کثرت سے اطبا ہند کے معمول میں شامل نہیں ہیں اور بیشتر یونانی علاج کم ادویہ تک محدود ہو کر رہ گیا ہے ادویہ اور علاج کے میدان کو وسیع کرنے کے لئے اس قسم کی کتابوں کی بڑی اہمیت ہے۔ جن میں رواجی اور عام معروف ومتداول دواؤں کے بجائے نئی دواؤں اور نئی ترکیبوں کو اختیار کیا گیا ہے۔ مؤلف نے خود بھی لکھا ہے کہ ہندوستانی زبان سے جو بعض نئی چیزیں یاسی ہیں۔ انھیں اس کتاب میں خاص طور سے پیش کیا گیا ہے۔

۲۶۰ صفحات کا یہ مخطوطہ ناکمل ہے اور اس میں ۱۵ ابواب میں سے آخری ۳ باب نہیں ہے۔ طرز خط نفیس اور خوشنما ہے۔

۳۲- عین الحیوٰۃ، مولفہ حکیم مبارک: ۸۰ ابواب کی یہ کتاب امراض کے کم اجزا پر مشتمل نسخوں سے علاج کے بیان میں ہے۔ طبی علاج کے ساتھ روحانی علاج بھی تجویز ہے جس میں مختلف آیات ادعیہ، افسوں اور تعویذ وغیرہ کی افادیت کا تذکرہ ہے۔ ارشادات رسولؐ بھی درج ہیں۔ تصوف اور روحانیت سے گہرے تعلق کی وجہ سے بعض اطبا کے معمولات میں دواؤں کے ساتھ دعا اور تعویذ کا سلسلہ بھی رہا ہے۔ یہ کتاب اسی قسم کے اعمال کا مجموعہ ہے اور اس میں ازالہ مرض کے دونوں قسم کے طریقے تحریر کئے گئے ہیں۔ مخطوطہ نامکمل ہے اور اس میں ۳۶۲ صفحات ہیں۔

۳۳- قرابادین علوی خاں: حکیم علوی خاں جیسے حاذق طبیب کی یہ قرابادین ہندوستانی قرابادین سلسلہ کی ایک انمول کڑی ہے۔ ابتدائی ۱۲۰ صفحات قرابادین کے بنیادی مباحث کے لئے وقف ہیں۔ مقصد اول قوی و ترکیب ادویہ، مقصد چہارم کیفیت ترکیب، مقصد پنجم استخراج کیفیات و قویٰ درجات امزجہ مرکبات مقصد ششم مزاج ثانوی ومدت بقا قوت ادویہ مرکبہ، مقصد ہفتم اوزان واکیال کے بیان میں ہے۔

ان قوانین اور ضروری امور کے بعد پھر مرکبات کا بیان شروع ہوتا ہے جس کی ابتدا اثاناسیا سے کی گئی ہے۔ ۴۱۲ صفحات کا یہ ضخیم مخطوطہ صرف حرف میم تک ہے۔ اس کی کتابت ۱۰ صفر کو امام علی نے لال جی میں کی ہے۔ سنہ کا اندراج نہیں ہے۔

اس جلد میں قرابادین علوی خاں کے ساتھ دوسری کتاب 'رجوع الشیخ الی الصباہ فی تقویت الباہ' مولفہ احمد بن یوسف الشریف کا فارسی ترجمہ شامل ہے۔

۳۴- قسطاس الاطبا خان زمانی، مؤلفہ نور الدین محمد عبداللہ بن عین الملک شیرازی: حکیم نور الدین محمد عبداللہ متعدد طبی کتابوں کے مصنف ہیں۔ مصطلحات اطبا اور لغات طب پر ان کی یہ کتاب طبی لغت کے سلسلہ کی ایک اہم کڑی ہے۔ شفا، قانون، حاوی کبیر، موجز مع شروح، منہاج، جامع ابن بیطار، اختیارات سنجری، منصوری، نزہتہ الارواح، عین الخلیل، مجمل الحکمت، قاموس، دستور، مجموع اللغت، تاج الاسماء صحاح وغیرہ کتب معتبرہ کے ذریعہ اسے مرتب کیا گیا ہے۔

مؤلف کتاب مرزا امان اللہ فیروز جنگ خان زماں کے دامن دولت سے وابستہ تھا۔ اس نے نہایت احترام اور القاب وآداب کے ساتھ اس کا نام لیا ہے اور اسی سے عنوان کتاب کو مزین کیا ہے۔ اس نے خان زماں کی کتاب 'گنج بادآورد' کی بہت تعریف کی ہے۔ 'قسطاس الاطبا' ۱۰۴۰ھ/۱۶۳۰ء کی تالیف ہے

الفاظ جید طب تاریخ این کتاب است" اور دوسری جگہ کہا ہے:

چون شجر لفظ گشت و معنی تخم　　سال ختم رقوم گردد تخم

اس طرح " الفاظ جید طب " اور " تخم " دونوں سے تاریخ ۱۲۴۰ برآمد ہوتی ہے۔ ترتیب حروف تہجی کے مطابق ہے۔ معالجات و کلیات کی اصطلاحات کی خاص طور پر وضاحت کی گئی ہے۔ علم الادویہ کے ناموں کی تفسیر نہیں ہے۔ نسخہ ۱۰ ذی قعدہ ۱۲۴۸ھ / ۱۸۳۲ء کو مصنف کے خطی نسخہ سے مولوی حسن رضا کی حسب فرمائش نقل ہوا ہے۔ صفحات کی تعداد ۲۸۴ ہے۔

طبیہ کالج علیگڑھ کی لائبریری میں اس کا ایک عمدہ نسخہ موجود ہے۔ لکھنؤ میں منہل داس کائستھ نے چہارشنبہ ۶ ذی الحجہ اس کی کتابت کی ہے۔ سنہ کی وضاحت نہیں ہے۔ صفحہ اول پر اکبر حسین کی ۱۲۸۲ھ / ۱۸۶۵ء کی مہر کندہ ہے۔

۳۵- مجربات حکیم علوی خاں : ہندوستان میں بحیثیت صاحب فن معالج اور استاد طب جو رفعت و شہرت حکیم علوی خاں کو حاصل ہوئی زمانہ اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔ ان کی تصانیف احوال اعضاء النفس، تذکرۃ العلاج، عشرہ کاملہ، قرابادین، مفردات، رسالہ موسیقی، شرح ہدایۃ الحکمۃ، ہیبذی، شرح اقلیدس، شرح مجسطی وغیرہ کے علاوہ جس کثرت سے ان کے مطب، دستور العمل، مجربات، معمولات، قواعد و قوانین علاج وغیرہ ناموں سے ان کے شاگردوں نے ان کے طبی افادات جمع کیے ہیں۔ دوسرے اساتذہ فن کے ہاں اس کی مثالیں نہیں ملتیں۔ اس قسم کی متعدد چیزیں ہندوستان کے مختلف کتب خانوں میں موجود ہیں۔ چنانچہ مثلاً: سالار جنگ حیدرآباد میں قواعد علوی خاں مرتبہ حکیم محمد صادق رضوی اور قوانین العلاج علوی خاں محفوظ ہیں۔ راقم الحروف کے ذخیرہ میں دستورات علاج علوی خاں کے نام سے ایک مخطوطہ ہے۔

زیر نظر رسالہ میں کسی طبیب نے علوی خاں کے مجربات جمع کیے ہیں۔ اس کی حیثیت ایک بے ربط بیاض کی ہے۔ نسخوں کے بیان میں کوئی ترتیب قائم نہیں ہے۔ مثال کے طور پر پہلا نسخہ داد کا ہے، دوسرا دفع ریاح و قولنج، اسی طرح تمام نسخے کسی نظام کے بغیر درج ہیں۔ لیکن یہ نہ صرف اپنے اثر و اختصار کی وجہ سے ایک معالج کے لئے کارآمد ہیں بلکہ علوی خاں کے مطالعہ کے سلسلہ میں بھی اپنی جگہ اہمیت رکھتے ہیں۔

نسخہ ناقص الآخر ہے اور صرف ۳۲ صفحات پر مشتمل ہے۔

۳۶- مخزن الحکمت، مؤلفہ اسمٰعیل : یہ منظوم کتاب علم الکیمیا سے متعلق ہے۔ محمد بن ذکریا رازی

اور جابر بن حیان نے اس موضوع پر جو عربی میں لکھا ہے' اسے فارسی نظم کا جامہ پہنایا گیا ہے۔ مؤلف کا تعلق ملتان سے معلوم ہوتا ہے۔

اس میں سیماب' نوشادر' زرنیخ اور خواص فلزات کے علاوہ تکلیس و تدبیر صلایہ، تنقیہ، تصعید' تسبیع، حل اجساد' عقد اشیاء محلول وغیرہ کو بیان کیا ہے۔ یہ ۱۰۰ صفحہ کا رسالہ ہے۔ امان علی نے شاہ جہاں آباد میں کوٹھی مہاراج کلیان سنگھ میں ۱۰ صفحہ کو کتابت کی ہے۔ سنہ مٹ گیا ہے۔

۳۷- **معمولات حکیم معالج خاں:** حکیم معالج خاں اپنے زمانہ کے فاضل طبیب اور مطب و معالجہ میں یکتا تھے۔ درس و افادہ کا یہ عالم تھا کہ ہر وقت بڑی تعداد میں طلبا حاضر رہتے تھے۔ ان کے شاگردوں میں ممتاز طبیبوں کے نام ملتے ہیں۔ متعدد مخطوطات پر ان کے دستخطوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ کتابوں کا بھی ان کے پاس اچھا ذخیرہ تھا۔ مجربات کے بعض مجموں میں ان کے مرتبہ نسخے مؤلفین نے اعتماد کے ساتھ نقل کئے ہیں۔

زیر نظر رسالہ میں حکیم معالج خاں کے نسخہ ہائے معمولات ہیں جنھیں ان کی وفات کے بعد ان کے شاگردوں نے بطور اجمال قلمبند کیا ہے۔ یہ محض نسخوں کا مجموعہ نہیں ہے۔ معالجہ سے متعلق بعض اہم ہدایات اس میں درج ہیں۔ رسالہ نامکمل ہے اور استسقا کے بیان تک صرف ۱۶ صفحات پر مشتمل ہے۔

۳۸- **مفتاح التجارب' مؤلفہ سید آل حسین مارہروی:** محمد اشفاق حسین ذکی بن شیخ محمد الطاف حسین ابن روشن علی کمبوہ مارہروی نے اپنے استاد سید آل حسین ابن سرور علی واسطی بلگرامی ثم مارہروی کے طبی فرمودات اور تجارب روزمرہ مرتب کئے ہیں۔

حکیم آل حسین نے دہلی میں طب کی تعلیم حاصل کی تھی اور اپنے زمانہ کے حاذقین میں شمار تھا۔ ان کے مطب کا اصل مجموعہ مفتاح التجارب کے نام سے ہے۔ پیش نظر کتاب دراصل اس کا انتخاب ہے اور اسے "شفاء العلیل" سے موسوم کیا گیا ہے۔ تاریخ تالیف ۱۲۹۶ھ/ ۱۸۷۸ء ہے۔

مجموعہ قرابادین کے طرز پر مرتب ہے۔ مختلف امراض کے نسخے مرکب شکل میں حروف تہجی کے لحاظ سے درج ہیں۔ آبزن کے نسخوں سے ابتدا ہوئی ہے۔ آخری نسخہ وجور کا ہے۔ اس میں بعض دوسرے اطبا کے حوالوں سے بھی مرکبات نقل ہیں۔ ان میں حکیم خیر اللہ، حکیم قیام الدین، حکیم شاہ محمد اکبر آبادی، حکیم شریف خاں دہلوی، حکیم علوی خاں وغیرہ ہیں۔

قرابادین کے صفحات کی تعداد اگرچہ ۷۳۶ ہے، مگر درمیان کے کافی صفحات سادہ ہیں۔ کتاب پر سید آل حسین کے دستخط ثبت ہیں۔

۳۹- مفردات ہندیہ، مؤلفہ حکیم مہدی اکبرآبادی : حکیم مہدی بن محمد جعفر ان اطباء ہند میں ہیں، جنھوں نے مفردات بالخصوص مقامی جڑی بوٹیوں کو اپنی تحقیق کا موضوع بنایا۔ انھوں نے نہ صرف دواؤں کے مقامی ناموں کی توضیح میں ایک رسالہ سپرد قلم کیا، معدن تجربات جیسی جامع کتاب کی تیسری فصل ادویہ کے لئے اس طرح مخصوص کیا کہ وہ خود ایک مستقل تصنیف بن گئی، بلکہ مفردات ہندیہ کے عنوان سے بھی ایک یادگار کتاب لکھی۔

ہندی دواؤں پر مشتمل اس کتاب کی ترتیب حروف تہجی کے لحاظ سے ہے۔ ابتدا آم سے کی گئی ہے۔ اشٹ پرک، املبید، آکاہولی، ارجن، امرت پھل، چچنیڈا، چلنیا، روداسن، راشنا، اتالو، سداسہاگن، سہجنہ، سہدیوی وغیرہ ایسی ادویہ کے خواص تحریر ہیں، جو مفردات کی عام کتابوں میں پڑھنے کو نہیں ملتی ہیں۔

۸۸ صفحات کا یہ مخطوطہ قلم سنبھال کر نہیں لکھا گیا ہے۔ ترقیمہ کی عبارت جلد بندی کی نذر ہو گئی ہے۔

۴۰- منتخب الاطبا، مؤلفہ خیر اللہ الہ آبادی : حکیم خیر اللہ الہ آبادی نے طب کی معتبر کتابوں کی روشنی میں منتخب الاطباء کے نام سے اس رسالہ کو مرتب کیا ہے۔ یہ ۲۹ ابواب پر منقسم ہے۔ پہلا باب شناخت نبض اور دوسرا معائنۂ قارورہ کے بیان میں ہے۔ اس کے بعد کے ابواب معالجہ امراض سے متعلق ہیں، جن کے تحت منتخب نسخے نقل کئے گئے ہیں۔ مخطوطہ ناقص الآخر ہے اور اس میں آخری ۱۳ باب موجود نہیں ہے۔

۴۱- وافیہ : محمود بن عمر چغمینی (وفات ۷۴۵ھ/ ۱۳۴۴ء) نے قانونچہ کے نام سے قانون کا جو جامع اختصار مرتب کیا، اسے اس قدر مقبول عام حاصل ہوا کہ نہ صرف کثرت سے اس کی اشاعت عمل میں آئی، بلکہ مختلف زبانوں میں اس کے ترجمے کئے گئے اور اس کی شرح وحاشیہ پر اہل علم کی صلاحیتیں صرف ہوئیں۔ اس کے عربی شرح نگاروں میں فاضل بغدادی، حسین بن محمد استرآبادی، محمد بن محمد، حسن حلبی، ملا یحیٰی فتاحی، مومن جزائری، عبد الفتاح قزوینی، عماد الدین محمود شیرازی جیسی شخصیتیں ہیں۔

وافیہ کے نام سے اس کی یہ فارسی شرح تیموری سلطان شاہ رخ والی خراسان کے عہد میں

۸۵۰ھ/۱۴۴۶ء میں کی گئی ہے۔ شارح کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔ قانونچہ کے مباحث و معانی کے
حل میں یہ ایک اچھی شرح ہے۔

یہ مخطوطہ نامکمل ہے اور ۱۷۲ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ اس کے ساتھ دوسری کتاب شفاء الامراض
(عربی) مجلد ہے۔ طب دافیہ کا ایک نسخہ ادارہ تاریخ و تحقیق طب تغلق آباد میں اور ایک نسخہ کتب خانہ
دار العلوم دیوبند میں محفوظ ہے۔ اوّل الذکر نسخہ کی کتابت یکشنبہ ۱۱۰۴ھ/۱۶۹۲ء کو پٹنہ میں
فرخ بیگ نے کی ہے اور دیوبند کا مخطوطہ ۱۱۸۴ھ/۱۷۷۰ء کا مکتوبہ ہے۔

۴۴۔ **ہدایۃ القوی الی منہج النبوی**، مؤلفہ محمد غوث بن ناصر الدین محمد نائطی شافعی
ارکاٹی: محمد غوث شافعی جید فقیہ اور عالم تھے۔ ۱۷ رمضان ۱۱۶۷ھ/۱۷۵۲ء کو محمد پور
ارکاٹ میں پیدا ہوئے۔ اپنے دادا مولانا نظام الدین سے درسی کتابیں پڑھیں اور ان سے سند حاصل کی
لی۔ مولانا امین الدین صدیقی اور ملک العلما مولانا عبد العلی بن ملا نظام الدین فرنگی محلی سے بھی تلمذ کا موقع
ملا۔ امیر الامرا ابن والاجاہ کے ہاں بڑا اعزاز تھا۔ ان کے بیٹے عظیم الدولہ کے استاد مقرر ہوئے۔ اپنے والد
مولانا ناصر الدین کی وفات کے بعد عدل و قضا کے منصب پر فائز کیے گئے۔ عمدۃ الامرا بن والاجاہ کے زمانہ
حکومت میں معزول ہوئے اور ۱۲۱۲ھ/۱۷۹۸ء میں حیدر آباد پہنچے۔ لیکن پھر عظیم الدولہ بن امیر الامرا کے برسر اقتدار
آنے پر مدراس واپس آئے۔ وزارت سپرد ہوئی۔ شرف الدولہ، شرف الملک، غالب جنگ کے خطابات عطا ہوئے۔
۱۲۲۳ھ/۱۸۰۸ء تک اس عہدہ جلیلہ پر فائز رہنے کے بعد علیحدگی اختیار کر لی۔

محمد غوث نائطی عربی و فارسی میں دو درجن سے زیادہ مذہبی کتابوں کے مصنف ہیں۔ 'ہدایۃ القوی'
کے علاوہ 'خواص الحیوان' بھی ان کی ایک کتاب ہے۔ سنیچر ۱۱ صفر ۱۲۳۸ھ/۱۸۲۲ء میں انتقال ہوا۔

ان کی یہ کتاب طب نبویؐ میں جلال الدین سیوطی کے رسالہ 'منہج النبویؐ' کی شرح ہے۔ جس میں بعض
ضروری مفید باتوں کا اضافہ کیا گیا ہے۔ اس میں ان احادیث کی وضاحت کے ساتھ جو طب سے متعلق ہیں
ایک باب ان مفردات کے لئے بھی مخصوص ہے جس کا آنحضرتؐ نے تذکرہ فرمایا ہے۔ یہ ادویہ مفردہ حروف تہجی
کے لحاظ سے مرتب ہیں۔ مثلاً آس، اترج، بادنجان، بنفشہ وغیرہ۔

۱۶۶ صفحات کے اس مخطوطہ میں کم از کم دو قلم استعمال ہوئے ہیں۔ دونوں خط اچھے نہیں ہیں اور
سرسری انداز میں لکھے گئے ہیں، ترقیمہ ندارد ہے۔

عربی مخطوطات

فارسی مخطوطات

١- اختیارات مظفر یار خانی، ١
الحواۃ فی ازالۃ سم الحیات، ٢
اختیارات بدیعی (انتخاب)، ٣
بستان افروز، ٤
بوالعجب، ٥
تاریخ الحکماء، ٦
تبصرۃ الاطبا، ٧
تحفۂ خانی، ٨
تحفۃ المجربات، ٩
"   "   ، ١٠
تفریح الجنان فی علم الابدان، ١١
جام حکمت، ١٢
جواہر نامہ، ١٣
خواص الاختلاج، ١٤
دستور العلاج، ١٥
دستور العمل، ١٦
رسالہ اسامی الادویہ، ١٧
رسالہ ام الصبیان، ١٨
رسالہ بیخ چینی، ١٩
رسالہ تشریح طب، ٢٠
رسالہ جنین، ٢١
رسالہ در چگونگی مروارید، ٢٢
رسالہ در شناختن چوب چینی، ٢٣
رسالہ چوب چینی، ٢٤
رسالہ شرفیہ، ٢٥
رسالہ شفائیہ، ٢٦
رسالہ مسہل، ٢٧
رسالہ ادویہ ہندیہ (اسامی الادویہ)، ٢٨
سراج العلاج، ٢٩
شفاء الصبیان، ٣٠
طب قاضی عارف، ٣١
عین الحیوۃ، ٣٢
قرابادین علوی خان، ٣٣
قسطاس الاطبا خان زمانی، ٣٤
مجربات حکیم علوی خاں، ٣٥
مخزن الحکمت، ٣٦
معمولات حکیم معالج خاں، ٣٧
مفتاح التجارب، ٣٨
مفردات ہندیہ، ٣٩
منتخب الاطبا، ٤٠
وافیہ، ٤١
ہدایۃ القوی الی منہج البنوی، ٤٢

••

ذخیرۂ برکاتی، پاکستان

کے

۲ نادر طبی مخطوطے

خدا بخش جنوبی ایشیائی علاقائی سیمینار کا مقالہ

حکیم محمود احمد برکاتی

برکات اکیڈمی
کراچی

حکیم محمود احمد برکاتی (پ اکتوبر ۱۹۲۶ء)، الہ آباد سے فاضل ادب، اجمیر سے فاضل دینیات، دہلی سے فاضل طب وجراحت، برکات اکیڈمی پاکستان کے بانی۔ طب میں علمی دسترس اور عملی مہارت کے ساتھ ساتھ آپکی علمی دلچسپیاں گوناں گوں نوعیت کی حامل ہیں۔ آپ کی مشہور تالیفات میں شاہ ولی اللہ دہلوی اور ان کا خاندان، فضل حق خیرآبادی اور سن ستاون، سیرت فریدیہ، معین المنطق، ترجمہ الروض المجود، ترجمہ اتقان العرفان فی ماھیۃ الزمان، کتاب الصیدنۃ فی الطب البیرونی (شریک مرتب)، اور نشان راہ (دینیات) قابل ذکر ہیں — مزید برآں ترجمہ الاسباب والعلامات، آئینہ افلاک، برعظیم میں طب قدیم کا ارتقائیات، شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی اور مشاہدات فرنگ (محمد حسین لندنی کا سفرنامہ) زیر طبع ہیں۔ ان کے علاوہ طب وجراحت پر تین درجن سے زائد اور مختلف موضوعات پر دو درجن سے زائد مقالات، ہند و پاک کے مشہور طبی اور علمی وادبی جرائد میں شائع ہو چکے ہیں۔

••

مجمع البحرین

طب یونانی و طب ہندی کی نایاب کتاب

طب یونانی کے علما نے طب ہندی (آیوروید ک) کی طرف شروع ہی سے توجہ کی ہے۔ کئی ویدوں کو بغداد بلایا اور متعدد کتابوں کے عربی میں تراجم ہوئے۔ پھر ان تراجم سے طلبا نے استفادہ کیا۔ مثلاً علی بن ربن الطبری نے فردوس الحکمۃ میں مقالہ رابعہ کو (جس میں ۳۶ باب ہیں) طب ہندی کی ترجمانی کے لئے مختص کیا۔ پھر اس علاقے کے اطبا نے یہ فن حاصل کیا اور اسے فارسی میں منتقل کیا اور بکثرت کتابیں طب ہندی پر لکھی گئیں جن میں خصوصیت سے قابل ذکر یہ ہیں: ۹ ویں ہجری میں طب شفا محمد شاہی۔ ۱۰ ویں صدی میں معدن الشفا۔ ۱۱ ویں صدی میں دستور الاطبا (اختیارات قاسمی) دستور الہنود، طب صدیقی۔ یہ کتابیں مستقلاً طب ہندی پر ہیں، جن میں تمام فنون طبیہ بشمول کلیات کی ترجمانی کی گئی ہے۔

جہاں تک صرف مفردات ہندیہ اور مرکبات ہندیہ کا تعلق ہے، اس کی طرف بھی ابتدا ہی سے زیادہ توجہ کی گئی، مگر فرق یہ ہے کہ طب ہندی کے کلیات کی حد تک ہمارا اعتنا صرف علم و نظر کی وسعت تک محدود رہا۔ قبول و تعلیم کی ضرورت نہیں لاحق ہوئی۔ قبول و تسلیم کا معاملہ صرف یہاں کے مفردات اور مرکبات کے ساتھ ہوا اور اس کا آغاز بھی متقدمین نے ہی کر دیا تھا۔ شیخ نے قانون میں ۹۴ ہندی الاصل مفردات اور ۲۵ ویدک مرکبات شامل کیے ہیں۔ البیرونی کی الصیدنہ اور الجماہر میں یہ تعداد اور بھی زیادہ ہے۔ برعظیم آکر انھوں نے ۸ ویں صدی سے مفردات ہندیہ پر کتابیں لکھیں یا اپنی کتب مفردات میں مفردات ہندیہ بھی شامل کیں۔ ضیا نخشبی، شہاب ناگوری، یوسفی، اکبر ارزانی، محمد حسین خان شیرازی، محمود علیخاں، رضا علی خاں، شریف خاں، اعظم خاں وغیرہ کے نام خصوصیت سے اس ذیل میں قابل ذکر ہیں۔ مگر ان حضرات نے یہ کام ایک شان احتیاط کے ساتھ انجام دیا۔ آیورویدک کو ایک مستقل نظام طب سمجھتے ہوئے اور اپنے کلیات میں ترمیم و اضافہ پر راضی ہوئے بغیر۔ آیورویدک ایک مستقل اور طب یونانی سے مختلف نظام ہے، اس کے اپنے کلیات ہیں، اپنے اصطلاحات ہیں۔ ہم یہاں کے جن نباتات دوائیہ سے متعارف ہوئے ان کو اپنے

ذخیرہ مفردات میں شامل کیا مگر ان کے افعال و خواص کا بیان آریو ویدک اصطلاحوں میں نہیں کیا بلکہ اپنی اصطلاحات میں کیا، اپنے نظریہ ارکان اربعہ اور اخلاط اربعہ کی روشنی میں کیا اور یوں ہم نے یونانی فن کلیات طب پر اپنے ایقان کو متزلزل نہیں ہونے دیا۔

مختصر یہ ہے کہ طب محمود شاہی، معدن الشفا، دستور الاطبا وغیرہ مستقلاً ویدک پر ہیں۔ ان میں ویدک کے اصول و کلیات کو فارسی میں منتقل کیا گیا ہے اور اسی لئے ان کو کتب یونانی میں شامل کرنا ہی صحیح نہیں ہے، بلکہ انھیں کتب ویدک بفارسی میں محسوب کیا جائے تو غلط نہیں ہوگا، کیونکہ ان میں صرف ویدک کی ترجمانی ہی نہیں وکالت و حمایت بھی کی گئی ہے، تائید و تصویب بھی کی گئی ہے۔ آج جس کتاب کا تعارف مقصود ہے، وہ بنیادی طور پر طب یونانی کی کتاب ہے جس میں ساتھ ساتھ طب ہندی کی بھی ترجمانی کی گئی ہے۔ اور جیسا کہ نام مجمع البحرین سے ظاہر ہے، دونوں نظام ہائے طب کی جامع ہے۔

مصنف کی شخصیت سے تعارف کا اس کتاب کے سوا اور کوئی ذریعہ ہماری دسترس میں نہیں ہے اور کتاب کے مختلف مقامات سے مصنف کے متعلق صرف اس قدر معلومات حاصل ہوئی ہیں:

نام محمد امانت اللہ خاں سہروردی (صفحہ ۲)، ان کے جد کا نام پیر خاں شہید (باب ششم۔ ورق ۳۸۶) ان کے مرشد شیخ احمد چشتی بن ابی محمد عبدالمجید بن بہاء الدین بن بندگی طہ بن عبدالاحد (والد شیخ مجدد) (باب ششم، ورق ۴۱۶)۔ ایک دوسرے مقام پر لکھا ہے کہ اصلی ارادت شفیع فقیر از خاندان سہروردیہ ست " اور اپنے سہروردی مرشد کا نام شاہ کریم اللہ بتایا ہے جن کا سلسلہ حضرت بہاء الدین ذکریا ملتانی پر منتہی ہوتا ہے۔ مصنف کے استاد طب حکیم عبدالقادر رامپوری تھے۔ افسوس ہے کہ ان کا بھی کوئی سراغ نہ مل سکا۔ مصنف موزوں طبع بھی واقع ہوئے تھے۔ کتاب میں چار مقامات پر انھوں نے مضمون کو نثر کے بجائے نظم میں بیان کیا ہے۔

کتاب کی تاریخ تصنیف کتاب کے عرف "امانت خانی" سے ۱۱۶۴ھ برآمد ہوتی ہے اس طرح مصنف ۱۲ ویں صدی ہجری / ۱۸ ویں صدی عیسوی کی شخصیت تھے اور حکیم محمد اکبر ارزانی، حکیم علوی خاں، شاہ اہل اللہ عابد سرہندی، حکیم بقا خاں، حکیم واصل خاں اوّل کے معاصر تھے اور حکیم شریف خاں، حکیم محمد حسین خاں اور حکیم ذکاء اللہ خاں سے متقدم۔

دیباچے میں مصنف نے مآخذ کی جو فہرست دی ہے اس میں دیوک میں کوک پدک منین سکو پران سکھا اور بیرون ہند کے اطبائے متقدمین کی حسب ذیل کتابیں قانون، موجز، نفیسی، ذخیرۂ خوارزم شاہی، اختیارات بدیعی

قرابادین مفتاح الخزائن، شرح اسباب و علامات، تحفۃ المومنین اور برِ عظیم کے اطبا کی حسب ذیل مصنفات ہیں:
کفایہ منصوری، قرابادین معصومی، قرابادین شفائی، دستور الاطبا، طب یوسفی، طب بنائی، طب ناصری، قرابادین قادری، ریاض الفوائد، بیاض حکیم جعفر، بیاض مقرب خاں، مجربات علوی، طب سکندری، طب بقائی، الفاظ ادویہ، عین الاطبا، طب فیروز شاہی، طب ابراہیم شاہی، طب طاہری، طب امیر کبیر، طب الامراض، تحفۃ المجربات، خزائن الادویہ، مفردات شاہی۔

برِعظیم کی ان ۲۴ کتابوں میں سے مقدم الذکر ۱۶ کے مصنفین کا تو علم ہے، یعنی محمد بن مظفر شفائی، معصوم تستری، قاسم فرشتہ، منصور بن محمد، یوسفی، بنا عثمانی، طاہر بن ابی بکر، اکبر اردانی۔ محمد امان بن محمد افضل، جعفر جودھپوری، مقرب خاں، علوی خاں، بہوہ بن خواص خاں، بقا خان اصغر، عین الملک، نور الدین محمد، محمد بن یوسف؛ لیکن موخر الذکر آٹھ تالیفات اور ان کے مصنفین کم سے کم میرے علم کی حد تک ہنوز محتاج دریافت ہیں۔ تاریخ طب کے طالب علم کے لئے یہ فہرست دعوتِ فکر و تحقیق ہے۔

کتاب جوامع کئی نوع سے اور طب کے تمام فنون پر حاوی ہے۔ کلیات، تشریح، خواص المفردات، ترکیب الادویہ، معالجات، قرابادین حتیٰ کہ بیطرہ (علاج مویشی) بیزرہ (علاج طیور) اور زردقتہ (علاج و تحفظ نباتات) کے بھی تفصیلی مباحث ہیں۔ تین ہزار صفحات کی یہ کتاب سات ابواب پر مشتمل ہے، جن میں ۱۶۲ مقالات اور ۱۳۲۱ فصول ہیں۔ جن کی صرف فہرست ۵۶ صفحات پر پھیلا ہے۔

باب اوّل: کلیات کے بیان میں ہے اور ۴۱۶ صفحات پر حاوی ہے۔ اور ارکان، اخلاط، مزاج، قویٰ، اعضا، ارواح، افعال، اسباب ستہ ضروریہ، اسباب غیر ضروریہ پر ۱۷ مقالات ہیں۔
پہلا مقالہ ارکان و اخلاط و مزاج پر ہے اور ۲۰ صفحات میں ہے۔

دوسرا مقالہ اعضا (تشریح) کے بیان میں ہے اور متاخرین کی عادت کے مطابق مختصر ہے۔ کل سات فصلوں اور ۴۴ صفحات میں تشریح کا حصہ ختم کر دیا ہے۔

تیسرا مقالہ، دربیان ارواح میں روح کا بیان: مطابق شرع بقول متکلمین، بقول فلاسفہ۔
پانچواں مقالہ قارورے کے بیان میں ہے۔ چھٹا مقالہ نبض کے، ساتواں براز کے۔ تینوں میں طب ہندی کے طریقہائے تشخیص بھی بہ تفصیل بیان کئے ہیں۔

پندرھواں مقالہ لوازم طبیب کے بیان میں ہے اور ۴۴ صفحات میں ہے۔ ان میں سے ایک فصل امراض طبیب

پر بھی ہے اور ایک فصل مذاہب حکما پر بھی ہے، جیسے : مشائین، اشراقیین، صوفیا اور متکلمین۔ ۱۶ وا
مقالہ بیمار کے خوابوں اور اوقات سعد و نحس۔ ۱۷ ویں مقالے میں ایک فصل قیافہ دانی پر ہے۔ ایک فصل
دوائر رجال الغیب۔

باب دوم :- مفردات پر ہے۔ اس کے ابتدائی دو مقالوں میں اجساد و فلزات کی تکلیس و تق
واحراق پر ہے۔ ایک مقالہ میں مدارج و مراتب ادویہ بقول یونانیاں، بقول ہندیاں بقول فرنگیاں بقول
چار باب معالجات کے لئے مختص ہیں جن میں دو ہزار ۹ سو ۳۷ امراض کا بیان ہے۔ ان میں سے
آخری باب کا ایک مقالہ گھوڑوں کے علاج پر ہے اور اس میں ۹ فصلیں ہیں اور ۲۰ صفحات پر حاوی ہے۔ ایک
مقالہ باز جرہ شاہین وغیرہ کے علاج پر ہے۔ ۱۶ فصول۔ ۱۳ صفحات۔ ایک مقالہ طوطی، بلبل، ککنگ اور
کبوتر وغیرہ کے علاج پر ہے، ۷ صفحات؛ ایک مقالہ بہائم کے علاج پر ہے۔ ۴ فصول۔ ۶ صفحات ایک مقالہ
نباتات کے امراض پر ہے۔ ۱۳ فصول، ۱۰ صفحات (کل ۵۵ صفحات)۔ اسی باب کا ایک مقالہ علاج
شرابیہ اور ایک فصل مراتب نشہ شراب پر ہے۔ ایک مقالے میں حریفوں کو ضعیف و مریض بنا دینے اور
کر ڈالنے کی ادویہ اور تدابیر بھی بیان کی ہیں۔ ایک فصل میں حریف کے ازالہ بصارت کی ادویہ تحریر کی
حسیات کے حصے میں حمائے جن اور حمائے سحر کا بیان اور اس کے ازالے کے لئے حاضرات کی مفصل ترکیب
بھی درج کی ہے۔

اس باب میں امراض کی اس کثرتِ تعداد کا راز یہ ہے کہ اسباب کے لحاظ سے ہر مرض کی کئی تقسیم کی
ہیں اور ہر قسم کا ایک مستقل نوع کے طور پر ذکر کیا ہے۔ مثلاً ۱۵ واں مقالہ صرف یرقان پر ہے اور ۲۱ فصول میں
یرقان کی ۲۱ اقسام کا مستقل بیان ہے۔ یرقان صفراوی از گزیدن حیوان زہرناک۔ یرقان صفراوی از
ضعف مرض یرقانی از سدۂ مجرائے مابین جگر و مرارہ، یرقان از سدۂ مابین مرارہ و امعا۔ اسی طرح یرقان
اسود کی ۶ قسمیں ہیں۔ ایک مقالہ (۷ فصول) علاج عقر پر ہے۔ ایک مقالہ حمل پر ہے جس میں استقرار حمل
منع حمل، امتحان حمل وغیرہ پر ۱۱ فصول ہیں۔ ۳ مقالے جن میں ۷ فصول ہیں سمیات حیوانی، سمیات معدنی
اور سمیات نباتی پر ہیں۔ امراض اطفال پر ۲۵ فصول ہیں۔ ایک مقالہ دایۂ اطفال پر ہے۔ حمیات کے باب میں حمیات
پر ۲۲ فصول، حمائے دق پر ۱۰ فصول، حمیات عفنہ پر ۳۰ فصول ہیں۔

ساتواں باب ۵۷۸ پر حاوی ہے، یہ قرابادین کے لئے مختص ہے۔ اس میں معروف انواع مرکبات

تو سب ہی ہیں۔ اطریفل، جوارشش، سفوف، مرہم، معجون، وغیرہ مگران کے علاوہ حسب ذیل مفردات کے نقلی بنانے کے نسخے بھی ہیں۔

افیون۔ بسد، حلتیت، زعفران، زمرد، زبرجد، زنجفر، عنبر، فلفل دراز، لعل، لاجورد، لولو، مشک، مومیائی۔

حسب ذیل ادویۂ غذائیہ یا اغذیہ دوائیہ سب میں سے ہر ایک کے متعدد نسخے ہیں: اچار، حلوہ، حریرہ، فالودہ، فرنی، قہوہ، گلگلہ، برفاب، طعام بیماران، طعام تن درستاں۔

طب سے غیر متعلق حسب ذیل اشیا کے نسخے بھی ہیں: بارود، بندوق، تیزاب، دباغت چرم، رنگ کاغذ، رنگ جامہ، رنگ خط، سیاہی، صابن، عطر، ماء السیف۔

حسب ذیل اعمال کے طریقے: قدح، قلع، جنتر، جبیرہ، دعوت، دعا، تعویذ۔

جیسا کہ پہلے عرض کر چکا ہوں کتاب میں ابتدا سے انتہا تک طب یونانی کے ساتھ طب ہندی کے بیان، مسلک اور ترجمانی کا اہتمام ہے لیکن کہیں کہیں تطبیق اور کہیں مختصر محاکے کے بعد کسی ایک کی ترجیح و تائید بھی کی گئی ہے۔ مثلاً اخلاط کے مبحث میں خون کے متعلق ویدک نقطۂ نظر بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ "اما این قول پوچ ست" (۱/۳۸)۔ یا تشریح رحم میں ویدوں کا یہ قول نقل کیا ہے کہ مادۂ منویہ اور دم طمث باہم منعقد ہو کر تکوین جنین کرتے ہیں اور پھر اس پر تنقید کی ہے۔ اور پھر مقولۂ اہل ولایت (یونانی اطبا کا نقطۂ نظر) بیان کیا ہے کہ طرفین کے مواد منویہ کے انعقاد سے خلقت جنین ہوتی ہے۔ (۱/۴۳) مادہ تولید کے سلسلہ میں ویدوں کا یہ قول نقل کیا ہے کہ خون کے چار قطرات سے منی کا ایک قطرہ بنتا ہے۔ پھر لکھا ہے: "اما محقق این کہ منی خلاصۂ تمام رطوبات بدنی ست" (۱/۴۷)

مزاج ضعف اناث کے مزاج ضعف ذکور سے زیادہ حار ہونے کے متعلق طب ہندی کا مسلک بیان کرنے کے بعد طب یونانی کا مسلک واضح اور اس کو مبرہن کیا ہے (۱/۶۲)۔

اطبائے یونانی کے بعض اقوال پر بھی تعریض کی ہے۔ مثلاً ایک جگہ لکھتے ہیں: "اہل ولایت تپ سنبات را بسرسام و لیغوریا و انفیا قوس گمان میبرند گمان محض است زیرا کہ تپ سنبات اکثر است کہ موسم برشگال آن جاست (۶/۳۲۷)۔

ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ اہل ولایت تپ بلغمی بے علش قبل بحران میں مطبوخ و منضج دینے کو روا

نہیں رکھتے، کیونکہ مطبوخ حرارت غریزی کا محرک اور حرارت غریزی کا ضعف ہے اور اہل ہند اسے روا رکھتے ہیں : " اما انصاف آن ست کہ در تپ بلغمی و سوداوی کہ مزاج صاحب مرض بارد و رطب باشد مطبوخ بہتر از جلاب و شیرجات و لعاب ست کہ بدن نفخ و تحلیل مواد فی الفور ست" (۲/۳۵۰)۔

طب یونانی ویدک کے سلسلے میں مصنف کے بحیثیت معالج طرز عمل کا اندازہ ان کے اس اظہار سے ہوتا ہے جو انھوں نے ایک مقام پر بر سبیل تذکرہ کیا ہے۔ پانی کے سلسلے میں لکھتے ہیں کہ ہر ملک اور مقام کے پانی کی طبیعت اگرچہ ایک ہی ہے مگر خاصیت الگ الگ ہوتی ہے۔ اشیا کی طبیعت و خاصیت کے اس اختلاف کی مثال :

" حکمت یونانی و ہندی ست یعنی در اختلاف ملک و مکان ہر دو جانب نظر باید کرد، خاکسار از استاد خود شنیدہ کہ حکیم حاذق چوں دستۂ میزان میان پلۂ میزان می باید، از طب یونانی و ہندی یعنی بہر جانب کہ بار گران بیند، سر فرود آورد۔ اگر چنان نباشد مثال کسی ست کہ از دو چشم یکے داشتہ باشد و از یں سبب فقیر بیان ہر دو عمل میکند آن چہ مناسب طبائع ملک و مکان و سن و سال مانند آن کنند کہ بعضی از امراض حار و یابس را عمل ہندی و بعضی امراض بارد در طب را عمل یونانی بکار آید" (۱/۳۰)۔

مختصر یہ ہے کہ "مجمع البحرین" بنیادی طور پر طب یونانی کی کتاب ہے جس میں ہر فن میں طب ہندی کا مسلک بھی بیان کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے اور جہاں جہاں ضرورت محسوس ہوئی اظہار رائے اور رد و قبول بھی ظاہر کیا گیا ہے۔

کتاب مختلف اعتبار سے وقیع اور اہم ہے اور اس لحاظ سے یاد رہے کہ کسی فہرست میں اس کے دوسرے نسخے کا ذکر نظر سے نہیں گزرا۔

مخطوط برکات اکادمی۔ تالیف ۱۱۶۴ھ/۱۷۵۱ء۔ کتابت ۱۳۴۳ھ/۱۹۲۵ء۔ صفحات ۳۰۰۰۔ تقطیع ۲۸×۱۲ سم۔

••

کتاب جرّاحی

۱۸ویں صدی کا ایک نادر طبّی مخطوطہ

برّاعظم پاک و ہند میں طبِ مغرب کے نمائندہ معالجین کی آمد کا سلسلہ ۱۶ویں صدی عیسوی سے شروع ہو گیا تھا۔ اس سلسلے میں پہلا نام ایک پرتگالی معالج فرماں لوپ[1] کا آتا ہے، جو ابراہیم عادل شاہ ثانی (۱۵۸۲-۱۶۲۸ء) کے دربار میں مشہور مورخ اور طبیب محمد قاسم ہندو شاہ فرشتہ کے ساتھ سرکاری معالج تھا[1]۔ دوسرا نام ڈاکٹر پیلر ڈی لان[2] کا ہے، جو سلطان عبداللہ قطب شاہ (۱۶۷۳-۱۶۳۲) کا معالج تھا[2]۔ پھر ڈاکٹر برنارڈ[3] ہے، جو نورالدین جہانگیر کے دربار میں آمد و رفت رکھتا تھا۔ اس کے بعد ڈاکٹر برنیئر[4] اور ڈاکٹر باؤٹی[5]، عہدِ شاہ جہاں[5] (۱۶۲۷-۱۶۵۸ء) میں اور ڈاکٹر موچی[6] میکنزی اور موسیٰ مارٹن[7] عہدِ عالمگیر (۱۶۵۸-۱۷۰۷ء) میں برّاعظم آئے اور عرصہ تک یہاں رہے۔

طبِ مغرب کے تراجم کا سلسلہ ۱۷ویں صدی میں شروع ہوا، اور یہاں طبِ مغرب کا پہلا ترجمہ ۱۶۶۱ء میں ہوا تھا۔ اس کتاب کا نام ہے قرابادین آصفی فرنگی[8]۔ مصنف ہے آصف الزمان مسیحی فرنگی۔ دوسری کتاب "تحفۃ المسیحا" ہے جو ۱۷۴۸ء میں لکھی گئی۔ اس کے مصنف کا نام ڈاکٹر ڈومنیک گو یگوری بوٹیسٹ DOMINIC GREGORY BAUTIST اور عرف ہے دکھنی بیگ[9]۔

پھر اسی ۱۸ویں صدی کے ربع آخر میں ایک فاضل حکیم میر محمد حسین لندنی ہے۔ یورپ کے سفر سے مراجعت کے بعد (۱۷۷۰ء میں) جدید مغربی طب کے انکشافات و نظریات کے تعارف کے لئے عربی میں دو رسالے لکھے: ایک رسالہ در علم فزکس (PHYSICS)، دوم رسالۂ قلبیہ۔ یہ دونوں رسالے طبع بھی ہو گئے تھے[10]۔

سلطان فتح علی ٹیپو (ش ۱۷۹۹ء) نے اپنے مختصر سے دورِ حکومت میں اسٹوارٹ (STEWART) کے بقول مختلف علوم پر جو ۴۵ کتابیں لکھوائی تھیں ان میں سے چار کتابیں طبِ مغربی سے ترجمہ کی گئی تھیں:

۱- رہبر فاروقی - طبِ اسلامی - صفحہ ۱۴۰ - حیدرآباد دکن ۱۹۳۸ء - (۲) ایضاً صفحہ ۵ ۳- سفرنامہ برنیئر صفحہ ۵۸۲ و مابعد - طبع کراچی ۴- ایضاً - ۵- ہاشمی فریدآبادی - تاریخ ہند - جلد چہارم صفحہ ۱۴۱ - ۱۹۲۱ء حیدرآباد دکن - ۶- نکولائی منوچی - داستانِ عہدِ مغلیہ، لاہور ۱۹۶۰ء - ۷- محمد ساقی مستعد خاں - مآثرِ عالمگیری صفحہ ۲۳۲، کراچی ۱۹۶۱ء - ۸- لباب المعارف العلمیہ مولوی عبدالرحیم پشاور - ۹- ایوانوف (۶۱۰ / II ۳۹۴) ۱۰- عبدالرزاق ملیح آبادی - مولانا آزاد کی کہانی صفحہ ۳۰ دہلی

(۱) قانون در طب علم (۲) ترجمۂ کتاب انگریز (۳) ترجمۂ کتاب فرنگ (۴) مقرب در علم طب[۱]

اس وقت جس کتاب کا تعارف مقصود ہے، وہ ۱۸ ویں صدی کی ہی ہے۔ کتاب کا نام ہے کتاب جراحی۔ مصنف کا نام ہے انتو نیون کردوس اور مترجم ہے "شو ئز مسیحی ولد فرنگی خاں مرحوم ابن حکیم موسی مارٹن علیہ الرحمۃ والغفران" گویا مصنف اور مترجم دونوں فرنگی ہیں۔

جہاں تک مصنف کا تعلق ہے داخلی شہادتوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ برعظیم ہی میں مقیم کوئی ڈاکٹر ہو سکتا ہے۔ چنانچہ ۱۸ ویں ہی میں ایک یورپین ڈاکٹر کا ذکر ملتا ہے جس کا نام "انتون مسیح فرنگی" تھا۔ اس کے شاگرد حکیم محمد اسحاق (ف ۱۷۷۸ء) نے اپنی کتاب تذکرۂ اسحاقیہ اور المرکبات الاسحاقیہ میں اس کا ذکر کیا ہے، جو لاہور میں مطب کرتا تھا اور بڑا مقبول تھا۔ خود مصنف انتونیون کردوس (انتون مسیح) نے اپنے "استاد" حکیم جوان مسیح کا ذکر کیا ہے جو نواب امیر خاں ناظم کابل کا معالج رہا تھا۔[۳] نواب امیر خاں ۱۶۶۰ سے ۱۶۶۷ء تک کابل میں رہا تھا۔ اس طرح انتون ۱۸ ویں صدی کی شخصیت ہوا۔

کتاب کے مترجم نے اپنا نام شوئز (غالباً XAVIER) اور دادا کا نام حکیم موسیٰ مارٹن لکھا ہے۔ اس نام کے ایک فرنگی معالج کا ذکر عہد شاہ عالمگیر میں آتا ہے جس نے شاہ کی ملکہ (جہاں زیب بانو بیگم) کے علاج کی پیشکش کی تھی۔ مگر شرط یہ تھی کہ مقام مرض (پستان) کا معائنہ میری ایک عزیزہ کرے گی جو طبیب حاذق ہے۔ چنانچہ وہ طبیبہ دہلی سے اورنگ آباد بلوائی گئی۔ مگر دین دار ملکہ نے پہلے اس کے کردار و سیرت کی تحقیق ضروری سمجھی اور معلوم ہوا کہ وہ ۴۰ سال سے میخوار ہے، تو ملکہ نے شدت مرض کے باوجود ایک آلودۂ معصیت طبیبہ کا لمس اور معائنہ گوارا نہ کیا، ورامرا کے باوجود راضی نہیں ہوئی۔ ممکن ہے شوئز انہی حکیم موسیٰ مارٹن کا پوتا ہو۔ کتاب فارسی میں ہے۔ ضخامت ۱۰۲ صفحات۔ ابتدا کے ایک دو ورق غائب ہیں۔ تقطیع ۱۳×۲۰ سم خط شکستہ و خراب۔

---

۱ - فہرست کتب خانۂ سلطنت خداداد از اسٹیورٹ (STEWART) لندن ۱۸۰۹ء، و کتب خانۂ سلطنت خداداد، از محمود احمد برکاتی - ہمارا - کراچی ۱۹۶۴ء

۲ - رجز فغفوری صفحہ ۱۴۵، بحوالہ نقوش لاہور (لاہور نمبر) حکیم محمد موسیٰ امرتسری۔

۳ - المرکبات الاسحاقیہ - مخزونۂ کتب خانۂ ہمدرد - کراچی۔

۴ - محمد ساقی مستعد خاں، مآثر عالمگیری ص ۳۲۲، کراچی ۱۹۶۱ء

کتاب کے دو حصے ہیں، پہلے حصے کو کتاب جراحی اور دوسرے کو "قرابادین کتاب جراحی" لکھا گیا ہے۔ پہلے حصے میں جراحات سینہ وشکم و مثانہ و دماغ اور اورام خنازیر و سرطان اور دیما فلغمونی وخناق وغیرہ کا بیان الگ الگ فصلوں میں ہے۔ دوسرے حصے میں مرکبات ہیں۔ لیکن وہ بیشتر قدیم اور مشرقی یا یونانی اور معروف مرکبات ہیں مثلاً: مرہم کافور، مرہم داخلیون، سکنجبین، شربت گلاب اطریفل غددی، ایارج فیقرا۔

مرکبات کے اجزا مقامی ہیں اور ان کے نام بھی مقامی (اردو، ہندی)، متعدد دواؤں کے انگریزی نام بھی لکھے ہیں کہ "بلغت فرنگی" اس کا یہ نام ہے۔ جراحت میں مستعمل آلات کی تفصیل الفاظ میں اور دو ایک جگہ خاکوں سے بھی کی گئی ہے۔

قدیم اور مشرقی مآخذ میں قانون شیخ، خلاصہ (؟) دستور العلاج، شفاء العلیل از حکیم عبداللہ[1]۔ کتاب شیخ شہاب الدین سہروردی (؟) کے حوالے ہیں۔ جدید اور مغربی مآخذ میں کتاب بڑاتی از پادری رواجیو۔ اور حکیم الیگزا از حکیم جوان دیویکو، حکیم اندری، حکیم کاردی، حکیم نیکلاؤ وغیرہ کے حوالے جگہ جگہ ہیں۔ سب کا نام بڑے احترام سے لیا ہے۔ جالینوس فاضل مبرزماید، شیخ الرئیس بوعلی سینا اپنے استاد کے لئے غفران پناہ حکیم جوان مسیح۔

کتاب میں کئی حکایات اور واقعات بھی درج کیے ہیں جن میں بعض مریضوں کا حال اور اپنی دست کاری اور مجوزہ ادویہ کا ذکر کیا ہے۔ مثلاً ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک بوڑھا میرے پاس آیا جس کے پیڑو میں ورم تھا۔ مجھ سے ورم کی تڑپن کی شکایت کی۔ میں نے یہ سوچ کر کہ ریم ہوگی، نشتر کی نوک سے شگاف دیدیا۔ دو روز تک ریم زرد آتی رہی، اس کے بعد بدبو بلا رنگ مواد آیا۔ اس کے بعد فضلہ غذائی نکلا اور زخم میں کوئی سخت سی چیز محسوس ہوئی۔ جب وہ چیز برآمد ہوئی، تو ہڈی تھی۔ میں نے مریض سے دریافت کیا کہ تم نے سری پائے کھائے تھے۔ اس نے اقرار کیا کہ بہت پہلے کھائے تھے اور چونکہ میرے دانت نہیں ہیں، گوشت کے ساتھ ہڈیاں بھی نگل گیا تھا۔ غرض چھ ہڈیاں نکلیں جیسی بکری میں چھوٹی چھوٹی ہوا کرتی ہیں۔ (ورق …)

مؤلف کہتا ہے کہ ایک ڈھائی سالہ بچے کے سر پہ ورم ہو گیا تھا اور ورم اس قدر بڑھ گیا تھا کہ وہ دو سر کے برابر ہو گیا تھا۔ آنکھیں چھپ گئی تھیں۔ میں نے ورم میں شگاف دیدیا اور پورے

۱- شفاء العلیل از عبداللہ بن یوسف علی کحال۔ تالیف ۹۷۵ھ/ ۱۶۶۷ء)۔

تین روز تک اس کا مواد بہنے دیا۔ دو سیر ہندوستانی کے برابر پانی نکلا جو انڈے کی سفیدی کی قوام کا سا تھا۔ "جنت غفراں پناہ استاذی حکیم جوان مسیح فرماتے ہیں کہ نواب امیر خاں جو دار الملک (دار السلطنت) دہلی کے ناظم تھے کے پاؤں کی انگلی میں ورم ہو گیا تھا۔ میں نے سفیدی بیضہ مرغ اور روغن گل سے تین روز علاج کیا صحت تمام ہو گئی" (صفحہ ۱۳۲)

مصنف کے برعظیم میں قیام کے اثرات اور مشرقی تہذیب کا رنگ سطر سطر سے نمایاں ہے: "بفرمان اللہ تعالیٰ" (صفحہ ۱۳) - "باذن خالق تعالیٰ شانہٗ" ۲۴ "امید بجناب زبدۃ الوقتی حکیم علی الاطلاق است" (۶) "انشاء اللہ تعالیٰ بکرم الٰہی بشود" معلوم ہوتا ہے کہ مصنف ملک کے معاشرے میں خوب گھل مل گیا تھا اور اس نے ہماری تہذیب کے محاسن و معائب دونوں اپنا لیے تھے۔ قدامت پسندی اور توہم پرستی بھی پیدا ہو گئی تھی جو کچھ اس دور کے یورپ میں بھی تھی، چنانچہ کسی یورپین ڈاکٹر الیگزار کا قول نقل کرتا ہے۔ "زن حائضہ را از تقرب مجروح منع بلیغ نمایند و مطلقاً نزدیک او نگزارند کہ باعث خرابی جراحت و معاودت آن میگردد" اس قول کو نقل کر کے اپنی تصویب کا اضافہ کرتا ہے: "مؤلف این معنی را براء العین مشاہدہ کردہ و از یارچہای زنانہ نزدیک مجروح و جراحت نکنند و پارچہ کہ از سر جراحت بردارند بر زمین نمناک نیندازد کہ باعث رطوبت زخم میگردد، و این را اطبا بر محک امتحان و میزان تجربہ سنجیدہ اند" (صفحہ ۲۸، ۲۶)

اشخاص کے اسما سے پہلے اور بعد کلمات احترام و دعائیہ جملے، قدیم مآخذ سے استفادہ یہ سب باتیں مصنف کے طویل قیام اور ۱۸ ویں صدی کے ہندوستان سے اس کی محبت کا کھلا ثبوت ہیں۔ آج بہت سے برادران فن اپنے ڈاکٹر کہلائے جانے کے خواہاں اور کوشاں ہیں مگر اس دور کا ایک ڈاکٹر خود کو بھی اور اپنے تمام یورپین متقدمین کو بھی بالالتزام حکیم لکھ رہا ہے۔

پیش نظر مخطوطہ غالباً مترجم کا مسودہ ہے۔ کیونکہ متعدد مقامات پر الفاظ اور عبارات کو قلمزد کرنے، نظر ثانی کے آثار نظر آتے ہیں۔

کتاب جراحی کے اختتام کے بعد مترجم نے بابر و ہمایون کے عہد کے ایک دبیر و طبیب محمد بیگ کا رسالہ دستور الفصد بھی نقل کیا ہے اور آخر میں لکھا ہے: "تمت رسالہ فصد تصنیف محمد بیگ الکاتب شوئز ولد فرنگی خاں مرحوم ابن حکیم موسیٰ مازن خاں علیہ الرحمۃ"۔ اور کتاب جراحی کا خاتمہ ان جملوں پر کیا ہے: "تمام شد ترجمہ انتونیوس کروس بید الضعیف النحیف الاحقر محمد شوئز المسیحی"۔

نیشنل میوزیم پاکستان

میں

طب کے دو نادر مخطوطے

خدا بخش جنوبی ایشیائی علاقائی سیمنار کا مقالہ

پروفیسر قمر آسماں خاں
سرسید گرلز کالج، کراچی، (پاکستان)

قمر آستاں خان: پ (۱۹۳۴ء) سرسید گرلز کالج کراچی میں عربی اور علوم اسلامیہ کی ایسوسی ایٹ پروفیسر ہیں۔ مشہور فاضل علامہ عبدالعزیز میمن اور معروف مفکر ڈاکٹر سید محمد یوسف کی شاگرد ہیں۔ آپ کا تحقیقی مقالہ زوال بغداد سے قبل کے اسلامی معاشرہ کے بارے میں "آداب سلطنت و رسوم معاشرت"۔ یاقوت کے معجم الادبا کے ایک تجزیاتی مطالعہ کی شکل میں غضنفر اکیڈیمی کراچی نے شائع کیا ہے (۱۹۷۶ء)۔ یہ ابتدائی چھ صدیوں کو محیط اسلامی معاشرہ کی ایک انسائکلوپیڈیا ہے۔

●●

ازہار الادویہ (فارسی مخطوطہ)

کتاب کا پورا نام "تمثال اشیا و ازہار الادویہ" ہے۔

اس میں کشمیر کے اشجار و اثمار، ازہار و نباتات کوہی و بستانی اور حیوانات بحری و بری کی تصاویر ہیں اور ہر ایک کی ماہیت بیان کی ہے اور خواص تجربہ کر کے طب کے اصولوں کے مطابق درج کیے ہیں۔

کتاب رنبیر سنگھ (۱۸۵۷ – ۱۸۸۵ء) کے حکم سے حکیم غلام علی نے سنہ ۱۲۸۴ مطابق ۱۸۶۷ء میں مکمل کی۔ اس کی خاص اہمیت یہ ہے کہ اس کتاب کے ذریعہ کشمیر کے علاقہ کی تمام جڑی بوٹیوں اور کچھ حیوانات کا ایک جائزہ ہمارے سامنے آجاتا ہے۔ بعض ازہار و نباتات ایسے ہیں جن کا ذکر صرف اسی مصنف نے تجربہ کر کے لکھا ہے، اس کتاب کے علاوہ ان کا ذکر کہیں نہیں پایا جاتا؛ ان کی تعداد ۲۱۵ ہے۔

دوسری خصوصیت یہ ہے کہ ہر ایک بوٹی اور حیوان کی رنگین تصویر دی ہے۔ بوٹی کے تمام اجزا کی نشان دہی کی ہے اور یہ بتایا ہے کہ کس موسم میں اور کیسی زمین میں پیدا ہوتی ہے۔

تیسری خصوصیت یہ ہے کہ ازہار و نباتات و حیوانات کے نام ہر اُس زبان و لہجہ میں دیے ہیں جو کشمیر میں پائے جاتے تھے؛ ان کی تعداد ۷ تک پہنچتی ہے۔

چوتھی اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ یہ برصغیر سے متعلق اور یہیں کے ایک حکیم کی لکھی ہوئی کتاب ہے۔ کیونکہ تمام ازہار و نباتات و حیوانات مقامی ہیں۔۔ اسی لیے آج بھی ہم ان سے بآسانی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

"تمثال اشیا و ازہار الادویہ": ۲۱٫۳ × ۳۶٫۲ سم مص۔ حکیم غلام علی

تصاویر اشجار ۱۹۳ حیوانات ۲۵ علاوہ ۲۲۰ + مقدمہ ۲۰ ورق اور ۲ ورق

قطعات تاریخ سطر ۹ ابواب ۲۱۰ یہ کتاب (۱۲۸۴ بسبت = ۱۸۶۷ء) میں لکھی گئی۔

ابتدا: فی الواقع مؤلف ایں نسخہ ..... الناظر فیہ ابو محمد قلندر علی پانی پتی الزبیری سیدی ملازم سرمہاراجہ والی جموں و کشمیر .....

ابو محمد قلندر علی کی مُہر

اس کے بعد فہرست کتاب ہے۔ جیسا کہ ذکر ہوا، بوٹیوں اور حیوانات کے نام مختلف زبانوں میں دیے گئے ہیں جن کی تعداد تقریباً ۲۷۴ ہے؛ اس کے نیچے تصویر ہے۔ تصویر کے نیچے ایک سطر اس کی طبیعت ماہیت وغیرہ کے بارے میں دی گئی ہے۔ حاشیہ میں ماہیت دی گئی ہے۔ تصویر کے نیچے اور حاشیہ میں عربی نام سرخ روشنائی سے لکھا گیا ہے، اس کے فوائد ورق کی دوسری جانب۔ اس کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ کون سے امراض کے لئے اس کا استعمال ہو سکتا ہے اور کس طرح۔ ہر بوٹی اور حیوان کے بارے میں ایک ورق ہے۔ کچھ بوٹیاں ایسی بھی ہیں جو مصنف نے خود دریافت کی ہیں، ان کا نام ایک ہی دیا ہے، مثلاً: "نقشہ بوتہ تر وتری ونبات آں" (ورق ۳۳)۔

(۲)

کشمیر کے راجہ رنبیر سنگھ (۱۸۵۷-۱۸۸۵ء) نے وزیر خاص دیوان کرپا رام کو حکم دیا کہ وہ اثمار، ازہار، نباتات، وحیوانات کی تصویریں بنوائیں۔ ان کے ناموں کی ہر زبان میں تحقیق کرائیں۔ اس کے خواص کا تجربہ کرا کے طب کے اصولوں کے مطابق ایک کتاب میں لکھوا دیں۔ اس کے لئے ایک تجربہ کار حکیم مقرر کیا جائے، لہٰذا حکیم غلام علی کو پیش کیا گیا جنہوں نے یہ کام انجام دیا۔

حکیم غلام علی نے اس کتاب کی شان میں آٹھ شعر بھی کہے ہیں جو مقدمہ کے بعد درج ہیں۔ آخری مصرع میں اس کتاب کے اختتام کو پہنچنے کی تاریخ ہے جو ۱۹۲۴ سمبت ہے۔ "تاریخ ہجریہ تمثال اشیا" ۱۲۸۴ھ اور "روضۂ ازہار الادویہ" دی گئی ہے۔ کاتب نے اس کی کتابت کی تاریخ "اختتام این کتاب" ۱۲۸۳ھ ۱۹۲۶ سمبت دی ہے، جو مطابق ۷۰-۱۸۶۹ء ہے۔

تصاویر کو اس طرح چسپاں کیا گیا ہے کہ پہلے مختلف زبانوں میں نام آجائیں؛ اس کے بعد تصویر اور نیچے ایک سطر اور بعض میں دو سطریں اس کے متعلق آجائیں۔ صرف گلاب کے ذیل میں پانچ سطریں کر دی ہیں۔ بعض تصاویر مثلاً شقائق ہزارہ پورے صفحے پر ہیں۔ نقشہ بوتہ کے ساتھ نام اور نیچے تصویر ہے۔ ان کے نام مختلف زبانوں میں حاشیہ پر دیے گئے ہیں، بوتہ اصابع الصفر (ورق ۷)، بوتہ اصابع الصفر مع نقشہ تخم (ورق ۸)۔

کتاب کے پہلے ورق کے پہلے صفحہ پر مندرجہ ذیل عبارت درج ہے ۔ "فی الواقع مؤلف این نسخہ مصنف این مجموعہ در تحقیق ادویہ جدیدہ و تصویرات حیوانات و تماثیل اشجار و نباتات جہد موفور و سعی مشکور بذل نمود ......" اس کے نیچے تھوڑی جگہ چھوڑ کر لکھا ہے : "الناظر فیہ ابو محمد قلندر علی پانی پتی الزبیری الاسیدی ملازم سرکار مہاراجہ والئ جموں و کشمیر ابقاہ اللہ و زینہ و سلطنتہ ما دام العمر دائراً فی السند و یر" [مہر] قلندر علی کی —— پھر ورق کے دوسری جانب فہرست کتاب ازھار الادویہ ہے ۔

فہرست میں ازھار کے نام حروف تہجی کے لحاظ سے دیے گئے ہیں ۔ پہلے سرخ روشنائی سے حرف تہجی لکھا ہے اس کے ساتھ ایک چھوٹے خانے میں ان بوٹیوں کی تعداد لکھی ہے جو اس حرف سے شروع ہوتی ہیں اس کے بعد نمبر شمار لکھ کر تمام بوٹیوں کے نام لکھے ہیں ۔ ورق کا نمبر اور بوٹی کا نمبر ایک ہی ہے کیونکہ ہر ورق پر ایک بوٹی کا بیان ہے ۔

۱۴	حرف الالف	۱	آذریون	۲	ابرون	۳	ادرک
۴	اذخر	۵	اسطوخودوس	۶	اسفنج	۷ ۸	اصابع الصفر

ان خانوں کے کونوں پر نیلے رنگ سے نقش بنائے ہوئے ہیں ۔ فہرست سے اوپر بھی نیلے اور سرخ رنگ سے نقش و نگار ہیں ۔ فہرست میں حروف تہجی سرخ روشنائی اور باقی سیاہ روشنائی سے لکھے گئے ہیں ۔ یہ فہرست ۶ صفحات پر مشتمل ہے اور اس میں ۱۹۵ بوٹیوں کے نام ہیں ۔ اس کے بعد گزشتہ نمبر شمار کے تسلسل کے ساتھ "فہرست تصویرات جانوران مختلفۃ الصور" ہے ۔ یہ چوتھے ورق کے دوسری جانب ہے ۔ ان میں حروف تہجی کے اعتبار سے ترتیب نہیں ہے ۔ یہ ۲۴ نام ہیں اور ۲۲۰ نمبر پر ختم ہوتے ہیں ۔

اس کے بعد فہرست ادویہ پیداوار کشمیر تین صفحات پر ہے ۔ یہ اصل کتاب میں چسپاں کی گئی ہے اس لئے اس کا کاغذ بھی مختلف ہے اور تحریر بھی ۔ یہ تعداد میں ۱۱۲ ہیں ۔

اس فہرست کے بعد کتاب کا مقدمہ ہے ۔ صفحہ کا ابتدائی حصہ سرخ طلائی نقش و نگار

سے آراستہ ہے۔ حاشئے میں سرخ، گلابی، ہرے، نیلے، سفید اور سنہری رنگوں سے نقش ونگار ہیں۔ اس
بعد جو صفحہ ہے وہ بھی مطلّیٰ ہے اور حاشیہ میں طلائی رنگین گُل بوٹے ہیں۔ اس کے بعد مقدمے کے صفحات
ان پران دونوں کے مقابلے میں کم نقش ونگار ہیں اور طلائی کام بھی کم ہے۔ مقدمہ مندرجہ ذیل موضوعات
مشتمل ہے۔ حمد: تین صفحات پر مشتمل ہے۔

کشمیر کا وصف:-

(الف) عام توصیف ساڑھے تین صفحات پر مشتمل ہے۔ (ب) ساڑھے تین صفحات
یہاں کی جڑی بوٹیوں کی توصیف میں ان کے وہ نام استعمال کیے گئے ہیں جو آئندہ صفحات میں ہیں۔ (ج)
تین صفحات یہاں کے حیوانات کی توصیف میں ہیں۔ اس میں بھی ان جانوروں کے نام استعمال کیے گئے
جو کتاب میں آئے ہیں۔ (د) ۲ صفحات پر کشمیر کے پھلوں کی توصیف اور ان کے نام ہیں۔ (ہ) اس کے
سات اشعار پر مشتمل ایک نظم ہے۔ (و) نظم کے بعد ۸ صفحات مہاراجہ کی توصیف میں ہیں جن میں اشعار
لکھے ہیں۔ (ز) بعد ازاں یہ لکھا ہے کہ کس طرح مہاراجہ نے نظام الملک مدار المہام دیوان کرپارام
بُلا کر فرمائش کی کہ اس طرح ایک کتاب لکھی جائے جس میں اشجار، اثمار، ازہار، نباتات کوہی
اور حیوانات بحری و برّی کی تصاویر ہوں اور ہر ایک کے خواص تحریر کرکے طب کے اصولوں کے مطابق درج
جائیں۔ اس طرح کے کام کے لئے حکیم غلام علی کو مقرر کیا گیا، جنہوں نے یہ کتاب مسمّیٰ بہ "تمثال اشیا و ازہار
تالیف کی۔ (ح) مقدمہ کے آخر میں کاتب نے "اختتام این کتاب" سے سمہ ۱۹۲۶ (بکرمی) نکالا ہے
"تمثال اشیاء" سے اور "روضۂ ازہار الادویہ" دونوں سے الگ الگ ۱۲۸۶ھ تاریخ نکالی ہے۔ پورا
پندرہ صفحات پر مشتمل ہے۔ عبارت مقفّیٰ ہے۔ مشکل الفاظ کے نیچے سرخ روشنائی سے باریک حروف میں
کے معنی کی وضاحت کردی ہے۔ تاریخ کتابت بھی ملد میں روشنائی سے ان فقروں کے اوپر لکھی ہے جن
تاریخ نکالی ہے۔ مقدمہ کے بعد اصل کتاب کا پہلا ورق شروع ہوتا ہے۔

صفحے کی ابتدا میں "نقشہ، بوتہ ..... ونامہا بزبان مختلفہ" درج ہے۔ "بوتہ" کے بعد اس بوٹی
دیا ہے، سطر کے آخری حصہ میں ان زبانوں کی تعداد لکھی ہے۔ جن میں اس بوٹی کے نام دے گئے ہیں مثلاً
بوتہ ابرون ونامہا بزبان مختلفہ" ۷ ناموں کے لئے سرخ روشنائی سے خانے بنائے ہیں۔ بعض خانوں میں
کا نام لکھ دیا ہے۔ لیکن کسی زبان میں اسکا نام معلوم نہ ہو تو وہ خانہ خالی چھوڑ دیا گیا ہے۔ اگر کسی زبان

اس بوٹی کے کئی نام ہیں تو وہ سب درج کیے ہیں اور زبان کے آگے یہ لکھ دیا ہے کہ اس زبان میں اس بوٹی کے کتنے نام ہیں۔ مثلاً :

یونانی ۲		عربی ۱	فارسی ۱
ابرون	دایم الجیواۃ	حی العالم	ہمیشہ بہار
کشمیری ۱	شاستری ۱	ہندی ۱ انگریزی ۱	ترکی ۱
ہمیشہ بہار	سدا یوسپ	گگوئی	

خانے ضرورت کے اعتبار سے بنائے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کتابت کے وقت خانے زبانوں کی تعداد کے اعتبار سے اندازاً بنائے تھے، ضرورت پڑنے پر ایک خانے کے دو حصے کر لیے ہیں۔ بعض زبانوں کے نام لکھے ہیں، مگر اس زبان میں اس بوٹی کا نام نہیں لکھا ہے۔ بعض جگہ کتابت کی غلطی بھی پائی جاتی ہے۔ مثلاً اسی نقشہ میں دو یونانی نام لکھے ہیں۔ حالانکہ ان میں سے ایک دایم الجیوٰۃ عربی نام ہے۔ خانوں کے گوشوں میں نیلے رنگ سے ڈیزائن بنائے ہیں اور حاشیہ میں رنگین نقش و نگار ہیں۔ 'شاستری' زبان کے نام نستعلیق اور دیوناگری دونوں میں لکھے ہیں۔

مختلف اوراق پر مندرجہ ذیل زبانوں میں نام دیے گئے ہیں :-

(۱) یونانی (۲) عربی (۳) فارسی (۴) کشمیری (۵) شاستری (۶) ہندی (۷) انگریزی (فرنگی) (۸) ترکی (۹) پہاڑی (۱۰) رومی (۱۱) بنگالی (۱۲) پنجابی (۱۳) سریانی (۱۴) لاطینی (۱۵) شیرازی (۱۶) بربری (۱۷) کرمانی (۱۸) تورانی (۱۹) لداخی (۲۰) زبان کستیلان (۲۱) عجمی (۲۲) اصفہانی (۲۳) اہل صقلیہ (کی زبان) (۲۴) خراسانی (۲۵) نبطی (۲۶) در مغرب (مراد اسپین) (۲۷) در شہر عراق (۲۸) اہل تنکابن (۲۹) باصطلاح اہل تگ (۳۰) بزبان اعرابیان کشمیری (۳۱) بزبان کشمیری اہل شہر (۳۲) زبان اہل حجاز (۳۳) زبان (= استعمال) میر محمد مومن صاحب کتاب تحفۃ المومنین (۳۴) لغت مصر (۳۵) در شام (۳۶) در روم (ص ۵، پر اس کے تحت تین نام دیے ہیں) (۳۷) زبان دیسقوریدوس صاحب کتاب الحشائش (۳۸) در حصورہ گلگت (۳۹) در ہرات (۴۰) مؤلف جامع تمیمی۔

اس کے علاوہ کچھ نام مندرجہ ذیل عنوانات کے تحت دیے ہیں :-

(۱) بکدام زبان (۲) لغت دیگری (۳) بزبان مختلفہ (۴) در بعض بلاد (۵) بکدا
قول (۶) بلغتی (۷) باصطلاح (اس کے تحت ص۱۳۹ پر ۱۲ نام دیے ہیں)

کتاب مندرجہ ذیل ازھار وحیوانات پر مشتمل ہے :-

ازھار :- (۱) آذریون (۲) ابرون (۳) ادرک (۴) اذخر (۵) اسطو
(۶) اسفنج (۷ و ۸) اصابع الصفر (۹) اندریان (۱۰) امرود (۱۱) انجو (۱۲) انجبا
(۱۳) ایرساوابیض (۱۴) ایرسای آسمانجونی -

(ب) (۱۵) بادام (۱۶) بادنجان بستانی (۱۷) بادنجان بری (۱۸) بابرنج (۱۹) باد
(۲۰) باقلای منبلی (۲۱) بدرکون (۲۲) بردی (۲۳) برنجاسف (۲۴) بطیخ (۲۵) بطیخ ہند
(۲۶) بقلۃ البرازی (۲۷) بقلۃ الحمقا بستانی (۲۸) بقلۃ الحمقا بری (۲۹) بقلۃ یمانی (۳۰) بند
(۳۱) بنفسج (۳۲) بنج -

(ت) (۳۳) تردتروی (۳۴) تشمیزج (۳۵ و ۳۶) تفاح بستانی (۳۷) تنباکو (۳۸
توت سیاہ (۳۹) توت ترش (۴۰) توت سفید (۴۱) تبن -

(ث) (۴۲) ثیل -

(ج) (۴۳) جزر (۴۴) جوز (۴۵) جوز ماثل (۴۶ و ۴۷) جودرم -

(ح) (۴۸) حب النیل (۴۹) حرمل (۵۰) حرف المشرقی (۵۱) حسک (۵۲) حشیش (۵۳) حنظ
(۵۴) حنظل -

(خ) (۵۵) خرنوق (۵۶) خبہ (۵۷) خردع (۵۸) خس بستانی (۵۹) خس بری (۶۰) خشخا
(۶۱) خصیۃ الثعلب (۶۲) خطمی (۶۳) خطمی ہزاراد (۶۴) خلاف البلخی (۶۵) خلاف (۶۶) خو
(۶۷) خیری احمر (۶۸) خیری بنفسجی (۶۹) خیری ابیض (۷۰) خیری اصفر -

(د) (۷۱) ڈوڈ (۷۲) دربہ (۷۳) دوقس (۷۴) دلب (۷۵) دواء الجنون -

(ر) (۷۶) رازیانج (۷۷) رمان (۷۸) ریحان سلیمانی -

(ز) (۷۹) زردگیاہ (۸۰) زرکشش (۸۱) زعفران (۸۲ و ۸۳) زہ گل (کتاب میں زگل

(۸۴) زینت الریاحین -

(س) (۸۵) سرمق (۸۶) سرپانک (۸۷) سفرجل بستانی (۸۸) سلو (۸۹) سلطان الریاحین
(۹۰) سمارورغ (۹۱) سمسم (۹۲) سنجد (۹۳) سنبل (۹۴) سنگہارا (۹۵) سوسن صحرای کبود
(۹۶) سوسن سفید (۹۷) سوسن صحرائی ابیض (۹۸) سیسبر -

(ش) (۹۹) شاہترہ بستانی (۱۰۰) شاہترہ بری (۱۰۱) شالی شاہ کرہ (۱۰۲) شالی زبد (۱۰۳)
شبت (۱۰۴) شعرالجبال (۱۰۵) شقایق النعمان (۱۰۶) شقائق ہزارہ شنگرفی بزرگ (۱۰۷) شقائق ہزارہ
شنگرفی خورد (۱۰۸) شقائق ہزارہ ابیض (۱۰۹) شقاقل (۱۱۰) شلجم بستانی (۱۱۱) شلجم ابیض (۱۱۲)
شوکران (۱۱۳) شوکت البیضا (۱۱۴) شیرمار -

(ص) (۱۱۵) صعتر -

(ط) (۱۱۶) طرخشقوق (۱۱۷) طلحب -

(ع) (۱۱۸) عباسی ابیض (۱۱۹) عباسی نافرمانی (۱۲۰) عباسی اصفر (۱۲۱) عدس (۱۲۲) عصی الراعی
(۱۲۳) علیق (۱۲۴) عناب (۱۲۵) عنب (۱۲۶) عنب الثعلب (۱۲۷) حماب بستانی (۱۲۸) عود القرح -

(ف) (۱۲۹) فراسیون -

(ق) (۱۳۰) قثا (۱۳۱) قرع (۱۳۲) قراسیا (۱۳۳) قصب (۱۳۴) قصب الذریرہ
(۱۳۵) قطن (۱۳۶) قطف بری (۱۳۷) قنطوریون کبیر (۱۳۸) قنابری (۱۳۹) قنب -

(ک) (۱۴۰) گاؤزبان (۱۴۱) کبیکج ابیض (۱۴۲) کبیکج بنفسجی (۱۴۳) کبیکج شنگرفی (۱۴۴)
کبیکج زرد (۱۴۵) کتان (۱۴۶) کرسونجل (۱۴۷) کریلا (۱۴۸) کرسنہ (۱۴۹) کزبرہ (۱۵۰) کلہا
(۱۵۱) گل ہند اصفر ہزارہ بزرگ (۱۵۲) گل ہند اصفر (۱۵۳) گل ہند ابیض (۱۵۴) گل ہند گلابی (۱۵۵)
گل ہند آسمانجونی (۱۵۶) گل ہند اصفر خورد (۱۵۷) کماۃ (۱۵۸) کمازریوس (۱۵۹) کونی
(۱۶۰) کندس (۱۶۱) کہر -

(ل) (۱۶۲) لالہ استادہ (۱۶۳) لالہ سرنگون احمر (۱۶۴) لالہ سرنگون اصفر (۱۶۵) لالہ نعمانی
(۱۶۶) لبلاب ابیض مائل بسرخی (۱۶۷) لبلاب نافرمانی (۱۶۸) لبلاب ابیض (۱۶۹) لدر (۱۷۰) لسان الحمل صغیر
(۱۷۱) لسان الحمل کبیر (۱۷۲) لعبت بربری

(م) (۱۷۳) ماش سبز (۱۷۴) مارشیر (۱۷۵) مرزنجوش (۱۷۶) مرو (۱۷۷) مشک زمین (۱۷۸) مشک طرامشیع۔

(ن) (۱۷۹) نان کلاغ (۱۸۰) نرگس (۱۸۱) نسترن (۱۸۲) نسرین (۱۸۳) نعناع بری (۱۸۴) نیلوفر

(و) (۱۸۵) وج (۱۸۶) ورد احمر بستانی (۱۸۷) ورد ابیض بستانی (۱۸۸) ورد احمر بری۔

(ہ) (۱۸۹) ہالک (۱۹۰) ہندبای بستانی (۱۹۱) ہندبای بری۔

(ی) (۱۹۲) یاسمین ابیض اصغر (۱۹۳) یاسمین بری (۱۹۴) یقطین (۱۹۵) یاسمین۔

حیوانات :- (۱۹۶) بلبل (۱۹۷) بلبل زنگین (۱۹۸) عندلیب بانهالی (۱۹۹) عندلیب نر (۲۰۰) ببغا نر (۲۰۱) ببغا مادہ (۲۰۲) ہدہد (۲۰۳) عصفور نر (۲۰۴) عصفور مادہ (۲۰۵) سترہ سیر (۲۰۶) قبیح نر (۲۰۷) قبیح مادہ (۲۰۸) غراب الابقع (۲۰۹) غراب اسود (۲۱۰) حداۃ نشستہ (۲۱۱) حداۃ پرندہ (۲۱۲) دیک اوز (۲۱۳) بط (۲۱۴) دیک (۲۱۵) اسد (۲۱۶) اسید (۲۱۷) دُب۔ (۲۱۸) ایل (۲۱۹) ارنب (۲۲۰) غزال۔

ازھار' جو مؤلف کی دریافت ہیں :-

بعض ازھار ایسے ہیں جو مؤلف کی دریافت ہیں۔ ان کے بارے میں لکھا ہے (ورق ۲۱) بزرگوں اور تجربہ کاروں سے معلوم کر کے' اور خود تجربہ کر کے !

۳۳۔ تروتری۔ ۴۶ گل چودم۔ ۷۲ گل دتب۔ ۷۹ گل زرد۔ ۸۲۔۸۳ ڈہ گل۔
(اس کا دو اوراق پر ذکر ہے جو تقریباً یکساں ہے)

۸۶ گل سرپانک۔ ۹۲ گل سنجد۔ ۱۱۱ گل شلجم سفید۔ ۱۱۴ شیرمار۔ ۱۱۸ گل عباسی سفید۔ ۱۱۹ گل عباسی نافرمانی۔ ۱۲۰ گل عباسی اصغر۔ ۱۲۱ عدس بری۔ ۱۴۶ کرسو نخل۔ ۱۶۱ کُھر۔ ۱۶۹ گل لڈر۔ ۱۷۴ مارشیر۔ ۱۸۱ گل نسترن۔ ۱۸۹ گل ہالک

زیادہ تر بوٹیوں میں تصویر کے نیچے موٹے قلم سے یک سطری عبارت ہے۔ چند بوٹیوں کے نیچے جو مندرجہ ذیل ہیں دو سطریں لکھی ہیں :- (۱) بادام (لوزم) ص ۱۵ (۲) بادنجان ص ۱۶ (۳) بادرنج بویہ ص ۱۹

(۴) باقلای نبطی (۵) برنجاسف

(۶) فرفخ یا بقلۃ الحمقاء ص۲۷ (۷) تنباکو ص۳۷ (۸) توت ص۴۰ (۹) تین ص۴۱ ۔

گلاب کے نیچے ۵ سطریں معمولی قلم سے لکھی گئی ہیں۔ بین السطور طلائی کام ہے۔ یہ تحریر دوسرے صفحہ پر بھی تسلسل کے ساتھ ہے۔ پودوں کی تصویر کے نیچے ایک یا دو سطریں (گلاب میں زیادہ سطروں میں) ماہیت، طبیعت یا خاصیت لکھی ہے۔ اس سے قبل اس بوٹی کا نام سرخ روشنائی سے لکھا ہے — حاشیہ میں پودے کی ہیئت، پتوں اور اس کی اقسام وغیرہ کے بارے میں تفصیل دی ہے — دوسرے صفحہ پر مختصر طور پر اس کے رنگ، پھل اور ہیئت کے بارے میں لکھا ہے اور مختلف استعمال اور فوائد بتائے ہیں۔

حیوانات سے متعلق تصویر کے نیچے ماہیت تحریر کی ہے، رنگ، جثہ اور اعضا سے متعلق معلومات ہیں۔ پودوں اور حیوانات سے متعلق تفصیلات کو مندرجہ ذیل عنوانات میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:۔

انہار کے سلسلے میں حاشیہ میں مندرجہ ذیل تفصیلات بتائی گئی ہیں:۔

(ا) ماہیت:۔ (۱) قسم — درخت، گیاہ، نبات، ثمر نبات، دانہ۔ (۲) لمبائی۔ (۳) ساق کا موٹا، باریک، نازک ہونا۔ لمبائی۔ رنگ۔ (۴) دوسرے پودوں یا ازہار سے مشابہت۔ (۵) پھول کا سائز اور رنگ وغیرہ (۶) شاخ کا وصف (۷) برگ کا وصف۔ رنگ۔ نرم، نازک سخت وغیرہ (۸) بیخ کا بیان، رنگ وغیرہ۔ (۹) کس ماہ میں پایا جاتا ہے، کب پھول کھلتا ہے۔ (۱۰) منبت — صحرا، جبال، باغ، نمناک، آب، بیشہ، دامن کوہ، کنارجو، خرابہا، ریگزار (۱۱) اس کے پھولوں کے کیا استعمال ہیں: مثلاً عرق بناتے ہیں وغیرہ (۱۲) پوست، ثمر کا بیان (۱۳) میوہ کب پکتا ہے۔

(۲) طبیعت:۔ سرد، گرم، خشک و تر کے اعتبار سے ان کا درجہ۔

(۳) افعال، خواص، منافع اور اس کے مختلف اجزا کے متفرق استعمال۔

حیوانات سے متعلق مندرجہ ذیل تفصیلات:۔

(الف) ماہیت:۔ (۱) صنعت: طیور سے ہے، یا حیوان ہے۔ (۲) اس کی ظاہری باطنی خصوصیات مثلاً جبلی و غیر جبلی، ذکی الحس وغیرہ۔ (۳) قسم: اہلی، وحشی، جنگلی، سباع۔ (۴) سینگ (۵) عمر (۶) رنگ، ناخن وغیرہ۔ (۷) اگر پرندہ ہے تو بڑا یا چھوٹا۔ رنگ یا پنجے، چونچ، پر، آنکھ وغیرہ سے متعلق تفصیلات (۸) انڈے (۹) پرواز (۱۰) کہاں پایا جاتا ہے، شہر،

عمارات، اشجار، بیشہ، جنگل (۱۱) کس موسم میں کہاں زمستاں، گرما وغیرہ۔

(ب) طبیعت (ج) افعال و خواص۔

تمام تصاویر سیاہ کاغذ پر ہیں۔

تصاویر میں سفید رنگ سے برگ، گل تازہ، غنچہ، گل نیم شگفتہ، گل شگفتہ، بیخ، میوہ پختہ، میوہ نیم پختہ، خام، تخم، علف، گل پژمردہ وغیرہ لکھ کر ان کی نشاندہی کی ہے۔ کہیں کہیں طلائی اور نقرئی اور تتلیاں بھی بنائی ہیں۔ تتلیوں کو 'پروانہ' لکھا ہے۔

جن پودوں کی دو مختلف قسمیں ہوتی ہیں۔ ان کی تصاویر دو علیحدہ اوراق پر دی ہیں۔ جیسے شقائق ہزارہ (۱۰۷-۱۰۸) سنبل کی تصویر کی زمین زرد رنگ کی ہے۔ اس پر ہرے نیلے اور کاسنی رنگ سے پودا بنایا ہے (۹۳) — نرگس کی تصویر میں نیلی زمین پر سفید، پیلے اور ہرے رنگ سے تصویر بنائی ہے۔ عنابی رنگ سے شیڈنگ کی ہے — ورق ۱۸۵ الف 'دج' (زاغ) کی تصویر نیلی زمین پر ہرے گلابی اور 'کھتئی' رنگ سے بنائی گئی ہے — ورق ۱۹۶/۱۹۷ پر بلبل کی تصویر ہے جس کی زمین نیلی، عنبریں اور ہرے رنگ کی ہے۔ بقیہ تمام تصاویر کی زمین سیاہ ہے۔ بعض تصاویر صرف دو رنگوں سے بنائی گئی ہیں اور بعض زیادہ رنگوں سے۔

تمام تصاویر نہایت خوبصورت ہیں، شیڈنگ کی ہوئی ہے۔ قدرتی رنگوں کا خیال رکھا ہے۔ اکثر تصاویر کے رنگ ایسے تازہ ہیں جیسے ابھی بنائی ہوئی ہوں۔ ضرورت کے لحاظ سے رنگ استعمال کیے گئے ہیں۔

المشجر الکبیر (عربی مخطوطہ)

مصنّف کے بارے میں :- ابوزکریا، یوحنا ابن ماسویہ نصرانی و سریانی۔

خلیفہ ہارون الرشید نے ابوزکریا یوحنا ابن ماسویہ کو ان طبی کتب کے ترجمے پر مامور کیا، جو انگورہ، عموریہ اور دیگر بلاد روم پر اسلامی قبضہ کے بعد دستیاب ہوئی تھیں۔ یوحنا کو نہایت قابل کاتب ملے ہوئے تھے، جو اس کے پاس بیٹھ کر کتابت کیا کرتے تھے[1]۔ اس نے بغداد میں ایک علمی مجلس بنائی ہوئی تھی جس کے جلسوں میں علمی مضامین پڑھے جاتے تھے۔ اس مجلس کے علاوہ بھی لوگ یوحنا کے علم سے فیضیاب ہوتے تھے۔ شاگردوں کی ایک جماعت تحصیل علم کے لئے ہمیشہ اس کے پاس موجود رہتی تھی[2]۔ جبرئیل بن بختیشوع کی وفات کے بعد یوحنا کو بغداد کے شفاخانے میں رئیس الاطباء بنایا گیا[3]۔ قرون وسطیٰ کے مغربی مصنفین اسے میسوئز (MESSUES) کہتے تھے[4]۔ یوحنا، ہارون الرشید، امین، مامون اور ان کے جانشینوں یعنی معتصم، واثق، اور متوکل کے درباروں میں رہا۔ متوکل کا بھی طبیب خاص تھا۔ شاہان عباسیہ کا قاعدہ تھا کہ جب تک طبیب پاس نہ ہوتا تھا، کھانا نہ کھاتے تھے۔ اس لئے ہر ایک کا طبیب خاص ہوتا تھا[5]۔ یوحنا بغداد میں ایک بلند مرتبہ انسان سمجھا جاتا تھا[6]۔ یوحنا ابن ماسویہ نے طب پر عربی میں گراں قدر کتابیں لکھیں۔ یوحنا کی وفات متوکل کے زمانے میں (۸۵۷ء / ۲۴۳ھ) میں ہوئی[7]۔

"عیون الانباء فی طبقات الاطباء" (طبع بیروت ۱۹۶۵ء) میں ابن ابی اُصیبعہ نے ص ۲۵۵ پر اس کی ۴۴ کتابوں کا ذکر کیا ہے۔ چوتھی کتاب کا نام "کتاب الحمیات مشجر" لکھا ہے لیکن المشجر کے نام سے علیحدہ کتاب کا ذکر نہیں کیا ہے۔ ممکن ہے کتاب الحمیات' اور المشجر' کو ملا کر سہواً ایک کتاب لکھ دیا ہو۔

---

[1] تاریخ الحکما القفطی۔ مطبوعہ ۱۹۰۳ء ص ۳۸۰ [2] ایضاً ص ۳۸۱-۳۸۲ [3] ایضاً ص ۳۸۴

[4] طب العرب ترجمہ عربی میڈیس از اے جی براؤن طبع دوم ۱۹۶۹ء ص ۱۱ [5] قفطی ص ۳۸۰

[6] قفطی ص ۳۸۱ [7] لیگیسی آف اسلام ایڈیشن ۱۹۳۱ء ص ۳۱۶

قفطی نے یوحنا ابن ماسویہ کی ۲۸ کتابوں کا ذکر کیا۔ کتاب المشجر ساتویں نمبر پر ہے اور اسے ایک قابل قدر کناش (بیاض) لکھا ہے[1]۔

محمد بن اسحاق الندیم نے اپنی کتاب الفہرست میں یوحنا کی ۲۹ تصانیف کا ذکر کیا ہے۔ ان میں چوتھی 'حمیات المشجر' ہے[2]۔

صاعد اندلسی کی طبقات الامم میں یوحنا کی ۴۰ تصانیف کا ذکر کیا گیا ہے۔ جن میں چوتھی 'کتاب الحمیات' ہے اور گیارھویں قرابادین معروف بالمشجر' ہے[3]۔

القفطی نے اپنی کتاب تاریخ الحکماء میں اس مصنف کی ۲۸ کتابوں کا تذکرہ کیا ہے۔ ان میں چوتھی 'کتاب الحمیات' اور ساتویں 'کتاب المشجر' ہے جس کے لئے 'کناش' کا لفظ بھی استعمال کیا ہے[4]۔

ان حوالوں کا اگر بغور جائزہ لیا جائے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ ابن ماسویہ کی ایک کتاب 'حمیات' ہے اور ایک 'المشجر' جس کے لئے ایک تذکرہ نگار نے قرابادین کا لفظ استعمال کیا ہے اور ایک نے کناش کا۔ ان سب میں القفطی کا بیان نہایت واضح ہے۔ اس نے فہرست ابن ندیم سے بھی استفادہ کیا ہے جس کا حوالہ اس نے دیا ہے۔

رامپور اور کراچی کے نسخے میں مصنف کا نام یوحنا کے بجائے یحییٰ لکھا گیا ہے۔ پٹنہ کے نسخے میں یوحنا ہے[5]۔

'یوحنا' یونانی لفظ 'یوحانان' سے بنا ہے جس کے معنی اللہ کا توفیقی انعام ہے (قاموس کتاب مقدس) اصل عبرانی کلمہ 'یحییٰ' ہے جو ایک پیغمبر کا نام تھا اور دوسرے اشخاص کا نام ہوتا ہے۔ (قاموس الاعلام، لغت نامہ دہخدا)۔

---

[1] القفطی ص ۳۸۱ [2] کتاب الفہرست لابن ندیم مطبوعہ ۱۸۷۱ء ص ۲۹۶

[3] طبقات الامم القاضی صاعد الاندلسی، اردو ترجمہ ص ۵۸

[4] تاریخ الحکما جمال الدین القفطی مطبوعہ ۱۹۰۳ء ص ۳۹۱

[5] رضا لائبریری کے عربی مخطوطات کا کیٹلاگ ج ۵، ص ۱۶۴

○

کتاب کے بارے میں :- جیسا کہ اس کتاب کے نام "المشجر" سے ظاہر ہے، یہ کتاب جداول کی شکل (TABULAR FORM) میں لکھی گئی ہے۔ طب کی کتابوں میں یہ پہلی کتاب ہے جو مشجر ہے اور قرائن سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ابن ماسویہ اس طرز کا موجد ہے۔

"ابن جزلہ" نے اس طرز کو اپنی کتاب "تقویم الابدان" میں استعمال کیا ہے۔ اس کے بعد یہ طرز نجیب الدین السمرقندی کی کتاب "الاسباب والعلامات" میں زیادہ پختگی اور تکمیل کے ساتھ سامنے آتا ہے[1]۔

تشجیر یا جدول نگاری کا استعمال اس لئے کیا جاتا ہے کہ کم سے کم الفاظ میں زیادہ سے زیادہ حقائق کو قاری کے سامنے وضاحت کے ساتھ پیش کیا جا سکے۔ اس کتاب میں یہ طرز نہایت خوبی کے ساتھ جلوہ گر ہے۔ اس حیثیت سے یہ کتاب اپنے مطالب میں جامع بھی ہے اور مانع بھی۔ یہی اس کا خاص وصف اور کمال ہے جس کے لئے خاص طور سے یہ طرز ایجاد کیا گیا ہے۔

تشجیر کے علاوہ اس کتاب کی اہمیت یہ ہے کہ یہ ایک پرانی تصنیف ہے جو تیسری صدی کے نصف اول میں لکھی گئی۔ ابن ماسویہ سنہ ۲۴۳ھ (= ۸۵۷ء) میں وفات پائی۔

یہ کتاب اس اعتبار سے بھی اہمیت رکھتی ہے کہ یہ کلیات، امراض اور علاج تینوں پر مشتمل ہے۔ اس طرح ایک مکمل اور جامع کتاب ہے۔ اختصار نویسی اس پر مستزاد ہے۔

کتاب کا مصنف ابن ماسویہ بغداد کے شفاخانے کا رئیس الاطباء تھا۔ نیز خلیفہ کی جانب سے طب کی کتابوں کی تصنیف و تالیف اور ترجمہ پر مامور تھا۔ خود عربی و سریانی کا عالم تھا۔ اس لئے ان دونوں زبانوں کے علمی ذخائر سے واقف تھا۔ مصنف کی پیشہ وارانہ علمی فضیلت کے اعتبار سے بھی اس کتاب کی قدر و منزلت بڑھ جاتی ہے۔

○

مخطوطہ کے بارے میں: خدابخش لائبریری کا نسخہ دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلا حصہ کلیات سے متعلق ہے جس میں "طب" کی دو قسمیں کی گئی ہیں: علم اور عمل۔ اس کے بعد دونوں پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے[2]۔ کتاب کا دوسرا حصہ "امراض" ان کے اسباب و علاج پر مشتمل ہے۔ یہ حصہ مکمل نہیں ہے۔ آخر کے ۶ ابواب اس نسخے

---

[1] خدابخش لائبریری فارسی عربی مخطوطات کیٹلاگ جلد ۴ ص۲

[2] المشجر، خدابخش لائبریری۔ ورق ۲ - ۸

میں نہیں جو نیشنل میوزیم کراچی کے نسخے میں موجود ہیں۔

پٹنہ کے نسخہ میں 'اوجاع الاذن' اوجاع الانف' اوجاع اللسان ، البخر و وجع اللثۃ' اوجاع الطحال علامات الذکر والانثی' احتباس دم الحیض' اوجاع المقعد والبواسیر کے ابواب بھی نہیں ملتے جو نیشنل میوزیم کراچی کے نسخہ میں موجود ہیں۔ اس نسخے میں 'ورم اللھا والحنک' کا علیحدہ باب ہے اور 'نوازل' کا علیحدہ۔ جبکہ پٹنہ کے نسخے میں یہ دونوں ایک باب کے تحت ہیں۔

پٹنہ کے نسخے میں دونوں حصے پائے جاتے ہیں، لیکن دوسرا حصہ نامکمل ہے۔ نیشنل میوزیم کراچی کا نسخہ دوسرے حصے پر مشتمل ہے۔ لیکن مکمل ہے۔ یہ نسخہ آٹھویں صدی ہجری یعنی پندرھویں صدی عیسوی میں لکھا گیا ہے[1]۔

رضا لائبریری رام پور میں اس کتاب کا جو نسخہ ہے اس کے دو حصے ہیں۔ پہلا کلیات' دوسرا امراض اور ان کے علاج سے متعلق ہے۔ یہ نسخہ ۱۰۸۶ھ' مطابق ۱۶۷۵ عیسوی میں لکھا گیا ہے[2]۔ اس وقت جو تین نسخے کراچی' پٹنہ اور رام پور میں پائے جاتے ہیں' ان میں کتابت کے اعتبار سے نیشنل میوزیم کراچی کا نسخہ قدیم ترین ہے۔

المشجر الکبیر (نسخہ کراچی): کناش علل الامراض و دلائلھا و علاجاتھا وھو الکناش المعروف بالمشجر الکبیر۔

تفصیلات: • مصنف : یحیٰ بن ماسویہ الطبیب۔ • تصنیف : ۲۴۳ھ سے قبل (مصنف کی وفات ۲۴۳ھ)۔ • زبان : عربی۔ • کاتب : ابوالمظفر بن علی بن ابی الفتوح القرشی۔ **سال کتابت**: ۷۰۹ھ۔ • **خط** : نسخ۔ • **اوراق** : ۱۵۱ • **سطر** : ۱۷ - • **تقطیع** : ۲۳ × ۱۶.۸ سم • **نمبر** : ۱۷۔۱۹۶۵ء (نیشنل میوزیم کراچی)' پوری کتاب شجرے۔ ابتدائی ۶ ورق اور آخر کے چند ورق زیادہ دریدہ ہیں اور کاغذ لگا کر جوڑے گئے ہیں۔ ۱۵۱ اوراق کے علاوہ ابتدا میں دو ورق فہرست ابواب کے ہیں اور اندازہ یہ ہوتا ہے کہ ایک ورق کم ہے۔ ابواب کی فہرست الباب الرابع والعشرین سے شروع ہوتی ہے۔ اس ورق کے اوپر کا حصہ بھی دریدہ ہے لیکن اس کے ساتھ کاغذ چسپاں کر دیا گیا ہے۔ تحریر کتاب کے طول میں ہے۔ ابواب کی فہرست صفحے کے طول میں دو حصوں میں تقسیم کر کے

---

[1] تذکرہ النوادر من المخطوطات العربیہ' حیدر آباد دکن' ۱۳۵۰ھ' خدابخش کیٹلاگ جلد چہارم

[2] رضا لائبریری کا عربی مخطوطات کا کیٹلاگ ، جلد ۵ ص ۱۶۴

بنائی گئی ہے، اس طرح ایک سطر میں دو باب لکھے گئے ہیں۔ کتاب کے آخری صفحہ پر جو عبارت ہے، جسے کاتب نے بعینہٖ نقل کر دیا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل کتاب سریانی میں تھی جسے منصور بن طلحہ مولی امیر المومنین کے حکم سے عربی میں منتقل کیا گیا۔ منصور بن طلحہ کی وفات ۲۵۰ھ یعنی ۸۶۴ء کے آس پاس ہوئی ہے۔ اس طرح اس کتاب کا ترجمہ بھی تیسری صدی کے نصف اول میں ہی ہو گیا۔

یہ کتاب ۸۰ ابواب پر مشتمل ہے۔ باب کی سرخی کے بعد بیماری کا نام تفصیل سے بتایا گیا ہے۔ بعض جگہ اس کا سریانی اور یونانی نام لکھا گیا ہے۔ اس کے بعد اس کی قسمیں بتائی گئی ہیں۔ اس کے اسباب، اعراض، وعلامات بتائے گئے ہیں۔ آخر میں اسباب و وجوہ کے اعتبار سے مختلف علاج تحریر کیے ہیں۔ تحریر میں سرخ روشنائی اور سیاہ روشنائی استعمال کی گئی ہے۔

○

یہ کتاب مندرجہ ذیل ابواب پر مشتمل ہے:

۱۔ فی داء الثعلب ۰ ۲۔ فی الحزاز ۰ ۳۔ فی البثور وانواع الخراج والقروح التی تعرض فی الراس ۰ ۴۔ فی القمل ۰ ۵۔ فی الصداع ۰ ۶۔ فی النسیان ۰ ۷۔ فی السبات السہری ۰ ۸۔ فی الدوار ۰ ۹۔ فی الوجع المسمی بالیونانیۃ قرانیطس وھو السرسام ۰ ۱۰۔ فی الوجع المسمی فلغمونی ای الورم الحار الکائن فی الدماغ ۰ ۱۱۔ فی الحمرۃ الکائنۃ فی الدماغ من قبل المرۃ الصفراء ۰ ۱۲۔ فی کثرۃ النوم العارض فی الحمیات ۰ ۱۳۔ فی السبات ویسمی بالیونانیۃ فاردس وبالسریانیۃ طویاما ۰ ۱۴۔ فی المالیخولیا وھو فساد الفکر وذھاب العقل بلا حمی ۰ ۱۵۔ فی الداء الکلبی ویسمی بالسریانیۃ فافرونا ۰ ۱۶۔ فی الھذیان وذھاب العقل الکائن من المرۃ الصفراء ویسمی حبارا ۰ ۱۷۔ فی الصرع ویسمی بالیونانیۃ ابیلمسیا ای اخذ الحواس ۰ ۱۸۔ فی الرعونۃ وفساد آخر الدماغ ۰ ۱۹۔ فی الوجع المسمی القطرب ۰ ۲۰۔ فی الوجع المسمی الکابوس ۰ ۲۱۔ فی العشق ۰ ۲۲۔ فی السکتۃ والفالج والاسترخاء الاعضاء ۰ ۲۳۔ فی اللقوۃ والاسترخاء العارض فی الاعضاء ۰ ۲۴۔ فی التشنج ۰ ۲۵۔ فی الامتداد وھو الکزاز الرطب ۰ ۲۶۔ فی الارتعاش ۰ ۲۷۔ فی اوجاع العین ۰ ۲۸۔ فی اوجاع الاذن وعللھا ۰ ۲۹۔ فی اوجاع الانف والمنخرین ۰ ۳۰۔ فی اوجاع اللسان ۰ ۳۱۔ فی البخر ووجع الفم والاسنان ۰ ۳۲۔ فی تورم اللہاۃ والحنک واللوزتین والخوانیق ۰ ۳۳۔ فی النوازل والزکام۔

۳۴- فی السعال • ۳۵- فی الوجع المسمی وھو لوبونیا وھو ورم یعرض فی الرئة • ۳۶-
فی نفث الدم • ۳۷- فی الوجع المسمی فیلسیس والتقرح • ۳۸- فی الوجع المسمی فاروتادرس
بالیونانیة وبالسریانیة ثاروثا وھو البرسام • ۳۹- فی اوجاع القلب • ۴۰- فی اوجاع الثدی
• ۴۱- فی تغیر روائح العرق والصنان • ۴۲- فی الاوجاع التی تعرض للمعدة • ۴۳- فی اوجاع الکبد
وعلاماتہا وعلاجاتہا • ۴۴- فی الیرقان • ۴۵- فی الاستسقا • ۴۶- فی اوجاع الطحال • ۴۷-
فی اختلاف البطن وانواعه وعلاجاته • ۴۸- فی المغص وانواعه وعلاجه • ۴۹- فی القولنج وانوا
وعلاجه • ۵۰- فی الوجع المسمی ایلاوس وتادیله دب ارخم وھو فی الذیل • ۵۱- فی الدیدان واسبابہا وعلاجہا
• ۵۲- فی اوجاع الکلی • ۵۳- فی تقطیر البول • ۵۴- فی عسر البول • ۵۵- فی الوجع المسمی ذیابیطس
• ۵۶- فی سیلان المنی • ۵۷- فی الوجع المسمی غاذیموس فریا فیسیموس • ۵۸- فی الوجع المسمی
ماقسونا (مافسرا) (دیب سماقشیا) • ۵۹- فی الجماع ومنافعه ومضاره • ۶۰- فی الاوجاع التی تعرض للذکر
• ۶۱- فی الرحم واوجاعه وعلاجه • ۶۲- فی علامات الذکر والانثی وعسر الولادة وعلاجہا • ۶۳- فی
احتباس دم الحیض وترفه (تشنفه) • ۶۴- فی اوجاع المقعدة والبواسیر • ۶۵- فی النقرس وعرق النسا
ووجع المفاصل • ۶۶- فی القوبا الکائنة فی بسیط الجسد • ۶۷- فی البرص واسبابه وعلاجہا • ۶۸-
فی البہق وانواعه وعلاجه • ۶۹- فی الحمرة وعلاجہا (یہ بھی نامکمل ہے) • ۷۰- فی الخدر الذی
یعرض للاصابع والبرد الشدید والشقاق واوجاع الاظفار • ۷۱- فی الوجع المسمی الجمارة وھو
تنفط کالذی یعرض من حرق النار والحکة • ۷۲- فی الجذام ویسمی داء الاسد • ۷۳- فی السیج الذی
یکون من الخف واللحم النابت فی اصول الاظفار • ۷۴- فی المسامیر التی تخرج فی اصابع الرجل • ۷۵-
فی الخنازیر وداء الفیل والثالیل • ۷۶- فی الجرب والحکة والحصبة والجدری • ۷۷- فی الاکلة
وحرق النار والنورة • ۷۸- فی عض الکلب وعلامته • ۷۹- فی لدغ الحیات والعقارب والزنابیر
وصفات السموم القاتلة • ۸۰- فی الحمیات واعراضہا وعلاجہا ——— آخر میں لکھا ہے:- تم کناش النحو الکبیر
لیحیی بن ماسویہ الطبیب ابو الفضل و فرغ من نسخه مملوکه تجیره ابو المظفر بن علی بن ابی الفتوح القرشی المتطبب فی
یوم الجمعة تاسع جمادی الاولی من سنة سبع وتسعین وخمسمائة ہجریة۔

ہندستان کے کتابخانوں میں

مخطوطاتِ طب

فارسی و عربی

خدابخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ

۱۹۸۲ء

اس فہرست میں ہندوستان کے جن ذخیروں کا احاطہ کیا گیا ہے' ان کی فہرست درج ذیل ہے:

آصفیہ = اورینٹل مینوسکرپٹ لائبریری (آصفیہ لائبریری)، حیدرآباد۔
آزاد = مولانا آزاد لائبریری، علیگڑھ مسلم یونیورسٹی، علیگڑھ
اسٹیٹ آرکائوز = اسٹیٹ آرکائوز، یوپی۔ الٰہ آباد۔
ایشیاٹک = ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال، کلکتہ۔
بوٹانیکل = بوٹینکل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، لکھنؤ۔
بوہار = نیشنل لائبریری' بوہار کلیکشن، کلکتہ۔
پھلواری = کتب خانہ خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف۔
ٹونک = عربک اینڈ پرشین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، راجستھان، ٹونک
جلالی = ذخیرہ حکیم کمال الدین ہمدانی جلالوی' علیگڑھ
جے پور = ذخیرہ مفتی احمد حسن' جے پور۔
خدابخش = خدابخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ
دیوبند = کتب خانہ دارالعلوم، دیوبند، یوپی
رضا = رضا لائبریری، رام پور، یوپی۔
سالار = سالار جنگ میوزیم، حیدرآباد۔
سہسرام = ذخیرہ حکیم محمد ابراهیم خاں و حکیم انیس الزماں' (سہسرام)۔
ضیانة اللہ = حکیم ضیانة اللہ (امروہہ) کا ذاتی ذخیرہ۔
طبیہ = اجمل خاں طبیہ کالج لائبریری، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ
طبیہ دہلی = طبیہ کالج، دہلی۔
ظل الرحمن = حکیم ظل الرحمن (علیگڑھ) کا ذاتی ذخیرہ
مدراس = گورنمنٹ اورینٹل مینوسکرپٹ لائبریری، مدراس
میڈیکل = انسٹی ٹیوٹ آف ہسٹری آف میڈیسن' اینڈ میڈیکل ریسرچ' ہمدرد نگر تغلق آباد' نئی دہلی۔
ملا فیروز = ملا فیروز لائبریری، بمبئی۔
ناصریہ = ناصریہ لائبریری، لکھنؤ۔
ندوہ = شبلی لائبریری' دارالعلوم ندوة العلماء، لکھنؤ۔

اس فہرست کی تیاری میں خدابخش لائبریری میں شاہ محمد اسماعیل صاحب' عتیق الرحمن صاحب نے بنیادی کام کیا سلیم الدین احمد صاحب اور ابو مظفر عالم صاحب نے پروف اور طباعت کے مرحلے طے کرائے۔ حکیم ظل الرحمن صاحب (علیگڑھ)' حکیم ضیانة اللہ صاحب (امروہہ)' سید نظام الدین احمد کاظمی صاحب (ہمدرد)' رئیس نعمانی صاحب (لکھنؤ) اور حکیم محمود احمد برکاتی صاحب (کراچی) نے فضول اور اہم نسخوں کے بارے میں ماہرانہ رائیں دے کر اس فہرست کو معتبر بنانے میں مدد دی ــــــ اور حکیم عبدالحمید صاحب (دہلی) نے شروع سے آخر تک ہر مرحلے پر سمینار اور فہرست دونوں میں ذاتی دلچسپی لے کر دونوں کو نتیجہ خیز بنانے میں بھرپور تعاون دیا۔ ہم ان کے شکرگزار ہیں۔

(ادارہ)

حرفِ آغاز

جنوبی ایشیائی علاقائی سیمینار کے پہلے اجلاس منعقدہ مارچ ۱۹۸۴ء میں جو طب مخطوطات کے موضوع پر ہوا تھا اور مئی ۱۹۸۴ء میں جس کی سبجکٹ کمیٹی نے سیمینار کے نتائج کو جو آخری شکل دی تھی، اس سلسلے کی اہم ترین کڑی عربی فارسی مخطوطات طب کی جامع فہرست پیش خدمت ہے۔

یہ ہندوستان کے غیر مطبوعہ فارسی عربی طبی ذخیرہ کی ایک جامع فہرست ہے جس میں معروف کتابخانوں کے ساتھ ساتھ معروف و غیر معروف نجی ذخائر کا احاطہ بھی کیا گیا ہے۔

سیمینار میں جو فہرست بحث کے لئے پیش کی گئی تھی اسے سیمینار میں گفتگو کی روشنی میں جا بجا ترمیم و اضافہ کیا گیا ہے ساتھ ہی وہ کتابیں جنھیں سیمینار نے اہم اور اہم ترین قرار دیا، اُن پر نشانات (اہم = • ، اہم ترین ◉) بھی لگا دیے گئے ہیں۔ مزید یہ کہ مختصر ترین طور پر، ان کتابوں کی اہمیت کے اسباب بھی دیدیے ہیں اس طرح اہم کتابوں کی یکجا ایک ذیلی فہرست بھی مل جاتی ہے۔

اور اب اگلا مرحلہ شروع ہوتا ہے کہ ان مخطوطات میں اہم ترین کا انتخاب کر کے تدوین (اور اگر ممکن ہو تو ترجمہ بھی) کا آغاز کیا جائے۔

پیش نظر فہرست میں یہ بھی عرض کر دیا جائے، بہت سے اہم نام نہیں ملیں گے محض اس لئے کہ وہ طبع شدہ ہیں۔ یہ نکتہ بھی سامنے لے آیا جائے کہ اکثر طبع شدہ متون نولکشوری حیثیت رکھتے ہیں اور اس کے مستحق ہیں کہ انھیں بھی مدوّن کیا جائے، لیکن کام اتنا بڑا اور پھیلا ہوا ہے کہ ہمیں ترجیحات دینی ہی ہوں گی۔ اور یہ محض ترجیح ہی ہے اور طوفانی رفتار سے وقت کے اُڑتے ہوئے لمحات کا جبر جو ہمیں پابند کرتا ہے کہ نولکشور نے جا بجا کتابت کے اغلاط کے ساتھ ہی سہی، کچھ پیش تو کر دیا جبکہ سیکڑوں (شاید ہزاروں) متن جو اس قابل ہیں کہ انھیں بھی سامنے لایا جائے صدیوں سے کتابخانوں میں دفن پڑے ہیں، تو پہلے انھیں لیں اور ان میں بھی اہم ترین کو، پھر طبع شدہ کا نمبر بھی آ ہی جائے گا۔

علم کی اشاعت ـــــ اگر مقصد اولین ہے تاکہ اس روشنی میں ہم ایک بہتر سماج اور ایک بہتر آدم کی تشکیل کر سکیں تو ذاتی نام اور شہرت کے خول سے نکل کے ٹیم ورک کی 'مل جل کے کام کی' عادت پیدا کرنی ہوگی۔ ان مخطوطات کی تدوین کے پیچھے اگر یہ جذبہ کام کرنے لگا تو مجھے امید ہے ہم سو برس کا کام' چار یا پانچ برس میں انجام دے سکیں گے۔
اب جو باصلاحیت اسکالر بھی اس کام میں ہاتھ بٹائیں' خدا بخش کی طرف سے انھیں خوش آمدید کہا جائے گا۔ ہر ممکن تعاون کے ساتھ اور اس امید کے ساتھ کہ دوسرے تمام ادارے اور افراد بھی اس کار خیر میں اسی جذبہ کے ساتھ شرکت کریں گے۔

عابد رضا بیدار

فارسی مخطوطات

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	ذخیرہ / کتابخانہ
۱-	آفتاب نبض	حکیم الیاس ڈی سلوا	ظل الرحمن
۲-	آئینۂ سکندری / تحفۂ سکندری تالیف بعد ۱۰۰۵ھ	حکیم سکندر آملی	رضا، طبیہ / رضا
۳-	اجوبۃ السوالات	محمد علی لکھنوی	آصفیہ
۴-	احسن التجارب	منشی ہر دیال	طبیہ
• ۵-	احسن القرابادین / احسن المجربات	حکیم احسن اللہ خاں دہلوی بن عزیز اللہ خاں م ۱۲۹۰ھ	رضا / میڈیکل
۶-	احقاق التجربہ	عبد الفتاح الحسینی	آصفیہ
۷-	اختیار	عبد اللطیف	رضا
• ۸-	اختیارات مظفر خانی / تعلیم العلاج	ظفر یار خاں	میڈیکل آزاد دیوبند
• ۹-	اختیارات قطب شاہی	میر محمد بن علی الحسینی الاسترآبادی	سالار
۱۰-	ارکان الطب	خواجہ عبد اللہ	رضا
۱۱-	اسرار قاسمی	کمال الدین حسین بن علی الواعظ الکاشفی	رضا
۱۲-	اسرار مسیحا	مسیح الزماں خاں	سالار
۱۳-	اشرف الاسرار	حکیم محمد اشرف خاں بھوپالی	ظل الرحمن
۱۴-	اطعمۃ المرضیٰ	حکیم محمد کاظم بن حکیم محمد روشن ضمیر (م ۱۰۸۰ھ)	رضا
۱۵-	الاغراض الطبیہ (منتخب)	محمد اکبر بن حاجی محمد مقیم ارزانی	رضا
◉ ۱۶-	امراض الاطفال	عماد الدین محمود شیرازی	میڈیکل
۱۷-	امراض چشم	حکیم ضیاء الحسن بھوپالی	طبیہ
۱۸-	انتخاب التحفہ	حکیم سید امیر علی	طبیہ
۱۹-	انیس الاطبا	ابوالخیر محمد بن محمد فارسی	خدابخش
۲۰	ایضاح العلاج		آصفیہ
۲۱	ایضاح المفردات		خدابخش

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	ذخیرہ/کتابخانہ
۲۲	بحر الشفا	احمد بن محمد ملتانی	آصفیہ
۲۳	بحر الفواید	لدعامل بھیرامل ستابی	رضا
۲۴	بدائع الاسرار	احمد المتطبب الاریجی	سالار
• ۲۵	بدیع النوادر	محمد رحم علی خان	رضا
۲۶	بستان افروز	سید عبد الفتاح مشہور بہ خواجہ عبد اللہ تمکین	نیشنل
۲۷	بیاض	برادر میر سید وارث علی	ظل الرحمٰن
۲۸	〃	حکیم اسماعیل اکبر آبادی	〃
۲۹	〃	حکیم سید کرم حسین	〃
۳۰	〃	حکیم عبد الرحمٰن خان پیلی بھیتی	〃
۳۱	〃	حکیم عبد القادر خان	〃
• ۳۲	〃	حکیم علی گیلانی	〃
۳۳	〃	حکیم نثار علی	طبیہ
۳۴	〃	شیخ طاہر	ظل الرحمٰن
۳۵	〃	مرزا محمد حبیب اللہ	〃
۳۶	بیاض خانی وال		رضا
۳۷	بیاض خورد	حکیم ضیاء الحسن بھوپالی	طبیہ
۳۸	〃 〃	حکیم ضیاء الحسن و حکیم نور الحسن	طبیہ
۳۹	بیاض طبی	حکیم عبد الحی	رضا، ندوہ
۴۰	〃 〃	حمید الدین کاکوروی	طبیہ
• ۴۱	بیاض علوی	حکیم علوی خاں	طبیہ، صیانۃ اللہ
۴۲	بیاض غلام کبریا	حکیم غلام کبریا	ظل الرحمٰن
۴۳	بیاض فی الطب	حمد اللہ	خدابخش
۴۴	بیاض مثلث	حکیم بدر الدین	سہسرام
۴۵	بیاض مجربات	احمد علی	ندوہ
۴۶	بیاض نسخہ جات	نواب سید علی خان	رضا
۴۷	〃 〃	حکیم سعادت علی خان بہادر	〃
۴۸	〃 〃	حکیم محمد کفایت اللہ خان بہادر	〃
۴۹	بیاض نسخہ جات و مجربات	علی محمد	خدابخش

نمبر شمار / نام کتاب	نام مصنف	ذخیرہ/کتابخانہ
• ۵۰- بیاض نسخہ مجربات/معمولات	حکیم معالج خاں	خدابخش/آزاد
۵۱- بوالعجب		آزاد
۵۲- بیخ گنج	حکیم محبوب عالم عرف حکیم باسو	پھلواری
۵۳- تاریخ الحکما		آزاد
۵۴- تبصرۃ الاطبا	سید امیر بخش حسین مکی المعروف ننھو شاہ	"
۵۵- تجربات عنایت خانی	جمعدار عنایت خان بن عادل بیگ	رضا
۵۶- تجربات المجربات غیاث شاہی	سعد اللہ زنجانی	سالار
۵۷- تجربات ناصری	محمد طاہر کیرانوی	رضا، آصفیہ
۵۸- تجربۃ الہدایت	سید ہدایت علی	رضا
۵۹- تجویز معالجات	حکیم محمد منور خاں	نیشنل دہلی
۶۰- تحفۃ الاحباب		خدابخش
• ۶۱- تحفۃ الاطبا (منظوم) تالیف ۱۱۳۹ھ	شیخ احمد قنوجی	رضا، آصفیہ، ندوہ
• ۶۲- تحفہ خانی	خواجہ محمود بن عبد اللہ بن نور اللہ (م بعد ۱۰۳۶ھ)	آزاد، آصفیہ، رضا
• ۶۳- تحفۂ سلیمانی تالیف: تحفۂ سلیمان ۱۰۰۹ھ	میر محمد ہاشم بن میر محمد طاہر طہرانی	رضا، بلخی
۶۴- تحفۂ شاہی	محمد طیب	آصفیہ
۶۵- تحفۂ صفویہ/دستور غذائی شفائی	[مظفر شفائی میڈیکل[1]]	خدابخش، میڈیکل، سالار[1]
۶۶- تحفۂ صفویہ	محمد بن علی بن موسیٰ	سالار
۶۷- تحفۃ الطب		رضا
۶۸- تحفۃ العاشقین[2]	نور الدین محمد بن عبد الرزاق گیلانی	ندوہ
۶۹- تحفۂ کتاب طب	—	آصفیہ
۷۰- تحفۃ المجربات (منظوم)		پھلواری
• ۷۱- تحفۃ المجربات	حکیم محمد شریف خاں	رضا
۷۲- "		آزاد
۷۳- تحفۃ المجربات (اسامی ادویہ)		"
۷۴- تحفۃ المجربات جمالی	حکیم جمال الدین	آصفیہ
۷۵- تحفۃ المسیحا	دکھنی بیگ ابن نظر بیگ	ایشیاٹک
۷۶- تحقیقات طبیہ	سید محمد زماں	آصفیہ

۱؎ تحفۂ صفویہ خدابخش اور سالار میں بغیر مصنف کے ہے۔ ۲؎ بلا مصنف مطبوعہ (ندوہ)

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	ذخیرہ کتب خانہ
• ۷۷-	تحقیق البحران	احمد اللہ دہلوی ثم مدراسی	رضا، مدراس
۷۸-	تذکرۂ ابراہیمی		آصفیہ
۷۹-	تذکرۂ شریفی	حکیم شریف خاں	طبیہ
• ۸۰-	تذکرۃ العجائب والتجارب	منصور بن محمد بن احمد	بوڈلینکل
• ۸۱-	تذکرۂ عقاقیر	حکیم مہدی حسن	ظل الرحمٰن
۸۲-	تذکرۃ الکحالین (ترجمہ)	[شمس الدین علی الحسینی الجرجانی : سالار]	رضا، سالار
۸۳-	ترکیب الادویہ	حکیم مہدی حسن بشارت خانی	آصفیہ
۸۴-	تسہیل الدواء لتحصیل الشفا	غیاث الدین محمد	خدابخش
۸۵-	تسہیل المنافع	ابراہیم بن عبدالرحمٰن	آصفیہ
۸۶-	تشریح دستور العلاج		ندوہ
۸۷-	تصاویر قارورہ مع کیفیات		آصفیہ
۸۸	تعالیم الطب بہادر شاہی / تعلیمات بہادر شاہی	[حکیم فیض علی : ظل]	رضا، ظل الرحمٰن
۸۹	تعریف الامراض		پھلواری
• —	تعلیم العلاج	=	اختیارات ظفر خانی
• ۹۰-	تفریح الجنان فی علم الابدان (ت ۱۲۱۴ھ)	سید محمد شرف بن سید غلام اشرف سندیلی	رضا، آزاد
۹۱-	تفریح القلوب ترجمہ ادویہ قلبیہ ابن سینا	احمد اللہ خاں	آصفیہ، ظہوری
—	تقویم الابدان	=	شافی الاوجاع
۹۲-	؍؍ ؍؍ فی تدبیر الانسان (ابن جزلہ) ترجمہ		بوہار
• ۹۳-	تقویم الامراض	حکیم ولی گیلانی	سالار
۹۴-	تلخیص الطب	میرزا اظفر موہانی	کاکوری
۹۵-	تلخیص العقاقیر (ترجمہ)	حکیم محمود علی خاں	آصفیہ
۹۶-	تلخیص مسیحائی	عابد علی خاں	خدابخش
۹۷-	تلخیص المسیح	عیسیٰ بن یحیٰ	آصفیہ
۹۸-	جامع اصول طبیہ	محمد صدیق اللہ	آصفیہ
• ۹۹-	جام جہاں نمای حباسی	مرزا قاضی بن کاشف الدین محمد الیزدی م ۱۰۷۵ھ	رضا،
۱۰۰-	جام حکمت		آزاد
• ۱۰۱-	جامع الاطبا	نورالدین بن محمد عبداللہ بن حکیم عین الملک شیرازی	آصفیہ
• ۱۰۲-	جامع الجوامع محمد شاہی	حکیم علوی خاں م ۱۱۶۲ھ	میڈیکل، آصفیہ، رضا
۱۰۳	جامع الفنون طبیحات		آصفیہ

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	ذخیرہ/کتابخانہ
۱۰۴	جامع الفوائد	عیسیٰ بن محمد طبیب / یوسف بن محمد	مدراس/آصفیہ
۱۰۵	جامع المجربات	حکیم منعم خاں	آصفیہ
۱۰۶	〃 〃	حکیم امام بخش	طبیہ
۱۰۷	جداول الطبیہ/جدول ادویہ مفردہ	عبدالرحیم بن حکیم ابوبکر	آصفیہ، رضا
۱۰۸	جواب شافی	محمد سعید	خدابخش
۱۰۹	جواہر اللغۃ	محمد بن یوسف الطبیب الہروی	مدراس
۱۱۰	چوردن ؟		خدابخش
۱۱۱	حاوی الدستور	حکیم احمد بخش	آزاد
۱۱۲	حاوی الضیائی	ممتحن الدولہ ثابت جنگ محمد مہدی ضیا	رضا، میڈیکل
۱۱۳	حجۃ قاطعہ	محمد بن اسمٰعیل نازکی	〃
• ۱۱۴	حفظ الصحۃ	حمید الدین محمد بن ابی الفضل شہاب الدین محمد الحکیم الہمدانی البجکری	〃
۱۱۵	حفظ الصحۃ	غلام محمد صادق	خدابخش
۱۱۶	حل المشکلات		آصفیہ
• ۱۱۷	حمیات مرکبہ و ربع خمس	رستم جرجانی	سالار، فضل الرحمٰن
۱۱۸	حیوانات ذات السموم (کتابت ۸۵۹ھ)	نظام الدین احمد گیلانی	آصفیہ
⊙ ۱۱۹	الحیوٰۃ فی ازالۃ سم الحیات	حکیم عبدالعلیم بن محمد نصر اللہ خاں خویشگی	آزاد
۱۲۰	خزینۃ العلاج	حکیم عبدالکریم خاں	ندوہ
۱۲۱	خزینۃ المجربات	حکیم امان علی علوی دہلوی	طبیہ
۱۲۲	خلاصۃ الادویات	حکیم میر جان	فضل الرحمٰن
۱۲۳	خلاصۃ الاطبا	محمد ناصر انصاری	آصفیہ
۱۲۴	خلاصۃ التجارب		آصفیہ، فضل الرحمٰن
۱۲۵	خلاصۃ التجربات		مدراس
۱۲۶	خلاصۃ التشریح	عبدالرزاق لاہیجی	خدابخش، رضا
۱۲۷	〃 〃		〃
۱۲۸	خلاصۃ الشروح	حکیم سید غلام امام	رضا، آصفیہ، ایشیاٹک
• ۱۲۹	خلاصۃ الطب	احمد اللہ امام بخش	ندوہ، رضا، صیانۃ الفکر
•• ۱۳۰	〃 〃	علوی خاں	ٹونک

⊙ اگر موتی محل چھاپ شدہ

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	ذخیرہ/کتابخانہ
۱۳۱	خلاصۃ علاج الامراض		رضا
• ۱۳۲	خلاصۃ العلاج	علی بن محمد المشتہر بعوض المتطبب	رضا، طبیہ، آصفیہ
• ۱۳۳	خواص الاختلاج	حکیم سید ریاض الدین علی بخاری	آزاد
۱۳۴	خواص الاشیاء	نور محمد	خدابخش
—	خواص چوب چینی	= رسالہ خواص چوب چینی	
• ۱۳۵	دار الشفاء اورنگ شاہی	حکیم ابو الفتح خیری	میڈیکل
۱۳۶	دافع الامراض / فیض المجربین	حکیم محمد فیاض	״
۱۳۷	دافع الامراض	محمد تقی قادری بن عبد الحفیظ	رضا
• ۱۳۸	دستورات	حکیم الملک گیلانی	ایشیاٹک
۱۳۹	دستور جلالی		آصفیہ
۱۴۰	دستور العلاج	سید محمد علی نقی	طبیہ
۱۴۱	״ ״	حکیم معالج خاں فیض آباد	ایشیاٹک
۱۴۲	״ ״		آزاد، آصفیہ
۱۴۳	״ ״ •	حکیم محمد قاسم علی خاں دہلوی	خدابخش، رضا، طبیہ دہلی
• ۱۴۴	دستور العلاج سوء القنیہ والاستسقا	علوی خاں	رضا
• ۱۴۵	دستور علاج الاستسقا	حکیم ببر علی خاں	״
۱۴۶	دستور العمل	(حکیم محمد حسن خیرآبادی بھوپال = طبیہ)	خدابخش، طبیہ
۱۴۷	״ ״	حکیم مرزا محمد علی جون پوری	آزاد
۱۴۸	״ ״	مسیح الدولہ حکیم مرزا علی حسن خاں	طبیہ نظامیہ، آصفیہ
۱۴۹	״ ״	حکیم ظہور عالم	ظل الرحمن
۱۵۰	دستور العمل در طب	حکیم یوسف خاں	ناصریہ
• ۱۵۱	دستور الہنود	(فیروز جنگ : میڈیکل)	خدابخش، میڈیکل
۱۵۲	دلائل امراض (منظوم)		آصفیہ
• ۱۵۳	ذخیرۂ اکبر شاہی	سید احمد علی خلف حکیم سید محمد معصوم	رضا
۱۵۵	ذخیرۂ نظام شاہی	رستم جرجانی	سالار
۱۵۶	راحت الانسان (تالیف ۸۷۷ھ)	حکیم عبد القوی [الیاس] بن شہاب الدین الملقب بضیائی	خدابخش، آصفیہ، ایشیاٹک
—	راحت الارواح والشفاء الاشباح :	= رسالہ راحت الارواح	
		نور ... [illegible]	رضا

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	ذخیرہ/کتابخانہ
۱۵۸-	رسالہ ابدال ادویہ		خدابخش
۱۵۹-	رسالہ ادویہ مفردہ و مرکبہ		آصفیہ
۱۶۰-	رسالہ اسامی الادویہ	حکیم مہدی اکبرآبادی	آزاد
۱۶۱-	رسالہ استعمال چوب چینی	شفائی خاں	آصفیہ
۱۶۲-	رسالہ اطریفلات	علوی خاں	طبیہ
• ۱۶۳-	رسالہ اطریلال	عمادالدین محمود بن مسعود شیرازی	خدابخش، آصفیہ
۱۶۴-	رسالہ اوزان		طبیہ
• ۱۶۵-	رسالہ ام الصبیان		خدابخش، آزاد
۱۶۶-	رسالہ بدل ادویہ	معصوم بن کریم الدین شیرازی	خدابخش، آصفیہ
• ۱۶۷-	رسالہ بدل ادویات	شاپور بن سہل	خدابخش
۱۶۸-	رسالہ برد الساعۃ (ترجمہ)		"
۱۶۹-	رسالہ بیخ چینی		خدابخش/مدراس/آزاد
• ۱۷۰-	رسالہ تریاق فاروقی	حکیم کمال الدین حسینی شیرازی	ظل الرحمن
۱۷۱-	رسالہ تشریح الاعضا		طبیہ دہلی
۱۷۲-	رسالہ تشریح طب	شیخ الطبیب جیلانی	آزاد
۱۷۳-	رسالہ تشریح مع دیگر مسائل	منصور بن محمد	طبیہ
۱۷۴-	رسالہ تعلیم المبتدی (مخزن حکمت)	حکیم الیاس ڈی سلوا	ظل الرحمن
۱۷۵-	رسالہ جراحی	حکیم جوزی ڈی سلوا	"
۱۷۶-	رسالہ جنین	حسن قلی خاں	آزاد
• ۱۷۷-	رسالہ چگونگی مروارید	شیخ محمد علی حزین	"
• ۱۷۸-	رسالہ چوب چینی	حکیم نوراشر	ظل الرحمن
• ۱۷۹-	رسالہ چوب چینی/عین الحیوۃ (تالیف ۱۰۰۰ھ)	محمد ہاشم بن میر محمد طاہر طہرانی	[خدابخش، طبیہ، رضا، ایشیاٹک، بنی]
• ۱۸۰-	" "	عمادالدین محمود شیرازی	خدابخش، آصفیہ، ظل الرحمن
• ۱۸۱-	" "	حکیم ارشد شفائی خاں	ظل الرحمن، نظامیہ
۱۸۲-	رسالہ چیچک	حکیم جوزی ڈی سلوا	"
۱۸۳-	" "		خدابخش
۱۸۴-	رسالہ حدود الحمیات	حکیم میر محبوب علی	طبیہ
۱۸۵-	رسالہ حفظ صحت و ادویہ قلبیہ		طبیہ

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	ذخیرۂ کتابخانہ
۱۸۶	رسالہ حفظ الصحۃ		خدابخش
۱۸۷	رسالہ حفظ صحت بدن در سفر	محمد مہدی بن علی نقی الشریف	آصفیہ
	" " خوردن فادزہر	عمادالدین شیرازی	
۱۸۸	رسالہ حمیات	حکیم سید حمید علی = رسالہ فادزہر	ظل الرحمن
۱۸۹	رسالہ در آداب فصد و حجامت	کمال الدین حسن بن مسعود الکاشی	رضا
۱۹۰	رسالہ در ادویہ مفردات (منظوم)	عبدالرزاق بن قاسم بن مہدی	"
۱۹۱	رسالہ در اذکار تنقیہ و تنکیس		"
۱۹۲	رسالہ در استعمال چوب چینی	حکیم غلام حسین خان قدیر بن غلام قادر	"
۱۹۳	رسالہ در افعال ادویہ		"
۱۹۴	رسالہ در افیون	عمادالدین محمود بن مسعود	خدابخش، ظل الرحمن، آصفیہ
۱۹۵	رسالہ در بحث حیات	صادق علی خاں بن حکیم شریف خاں	رضا
۱۹۶	رسالہ در بحران	سید قطب الدین بن سید محمد ہاشم	خدابخش، بوڈلین، نیشنل، ایشیاٹک
۱۹۷	رسالہ در بیان احوال جواہر/جواہر نامہ	محمد بن منصور	خدابخش، مجلالی، آزاد، رضا
۱۹۸	رسالہ در بیان اصطلاحات		رضا
۱۹۹	رسالہ در بیان چوب چینی		"
۲۰۰	رسالہ در بیان درجات ادویہ و علامات فصد		خدابخش
۲۰۱	رسالہ در بیان سموم	عمادالدین محمود بن مسعود شیرازی	"
۲۰۲	رسالہ در بیان معرفت فادزہر	———	"
۲۰۳	رسالہ در حمیات	حکیم محمد صادق	خدابخش، رضا
۲۰۴	رسالہ در خضاب		خدابخش
۲۰۵	رسالہ در خواص اشیا		رضا
۲۰۵ ب	" "	شاہ اسمعیل صفوی و بہرام مرزا اسماعیل اکبر و جہانگیر (کتابت بخط مصنفین)	
۲۰۶	رسالہ در خواص لحوم وغیرہ		"
۲۰۷	رسالہ در خواص چوب چینی و قہوہ و چائے	حکیم الملک مرزا قاضی بن کاشف الدین محمد یزدی	رضا، ظل الرحمن
۲۰۸	رسالہ در ذکر چند ادویات	مرزا فخر اللہ بیگ موزوں (م ۱۰۷۵ھ)	رضا
۲۰۹	رسالہ در سبب دریافتن علل بول		آصفیہ
۲۱۰	رسالہ در شرح فادزہر	حکیم الملک نظام الدین احمد گیلانی	رضا
۲۱۱	رسالہ در شناختن چوب چینی	حکیم فخرالدین	آزاد
۲۱۲	رسالہ در طب	ابن محمد زمان خان	رضا
۲۱۳	" "	یوسف بن محمد [ہروی]	رضا

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	ذخیرہ/کتابخانہ
۲۱۴	رسالہ در طب	محمد شریف بن محمد صادق خاتون آبادی	رضا
۲۱۵	〃 〃	حکیم اویس لطیفی	ایشیاٹک
۲۱۶	〃 〃	محمد علی الاصفہانی	آصفیہ
۲۱۷	〃 〃	حکیم غلام امام اکبرآبادی	خدابخش
۲۱۸	〃 〃	الشہید المتقی	آصفیہ
۲۱۹	〃 〃	سید برکات احمد	خدابخش
۲۲۰	〃 〃	حکیم محمد سلطان	〃
۲۲۱	رسالہ در طریق معرفت مزاج مرکبات صناعی	حسین الحسینی ملقب بہ عماد جہاں	رضا
۲۲۲	رسالہ در علاج چشم		〃
۲۲۳	رسالہ در علاج حصاۃ		〃
۲۲۴	رسالہ در فوائد طب	ابو مظفر محمد بن الناظر المنظری	خدابخش
۲۲۶	رسالہ در وصایا و حالات اطبا		〃
۲۲۷	رسالہ در ہیضہ	(زین العابدین بن غیاث : آصفیہ)	خدابخش، آصفیہ
۲۲۸	رسالہ دلایل البول	[یوسف یزدی : آزاد)	آزاد، آصفیہ
۲۲۹	〃 〃 〃	حکیم منور حسین یوسفی	مدراس
۲۳۰	رسالہ دلایل النبض	[یوسف یزدی : آزاد)	آزاد، آصفیہ
۲۳۱	〃 〃 〃	حکیم منور حسین	مدراس
۲۳۲	رسالہ ذہبیہ (ترجمہ)	محمد مہدی / رضا حسین بن سبحان علی خاں	خدابخش/رضا، آصفیہ
۲۳۳	رسالہ راحت الارواح و شفاء الاشباح		ناصریہ
۲۳۴	رسالہ زبدہ در معالجات		خدابخش
۲۳۵	{رسالہ شرفیہ رسالہ شریفیہ}	(محمد مسیح بن محمد امین طباطبائی : ندوہ) 〃 〃 〃	{بوہار، اشرف، ندوہ آصفیہ، آزاد}
۲۳۶	رسالہ شنگرف		آصفیہ
۲۳۷	رسالہ صحت و مرض مشتمل بر قصۂ روح و بدن	ملا محمد بن سلیمان فضولی بغدادی	آزاد
۲۳۸	رسالہ طب	محمد بن علی الطبیب	ندوہ
۲۳۹	〃 〃	شمس الدین بن حسن	ناصریہ
۲۴۰	〃 〃	حکیم مہدی علی	خدابخش

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	ذخیرہ/کتاب خانہ
۲۴۱	رسالہ طب	مفتی محمد شریف الدین	طبیہ
۲۴۲	رسالہ طب در بیان جنین	ہدایت اللہ طبیب	آزاد
۲۴۳	رسالہ طریق تعلیم طفلاں	حکیم صادق علی خاں	خدابخش
۲۴۴	رسالہ علاج حمی صفراوی	حکیم محمد صادق رضوی	طبیہ
۲۴۵	رسالہ علامات طبیہ	حکیم احمد بن مولوی سید امام علی	رضا
۲۴۶	رسالہ عطریات و صنایع و بدائع		ملا فیروز
۲۴۷	رسالہ غریبہ درویش محمد	مفتی غلام حسین بن نصیر الدین	رضا
⊙ ۲۴۸	رسالہ فادزہر = رسالہ خوردن فادزہر	عماد الدین محمود شیرازی	خدابخش
۲۴۹	رسالہ فتح علی خاں	فتح علی خاں، شاگرد حکیم صاحب داں خان بن مسیح الدین	پھلواری
۲۵۰	رسالہ فرہنگ امراض		آصفیہ
۲۵۱	رسالہ فوائد الاشیا		خدابخش
• ۲۵۱	رسالہ فی شرح قول الشیخ	شاہ عبد العزیز بن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی	رضا
۲۵۲	رسالہ فیضیہ	زین العابدین بن غیاث الدین معروف بہ ملا میر محمد	آصفیہ
۲۵۳	رسالہ ماکول و مشروب	حکیم غلام محمد خان	خدابخش
• ۲۵۴	رسالہ مسخنات		٫٫
۲۵۵	رسالہ مسہل		آزاد
• ۲۵۶	رسالہ معالجات	شفائی خاں	خدابخش
• ۲۵۷	رسالہ معجونات یاقوتی	عماد الدین محمود بن مسعود شیرازی	٫٫
۲۵۸	رسالہ مقداریہ	میر محمد مومن بن علی الحسینی الاسترآبادی	سالار
۲۵۹	رسالہ ملتقط رضویہ	تراب علی بن سید علی کریم بلگرامی	پھلواری
۲۶۰	رسالہ نبض	محمد ابدالی	رضا
۲۶۱	رسالہ نبض و قارورہ		طبیہ، دہلی
۲۶۲	رسالہ نسخہ جات		مدراس
• ۲۶۳	رسالہ ینبوع	عماد الدین محمود شیرازی (م ۱۰۰۰ تقریباً)	رضا
۲۶۴	دفع المضار الکلیہ عن الابدان الانسانیہ (ترجمہ)[1]		ندوہ
• ۲۶۵	رقیہ	رستم جرجانی	علی
۲۶۶	ریاض الادویہ	حکیم محمد یوسف یوسفی	طبیہ
• ۲۶۷	ریاض الشفا	حکیم شفائی خاں	٫٫

[1] دفع المضار الکلیۃ عن الابدان الانسانیۃ (ابن سینا) کا فارسی ترجمہ

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	ذخیرہ/کتب خانہ
۲۶۸	ریاض عالمگیری المعروف بہ ریاض المناظر	محمد رضا الطبیب	خدابخش، رضا، آصفیہ، دیوبند، طبیہ
۲۶۹	ریاض الفواید	محمد امان بن محمد افضل	خدابخش، آصفیہ، سالار، نظامیہ، ایشیاٹک
۲۷۰	زبدۃ الحکم	حکیم حسین بخش ← میڈیکل شمس الدین بن نور الدین	مدراس، "
۲۷۱	زبدۃ قوانین العلاج (تالیف ۱۰۸۰ھ)	محمد بن علاء الدین ابن ہبۃ اللہ سبزواری	رضا، مدراس
۲۷۲	زبدۃ الکامل منظوم	حکیم محمد شریف	سالار
۲۷۳	زبدۃ منظومہ	شاہ علی بن سلیمان کمال	مدراس
۲۷۴	سبب ستہ رشیدی /	نور الدین محمد عبد اللہ بن عین الملک شیرازی	آصفیہ
۲۷۴	ستہ شواہد الصبح - مکرمت خانی	" " "	رضا
۲۷۵	سراج الطب	اشرف علی بن رجب علی عظیم آبادی	سالار
۲۷۶	سراج العلاج	حسین المشتہر بمظفر بن محمد بن قاسم ہروی	رضا، آزاد
۲۷۷	"	حکیم شاہ عنایت اللہ	مڈیکل، اسٹیٹ آرکائوز
۲۷۸	"	حکیم ہدایت اللہ	مڈیکل
۲۷۹	سفینہ	فتح یاب خان بن مظفر خان بن نور خاں رازی	رضا
۲۸۰	سفینۃ الحکمت	غلام حسین بلگرامی	خدابخش
۲۸۱	سفینۂ طب		ندوہ
۲۸۲	سُلّم الدرجات	احمد اللہ خاں مدراسی	آصفیہ
۲۸۳	سلم الدرجات در اصول مزاج ادویہ مرکبہ	حکیم محمد حسین بن محمد ہادی حسین	طبیہ
۲۸۴	شافی الاوجاع / تقویم الابدان	حبیب اللہ بن نور الدین المتطبب ثنائی طبسی	مڈیکل، طبیہ
۲۸۵	شرح اسمای ادویہ مفردہ		خدابخش
	شرح محسنی	= شرح موجز القانون	
۲۸۶	شرح منبع نبوی	محمد غوث بن ناصر الدین	آزاد
۲۸۷	شرح موجز القانون / شرح محسنی	حکیم محمد محسن خیرآبادی	طبیہ
۲۸۸	شفاء الاطفال	محمد صادق بن محمد کاظم	آصفیہ
۲۸۹	"	حکیم میر احسان علی فیض آبادی	"
۲۹۰	شفاء الامراض (منظوم)	حکیم لوئس ڈی سلوا	ظل الرحمن
۲۹۱	" "		رضا
۲۹۲	شفاء الصالح	حکیم محمد صالح خاں بن حاجی محمد طاہر بیگ شیرازی	مڈیکل
۲۹۳	شفاء العلیل	حکیم مظفر بن محمد الحسینی	آصفیہ، مدراس

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	ذخیرہ/کتابخانہ
۲۹۴	شفاء کامل و معرفتہ الادویہ	حکیم خواجہ میر تقی	بوٹانیکل
۲۹۵-	شفاء الامراض	نور عالم سکندر آبادی	طبیہ
۲۹۶-	" "		رضا
• ۲۹۷-	شفاء القلوب	احمد طبیب جلال الدین بیرجندی	خدابخش
• ۲۹۸-	شفاء المجددر	حکیم احمد اللہ خاں دہلوی مدراسی	میڈیکل، ظل الرحمن
۲۹۹-	شفاء المریض	محمد نور عالم طبیب	خدابخش، رضا، اصیانہ، طبیہ، میڈیکل
۳۰۰-	~~شفاء الناس~~		آصفیہ
	شفائیہ = فوائد الشفائیہ		
۳۰۱-	شمس الطبیہ	سید شمس الدین	خدابخش
۳۰۲-	صادقیہ	حکیم محمد صادق المتطبب الرضوی	رضا
۳۰۳-	صحاح الادویہ	حسین انصاری	مدراس
۳۰۴-	صحۃ الامراض	شیخ شمس الدین	میڈیکل
۳۰۵-	صحۃ الانسان		ندوہ
۳۰۶-	صحۃ الملوک	میر عوض علی عدیل بن میر حامد علی حسین ملیح آبادی	رضا
۳۰۷-	صحت نامہ		رضا
۳۰۸-	صحیفۃ الشفا		آصفیہ
• ۳۰۹-	طب احمدی	عبداللہ بن مولوی حنظلہ کشمیری	رضا
۳۱۰-	طب الانسان		ندوہ
۰ ۳۱۱-	طب اورنگ شاہی / قامع الامراض / مجموعۂ اورنگ شاہی	حکیم درویش محمد (عہد: ۱۱۱۸ھ)	رضا، ایشیاٹک، طبیہ
۳۱۲-	طب حامدی	حکیم حامد	آصفیہ
۳۱۳-	طب حسینی	اشرف علی بن رجب علی	"
• ۳۱۴-	طب داراشکوہی / علاجات داراشکوہی	نورالدین محمد عبداللہ بن حکیم عین الملک	خدابخش، رضا، آصفیہ، ایشیاٹک
۳۱۵-	طب داؤدی / مجربات عبدالرزاق		آصفیہ
۳۱۶-	طب سراجی	حکیم کمال الدین	مدراس
• ۳۱۷-	طب سلیمان شاہی		آصفیہ
• ۳۱۸-	طب شفائی / مجموعہ طب شفائی: تالیف ۱۲۳۲ھ	ارشد خاں بن مسیح الملک عبدالشافی خاں المشہور بہ شفائی خاں	رضا، آصفیہ
۳۱۹-	طب الشیعہ	میر حبیب اللہ مخاطب بہ سید بہادر علی خاں اسرآبادی	رضا
۳۲۰-	طب صدیقی (منظوم)	حکیم ابوبکر صدیقی ناگوری	ندوہ، ظل الرحمن، آزاد
۳۲۱-	طب جہانگیری	عباد اللہ محمد ماہ	طبیہ

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	ذخیرہ/کتب خانہ
۳۲۲	طب عثمانی	عثمان المبین	آصفیہ
۳۲۳	طب فاروقی	فخر الدین طبیب	"
۳۲۴	طب فریدی	فرید الدین	مدراس
• ۳۲۵	طب فیروز شاہی/رسالہ فیروز شاہی	شاہ قلی	ظل الرحمن، آصفیہ
۳۲۶	طب فیضی (منظوم)	سید نور اللہ فیض الحسینی	رضا
۳۲۷	طب قاضی عارف	قاضی عارف	آزاد
• ۳۲۸	طب محمد باقر	باقر بن عماد الدین شیرازی	آصفیہ
• ۳۲۹	طب محمود شاہی، ترجمہ دیاگ مجبث		"
• ۳۳۰	طب محمودی	حکیم محمود بن الیاس	طبیہ
۳۳۱	طب مصطفوی	حافظ غلام مصطفیٰ بن محمد اکبر عفا نیسری دہلوی	رضا، ندوہ
۳۳۲	طب ممتاز خان	عارف محمد	آصفیہ
۳۳۳	طب موسیقی	حکیم شہاب بن عبد الکریم	خدا بخش
۳۳۴	طب منظوم	حکیم محمد صادق ابن کاظم رضوی	آزاد، ایشیاٹک
۳۳۵	طب ناصری		آصفیہ
• ۳۳۶	طب النسا والعقمار		مدراس
۳۳۷	طبی کتاب منظوم و منثور	سید امداد علی	رضا
۳۳۸	عجائبات خواص الاشیا		آصفیہ
• ۳۳۹	علاج الاطفال	حکیم شیدائی خاں	"
۳۴۰	" "		خدا بخش
۳۴۱	علاج الامراض		ندوہ، طبیہ
۳۴۲	علاج الانسان	علوی خاں	ندوہ
۳۴۳	العلاج بالمفردات		خدا بخش
۳۴۴	علاج الحمیٰ	علوی خاں	رضا
• ۳۴۵	علاج مالیخولیای دماغی	شرف الدین محمد	خدا بخش، میڈیکل
۳۴۶	علم الادویہ	ابو بکر مظہر بن محمد	خدا بخش
۳۴۷	" "	سراج الدین ابن بہاء الدین	آصفیہ
• ۳۴۸	عین آذکار/عین الشفا	نواب مقرب خاں شیخ حسن بن محمد عثمانی	خدا بخش، آصفیہ، رضا

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	ذخیرہ/کتب خانہ
۳۴۸	عین الحیوٰۃ	حکیم مبارک	آزاد، آصفیہ
	عین الخواص میر محمد ہاشم طہرانی = رسالہ چوب چینی		
۳۴۹	عین الخواص	ابو نصر اسفرائینی	ظل الرحمن
۳۵۰	عین الشفاء	میر درویش حسینی نقشبندی	میڈیکل
۳۵۱	غیاث الطب/غیاثیہ	نجم الدین محمود بن الیاس شیرازی (م ۷۳۰ھ)	طبیہ، رضا
۳۵۲	فادزہر معدنی		خدابخش
۳۵۳	فائدہ در تحقیق اوزان		رضا
۳۵۴	فرہنگ حکیم شہابی	حکیم شہاب	آصفیہ
۳۵۵	فصول الاعراض (شرح حدود الامراض)	ابو القاسم میر قدرت اللہ قادری	ظل الرحمن
۳۵۶	فصول فیض اللہ خانی مشہور بہ اقتباس الانوار تالیف ۱۲۰۲ھ	محمد بایزید بن شاہ نعمت اللہ گنگوہی بن شاہ حافظ برخوردار رامپوری	رضا، میڈیکل
۳۵۷	فوائد شاہی	حکیم میر شاہ میرزا خان الموسوی الصفوی	رضا، آصفیہ
۳۵۸	فوائد الاطبا	میر حسن تلمیذ حکیم غلام محمد	آصفیہ
۳۵۹	فوائد افضلی	میر محمد افضل	"
۳۶۰	فوائد الانسان (تالیف ۹۰۰ھ)	حکیم دوائی فدائی شیرازی والد نور الدین عبداللہ	رضا، ایشیاٹک، آصفیہ، ظل الرحمن
۳۶۱	فوائد شفائیہ	حکیم شفائی خاں (مظفر بن محمد شفائی) (م ۹۶۳ھ)	رضا
۳۶۲	فوائد الفوائد	شیخ عبد اللطیف	رضا، بوٹانیکل
۳۶۳	فوائد المبتدی		سہسرام
۳۶۴	فوائد متفرقہ طبیہ		رضا
۳۶۵	فوائد المجربات	حکیم قاضی رحم علی	جلالی
۳۶۶	فوائد المرضیٰ/شفائیہ	غلام امام بریلوی	آصفیہ، طبیہ
۳۶۷	فوائد معدہ فی تدبیر ضعف معدہ	حکیم راضی خاں بن قطب الدین	آصفیہ
۳۶۸	فوائد منتخبہ	حکیم میر احسان علی فیض آبادی	رضا، آصفیہ
۳۶۹	فوائد نصاب المسمیٰ بتلخیص الطب	حکیم علی یار خاں جیو	ٹونک
۳۷۰	فہرست کتاب مفردات نسخہ سعیدی	حکیم احمد خاں بن ناصر خاں	رضا
۳۷۱	قاسم العلوم	محمد نسیم رامپوری	"
۳۷۲	قانون الاطبا	محمد بن طوسی بن ارشوس	بوٹانیکل
۳۷۳	قانون العلاج	ولی محمد	رضا
۳۷۴	قرابادین	جعفر علی مومن	خدابخش
۳۷۵	"	حکیم محمد شریف خاں	رضا، طبیہ

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	ذخیرہ/کتابخانہ
• ٣٧٦-	قرابادین اسکندری	(حکیم سکندر بن حکیم اسمٰعیل ، ایشیاٹک)	آصفیہ ، ایشیاٹک
٣٧٧-	،، اسلی		ندوہ
٣٧٨-	،، اعظم	حکیم محمد محسن افسر الاطبا بھوپالی	ظل الرحمن
٣٧٩-	،، بدیعی		ملا فیروز
٣٨٠-	،، حسینی / معالجات الاسقام		پھلواری
—	،، دارا شکوہی	= گنج باد آورد	
٣٨١-	،، دکن طب مصری		آصفیہ
⊙ ٣٨٢-	،، سریانی		خدابخش
٣٨٣-	،، شیخ محمد طاہر	شیخ محمد طاہر	آزاد
٣٨٤-	،، عطائی	محمد عطاء اللہ خاں قریشی	رضا ، ندوہ
٣٨٥-	،، عطریات		خدابخش
٣٨٦-	،، فرحت العیون	سید محمد مشرف	طبیہ
٣٨٧-	،، فرنگی	حکیم ڈسلوا فرنگی	میڈیکل ، ظل الرحمن
٣٨٨-	،، کافی	عبد الکریم معروف بخطاب خان قان محمد مرزا خان	خدابخش
٣٨٩-	،، کرامت الشفا	سید محمد بخش	رضا
٣٩٠-	،، مجربہ منتخبہ		خدابخش ، آزاد
• ٣٩١-	،، معدن		طبیہ
• ٣٩٢-	،، معصومی	معصوم بن کریم الدین الشوشتری الشیرازی	بخش ، طبیہ ، رضا ، آزاد ، امروہہ ، آصفیہ ، پھلواری
٣٩٣-	،، ممتازیہ	حکیم محمد عارف پٹنی	آصفیہ
٣٩٤-	،، نظیری	جان محمد صدیقی گجراتی دہلوی	پھلواری
• ٣٩٥-	قسطاس الاطبا خاں زمانی (تالیف ١٢٠٠ھ)	نور الدین محمد عبد اللہ بن حکیم عین الملک دوائی	آزاد ، رضا ، طبیہ
٣٩٦-	القواعد الطبیہ		مدراس
• ٣٩٧-	قوت لایموت	سید فضل علی المخاطب بحکیم شفائی خاں	آصفیہ ، سالار ، آزاد ، بوٹانیکل
٣٩٨-	القول المتین فیما یتعلق بالحبلی والجنین	سید برکات احمد	خدابخش
٣٩٩-	کتاب الابدال		،،
• ٤٠٠-	کتاب اکمل و منافع اجمل در علاج امراض چشم[1]	حکیم محمد باقر بن محمود شیرازی	بوٹانیکل ، ظل الرحمن
• تتمہ	کتاب التشریح	عماد الدین محمود بن مسعود شیرازی	رضا
٤٠١-	کتاب در بیان ایام حمی	حکیم میر محمد صادق	خدابخش
٤٠٢-	کتاب در ذکر ادویہ	تقی الدین محمد بن صدر الدین علی	رضا

[1] ... رسالۂ ادویہ مفردہ = ظل الرحمن

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	ذخیرہ/کتابخانہ
۴۰۳	کتاب در طب ہندی		رضا
۴۰۴	" در مداوای سموم		خدابخش
۴۰۵	" طب		خدابخش، مدراس
۴۰۶	" طب	یونس بیگ	مدراس
۴۰۷	" "	قطب الدین	ناصریہ
۴۰۸	کتاب العلل والامراض		رضا
• ۴۰۹	کتاب المفردات ہندی	جوزی دی سولا پرتگیزی	رضا، فضل الرحمن
• ۴۱۰	کتاب المقالات	ابو الحسن السمرقندی	مدراس
۴۱۱	کحل الابصار	لالہ چند پنڈت	آصفیہ
۴۱۲	کشایش الحکمۃ	محمد یار ولد محمد علی خاں گیلانی	"
۴۱۳	کشف الغطا عن عیون الاعدا	محمد اسد علی بن حکیم درویش محمد	رضا
۴۱۴	کشف المبتدی		خدابخش
۴۱۵	کفایۃ الاطبا		مدراس، سالار
۴۱۶	کفایۃ الطب		آصفیہ، ایشیاٹک
۴۱۷	کنز الادویہ	برہان الکمال بن محمد صالح	طبیہ، دہلی
۴۱۸	کنز الیواقیت	منکوشش الباہلی	رضا
۴۱۹	گلدستہ فراست	مولوی علی بخش الواسطی	رضا
⊙ ۴۲۰	گنج بادآورد صاحبقرانی/ قرابادین خان زمانی/ قرابادین ڈاکٹر گوہی	امان اللہ خاں مخاطب بہ خان زمان بہادر فیروز جنگ (م ۱۰۴۶ھ)	رضا، طبیہ، آصفیہ، میڈیکل، ندوہ، پھلواری
۴۲۱	مادۃ الشفا	رضا بن محمود	ندوہ
۴۲۲	مائع الحیات	عبد الستار خاں گوالیاری	خدابخش، آصفیہ
۴۲۳	ماہیت عظام سر	مفتی شرف الدین	طبیہ
۴۲۴	مبادی التشریح	———	طبیہ، دہلی
۴۲۵	مجرب التحقیقات	سید محمد علی بن ابی الحسن	آصفیہ
۴۲۶	مجرب الشفا	احمد بن ملتانی	آصفیہ، ملا فیروز
۴۲۷	مجرب المجربات	حکیم علی زماں خاں	سہسرام
۴۲۸	مجربات	حکیم محمد علی	خدابخش

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	ذخیرہ/کتابخانہ
۴۲۹	مجربات الاطبا	حکیم قاضی محمد رحم اللہ	ظل الرحمن
۴۳۰	مجربات بوعلی خاں	حکیم بوعلی خاں	خدابخش
۴۳۱	مجربات التداوی	غلام مصطفیٰ بہاری	,,
۴۳۲	مجربات جمالی	جمال الدین بن محمد حسن الدین	آصفیہ
۴۳۳	مجربات بچولال	بچولال تمکین	,,
• ۴۳۴	مجربات حکیم علوی خاں	علوی خان	آزاد
۴۳۵	مجربات حکیم رحمت شاہ	حکیم رحمت شاہ	رضا
۴۳۶	مجربات حکیم محمد ابراہیم لکھنوی		ظل الرحمن
۴۳۷	مجربات حکیم محمد صادق		خدابخش
۴۳۸	مجربات شافیہ	حکیم سید محمد عبد الستار	آصفیہ
۴۳۹	مجربات شیخ بہنا	شیخ بہنا	,,
۴۴۰	مجربات عبد الحق	حکیم عبد الحق الہ آبادی	,,
۴۴۱	مجربات عشقی	عشقی	رضا
۴۴۲	مجربات علی ضامن	حکیم علی ضامن	آصفیہ
۴۴۳	مجربات غلام محی الدین	غلام محی الدین	خدابخش
۴۴۴	مجربات فلسفی	حکیم سید محب حسین فیلسوف جنگ	آصفیہ
۴۴۵	مجربات قدیر	حکیم غلام حسین خاں	رضا
۴۴۶	مجربات کاظمی	محمد کاظم تبریزی	آصفیہ
۴۴۷	مجربات مولوی عمدۃ العصر		ندوہ
۴۴۸	مجربات نسخہ جات	حکیم خادم علی	خدابخش
۴۴۹	مجربات نعیمی	نعیم اللہ	طبیہ
۴۵۰	مجربات نواب سید الملک/مجموعہ طب	نواب سید الملک	خدابخش، طبیہ دہلی
• ۴۵۱	مجربات دربیان حمیات شفائی خانی رسالہ جات متفرقہ	حکیم شفائی خاں	آصفیہ
۴۵۲	مجربات ہاشمی		,,
۴۵۳	مجربات ہندی/ہندیہ		خدابخش، رضا
۴۵۴	مجربات یحییٰ	حکیم میر یحییٰ بلگرامی	خدابخش
۴۵۵	مجمع البحرین	شاہ خیر اللہ حقانی	رضا
۴۵۶	مجمع الضرورات	مسعود بن نصیر الدین	خدابخش
—	مجموعہ ضیائی = مجموعہ ضیائی		
۴۵۷	مجمل الحکیم	خواجہ حکیم بازرگان	رضا کتابت ۱۱۰۲ھ

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	ذخیرہ کتب گاہ
۴۵۸	مجموعہ اکبری	میر علی اکبر بن میر گوائی ابن میر سید بابا الحسینی (عہد قبل ۱۱۰۸ھ)	آصفیہ، رضا
—	مجموعہ اورنگ شاہی = طب اورنگ شاہی		
۴۵۹	مجموعۃ الحکمۃ	منی عرف ٹولی دیوان علی	طبیہ
• ۴۶۰	مجموعۃ الصنائع (کشتہ سازی)	حکیم شمس الدین فلیسوف اندلسی	״
۴۶۱	مجموعۃ رسالہ ہای طب		آزاد
۴۶۲	مجموعۂ حسینی	محمد حسین	خدابخش
• ۴۶۳	مجموعہ حکیم الملک نظام الدین احمد گیلانی	حکیم الملک نظام الدین احمد گیلانی	آصفیہ
۴۶۴	مجموعۂ رسائل ۶۰		سالار
⊙ ۴۶۵	مجموعۂ ضیائی / مجموعۂ ضیائی (تالیف ۷۳۰ھ)	ضیا محمد مسعود رشید زنگی غزنوی (۸ اعدی ہجری)	آصفیہ، حمیدیہ
—	مجموعۂ طب شفائی = طب شفائی		
۴۶۶	مجموعۂ کشن سنگھ	کشن سنگھ	خدابخش
۴۶۷	مجموعۂ مطب ہای دہلی		طبیہ
۴۶۸	مجموعۂ نسخہ جات	احمد سعید خاں رامپوری	رضا، آصفیہ
۴۶۹	محسن المجربات	حکیم محبوب عالم عرف حکیم بامو	پھلواری
۴۷۰	مختصر جامع النفع در طب		ملا فیروز
۴۷۱	مختصر در طب	محمد ملتان گجراتی	ندوہ
⊙ ۴۷۲	״ ״	شہاب الدین ابو الفضل محمود الحکیم البھکری (م ۹۹۲ھ)	رضا
۴۷۳	״ ״	احمد بن کبیر	مدراس
۴۷۴	مختصر العلاج شرح قانونچہ		آصفیہ
۴۷۵	مختصر الفوائد		آصفیہ، طبیہ دہلی
۴۷۶	مخزن الادویہ	حکیم محمد حسین	طبیہ
۴۷۷	״ ״ (انتخاب)	حکیم محمد سراج الدین	آصفیہ
• ۴۷۸	مخزن اسرار اطبا	محمد مہدی ابن محمد جعفر	خدابخش، آصفیہ
۴۷۹	مخزن الجواہر	حکیم سید حسن	طبیہ
۴۸۰	مخزن الحکمت (ناقص الاول)	مولوی اشرف الدین	آزاد
۴۸۱	مخزن الحکمۃ (منظوم)	اسمٰعیل کوہی	رضا
۴۸۲	مخزن کیکاؤس	علی ابن خلیفۃ المتطبب السلماسی	آصفیہ
۴۸۳	مخزن مجربات جلد دوم		خدابخش
۴۸۴	مستحضر الطبیب و مستبشر اللبیب	محمد سعید بخت بن میر عبد العزیز کشمیری	آصفیہ
۴۸۵	مصباح المجربات موسوم بہ سراج الحکمت	حکیم غلام امام بریلوی	رضا

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	ذخیرہ کتب خانہ
۴۸۶	مصدر الامراض		رضا
۴۸۷	مطب حکیم امام الدین خان	امام الدین خاں دہلوی	آصفیہ
۴۸۸	مطب حکیم حیدر حسن		ندوہ
۴۸۹	مطب حکیم سید دائم علی خاں		ٹونک
۴۹۰	مطب حکیم شفائی	حکیم شفائی خاں	خدابخش، میڈیکل
۴۹۱	مطب حکیم علوی خاں		طبیہ
۴۹۲	مطب حکیم علی امروہوی		ٹونک
۴۹۳	مطب فرزند علی فرخ آبادی و حکیم سید امیر بخش		طبیہ
۴۹۴	مطب حکیم مرزا محمد علی لکھنوی		،،
۴۹۵	مطب حکیم محمد صادق فیض آبادی		خدابخش، رضا
۴۹۶	مطب شریفی و دستور المطب	سید محمد حسین	خدابخش، طبیہ
۴۹۷	مطب فیروز شاہی		طبیہ دہلی
۴۹۸	مطب معتمد الملک حکیم میر حسن		میڈیکل
۴۹۹	مطب مولانا حیدر علی		جے پور
۵۰۰	مطب ہفت روزہ	حکیم قاضی عبد الحلیم	،،
۵۰۱	مطلع الحکمہ	میر علی نقی برادر میر حسن مخاطب بہ اسد اللہ خاں (جلد اول ۱۲ ویں صدی ہجری)	رضا
۵۰۲	مطلع النیرین		خدابخش
۵۰۳	،،	بیراگی خاں	آزاد
۵۰۴	مظہر الفواید	حکیم سید برکت علی جے پوری	جے پور
۵۰۵	معالجات	حکیم محمد علی خاں لکھنوی	رضا
۵۰۶	معالجات حسینی ۲ جلد	احسن اللہ اکبر آبادی	خدابخش، طبیہ
۵۰۷	معالجات سکندری معروف بہ قانون عادات سکندری	حکیم سکندر بن حکیم اسمٰعیل یونانی	آصفیہ
۵۰۸	معالجات و رسالہ فصد (دستور العلاج)	سید محمد علی تعق	طبیہ
۵۰۹	معالجات نوبہ (مفردات امامی)	حکیم غلام امام بریلوی	رضا، ایشیاٹک، آصفیہ
۵۱۰	معالجۃ الاطفال	محمد مرتضیٰ بن حافظ سید علی حسن قادری (م ۱۳۲۳ھ)	رضا
۵۱۱	معدن التجربات	محمد مہدی بن محمد جعفر بن محمد حسن اکبر آبادی	خدابخش، رضا، آصفیہ، جلالی
۵۱۲	معدن الشفا (منظوم)		پھلواری
۵۱۳	معراج الحکیم و منہاج القدیم		رضا

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	ذخیرہ/کتابخانہ
—	معمولات حکیم معالج خاں	حکیم معالج خاں	= بیاض معالج خاں
• ۵۱۴	معمولات حکیم غلام علی	حکیم غلام علی	طبیہ
• ۵۱۵	معمولات حکیم محمد یعقوب لکھنوی		ندوہ
۵۱۶	معمولات و مجربات اسدی	حکیم علی اسد خاں	آصفیہ
۵۱۷	معنی العلاج		خدابخش
۵۱۸	مفتاح التجارب (آل حسین مارہروی)	محمد اشفاق حسین ذکی بن محمد الطاف حسین	آزاد
◉ ۵۱۹	مفتاح الخزائن رسالہ دوم (ابدال و مصلحات)	زین العطار	خدابخش
◉ ۵۲۰	" " سوم (مرکبات)	"	ندوہ
۵۲۱	مفتاح الحکمت		خدابخش، ندوہ
۵۲۲	مفتاح الفوائد	محمد بن ثابت نیشاپوری	مدراس
۵۲۳	منفعت البحرین	سید ابو القاسم عرف میر قدرت اللہ قادری	رضا، طبیہ
۵۲۴	مفردات	حکیم سید نوازش علی خاں	ظل الرحمن
۵۲۵	مفردات اختیارات ظفر خانی	= اختیارات ظفر خانی	
◉ ۵۲۶	مفردات الادویہ ہندیہ	محمد مہدی اکبر آبادی	آزاد
• ۵۲۷	مفردات علوی	حکیم علوی خاں	طبیہ
۵۲۸	مفردات محسنی	سید وزیر علی باقری قادری	"
• ۵۲۹	مفردات معصومی / رسالہ مفردات / و مفردات صدیقی	میر محمد معصوم بن میر معالی الحسینی البھکری المتخلص نامی (م ۱۰۰۹ھ)	طبیہ
۵۳۰	مفردات ہندی	محمد شرف الدین بن شمس الدین	خدابخش، ندوہ، آصفیہ، رضا، ظل الرحمن
۵۳۱	مفرح النفس	بدر الدین مظفر	مدراس
۵۳۲	مفردات سکندری	حکیم سکندر بن حکیم اسمٰعیل یونانی	آصفیہ
۵۳۳	مفردات یوسفی		"
۵۳۴	مفید الانسان و نسخہ جات مجرب	عبد الکریم اسحاق احمد	"
۵۳۵	مفید المعالجین	حکیم حسن علی سہسرامی	سہسرام
• ۵۳۶	مقالتین در مفردات (تصنیف ۱۰۳۳ھ)	محمد باقر عماد الدین محمود شیرازی	رضا
۵۳۷	مقالہ موجز		خدابخش
• ۵۳۸	مقتدی الشروح بشرح الموجز	میرزا درویش ضمیر بن تابع محمد (م ۱۰۸۰ھ)	رضا

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	ذخیرہ کتابخانہ
۵۴۰	ملتقط رضویہ	تراب علی بن سید علی کریم رضوی	رضا
۵۴۱	منافع افضلیہ معروف بہ قرابادین افضلی	علی افضل بن محمد امین قزوینی مشتہر بقاطع	رضا، آصفیہ
۵۴۲	منافع الطیور[1]		خدابخش
۵۴۳	منتخبات حیدری		ندوہ
۵۴۴	منتخب الاطبا	خیر اللہ الہ آبادی	خدابخش، آصفیہ، ندوہ، آزاد ۲، رضا، ایشیاٹک، حیانتہ الشر
۵۴۵	منتخب الامتحان	خلیفہ مکھو	آصفیہ
۵۴۶	منتخب از رسالہ صیدیہ		رضا
۵۴۷	منتخبات رسالہ شمسیہ		خدابخش
۵۴۸	منتخبات صدری		ندوہ
۵۴۹	منتخب خلاصۃ الاطبا		رضا
۵۵۰	منتخب الطب	مظفر بن محمد حسین	آصفیہ
۵۵۱	منتخب علم طب	منور حسین	مدراس
۵۵۲	منتخب کتاب الارشاد		آصفیہ
۵۵۳	منتخب المجربات		〃
۵۵۴	منظوم مطب	حکیم صادق بن کاظم رضوی	طبیہ
۵۵۵	منہاج البیان فیما یستعملہ الانسان (ابن جزلہ ترجمہ)		سالار، الجبار
۵۵۶	منہاج المبتدیین	محمد ابراہیم الحسینی	رضا
۵۵۷	میزان الاوزان	حکیم علی حسین خان بن حکیم احمد خاں	〃
۵۵۸	میزان الطبائع قطب شاہی	تقی الدین محمد بن صدر الدین علی	رضا، آصفیہ
۵۵۹	میزان المزاج	سید فضل علی شفائی خاں	آصفیہ
۵۶۰	نافع الانسان	مصطفیٰ علی بن محمد علی	〃
۵۶۱	نافع الخلائق	ابن شاہ صفی اللہ	〃
۵۶۲	نافع الخلق	عبد الفتاح المعروف بہ خواجہ عبداللہ تمکین	خدابخش، آصفیہ
۵۶۳	نزہت نامۂ علائی	شاہ مردان (شمس الدین) ابن ابی الخیر	ایشیاٹک
۵۶۴	نسخہ ادویات متفرقہ	محمد احسان خان	خدابخش
۵۶۵	نسخہ جات انوشدارو، دیگر مرکبات	علوی خاں	〃

[1] طیور و حیوانات سے مختلف امراض میں استفادہ کی صورتیں۔

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	ذخیرہ / کتابخانہ
۵۶۶-	نسخہ جات	محمد نواب عرف احمد علی رضوی	رضا
۵۶۷-	" "	حکیم فریدالدین عرف حکیم کلو	ظل الرحمن
۵۶۸-	" "	جلال الدین امین	خدابخش
۵۶۹-	نسخہ جات در فارسی چند در چند		آزاد
۵۷۰-	نسخہ جات از قرابادین در مداوی سموم		خدابخش
۵۷۱-	نسخہ جات طبی	حکیم مرزا محمد علی لکھنوی	طبیہ
۵۷۲-	نسخہ جات متفرقہ	یوسف بن محمد / الیاس	رضا / آصفیہ
۵۷۳-	نسخہ جات مجرب	حکیم احمد اللہ خاں دہلوی	آصفیہ
۵۷۴-	" "	حکیم قطب الدین و حکیم قادر علی خاں	آصفیہ
۵۷۵-	نسخہ سعیدی	حکیم احمد خاں فاتح بن ناصر خاں	رضا
۵۷۶-	نسخہ نند / نذر	محمد عبداللہ سیاح	آصفیہ
۵۷۷-	نسخہائے مجربہ	حکیم محمد صادق	رضا
۵۷۸-	نور الابصار		"
⊙ ۵۷۹-	نور العیون	ابو الروح محمد بن منصور بن ابی عبداللہ الجرجانی	خدابخش، ما
۵۸۰-	واجب الحفظ	عبدالجلیل تلمیذ محمد اکبر ارزانی	آصفیہ
۵۸۱-	وافیہ شرح قانونچہ		رضا، بلخی
۵۸۲-	ہدایتہ النافع	محمد غوث بن نصیر الدین	آصفیہ
۵۸۳-	ہفت احباب		خدابخش
۵۸۴-	ہفت جوہر	سید طبیب اودھی	رضا
۵۸۵-	یادگار رضائی	رضا علی خاں	آصفیہ
۵۸۶-	یادگار طب		مدراس
۵۸۷-	ینابیع طب		رضا

••

ہر کتابخانہ میں بعض مخطوطات ایسے ہیں، جن کے مصنف نامعلوم ہیں اور رسالہ یا کتاب کا کوئی متعین نام بھی مذکور نہیں ہے، عمومی عنوان کے تحت ایسے فارسی مخطوطات کی تعداد درج ذیل ہے:

- رسالہ/کتاب درطب :

خدابخش ۱۴، رضا ۴، آصفیہ ۱، سبحان اللہ ۱، مدراس ۱، ناصریہ ۱ = ۲۲

- فرہنگ مفردات/مفردات

خدابخش ۱، رضا ۲، آصفیہ ۱، آزاد ۴ = ۸

- بیاض/مجربات/نسخہ جات/قرابادین/ادویہ مرکبہ :

خدابخش ۲۸، رضا ۶، آصفیہ ۱۱، ظل الرحمن ۲، آزاد ۱، ایشیاٹک ۱ = ۴۹

- سموم و مداوای سموم :

خدابخش ۵، آصفیہ ۱ = ۶

- اوزان و مکیال :

خدابخش ۱، رضا ۳، آصفیہ ۱ = ۵

- لغات طبی :

خدابخش ۲، رضا ۳، آصفیہ ۲ = ۷

۹۷

عربی میں ایسے رسالے بہت کم ہیں، اس لئے انھیں اس فہرست میں اپنی ابجدی ترتیب میں ہی لے لیا گیا ہے۔

مخطوطات متعلق بہ علاج حیوانات (فارسی)

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	ذخیرہ کتابخانہ
۱	اسپ نامہ		رضا
۲	باز نامہ	عبدالعلی	״
۳	״	محب علی الملقب بہ خان خاص بن نظام الدین (م ۹۹۱ھ)	״
۴	״	داؤد بن یار محمد عرف خدا یار خاں	״ ، آصفیہ
۵	״	مہاراجہ ظالم سنگھ	ٹونک
—	״ = شکاریہ ایلخانی		
۶	״	عبدالعلا (استاد پادشاہ سپہ سالار)	رضا
—	״ (شفاء الطیر)	ملاحظہ ہو : شفاء الطیر	
۷	بیطار نامہ		رضا
۸	تحفۃ الافراس عرف سالوتر	قاضی حسن	آصفیہ
۹	تعلیم الصید	میر عبداللہ الحسینی بن میر پارسا	رضا
۱۰	حیوۃ الحیوان (الدمیری کی حیوۃ الحیوان کا ترجمہ)	حکیم شاہ محمد القزوینی	״
۱۱	حیات الفرس	سید محمد تقی بن سید محمد فیض بن میر احمد خاں عرب ہاشمی لکھنوی	آصفیہ
۱۲	خواص الحیوانات		ندوہ، آصفیہ
۱۳	دستور الصید		ندوہ، آصفیہ
۱۴	دولت نامہ (بیزرہ)		رضا
۱۵	دولت خلقت در معالجہ طیور شکاری		ملا فیروز
۱۶	رائض نامہ (بیطرہ)	معین المخاطب بہ منشی	رضا
۱۷	راحت الفرس / ترجمہ[۱] سالوتر (مصور)	آنند رام ابن رائے کھیتل داس عرف رائے رگھوناتھ	رضا
۱۸	رسالہ بیطرہ / بیطاری		رضا، آصفیہ
۱۹	رسالہ در شناختن طبل		رضا

[۱] ترجمہ بعہد جہانگیر، حسب فرمائش ہمت خاں

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	ذخیرہ کتابخانہ
۲۰-	رسالہ در شناختن بودنہ		رضا
۲۱-	" در علاج بہائم		"
۲۲-	" در علاج طیور		"
۲۳-	" علاج اسپاں	محمد بن ملک قطب الدین	آصفیہ
۲۴-	" فیروز شاہی در علاج طیور		"
۲۵-	" کبوتر بازی		"
۲۶-	" گفتار ارسطاطالیس در صفت اسپان		"
۲۷-	" مرغ بازی (منظوم)		رضا
۲۸-	زبدۃ الفرس	میر غلام مظہر علی	آصفیہ
۲۹-	سالوتر (ترجمہ)	عبد اللہ بن صفی	"
۳۰-	" "	سید عبد اللہ خان فیروز جنگ	"
۳۱-	سفینہ خواص الدواب والطیور		ناصریہ
۳۲-	شاہ شجاعی (بیزرہ)	قاقشال	رضا
۳۳-	شفاء الطیر المعروف بہ باز نامہ	بہادر	"
۳۴-	شفاء الفرس	نجات حسین عظیم آبادی	خدابخش
۳۵-	علاج جانوراں	شاہ محمد	"
۳۶-	علاج الفرس		آصفیہ
۳۷-	علاج مرض فرس	نجات حسین	خدابخش
۳۸-	علامات مرض فرس	"	"
۳۹-	فرسنامہ	ابو محمد صدیقی المشتہر بہ بہشتی	رضا
۴۰-	"	محمد بن محمد	"
۴۱-	"	زین العابدین سید ابوالحسن کربلائی	آصفیہ
۴۲-	"	رفیع الدین بن ملک راج محمد بن ملک قطب الدین	"
۴۳-	"	عبد اللہ خان فیروز جنگ	"
۴۳ب-	" = مضمار دانش		
۴۳-	فیل نامہ		آصفیہ
۴۴-	کبوتر نامہ	(محمد اسمٰعیل = آصفیہ)	رضا، آصفیہ
۴۵-	"	سید محمد والاموسوی	آصفیہ
۴۶-	مرآۃ الافراس	سید امام علی اودھی	رضا

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	ذخیرہ/کتابخانہ
۴۷-	مرغ نامہ (منظوم)		آصفیہ
۴۸-	مضمار دانش	نظام الدین احمد بن صدر الدین شیرازی	رضا، آصفیہ، آزاد
۴۹-	مفتاح الفرس	قاضی حسن دولت آبادی	″
۵۰-	مقصد الرضا	محمد رضا خاں ناغ	″
۵۱-	منافع الاعضا حیوانات	نجیب الدین سمرقندی	طبیہ
۵۲-	منافع الطیور		خدابخش
۵۳-	منافع الفرس ت ۸۷۰ھ	شہاب بن محمد بن قافو	رضا
۵۴-	نسخۃ الافراس		آصفیہ
۵۵-	نسخہ جات فرس		رضا

سموم وتریاق (فارسی)

نام کتاب	نمبر شمار	نام مصنف	ذخیرہ/کتابخانہ
۱- تحفۂ سلیمانی	۶۳	میر محمد ہاشم بن میر محمد طاہر طہرانی	رضا، بلخی
۲- الجواۃ فی ازالۃ سم الحیات	۱۱۸	حکیم عبد العلیم بن محمد نصر اللہ خاں خویشگی	آزاد
۳- رسالہ تریاق فاروقی	۱۷۰	حکیم کمال الدین حسینی شیرازی	ظل الرحمن
۴- رسالہ در افیون	۱۹۴	عماد الدین محمود	خدابخش، ظل الرحمن، آصفیہ
۵- رسالہ در بیان سموم	۲۰۱	عماد الدین محمود بن مسعود شیرازی	خدابخش
۶- رسالہ در بیان معرفت فادزہر	۲۰۲		//
۷- رسالہ در شرح فادزہر	۲۱۰	حکیم الملک نظام الدین احمد گیلانی	رضا
۸- رسالہ فادزہر/رسالہ خوردن فادزہر	۲۴۸	عماد الدین محمود	خدابخش
۹- فادزہر معدنی	۳۵۲		//
۱۰- کتاب در مداوای سموم			//
۱۱- نسخہ جات از قرابادین در مداوای سموم	۵۷۰		//

رسائل در بیان چوب چینی (فارسی)

نام کتاب	حوالہ نمبر شمار	نام مصنف	ذخیرہ / کتابخانہ
۱- رسالہ استعمال چوب چینی	۱۶۱	شفائی خاں	آصفیہ
۲- رسالہ بیخ چینی	۱۶۹		خدابخش، مدراس، آزاد
۳- رسالہ چوب چینی	۱۷۸	حکیم نوراللہ	ظل الرحمن
۴- رسالہ چوب چینی / عین الحیواۃ	۱۷۹	محمد ہاشم محمد طاہر طہرانی	خدابخش، طبیہ، ایشیاٹک
۵- رسالہ چوب چینی	۱۸۰	عمادالدین محمود شیرازی	خدابخش، آصفیہ، ظل الرحمن
۶- 〃 〃	۱۸۱	حکیم ارشد شفائی	ظل الرحمن، نظامیہ
۷- رسالہ در بیان چوب چینی	۱۹۹	——	رضا
۸- رسالہ در خواص چوب چینی و قہوہ و چائے	۲۰۷	حکیم الملک مرزا قاضی بن کاشف الدین	رضا، ظل الرحمن
۹- رسالہ در شناختن چوب چینی	۲۱۱	حکیم فخرالدین	آزاد

عربی مخطوطات

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	ذخیرہ/کتابخانہ
۱-	الابرقوہی / تذکرۂ سہیلی	قطب الدین محمد بن اسحاق الابرقوہی	دیوبند، مدراس
۲-	اجوبۃ السوالات	حکیم محمد علی [الاصم] لکھنوی م ۱۲۶۲ھ	آصفیہ
۳-	احوال اعضاء النفس	حکیم علوی خاں م ۱۱۶۰ھ	آصفیہ، مڈیکل
۴-	اختیارات العلاج	ابوالفرج عبداللہ بن طیب م ۴۳۵ھ	ظل الرحمٰن
۵-	ادویہ	احمد بن محی الدین بن محمد الحسینی اللؤلوی	خدابخش
۶-	الارجوزۃ فی المجربات	ابن سینا، م ۴۸۰ھ	رضا
۷-	الارجوزۃ فی الطب	"	سالار
	انہار الافکار فی جواہر الاحجار؎	شہاب الدین بن احمد التیفاشی م ۶۵۱ھ	خدابخش
۸-	اساس الطب (جالینوس)	حنین بن اسحاق م ۲۶۰ھ	آصفیہ، بوطانیکل،
۹-	اسرار العلاج / رسالہ فی الحمیات	مرزا علی شریف لکھنوی، رئیس الاطباء م ۱۳۳۱ھ	صیانۃ اللہ، خدابخش، آزاد، مڈیکل، آصفیہ، ظل الرحمٰن
۱۰-	اسماء الادویہ	—	مڈیکل
۱۱-	اصول التراکیب / اصول ترکیب الادویہ	نجیب الدین السمرقندی م ۶۱۹ھ	خدابخش، رضا، مڈیکل
۱۲-	الاغذیہ والاشربہ (جالینوس)	—	آصفیہ
۱۳-	اغذیۃ المرضیٰ / اطعمۃ المرضیٰ علی ترتیب العلل (کتاب الاغذیہ والاشربہ)	نجیب الدین السمرقندی	خدابخش، رضا، ظل الرحمٰن
۱۴	اقرابادین المارستانی / اقوال الاطباء	= قرابادین المارستانی	مڈیکل
۱۵	اکمل الصناعۃ	حکیم محمد کاظم بن حیدر علی التستری النجفی، حاذق الملک م ۱۱۳۹ھ	خدابخش، رضا، مڈیکل
۱۶	انوار الآیات البینات	علی نقی خاں، دہلوی، حکیم الممالک	رضا
۱۷-	اوتاد المجانین	مرزا حیدر الطبیب	رضا
۱۸-	برد الساعۃ	المغربی	آزاد
۱۹-	بستان الاطباء	موفق الدین ابو النصر اسعد بن الیاس بن جرجیس الدمشقی، ابن المطران م ۵۸۷ھ	رضا
۲۰-	البصائر فی الطب	ابو علی محمد محسن رضا بن مظفر خاں بن غوث محمد خاں الدہلوی م ۱۲۴۸ھ	رضا
۲۱-	بلغۃ الطبیب و نزہۃ الادیب	حکیم بدر الدین محمد بن القاسم الحریری المرادی	سالار
۲۲-	تاسیس الصحۃ (فی شرح العفیفۃ) لابی سعد العفیف بن ابی سرور بن امیر الدولہ الاسرائیلی المصری (الصادی)	مظفر الدین ابو الثناء محمد بن احمد العینتابی، ابن الاشاطی م ۹۰۲ھ / ۳۲۰۳ھ	رضا

؎ فرانس میں ایک نسخہ اطالوی ترجمہ کے ساتھ طبع ہوا ہے، مگر ناقص ہے۔ (معجم المطبوعات ص ۶۵۱)

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	ذخیرہ کتب خانہ
○ ۲۳-	تبیان العرفان	شفائی خاں (افضل علی رضوی)	آزاد
۲۴-	تحفۃ البیان	عبداللہ بن کمال الدین	رضا
• ۲۵-	التحفۃ السعدیہ / (شرح القانون)	قطب الدین محمد بن مسعود بن محمود الشیرازی م ۷۱۰ھ = ۱۳۱۱ء	رضا، دیوبند
○ ۲۶-	التحفۃ العلویہ (شرح الموجز)		رضا
• ۲۷-	تحقیق النبض	احمد اللہ خاں	آصفیہ، مدراس
• ۲۸-	تدبیر الجسد وحفظ الصحۃ	منسوب بہ امام رضا	آصفیہ
• ۲۹-	تدبیر الحبالی والاطفال والصبیان	ابو العباس احمد بن محمد بن یحیی البلدی (م بعد ۳۸۰ھ/۹۹۰ء)	خدابخش، ایشیاٹک
۳۰-	تذکرہ ابراہیم مصری		آصفیہ
○ ۳۱-	تذکرۃ العلاج	(علوی خاں = دیوبند)	رضا، دیوبند
○ ۳۲-	تذکرہ ثابت بن قرہ	—	آصفیہ
—	تذکرہ سہیلی =	الابرقوہی	
۳۳-	ترکیب دوا ومعجون	—	خدابخش
• ۳۴-	ترویح الارواح من علل الاشباح	حکیم خواجہ لطف اللہ بن سعد الدین الفاروقی	خدابخش، رضا، ظل الرحمن
⊙ ۳۵-	تشریح اعضاء الانسان (بقراط)	جبیش بن الاعسم، م بعد ۲۶۴ھ/۸۷۸ء	میڈیکل
۳۶-	تشریح اعضاء المرکبۃ	حکیم محمد شریف خاں۔ م ۱۲۲۲ھ	طبیہ
• ۳۷-	التشریح والمنافع	ابو الحسن علی بن ابی عبداللہ محمد القرشی	مدراس
• ۳۸-	تفسیر کتاب التشریح الصغیر	ابو الفرج عبداللہ بن الطیب، م ۴۳۵ھ/۱۰۴۳ء	خدابخش
⊙ ۳۹-	تفسیر کتاب الفصول (جالینوس)	حنین بن اسحاق م ۲۶۰ھ/۸۷۳ء	رضا
۴۰-	تقلیب الرقیق		رضا
⊙ ۴۱-	تقویم الابدان فی تدبیر الانسان	ابن جزلہ م ۴۹۳ھ/۱۱۰۰ء	خدابخش، رضا
• ۴۲-	تقویم الادویہ / تقویم الابدان / کتاب الیامیر	فخر الدین محمد بن علی الطبیب النیشاپوری الاسفرائنی۔ م تقریباً ۶۷۰ھ	میڈیکل، آصفیہ، رضا، طبیہ، ٹونک
• ۴۳-	تقویم الادویہ	کمال الدین ابو الفضل حبیش التفلیسی، م ۶۰۰ھ/۱۲۰۳ء	رضا
⊙ ۴۴-	تقویم الصحۃ فی قوی الاغذیۃ ودفع مضارھا	ابو الحسن مختار بن عبدون بن سعدون، ابن البطلان م ۴۴۴ھ = ۱۰۵۲ء	خدابخش، میڈیکل، سالار
• ۴۵-	التلویح الی اسرار التنقیح / کتاب تلویح الطب	فخر الدین محمد بن محمد بن عبداللطیف الخجندی م ۵۵۲ھ = ۱۱۵۷ء	خدابخش، رضا، آصفیہ
۴۶-	تنقیح الصحۃ	محمد بن افضل الطبیب اللکھنوی	رضا
⊙ ۴۷-	تنقیح المکنون	فخر الدین محمد الخجندی م ۵۵۲ھ = ۱۱۵۷ء	رضا

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	ذخیرہ/کتابخانہ
۴۸-	تنقیح الاسباب والعلامات/الحاشیہ علی شرح الاسباب	محمد حسین بن معصوم خان بن محمد محسن الیزدی، بقراط خان، م ۱۱۴۲ھ = ۱۷۳۱ء	رضا، آصفیہ
۴۹-	تنقیح المزاق والاحتراق	محمد مراد القادری الشطاری الترابی البحرانی (۱۱ویں صدی)	خدابخش، رضا
۵۰-	توضیحات القانون/روضۃ الاطباء وجنۃ الالباء (شرح قانون)	سدید الدین الکازرونی م ۷۶۹ھ / ۱۳۶۹ء	رضا، دیوبند، ٹونک، ندوہ
۵۱-	ثمار الکتب الستۃ عشر (لجالینوس)	ابو الفرج عبد اللہ بن الطیب البغدادی م ۴۳۵ھ	ظل الرحمن
۵۲-	جامع الامانی	محمد امان بن محمد افضل البدخشی	خدابخش
۵۳-	جامع الصناعۃ	محمد کاظم علی بن حیدر علی التستری النجفی الدہلوی، حاذق الملک۔ م ۱۱۴۹ھ = ۱۷۳۶-۳۷ء	رضا
۵۴-	الجامع الکبیر	—	طبیہ کالج ٹونک، طبیہ دہلی
۵۵-	جامع اللطائف	حکیم عزیز الرحمن	آصفیہ
۵۶-	جراحۃ المعاندین	ارشاد بن مسیح الملک عبد الشافی خان الکشمیری المعروف بہ شفائی خان م ۱۲۳۱ھ = ۱۸۱۶ء	رضا
۵۷-	جلاء العینین		جے پور
۵۸-	جوامع الاسکندرانیین (لجالینوس)	حنین بن اسحاق م ۲۶۰ھ = ۸۷۳ء	رضا
۵۹-	جوامع الکلیات (لبقراط)/وفصول بقراط	"	آصفیہ
۶۰-	جوامع الکلم فی شرح موارد الحکم	محمد اسحاق خان دہلوی (۱۲ویں صدی ہجری)	رضا، ٹونک
۶۱-	الحاشیہ علی السدیدی	الحکیم کوچک	رضا
۶۲-	الحاشیہ علی شرح الاسباب	—	خدابخش، رضا
۶۳-	" "	حکیم اسد علی	طبیہ
۶۴-	الحاشیہ علی معالجات النفیسی	—	خدابخش
۶۵-	الحاشیہ علی النفیسی	حکیم حاجب خان بن صالح خان بن علی اصغر خان بن نواب مقرب خان شاہجہانی الدہلوی (۱۲ویں صدی ہجری)	خدابخش، رضا
۶۶-	" "	حکیم سید محمد ہاشم بن میر قاسم گیلانی (م " ")	آزاد
۶۷-	" "	حکیم محمد شریف خان م ۱۲۲۲ھ	خدابخش، طبیہ
۶۸-	" "	حکیم مولوی کریم اللہ	ملا محل
۶۹-	حاوی الشفا	قطب الدین القرشی	خدابخش
۷۰-	حصول النعمۃ فی اسرار الحکمۃ		"
۷۱-	حفظ الاسنان	حنین بن اسحاق م ۲۶۰ھ	آزاد

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	ذخیرہ/کتابخانہ
۷۲	حقائق اسرار الطب	مسعود بن محمد السجزی	خدابخش، آصفیہ، رضا، حمیدیہ، ناصریہ، صیانۃ الشرق
۷۳ ○	حل التشکیکات	مرزا محمد کامل بن عنایت احمد الدہلوی، م ۱۲۲۵ھ/۱۸۱۰ء	رضا
۷۴	حل المشکلات	شریف الحسینی التونی	//
۷۵	حل المعضلات حاشیہ شرح الاسباب	حکیم سید حسن	آزاد
۷۶	حلیۃ الواصفین و شاح الطالبین	محمد مہدی بن علی اصغر بن نور محمد خاں، م ۱۲۵۳ھ/۱۸۳۷ء	خدابخش
۷۷	حیلۃ البرء (لجالینوس)	—	طبیہ دہلی
۷۸	خزائن الحکم	مسعود بن محمود	آصفیہ
۷۹ ●	خلاصۃ التذکرہ فی طب التجربہ	نظام الدین احمد الگیلانی	خدابخش
۸۰	خلاصۃ القانون	حکیم سعید بن ابی السرور الاسرائیلی	آصفیہ
۸۱ ●	خواص الاختلاج	حکیم ریاض الدین علی خاں بخاری	آزاد
۸۲ ◉	خواص الادویۃ المفردۃ (کتابت ۵۹۳ھ)	(ابو الصلت امیہ بن عبدالعزیز الاندلسی الدانی) م ۵۲۹ھ = ۱۱۳۵ء	آصفیہ
۸۳ ○	الدر المنتخبہ	رضی الدین ابوبکر بن محمد الفارسی القاضی، م بعد ۷۳۱ھ/۱۳۳۱ء	حمیدیہ
۸۴ ●	دستور الطب (المصباح)	بدر الدین محمد القوصونی، م ۹۵۷ھ/۱۵۵۴ء	رضا
۸۵ ○	دفع مضار الاغذیہ	داؤد بن عمر انطاکی، م ۱۰۰۸ھ	خدابخش
۸۵ب	دفع المضار الکلیۃ عن الابدان الانسانیۃ	ابن سینا	آصفیہ
۸۶ ●	دواء النفس من النکس	عبداللہ بن علی بن ایوب القادری	//
۸۷	الذخیرۃ الاسکندریہ	محمد بن خالد بن عبدالملک المہندس	رضا
۸۸ ●	الذخیرۃ فی المعالجات	ثابت بن قرہ حرانی، م ۲۸۸ھ/۹۰۱ء	دیوبند
۸۹	ذہاب الکسوف و نفی الظلام	ابو محمد عبداللہ المراکشی السوسی، م بعد ۱۱۹۳ھ	رضا
۹۰	رد مباحث الاطبا	واحد علی الطبیب	//
۹۱ ◉	رسالہ ارسطاطالیس		خدابخش
۹۲ ◉	رسالہ الی ابی الفرج فی مسئلہ طبیہ	ابن سینا	رضا
۹۳ ◉	رسالہ ترکیب الروح والنفس والجسد	//	آزاد
۹۴ ●	رسالہ تعدیل امزجہ		آصفیہ
۹۵ ●	الرسالۃ الثلاثونیہ	مہذب الدین احمد بن عبدالرضا الدامینی	رضا
۹۶ ◉	الرسالۃ الثلجیہ	نجم الدین محمود ابن الیاس الشیرازی، م ۷۳۰ھ/۱۳۳۰ء	//
۹۷	رسالہ جامع الادویہ والاغذیہ		طبیہ
۹۸	رسالہ حفظ الادویہ		آصفیہ

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	ذخیرہ/کتب خانہ
۹۹	رسالہ شفائی خان	حکیم شفائی خاں	آصفیہ
• ۱۰۰	الرسالۃ الشہابیہ فی الصناعۃ الطبیۃ	محمد ابن ابراہیم الماردینی	خدابخش
۱۰۱	رسالۃ الفواید فی الطب	—	آزاد
۱۰۲	رسالۃ فوائد ملتقط من کتاب امتحان الاطبا	—	آصفیہ
۱۰۳	رسالۃ فی الادویۃ علی ترتیب العلل	—	رضا
۱۰۴	رسالہ فی الادویہ المرکبہ	درویش محمد رام پوری، م ۱۲۳۳ھ	خدابخش
۱۰۵	״ ״ ״	—	״
۱۰۶	رسالہ فی الادویۃ المفردہ	—	رضا
• ۱۰۷	رسالۃ فی الاسامی	ابومنصور بن الحسین بن نوح القمری	ٹونک
• ۱۰۸	رسالۃ فی الاسئلۃ والاجوبہ/رسالۃ فی المسائل المعدودۃ	ابن سینا	خدابخش، رضا، ٹونک
• ۱۰۹	رسالۃ فی اطرقیہ	—	خدابخش
◉ ۱۱۰	رسالۃ فی اعمار الادویۃ المرکبۃ	—	ٹونک
• ۱۱۱	الرسالۃ فی الاغذیۃ	—	خدابخش
۱۱۲	الرسالۃ فی الاکسیر	—	״
• ۱۱۳	الرسالۃ فی البواسیر	عبدالمسیح بن یحیٰ	آزاد
۱۱۴	رسالۃ فی بیان الاغذیۃ المرکبہ	—	رضا
• ۱۱۵	رسالۃ فی بیان طبیعۃ الافیون	نجم الدین ابوالحسن علی بن عثمان بن علی القزوینی الکاتبی - م ۶۷۵ھ = ۱۲۷۶ء	رضا
◉ ۱۱۶	رسالۃ فی التحفظ من النزلہ	محمد بن زکریا الرازی	آصفیہ
◉ ۱۱۷	رسالۃ فی تخلیط الاغذیہ	ابن سینا	رضا
◉ ۱۱۸	رسالۃ فی تدبیر الاستفراغ/رسالۃ فی المسہل	محمد باقر بن محمود بن مسعود الحسینی الشیرازی میرزا بزرگ	خدابخش، آزاد، رضا
۱۱۹	رسالۃ فی التشریح	جلال الدین محمد بن اسعد الصدیقی الدوانی الکازرونی، م ۹۰۸ھ = ۱۵۰۲ء	رضا
◉ ۱۲۰	الرسالۃ فی التعریفات	ابن سینا	خدابخش
• ۱۲۱	رسالۃ فی تفسیر قول الشیخ	میرزا علی بن میرزا جو النجفی الکھنوی حکیم الملوک م ۱۲۴۹ھ = ۱۸۳۳ء	رضا
• ۱۲۲	رسالۃ فی التکلیس	—	خدابخش

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	ذخیرہ/کتابخانہ
۱۲۳	رسالہ فی جواب الاستفتاء من اکل بیض الدجاجۃ المجذوم	حکیم علی حسن	آصفیہ
◉ ۱۲۴	رسالہ فی الحجر البادزہر الحیوانی	بدر الدین محمد القوصونی (م ۹۷۱ھ)	رضا
• ۱۲۵	رسالہ فی حصاۃ الکلی والمثانۃ	راضی خاں بن قطب الدین خاں الطبیب	//
◉ ۱۲۶	رسالہ فی حفظ الصحۃ	ابن سینا	//
• ۱۲۷	رسالہ فی حل بعض مباحث القانون	میرزا علی بن میرزا محمد النجفی اللکھنوی، حکیم الملوک م ۱۲۴۹ھ = ۱۸۳۳ء	//
◉ ۱۲۸	رسالہ فی الحمیات	علی بن محمد ابن الافزاری، م ۸۱۵ھ = ۱۴۱۲ء	//
○ ۱۲۹	رسالہ فی الخفقان	—	خدابخش
۱۳۰	رسالہ فی خواص الادویہ	—	رضا
• ۱۳۱	رسالہ فی خواص اللیمون	ابو العشائر ھبۃ اللہ الاسرائیلی م ۵۹۴ھ / ۱۱۹۸	//
• ۱۳۲	الرسالہ فی السقنقور	// // //	//
○ ۱۳۳	رسالہ فی السموم	—	خدابخش
○ ۱۳۴	رسالہ فی سقی السموم	نجیب الدین السمرقندی (م ۶۱۹ھ = ۱۲۲۲ء)	//، رضا، ندوہ
○ ۱۳۵	رسالہ فی شرح عبارۃ الشیخ		خدابخش
• ۱۳۶	رسالہ فی الطب (لجالینوس)	[مہذب الدین احمد بن عبد الرضا الدامانی]	رضا
• ۱۳۷	// // (فی تقسیم العلل وانواعہا)	محمد بن زکریا الرازی	آصفیہ[۱]
۱۳۸	رسالہ فی الطب	درویش محمد رامپوری، م ۱۲۳۳ھ	ندوہ، رضا
۱۳۹	// //		ندوہ
۱۴۰	الرسالہ //	ابو سہل المسیحی	سالار
۱۴۱	رسالہ فی طب العجم		خدابخش
۱۴۲	(الرسالہ) فی علم الادویۃ المفردہ والمرکبۃ واللحوم	محمد بن علی الطبیب	طبیہ
• ۱۴۳	رسالہ فی علم الطب	غیاث الدین منصور الشیرازی	آزاد
◉ ۱۴۴	رسالہ فی الفرق بین الحرارۃ الغریزیۃ والغریبۃ	ابن سینا	خدابخش، رضا
◉ ۱۴۵	الرسالہ فی القولنج والاحتباس	محمد بن محمود بن حاجی شیروانی	آزاد
◉ ۱۴۶	رسالہ فی الکلام بالحمام	بدر الدین محمد القوصونی	رضا
◉ ۱۴۷	الرسالہ فی اللبن	علی بن محمد المدعو بفرد بن عبد الرحمن	آزاد

[۱] آصفیہ ج ۴، ص ۴۰۲، بحوالہ مکمل فہرست مخ

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	ذخیرہ کتابخانہ
⊙ ۱۴۸	رسالہ فیما یدفع ضرر الاغذیۃ الغیر الموافقۃ	ابن سینا	رضا
⊙ ۱۴۹	رسالہ فی مداواۃ الامراض بالادویۃ والاغذیۃ	ابن بیطار	رر
• ۱۵۰	رسالہ فی مداواۃ وجع المفاصل	نجیب الدین السمرقندی	رر[1]
⊙ ۱۵۲	الرسالہ فی المعالجات	شفائی خاں	خدابخش
• ۱۵۳	الرسالہ فی معرفۃ النفس والنبض	ابن سینا	رر
• ۱۵۴	الرسالہ فی معرفۃ الصحۃ والموت		آزاد
۱۵۵	رسالہ فی معرفۃ المعاجین المختلفۃ		خدابخش
• ۱۵۶	رسالہ فی منافع تریاق برشعثا	اوحد الزمان ابو البرکات ہبۃ اللہ بن علی بن ملکا البلدی البغدادی (م بعد ۵۶۰ھ / ۱۱۶۵ء)	رضا
• ۱۵۷	رسالہ القویٰ الطبیعیۃ (فی رد ابی الفرج عبداللہ بن الطیب)	ابن سینا	رضا[2]
⊙ ۱۵۹	رسالہ فی النسیان والفالج	درویش علی الطبیب الشجاع	رضا
⊙ ۱۶۰	رسالہ فی النقرس	(قسطا بن لوقا)	رضا ، خلیل الرحمٰن
⊙ ۱۶۱	الرسالہ فی الورم من امراض المعدہ		خدابخش
۱۶۲	رسالہ لعل محمد (فی الہلیلج الاسود الہندی)	لعل محمد سہرامی	رر ، آزاد
۱۶۳	رسالہ ما السبب		رر ، رر
۱۶۴	رسالہ مجربہ		رر
۱۶۵	الرسالہ المشفیہ	فیضی ، مصطفیٰ آفندی	رضا
۱۶۶	الرسالہ المنتخبہ	محمد حسین	رر
⊙ ۱۶۷	رسائل جالینوس فی التشریح	اسحاق بن حنین بن اسحاق م ۲۹۴ھ	آصفیہ ، مڈیکل
۱۶۸	روض الحکم[3]	ابو عبداللہ بن علی الطبیب	آصفیہ
—	روضۃ الاطبا وجنۃ الالباء	= توضیحات القانون	
۱۶۹	زاد الفقیر	عبداللہ بن حبیب	آصفیہ
• ۱۷۰	زاد المسافر	ابو جعفر احمد ابن ابراہیم القیروانی المعروف بابن الجزار م ۳۹۵ھ / ۱۰۰۴ء	رضا

[1] رضا کیٹلاگ نمبر ۳۲۰۶ (مڈیکل) [2] بحوالہ بروکلمان S.I, 812 (مڈیکل) [3] آصفیہ ج ۳ ، ص ۴۰۲ (مڈیکل)

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	ذخیرہ / کتب خانہ
• ۱۷۱	زاد المسیر فی علاج البواسیر	بدر الدین محمد القوصونی ۔ م ۹۷۵ھ	رضا
۱۷۲	زبدۃ الافکار والاذہان		״
۱۷۳	زبدۃ الطب / کتاب الزبدۃ فی الطب	زین الدین ابو ابراہیم اسمعیل الجرجانی (م ۵۳۱ھ)	خدابخش، یونانی میڈیکل لکھنؤ، آصفیہ، رضا
• ۱۷۴	الزبدۃ الطبیہ	حبۃ اللہ بن صاعد البغدادی، الشہیر بابن التلمیذ، م ۵۶۰ھ = ۱۱۶۵ء	رضا
۱۷۵	السبع الثوابت	خیر اللہ	ندوہ
® ۱۷۶	سر الاسرار فی علم الحشائش والاشجار	—	رضا
۱۷۷	شافیہ	غیاث الدین محمود	آزاد
۱۷۸	الشامل فی الصناعۃ الطبیۃ	ابو نعیم	طبیہ دہلی
۱۷۹	شرح اختصار کتاب القانون	القطب المصری	سالار
۱۸۱	شرح جلالی (علی الموجز)	الجلال المکی المحمدی	رضا
۱۸۲	شرح رسالہ بحرانیہ	شاہ حسین ازدی	آزاد
۱۸۳	شرح رسالہ قبریہ / الصادقیہ	محمد یوسف بن عبد اللطیف	خدابخش، رضا، عیانتی
۱۸۴	شرح زاد الفقیر و جبر الکسیر	راشد بن خلف الرستاقی	رضا
۱۸۵	״ ״ ״	—	دیوبند
○ ۱۸۶	شرح فصول بقراط	امین الدولہ یعقوب بن اسحٰق	آصفیہ
۱۸۷	״ ״ ״	ابو سہل سعید بن عبد العزیز	سالار، طبیہ کالج لکھنؤ
○ ۱۸۸	״ ״ ״	ابو الفضل عبد اللطیف بن یوسف البغدادی، ابن اللباد م ۶۲۹ھ = ۱۲۳۱ء	خدابخش، آصفیہ
• ۱۸۹	״ ״ ״	ابن ابی الصادق	دیوبند
۱۹۰	شرح القانون	ابو اسحٰق ابراہیم بن علی بن اسلمی المصری	خدابخش، دیوبند
۱۹۱	״ ״	قطب الدین محمود بن مسعود بن مصلح الشیرازی	خدابخش، آصفیہ، دیوبند، طبیہ دہلی
—	״ ״	سدید الدین الکازرونی =	توضیحات القانون
○ ۱۹۲	״ ״	حکیم علی الجیلانی	آصفیہ، آزاد، عیانتی
۱۹۳	״ ״	حکیم شفائی خان	خدابخش، میڈیکل پھلواری
۱۹۴	شرح القانونچہ	عبد الفتاح بن سید اسمعیل الحسینی	خدابخش، آصفیہ
۱۹۵	״ ״	حسن بن ولی الشفائی	رضا

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	ذخیرہ/کتابخانہ
۱۹۶-	شرح القانونچہ	حسین بن محمد بن علی الاسترآبادی	رضا
۱۹۷-	" "	عمادالدین محمود الشیرازی	" ، آزاد
• ۱۹۸-	شرح کتاب الفصول (لبقراط)		رضا
—	شرح کتاب المسائل = شرح مسائل حنین		
⊙ ۱۹۹-	شرح مسائل حنین/شرح کتاب المسائل	ابوالقاسم عبدالرحمن بن علی النیشاپوری الشہیر بابی صادق (م بعد ۴۶۰ھ)	خدابخش، آصفیہ، رضا، طبیہ
۲۰۰-	" "	ابوسہل سعید بن عبدالعزیز النیلی	رضا
۲۰۱-	شرح موارد الحکم	کلیم اللہ بن صبغۃ اللہ الطبیب	رضا، ٹونک
۲۰۲-	شرح الموجز	حبیب اللہ	آصفیہ
۲۰۳-	" "	غلام محمد بن حکیم محمد صادق علی خاں	خدابخش
۲۰۴-	" "	سدیدالدین الکازرونی	آزاد، آصفیہ، ندوہ
۲۰۵-	" "		خدابخش، آزاد
• ۲۰۶-	شفاء الاسقام و دواء الآلام	خضر بن علی بن الخطاب	خدابخش، رضا، آزاد، سالار، فضل الرحمن
۲۰۷-	الشفاء العاجل	صدرالدین علی بن محمد الالہی الجیلانی الطبیب	خدابخش، رضا، آصفیہ
۲۰۸-	شمس الدرر	عبداللہ بن احمد بن محمد الحسینی	رضا
• ۲۰۹-	صحیفۃ الشفا	عمادالدین محمود الشیرازی	آصفیہ
۲۱۰-	صناعۃ الطب	محمود بن محمد الجغمینی	طبیہ
۲۱۱-	طب ابراہیمی	—	آصفیہ
۲۱۲-	طب اہل بیت	حسین بن نظام کرامت علی	"
۲۱۳-	الطب العربی	علاء الدین	طبیہ دہلی
• ۲۱۴-	الطب الکلی	ابوسہل عیسیٰ بن یحییٰ بن ابراہیم المسیحی (م ۴۰۱ھ/۱۰۱۰ء)	رضا، دیوبند، سالار
۲۱۵-	طب الملوک	محمد بن مسعود بن محمد الغجدوانی	رضا
۲۱۶-	العجالۃ فی تحقیق الہندبا	محمد سعید بن محمد امین الدین	خدابخش
۲۱۷-	عزۃ النفوس فی حفظ الصحۃ (منظوم)	رضی الدین	آصفیہ
۲۱۸-	العقاید الرفیعہ	محمد رفیع بن مومن القزوینی	سالار
• ۲۲۰-	عین الحیات	محمد بن یوسف ہروی	رضا، آصفیہ، آزاد، طبیہ

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	ذخیرہ کتابخانہ
۲۲۱	غایۃ الاتقان فی تدبیر الانسان	صالح بن نصر اللہ الحلبی ابن سلوم (م ۱۰۸۱ھ/۱۶۷۰ء)	رضا
۲۲۲	غایۃ الفہوم فی تدبیر المحموم (۱۱۸۲ھ)	اسحاق خاں بن اسمٰعیل	خدابخش، رضا
۲۲۳	غایۃ المرام	داؤد بن عمر الانطاکی (م ۱۰۰۸ھ)	رضا
• ۲۲۴	الفاخر فی الطب/کتاب الفاخر/الکناش الفاخر	ابوبکر محمد بن زکریا الرازی (م ۳۱۱ھ)	"
• ۲۲۵	فرق الطب (لجالینوس)	حنین بن اسحاق	طبیہ، ٹونک، ظل
۲۲۶	فصول بقراط	" "	آصفیہ
۲۲۷	الفصول الطبیہ	ابن سینا	خدابخش، رضا، آصفیہ
۲۲۸	فصول مجربہ	—	امروہہ
۲۲۹	فوائد الانسان فی الطب	—	طبیہ، آصفیہ
۲۳۰	فوائد الملکیہ	محمد غیاث الدین الشیرازی	طبیہ دہلی
• ۲۳۱	الفلونیا	علاء الدین القرشی	خدابخش
۲۳۲	الفوائد الشفائیہ	ارشد شفائی	" ، رضا
۲۳۳	الفوائد الشریفیہ (شرح اسباب)	شریف خاں	" ، "
۲۳۴	الفوائد المنتخبہ	داؤد بن عمر الانطاکی	رضا
۲۳۵	قاموس الاطبا و ناموس الالباء	مدین بن عبد الرحمٰن القیصونی (م ۱۰۴۴ھ)	طبیہ دہلی
۲۳۶	قاموس الطب	—	" "
۲۳۷	قرابادین ایضاح محجۃ العلاج	ابوالحسن طاہر بن ابراہیم بن محمد الشجزی	خدابخش، رضا، آصفیہ، عنایت اللہ
۲۳۸	قرابادین شاہی	—	آصفیہ
• ۲۳۹	قرابادین علوی خاں	حکیم علوی خاں	خدابخش
• ۲۴۰	قرابادین المارستانی	ابن التلمیذ (م ۵۶۱ھ)	رضا
۲۴۱	قرابادین مخزن الجواہر	حکیم سید حسن علوی بن حکیم محمد حسین بھوپالی	طبیہ
• ۲۴۲	الکافی فی صناعۃ الطب	شیخ موفق الدین ابونصر عدنان بن نصر المعروف بابن العین الزربی	آصفیہ
• ۲۴۳	" " "	محمد المازندرانی	میڈیکل
• ۲۴۴	الکافی فی الکحل	خلیفۃ ابن ابی المحاسن الاسرائیلی الحلبی الکمال، م قبل ۶۷۴ھ = ۱۲۷۵ء	رضا، میڈیکل
• ۲۴۵	الکافیہ (الہارونیہ)	ابوالحسن علی بن الحکم الدمشقی	رضا
• ۲۴۶	کتاب الابوال (لجالینوس)	حنین بن اسحاق (م بعد ۲۳۵ھ / ۸۴۰ء)	خدابخش، رضا

ذخیرہ/کتب خانہ	نام مصنف	نام کتاب	نمبر شمار
خدابخش	ھبۃ اللہ بن زید الشہیر بابن جمیع الاسرائیلی	کتاب الارشاد لمصالح الانفس والاجساد	• ۲۴۷
سالار	—	کتاب الارزق فی الطب	۲۴۸
خدابخش	علی بن یوسف بن عبداللہ التنوخی (م ۶۴۵۳ھ = ۱۲۴۶ء)	الکتاب الاشرف فی صبغۃ الدریاق المنقذ للنفوس الشریفۃ من التلف	• ۲۴۹
ر ر	حنین بن اسحاق	کتاب الاغذیۃ	⊙ ۲۵۰
خدابخش، طبیہ	نجیب الدین السمرقندی	کتاب الاغذیہ والاشربہ وجمیع ما یتناولہ الانسان / المفردات من الاغذیہ والادویہ	• ۲۵۱
رضا	صالح آفندی	کتاب الاقرابادین المستعملات	۲۵۲
رضا، خلیل الرحمن، آصفیہ، طبیہ	حنین بن اسحاق (مترجم)	کتاب الی اغلوقن فی شفاء الامراض (جالینوس)	⊙ ۲۵۳
خدابخش، رضا	ابو یعقوب اسحٰق بن سلیمان الاسرائیلی	کتاب البول	• ۲۵۴
رضا، آصفیہ، جلالی، دیوبند، خلیل	[عبد یشوع نظران الموصلی = رضا]	کتاب تحریم الدفن (لجالینوس)	۲۵۵
خدابخش	—	کتاب تشریح الاعضا	⊙ ۲۵۶
رضا	حنین بن اسحاق (م ۲۶۰ھ = ۸۷۳ء)	کتاب تقدمۃ المعرفۃ (لبقراط)	⊙ ۲۵۷
آزاد	—	کتاب الجداول فی الادویۃ المفردہ وخواصہا ومضارہا	۲۵۸
خدابخش، طبیہ دہلی	حنین بن اسحاق (مترجم)	کتاب الحشائش (دیسقوریدوس)	⊙ ۲۵۹
سالار	اسحاق بن سلیمان الاسرائیلی	کتاب الحمیات	۲۶۰
رضا		کتاب الخواص[1]	⊙ ۲۶۱
رضا، طبیہ	ابو العلاء زہر بن عبدالملک بن محمد الایادی المعروف بابن زہر (م ۵۲۵ھ = ۱۱۳۱ء)	ر ر / مجربات الخواص	⊙ ۲۶۲
سالار	—	کتاب خواص الحشائش ومنافع الحیوان (منسوب بہ جالینوس)	۲۶۳
ر ر	محمد مہدی بن علی بن ابراہیم السبجزی	کتاب الرحمۃ فی الطب والحکمۃ	۲۶۴
رضا	ابو سہل بشر ابن یعقوب بن اسحٰق السجزی	کتاب الرسائل الطبیہ / الرسائل الطبیۃ / الکناش	• ۲۶۵
خدابخش	—	کتاب شاف فی الطب	۲۶۶

[1] سہم الدین شاہ مردان بن ابی الخیر المستوفی الجرجانی (م بعد ۴۷۵ھ = ۱۰۸۲ء) کی فارسی تصنیف "النزہۃ العلائیۃ" کا عربی ترجمہ، لامعلوم مصنف کے قلم سے۔

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	ذخیرہ/کتابخانہ
⊙ ۲۶۷	کتاب الطبائع وصفات خلق الانسان (لجالینوس)		رضا، آصفیہ
۲۶۸	کتاب طب	محمد بن علی الطبیب	خدابخش
• ۲۶۹	کتاب الفاخر = الفاخر فی طب کتاب الفخ فی التداوی من جمیع فنون الامراض والشکاوی	ابراهیم بن ابی سعید المتطبب المغربی	خدابخش، رضا، سالار
⊙ ۲۷۰	کتاب الفصول فی الطب	ابوعمران موسیٰ ابن عبداللہ بن میمون الاسرائیلی	رضا
⊙ ۲۷۱	کتاب فی البول	علاء الدین ابوالحسن علی بن العباس المجوسی (م ۴۰۰ھ بعد)	〃
⊙ ۲۷۲	کتاب فی حفظ الصحۃ وازالۃ المرض	قسط بن لوقا	خدابخش
۲۷۳	کتاب فی الحمیات	——	ندوہ
• ۲۷۴	کتاب فی شرح قول شیخ الرئیس فی الحرارہ	نصیر الدین محمد بن محمد الطوسی	آصفیہ
• ۲۷۵	کتاب فی صناعۃ الطب	فخر الدین محمد الخجندی	〃
۲۷۶	〃 〃 〃	——	ندوہ، خدابخش
• ۲۷۷	کتاب فی الفواکہ وغیرہا	——	خدابخش
⊙ ۲۷۸	کتاب فی معرفۃ الطمد	محمد بن زکریا الرازی	آصفیہ
⊙ ۲۷۹	کتاب فی معرفۃ مومیائی	〃 〃 〃	〃
⊙ ۲۸۰	کتاب فی الوبا واسبابہ	قسطا بن لوقا	خدابخش
۲۸۱	کتاب الکحل	نور الدین علی المتطبب المصری	سالار
۲۸۲	〃 〃	ابوالفتح بن قاضی جمال الدین عثمان بن ہبۃ اللہ	〃
• ۲۸۳	کتاب لطیف فی الطب	ابوعبداللہ محمد بن یوسف الحسنی السنوسی (م ۸۹۲ھ)	خدابخش
⊙ ۲۸۴	کتاب المائۃ	ابوسہل عیسیٰ بن یحییٰ بن ابراہیم المسیحی	خدابخش، طبیہ، آصفیہ، رضا، ظل الرحمٰن، حمیدیہ
——	کتاب المنصوری/الکناش المنصوری/المنصوری فی الطب	= المنصوری فی الطب	
⊙ ۲۸۵	کتاب المدخل فی الطب (لجالینوس)	حنین بن اسحاق	رضا، آصفیہ
⊙ ۲۸۶	کتاب المسائل/المسائل الطبیۃ	حنین بن اسحاق	رضا
⊙ ۲۸۷	کتاب المسائل فی العین	〃 〃	طبیہ
⊙ ۲۸۸	کتاب المشجر/المشجر الکبیر/کناش یحییٰ	ابوزکریا یحییٰ بن ماسویہ م ۲۴۳ھ/۸۵۷ء	خدابخش، رضا
۲۸۹	کتاب المیامیر/تقویم الابدان	فخر الدین النیشاپوری	طبیہ
• ۲۹۰	کتاب المغنی	ابوالحسن سعید بن ہبۃ اللہ	خدابخش
⊙ ۲۹۱	〃 〃	ابن بیطار م ۶۴۶ھ = ۱۲۴۸ء	خدابخش، رضا، دوحید، یونانی میڈیکل لکھنؤ

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	ذخیرہ کتب خانہ
۲۹۲-	کتاب المنتخب فی العین	عمادبن علی الموصلی	طبیہ
۲۹۳-	کتاب النبات		آصفیہ
⊙ ۲۹۴-	کتاب النبض الکبیر (لجالینوس)	حنین بن اسحاق	ظل الرحمن
• ۲۹۵-	کتاب الوصلۃ الی الحبیب فی وصف الطیبات والطیب	کمال الدین ابوالقاسم عمربن احمد ابن العدیم م ۶۶۰ھ = ۱۲۶۲ء	خدابخش
⊙ ۲۹۶-	الکناش السامری	موفق الدین ابویوسف السامری م ۶۸۱ھ / ۱۲۸۲ء	رضا
۲۹۷-	الکناش الطبری	ابوالحسن احمدبن محمد الطبری	طبیہ
• ۲۹۹-	کنز الطبیب وبغیۃ الحبیب	کمال الدین محمود ابن الحسن الموصلی	″
⊙ ۳۰۰-	کنز الفواید فی تنویع الموائد	حنین بن اسحاق	خدابخش
• ۳۰۲-	کیمیای باسلیقا	صالح بن نصر اللہ ابن سلوم آفندی کلام م ۱۰۸۱ھ / ۱۶۷۰ء	رضا، ندوہ
• ۳۰۳-	اللباب السعدی	محمد ابن عبداللہ ابن ابی الفتح السہیلی الجاجی	″
⊙ ۳۰۴-	مالا یسع الطبیب جہلہ	جمال الدین یوسف بن اسمعیل بن الیاس البغدادی م ۱۲۳۳ھ / ۱۸۱۷ء	خدابخش، رضا
۳۰۵-	مباحث الاطبا	درویش محمد رام پوری	رضا
• ۳۰۶-	مجربات	علی بن زین طبری-	ظل الرحمن
—	مجربات الخواص، ابن زہر	= کتاب الخواص	
۳۰۷-	مجموعہ رسائل طب (کتابت ۶۵۷ھ)	—	سالار
۳۰۸-	مجموعہ منتخب الادویہ	جعفر بن سید محمد مرتضیٰ	خدابخش
• ۳۰۹-	المختارات (للرازی)	—	رضا
• ۳۱۰-	مختصر فی الادویہ والاغذیہ		خدابخش
• ۳۱۱-	المختصر فی الطب (لجالینوس)		رضا
⊙ ۳۱۲-	مدارک الحکم (حاشیہ علی النفیسی)		″
• ۳۱۳-	المرکبات الشاہیہ	عمادالدین محمود الشیرازی (م ۱۰۰۰ھ تقریباً)	″
۳۱۴-	مسئلہ استنشاق الہواء	شیخ علی	ناصریہ
۳۱۵-	مسائل العلاج		آصفیہ
۳۱۶-	مستقصی الکلام فی امراض الانام	فیض الحق بن غلام سبحانی جھنجھانوی	خدابخش

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	ذخیرہ/کتابخانہ
۳۱۷	المستوجب باحکام الاسہالات	محمد مراد القادری الشطاری التزابی البرہانی	رضا
۳۱۸	مطب اطبا	—	طبیہ
◎ ۳۱۹	المعالجات الایلاقیہ	محمد بن یوسف الایلاقی م ۵۳۶ھ	رضا، آزاد، طبیہ دہلی، صیانۃ الفکر
◎ ۳۲۰	المعالجۃ البقراطیہ / الکناش	ابوالحسن احمد بن محمد الطبری (چوتھی صدی ہجری)	خدابخش، رضا، آزاد، آصفیہ، دیوبند، نظامیہ، بوٹانیکل، ظل الرحمٰن
۳۲۱	المعتمد فی الادویۃ المفردہ	—	آصفیہ
◎ ۳۲۲	معرفۃ قوۃ اللبن	حنین بن اسحاق	″
۳۲۳	معیار الاطبا	احمد سعید امروہوی	سالار
۳۲۴	معین الاطبا	مرزا عبدالرحیم بیگ	خدابخش
۳۲۵	مفتاح الادویہ و مقیاس الاشربہ	علی اصغر بن محمد باقر الاصفہانی	″
۳۲۶	مفرح النفس	مجدالدین عبدالوہاب الدمشقی (م ۶۹۴ھ)	خدابخش، رضا
۳۲۷	مفردات الادویہ	حکیم خادم حسین	آزاد
۳۲۸	مفردات الادویہ والاغذیہ	—	″
○ ۳۲۹	المفردات من الادویہ	نجیب الدین السمرقندی	رضا
○ ۳۳۰	المفردات من الاغذیہ	″ ″	″
○ ۳۳۱	مفردات العقاید الرفیعہ فی ذکر بعض الاغذیہ والادویہ		آصفیہ
○ ۳۳۲	مقاصد الاطبا	رکن الدین مسعود بن حسین الکاشی (م ۹۴۴ھ = ۱۵۳۷ء)	رضا، آصفیہ
○ ۳۳۳	مقالہ علق	روفس	آزاد
○ ۳۳۴	مقالۃ فی السواک والسنون	یوحنا ابن ماسویہ م ۲۴۳ھ / ۸۴۰ء	″
۳۳۵	مقالۃ فی الفصد	ہبۃ اللہ بن جید	سالار
۳۳۶	منافع الاعضا	عبداللہ بن الفتح	طبیہ
۳۳۷	منتخب الادویہ	محمد جعفر ابن السید محمد الجونفوری	آصفیہ
○ ۳۳۸	المنصوری فی الطب / کتاب المنصوری / الکناش المنصوری	محمد بن زکریا الرازی	خدابخش، رضا، آصفیہ، آزاد، بوٹانیکل کلکتہ
۳۳۹	المنقذ من الہلاکۃ (۵۰۴ھ)	حسین بن ابی ثعلب بن مبارک بن ابی المشرف الطبیب	رضا

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	ذخیرہ / کتابخانہ
۲۴۰	المنظومۃ فی الطب	ابن سینا	خدابخش
۲۴۱	المنظومۃ فی الماکولات	شعبان سلیم	"
۲۴۲	منہاج الطب	محمد بن زکریا الرازی	رضا
	— النجیبات	نجیب الدین السمرقندی	(انفرادی عنوانات میں دیکھیں)
۲۴۳ °	نخب الذخائر فی احوال الجواہر	شمس الدین ابو علی محمد ابن ابراھیم السنجاری الشہیر با الاکفانی، م ۷۴۹ھ / ۱۳۴۹ء	رضا
۲۴۴ °	نزھۃ الابصار فی خواص الاحجار	———	رضا
۲۴۵ °	النزھۃ الزاھیۃ فی احکام الحمام الشرعیۃ والطبیۃ	عبدالرؤف محمد بن تاج العارفین بن علی بن زین العابدین المناوی (م ۱۰۳۱ھ)	خدابخش
۲۴۶ °	نزھۃ الزمان فی تعدیل الابدان	الانطاکی (م ۱۰۰۸ھ = ۱۵۹۹ء)	آزاد
۲۴۷	نسخہ برشعثا		خدابخش
۲۴۸	نشر اللواء فی مقتضیٰ الفصد والدواء	شیخ جمال الدین عبداللہ بن علی بن ایوب القادری المخزومی	خدابخش
۲۴۹ °	نور العیون وجامع الفنون	ابو زکریا یحیٰ ابن ابی الرجا	رضا

●●

سموم وتریاق (عربی)

	نام کتاب	حوالہ نمبر شمار	نام مصنف	ذخیرہ / کتابخانہ
۱	رسالۃ فی الحجر الباد زہر الحیوانی	۱۳۵	بدرالدین القوصونی	رضا
۲	رسالۃ فی السموم	۱۳۲		خدابخش
۳	رسالۃ فی سقی السموم	۱۳۳	نجیب الدین السمرقندی (م ۶۱۹ھ = ۱۲۲۲ء)	خدابخش، رضا، ندوہ، ونیک
۴	رسالۃ فی بیان طبیعۃ الافیون	۱۱۵	نجم الدین ابوالحسن علی بن عمر القزوینی	رضا
۵	الکتاب الاشرف من صنعۃ الدریاق المنقذ للنفوس الشریفۃ من التلف	۲۴۹	علی بن یوسف بن عبداللہ التنوخی م ۶۷۵ھ = ۱۲۷۶ء	خدابخش
۶	المنقذ من الہلکہ (۵۰۴)	۵۲۹	حسین بن ابی ثعلب بن المبارک بن ابی المشرف الطبیب	رضا

●●

علم الحیوان (عربی)

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	ذخیرہ کتابخانہ
۱-	جر الذیل فی علم الخیل[1]	جلال الدین السیوطی	رضا
۲-	دیوان الحیوان	" "	خدابخش، رضا
۳-	سفینۃ خواص الدواب والطیور		ناصریہ
۴-	عین الحیوٰۃ (مختصر حیواۃ الحیوان للدمیری)	بدر الدین محمد بن ابی بکر بن عمر المخزومی السکندری المعروف بابن الدمامینی (م ۸۲۷ھ / ۱۴۲۴ء)	رضا
—	الفراسۃ فی علم السیاسۃ = کتاب الفراسۃ		
۵-	قرابادین الخیل	حکیم محمد بن خلیفہ یعقوب	"
۶-	کتاب الاقوال الکافیہ والفصول الشافیہ / کتاب الجوارح والحمام	علی بن داؤد بن یوسف بن عمر بن علی الرسولی م ۷۶۴ھ = ۱۳۶۳ء	خدابخش، رضا
۷-	کتاب اشارات الخیل		خدابخش
۸-	کتاب الخیل والبیطرہ	ناصر الدین محمد بن یعقوب بن اخی حزام الختلی[2]	"
۹-	کتاب السیاسہ فی علم الفراسۃ	محمد بن خلیفہ یعقوب	"
۱۰-	کتاب صفات الخیل والدواب		"
۱۱-	کتاب الفراسۃ فی علم السیاسۃ	العباسی	"
۱۲-	کتاب فی علم الفراسۃ	امرأ القیس	"
۱۳-	کتاب المغنی فی البیطرہ	الملک الاشرف موحد الدین عمر بن یوسف بن عثمان الغسانی الرسولی الیمنی (م ۶۹۶ھ / ۱۲۹۶ء)	رضا
۱۴-	مختصر یواقیت الاختصاص[3]	—	"
۱۵-	معرفۃ انواع الحیوانات والطیور	رضی الدین ابن الخیاط الیمنی	آصفیہ
۱۶-	المنحول فی معرفۃ صفات الخیول	امیر نعمان پاشا	خدابخش
۱۷-	المنظومہ فی علم الفراسۃ	غرس الدین[4]	"
	الودیک فی فضل الدیک[5] = دیوان الحیوان		

---

[1] دیوان الحیوان میں یہ رسالہ شامل ہے [2] ابن اخی حزام محمد بن یعقوب الختلی (کشف ۱۴۱۷)

[3] یواقیت الاختصاص للسید عبداللہ الشامای، مختصر من حیواۃ الحیوان [4] غرس الدین محمد بن احمد الانصاری (م ۹۷۱ھ / ۱۵۶۴ء) کی تصانیف میں ایک منظومہ اس نام سے — الاعلام ج ۶، ص ۲۳۷، درج ہے: اتحاف اہل الکیاسۃ فی علم الفراسۃ۔

[5] دیوان الحیوان میں یہ رسالہ شامل ہے۔

ضمیمہ

مزید فارسی و عربی مخطوطات طب

فہرست تیار ہونے کے بعد جو مزید مواد ملا، اسے
بطور ضمیمہ پیش کیا جارہا ہے

فارسی مخطوطات – ④

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	ذخیرہ/کتابخانہ
۵۸۸	آرائش معالجات سکندری	میر داور علی رضوی	سعیدیہ
• ۵۸۹	ابد العلاج	محمد روشن ضمیر	آزاد
◎ ۵۹۰	اجماع الادویہ	حسین بن علی بن حسین الانصاری العطار م ۱۴۰۳ء (فرزند زین العطار صاحب اختیارات بدیعی)	سالار
۵۹۱	ادویہ مفردہ و مرکب	تقی الدین محمد بن صدر الدین علی	رضا، ظل الرحمن
• ۵۹۲	اسرار الاطبا	حکیم الملک نظام الدین احمد گیلانی	آصفیہ
• ۵۹۳	اصلاحات طبی	" " " "	"
• ۵۹۴	اصل الاصول	یوسف بن یوسفی الہروی	آزاد
۵۹۵	اصول التراکیب (سمرقندی) ترجمہ	—	آصفیہ
۵۹۶	اغذیۃ الامراض	محمد عارف خاں	میڈیکل
۵۹۷	بحر المنافع	حکیم ضیا خواجگی	ایشیاٹک
۵۹۸	"	حکیم محمد شریف خاں	میوزیم
۵۹۹	بیاض طب	حکیم افتخار علی خاں	آصفیہ
۶۰۰	بیاض فوائد وارثیہ	وارث علی	نظامیہ
۶۰۱	بیاض مجربات رحمانی	محمد عبدالرحمن	"
۶۰۲	بیاض مجربات	محمد اکبر ارزانی	"
۶۰۳	" "	عابد علی، میر	"
۶۰۴	" "	کشن لال	"
۶۰۵	تحائف التجارب	مقصود علی	نظامت لائبریری مرشدآباد
۶۰۶	تحائف المجربات	حکیم الیاس	آزاد، نظامیہ، سالار
۶۰۷	تحقیق الاوزان	عبداللہ بن محمد اشرف صدیقی	ایشیاٹک، آصفیہ، نظامیہ

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	ذخیرہ/کتابخانہ
٦٠٨	تذکرة العلاج	محمد مومن بن محمد حسین النهنی الاشتیبانی	سالار
٦٠٩	تلخیص الرابع در مداوای سموم	—	صولت
٦١	تلخیص مسیحائی	مسیح الدولہ حکیم مرزا علی حسن خاں بہادر	آصفیہ، سالار
٦١	جامع الخلاصہ	حکیم غلام علی	میڈیکل
٦١	جامع الفوائد	حکیم رستم بن خان درانی	سالار
٦١	حدود الامراض (اصل عربی از الرازی)	محمد فضل الدین بن محمد فیاض الحسینی	آصفیہ
٦١	حفظ صحت	احمد اللہ معروف بہ امام بخش کرت پوری	بوٹانیکل
٦١	خلاصة التجارب	سید ابوالقاسم بن سید محمد الحسینی	آصفیہ، آزاد، سالار
٦١	خلاصة الطب	عبداللہ دوائی لاہیجی	میڈیکل
٦١	خواص ادویہ	قاضی بن کاشف الدین محمد یزدی	آصفیہ
٦١	" "	حکیم الملک نظام الدین احمد گیلانی	سالار
٦١	" "	حکیم محمد افضل	نظامیہ
٦١	خواص الجواہر	مہدی علی	سالار
٦	دستور العلاج	حکیم غلام حسین شاہجہاں آبادی	سعیدیہ
٦١	دستور العمل/معالجات حمیات/قرابادین	محمد حسین/محمد باقر بن محمد حسین	نظامیہ
٦١	ذخیرۂ اسکندریہ	ذکاء اللہ خاں بن اسحاق بن اسمٰعیل الطبیب	آصفیہ
٦١	ذخیرہ اکبرشاہی	محمد بخش مہجور	میڈیکل
٦١	راحت الروح	حیدر علی طبیب	رحمت اللہ
٦	رسالہ ادویہ	حسن خواجگی بن مسعود	اسٹیٹ آرکائوز
٦	رسالہ اقسام الامراض	محمد شمس الدین	نظامیہ
٦	رسالہ چوب چینی و قہوہ و چائے	—	آصفیہ، سالار
٦	رسالہ در خواص ادویہ و نسخہ جات	ولایت علی میر	نظامیہ
٦	رسالہ در طب	یار علی خاں	ایشیاٹک
٦	رسالہ در طریق مسہلات	امان اللہ	بوٹانیکل
—	رسالہ در علاج حمیات	محمد شریف خاں	رضا
—	رسالہ در اغذیہ واشربہ = رسالہ در فوائد طب		
—	رسالہ در علاج عقیمہ		صولت
—	رسالہ در علاج مالیخولیای مراقی = علاج مالیخولیای دماغی		

نمبر شمار - نام کتاب	نام مصنف	ذخیرہ کتابخانہ
• ۶۳۴ - رسالہ طب	علوی خاں	آصفیہ
• ۶۳۵ - " "	شفائی خاں	"
• ۶۳۶ - " علاج وبا	محمد قلی خاں خراسانی،	سالار
۶۳۷ - " قسم نظری و عملی طب	—	"
۶۳۸ - " قوانین العلاج	علی رضا	سالار، عثمانیہ
۶۳۹ - " نفع طعام	محمد وارث علی خاں	نظامیہ
• ۶۴۰ - " ہیضہ	ابوالقاسم اصفہانی	"
۶۴۱ - سفینۃ العلاج	وزیر علی باقری قادری، سید محمد	سالار
۶۴۲ - سہرابی (ترجمہ)	علی اکبر بن محمد طبیب	بوہار
• ۶۴۳ - شجرۂ دانش (تق ۱۶۴۹ء)	نظام الدین احمد گیلانی، حکیم الملک	آصفیہ
۶۴۴ - شرح انیس المشرحین	حسین بخش سہارن پوری	میڈیکل
• ۶۴۵ - شفاء الاسقام	عین الملک (م ۱۰۰۳ھ تق)	نظامیہ
۶۴۶ - شفاء الاسقام و کتاب الرحمہ (ترجمہ)	علی حسین کربلائی، شیخ	سالار
۶۴۷ - شفاء الکافی	شہاب الدین بن عبدالکریم قوام ناگوری	سالار، آصفیہ، رضا
• ۶۴۸ - شفاء الصبیان	اکبر ارزانی	رضا
• ۶۴۹ - شفاء المرضیٰ	شہاب الدین عبدالکریم قوام ناگوری	سالار، آصفیہ، عثمانیہ، آزاد، رضا
• ۶۵۰ - شفاء النافع	یوسف بن محمد یوسفی الہروی	آصفیہ
۶۵۱ - صحت الامراض	پیر محمد، شیخ (زین العابدین بن غیاث الدین)	نظامیہ
• ۶۵۲ - صفات و خواص موسیائی	نظام الدین احمد گیلانی، حکیم الملک	آصفیہ
۶۵۳ - طب شفاخانی	—	رضا
• ۶۵۴ - طب غربا	غلام امام بریلوی	خدابخش، رضا
۶۵۵ - طب قاسمی	—	رضا
۶۵۶ - طب گوپال شاہی	گوپال	سالار
۶۵۷ - طب مراد	مراد علی تالپور	طبیہ دہلی
۶۵۸ - طب دیدک	احمد علی خاں	آزاد
• ۶۵۹ - عجائب الاتفاق	کاشف الدین	آصفیہ
• ۶۶۰ - علاج الاطفال	قاضی حسن	نظامیہ
• ۶۶۱ - علاج المجدد	محمود عالم بشارت خاں	سالار

نام کتاب	نام مصنف	ذخیرہ/کتابخانہ
۶۶۲- فریدیہ	عبداللہ طبیب	خدابخش
۶۶۳- فوائد الاخبار/ مجموعہ رسائل طب	یوسف بن محمد یوسفی	خدابخش، ایشیاٹک، آزاد، رضا، سالار
۶۶۴- فوائد طب	ابو مظفر محمد المنظری	خدابخش
۶۶۵- فوائد الفواد	محمد طاہر، شیخ	ایشیاٹک
۶۶۶- فواکہ	محمد شریف خاں دہلوی	آصفیہ
۶۶۷- فیوض جلیلہ	مسیح الدولہ، حکیم	بوٹانیکل
۶۶۸- قاطعۃ الامراض	—	میوزیم
۶۶۹- قرابادین (ترجمہ الکناش المنصوری)	—	آصفیہ
۶۷۰- قرابادین احمدی	احمد اللہ دہلوی، مدراسی، حکیم	نظامیہ
۶۷۱- قرابادین قاسم	محمد قاسم	//
۶۷۲- قواعد نواب معتمد الملک حکیم علوی خاں و حکیم صادق رضوی و حکیم میر زین العابدین حسینی		سالار
۶۷۳- کتاب الفوائد	قاسم علی، میر	//
۶۷۴- کلیات شفائی	شفائی خاں، مظفر بن محمد الحسینی	//
۶۷۵- کلیات طب	سلطان علی طبیب خراسانی	آصفیہ
۶۷۶- مجربات مبارزی	—	سالار
۶۷۷- مجربات مطب	محمد ابراہیم لکھنوی	ظل الرحمٰن
۶۷۸- مجمع المنافع	—	رضا
۶۷۹- مجموعہ نسخہ جات طب (۱۸۴۰ء)	محمد صاحب مندروزی	سالار
۶۸۰- مختار الطب	—	آصفیہ
۶۸۱- مختصر در طب	نجم الدین محمود بن الیاس الشیرازی	ایشیاٹک
۶۸۲- مرآۃ الکما [الحکما؟]	یونس بیگ انگریز	سالار
۶۸۳- مطب حکیم مسیح الدولہ	حکیم مسیح الدولہ	نظامیہ، آصفیہ
۶۸۴- مطب محمد بن زکریا و علی بن عباس		آصفیہ
۶۸۵- معالجات	سید اسمٰعیل جرجانی	رضا
۶۸۶- معمولات حکیم محمد شریف خاں	افتخار الدولہ شیر الملک فرزند جاہ محمد شریف خاں بہادر سیف جنگ بن نظام الدولہ خاں	نظامیہ
۶۸۷- مفتاح الاصول	سید زین الدین	//

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	ذخیرہ کتب خانہ
۶۸۸	مفتاح السرور عادل شاہی	محمود ایاز	سالار، آزاد
۶۸۹	مفردات مسیحائی	حکیم مسیح الدولہ	نظامیہ
۶۹۰	مقالہ نبیذ	روفس	ظل الرحمن
۶۹۱	مقدمہ دستور العلاج	سلطان علی طبیب خراسانی	ایشیاٹک، آزاد، رضا
۶۹۲	مناظر الابدان	محمد یحیٰ	نظامیہ
۶۹۳	مناہل الانظار	محمد بن عبداللہ اللاری	آصفیہ
۶۹۴	منتخب الطب	شیخ سراج الدین بنی اسرائیل	"
۶۹۵	منظومہ دلائل النبض والبول	—	ایشیاٹک
۶۹۶	نزہت القلوب	حسن محمود الحسینی الشیرازی المعروف بہ مجی	سالار
۶۹۷	نسخہ جات مجربات اساتذہ	فخر الدین جیو	آصفیہ
۶۹۸	نسخہ شفائی	فضل علی شفائی خاں	سالار
۶۹۹	نفع جہت دفع سمومات وموذیات	ظہیر الدین بن رحمت اللہ الطبیب الکرمانی	"
۷۰۰	ہدایۃ الغوی الی منہج النبوی	محمد غوث بن نصیر الدین محمد نائطی شفائی آرکاٹی	"

فہرست عربی - ۲

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	ذخیرہ/کتابخانہ
۲۵۰ -	اصناف الحمیات/کتاب الحمیات (لجالینوس)	حنین بن اسحاق	آصفیہ، فضل الرحمن
۲۵۱ -	الاصول فی جملۃ کتب الموازین	جابر بن حیان	آصفیہ
۲۵۲ -	الاصول فی شرح الفصول (فصول بقراط)	—	"
—	ایضاح محجۃ العلاج = قرابادین ایضاح محجۃ العلاج		
۲۵۳ -	حاشیہ علی شرح النفیسی	موسیٰ بن ابراہیم البغدادی	"
۲۵۴ -	حل المشکلات	فتح الدین گویاموی	"
۲۵۵ -	درر فاخرہ	صالح بن نصر اللہ الحلبی ابن سلوم آفندی	سالار
—	ذخیرۂ عطار = کتاب الفتح فی التداوی		
۲۵۶ -	الرسالۃ	حکیم عبداللہ بن علی العکاشی	آصفیہ
۲۵۷ -	رسالہ اغذیہ (مقالۃ فی الاغذیۃ مختصرۃ)	محمد بن زکریا الرازی	خدابخش
۲۵۸ -	رسالۃ بدل الادویہ	مجد الطبیب بن سعید القیسی الطبیب	سالار
۲۵۹ -	الرسالۃ العاشرۃ	ابن سینا	خدابخش
۲۶۰ -	رسالۃ فی تدبیر الحجر	"	"
۲۶۱ -	رسالہ فی تشریح الاعضا	—	سالار
۲۶۲ -	رسالۃ فی الطب	ابومنصور الحسن بن نوح القمری	سالار، آصفیہ
۲۶۳ -	الرسالۃ فی طبیعۃ الابدان	نجم الدین ابوالحسن علی القزوینی	رضا
۲۶۴ -	رسالۃ منظومۃ	عبداللہ بن اسعد الیافعی	خدابخش
۲۶۵	سراج الطب	اشرف علی	سالار
۲۶۶	شرح الارجوزۃ السینائیہ	—	سالار
۲۶۷ -	" " فی المجربات	ابوالفرج عبداللہ بن الطیب	خدابخش
۲۶۸ -	" " " (ابن سینا)	ابن رشد	سالار
۲۶۹ -	شرح الصناعۃ الصغیرۃ (لجالینوس)	ابوالفرج عبداللہ بن الطیب	خدابخش

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	ذخیرہ/کتابخانہ
۳۷۰	شرح طب ایلاقی	ابواسحاق ابراہیم بن علی بن محمد اسلمی المعری	سالار
۳۷۱	شرح قول الشیخ فی الہلیلج	شاہ عبدالعزیز دہلوی	رضا
۳۷۲	شرح المسائل الصغیرۃ	حنین بن اسحاق	خدابخش، رضا
۳۷۳	شرح الموجز	ابن التلمیذ	سالار
۳۷۴	الصادقیہ (وصیۃ البقراط)	موسیٰ بن خالد	آصفیہ، ظل الرحمن
۳۷۵	الصناعۃ الصغیرۃ (جالینوس)	حنین بن اسحاق	،، ،،
۳۷۶	عجالۂ نافعہ	درویش محمد بن شیخ حافظ عالم خان	آصفیہ
۳۷۷	عقد الجمان فی ما یلزم لمن ولی البیمارستان	عبدالواحد بن محمد المغربی (م ۹۴۴ھ)	میڈیکل
۳۷۸	العلم والعمل الطبیۃ	—	خدابخش
۳۷۹	عمل الادویۃ المرکبۃ واصلاح المفردۃ منہا حتی یصلح ان یستعمل فیہا	—	آصفیہ
—	الفتاحی = شرح القانونچہ		
۳۸۰	فرحت الابدان	—	میوزیم
۳۸۱	فروق الامراض	نجیب الدین السمرقندی	آصفیہ، طبیہ، ظل الرحمن
۳۸۲	فصول من کتاب المرضی	محمد بن التیمی الخطیب الرازی، ابوعبداللہ	آصفیہ
۳۸۳	کتاب الاخلاط	حنین بن اسحاق	خدابخش، آصفیہ
۳۸۴	کتاب البیان فی کشف اسرار الطب للعیان (منتخب)		آصفیہ
۳۸۵	کتاب القسطا فی تدبیر البدن فی السفر	قسطا بن لوقا (م تقریباً ۳۰۰ھ)	آصفیہ، رضا
۳۸۶	کتاب اللمعۃ	سدید الدین الکازرونی	میڈیکل
۳۸۷	کشف الاشکالات، حاشیہ شرح اسباب	محمد ہاشم بن حکیم محمد احسن	خدابخش، طبیہ
۳۸۸	لطف المسائل وتحف السائل	محمود بن عمر العطار	مدراس
۳۸۹	مفرح الانوار	محمود علی الحکیم	سالار
۳۹۰	مجموعہ رسائل عین الحیوٰۃ	—	،،
۳۹۱	مجموعہ رسائل الطب	—	،،
۳۹۲	ملائک الحکم	تراب علی بن سید علی بلگرامی	نظامیہ
۳۹۳	مداواۃ الاسقام (جالینوس)		طبیہ
۳۹۴	المنجز فی شرح الموجز	محمود بن احمد الاماشاطی	آصفیہ
۳۹۵	المنصوری للرازی (منتخب) (معنون بہ عالمگیر)		،،
۳۹۶	مجموعۃ الحکم	عبداللہ بن علی الکاشی، شرف الدین حسن شیرازی	بوٹانیکل

تصحیح واضافہ (فارسی)

(فہرست میں مندرج جو مخطوطات بعض مزید کتب خانوں میں موجود پائے گئے، ان کی اطلاع ذیل میں درج ہے۔ اس فہرست میں کتابت کے جو اغلاط راہ پاگئے ہیں، ان کی تصحیح بھی کی جارہی ہے۔

نشانات : اضافہ +، تصحیح ←، تصنیف ت، کتابت ک، متوفی م، نسخہ درج)

(۲) + ایشیاٹک (۵) + جے پور (۶) + تالیف ۱۰ ویں صدی ہجری (۷) + مرتب: محمد فصیح، ت ۱۲۱۲ھ (۸) + مختارات تلغر خانی اور تعلیم السلطان دو جداگانہ کتابیں ہیں، (۹) محمد ← محمد حسن بن ... (۱۱) + عہد عالمگیر ثانی (۱۱) خارج (۱۴) م ۱۰۸۰ھ خارج (۱۹) + میڈیکل (۲۰) مصنف: علی بن محمد (۲۱) + ک ۱۱۸۰ھ (۲۲) + ت ۱۱۱۵ھ، ک ۱۱۸۳ھ (۲۴) الاریجی ← اللاہیجی الحسینی (۲۵) + ابن بہرہ مندخان ... ۱۲۲۶ + ک ۱۲۲۷ھ (۲۶) + ایشیاٹک، آزاد (۴۷) + ت ۱۲۴۸ھ (۴۸) م ۱۲۰۱ھ (۴۹) + ک ۱۲۵۱ھ (۵۷) + ت ۱۱۶۸ھ (۵۸) + ت ۱۱۲۱ھ ک ۱۲۳۷ھ (۶۰) خارج (۶۲) خارج (۶۳) + سالار (۶۶) محمد بن علی ← محمد علی (۷۷) + آصفیہ، سالار (۸۲) + ک ۱۱۱۰ھ (۸۳) + سالار، حسن بشارت ← حسن بن مولوی محمود عالم بشارت (۹۱) + سالار (۹۱) رضا (۹۳) حکیم ولی گیلانی ← حکیم ولی بن علاء الدین بن محمد گیلانی (۹۶) + ک ۱۸۷۹ء (۱۰۱) + سالار، نورالدین بن محمد ← نورالدین محمد، عہد: ۱۱ویں صدی (۱۰۴) علیمی ← یوشع (مدرس) + خدابخش، ایشیاٹک، رضا، سالار، نظامیہ، آزاد (۱۰۷) + ... محمود ← محمود (۱۲) + سالار، عہد ۱۰ویں صدی ہجری (۱۲۸) + ک ۱۲۰۸ھ (۱۳۲) + ک ۱۲۳۵ھ (۱۳۷) + ت ۱۱۴۵ھ (۱۳۹) مصنف: جلال الدین محمد اصفہانی ... (۱۵۱) + سالار (۱۵۲) + ت ۳۰۳ھ (۱۶۱) + آزاد (۱۶۶) + خدابخش، مصنف ناشناختہ (۱۶۷) + رسالہ بدل ادویات = ابدال ادویہ (۱۶۸) + ایشیاٹک، آزاد، آصفیہ (۱۶۹) + مصنف: محمود بن مسعود، ک ۱۲۷۱ (خدابخش) (۱۷۹) + سالار، نظامیہ (۱۸۰) + آزاد، ایشیاٹک (۱۸۶) + آصفیہ (۱۹۳) + ک ۱۲۷۵ھ (۱۹۴) + سالار، آزاد، میڈیکل (۱۹۵) ۲۰۳ اور ۲۰۱ ایک ہی کتاب ہے، + خدابخش ک ۱۲۷۶ھ، رضا ک ۱۲۶۹ھ (۲۰۵ ب) + رضا (۲۰۷) + سالار، آصفیہ، میڈیکل (۲۱۵) +/ نظامیہ: اویس اللطیف اردبیلی (۲۲۱) + ک ۱۲۷۵ھ (۲۲۲) ... ۱۱۱۰ھ (۲۳۶) ← آزاد (۲۳۳) اصل عربی مطبوعہ ہے، + سالار، بوہار (۲۳۴) + ک ... ۱۲۳۲ھ ... سالار (۲۵۱) بیرہ ... (۲۲۰) + ... سعید خان بہادر (۲۵۳) خان ← بن غلام صادق خان

بن شریف خاں (۲۵۷) + رضا، (۲۶۰) رضا ← خدابخش (محمد ابدالی: کاتب) (۲۶۳) رسالہ چوبچینی (فی علم الطب)، + ایشیاٹک، سالار (۲۶۴) رفع المرضار ← رفع المضار، ابن سینا کی عربی کتاب کا نام "رفع المضار الکلیۃ عن الابدان الانسانیۃ" ہے، جو طبع ہو چکی ہے (۲۶۶) + رضا، آصفیہ ک ۱۰۷۸ھ، خدابخش ک ۱۱۹۳ھ، نام مصنف: یوسف بن محمد بن یوسف المتخلص بہ یوسفی (معنون بہ بادشاہ ہمایوں) (۲۶۸) + سالار، نظامیہ، (۲۶۹) نام مصنف: محمد امان بن محمد افضل بن محمد عارف بن محمد حسین ازاں بن محمد نوالک سلطان، + رضا: ک ۱۲۴۴ھ + خدابخش ک ۱۱۸۷ھ (۲۷۰) + نظامیہ، سالار (۲۷۱) + ت ۱۱۸۷ھ، ک ۱۱۷۲ھ (رضا) (۲۷۲) + مصنف: حکیم محمد شریف التاریخ ۱۲ نیز دیکھیے ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴ ب، (۲۷۸) + ستر العلاج، + نظامیہ، (۲۷۹) + تخلص بہ انگر، بخط مؤلف (۲۸۰) + ک ۱۱۹۵ھ (۲۸۴) + رضا سالار، آصفیہ، رضا: حبیب اللہ بن نور اللہ بن محمد ، ت ۹۴۹ھ ک ۱۱۵۵ھ، آصفیہ ک ۱۲۳۹ھ (۲۸۶) + ناصر الدین + ارکاٹ (۲۹۳) + الحسینی + شفائی، (عہد اکبری)، آصفیہ ک ۱۰۵۲ھ (۲۹۵ - ۲۹۶) ۲۹۱ کے بعد ہونا چاہیے (۲۹۷) ۲۹۳ کے بعد ہونا چاہیے (۲۹۷) + سال تالیف: ۱۱۵۹ھ (۲۹۸) + عہد: ۱۸ویں صدی عیسوی، + سالار، (۲۹۹) + ت عہد فرخ سیر (رضا) (۳۰۲) + ت ۱۲۳۰ھ، ک ۱۲۳۰ھ درجات مؤلف (۳۰۳) + آصفیہ، (۳۰۶) حسین ← حسینی، م ۱۲۹۸ھ (۳۰۷) (حکیم علی حسن خاں)، (۳۱۲) + ک ۱۰۷۳ھ، (۳۱۳) + ک ۱۲۵۹ھ (۳۱۵) ت ۱۱۵۳ک ۱۲۱۱ھ (۳۲۳) + ت وک ۱۱۸۰ھ (۳۲۶) + سالار، + ت بعد ۱۱۳۸ھ (۳۳۰) = نمبر ۳۵۱ (۳۳۱) + میڈیکل، بوٹانیکل + ت ۱۱۸۸ھ رضا ۳ نسخے (۳۳۲) خان ← خانی (۳۳۵) (شیخ طاہر بن شیخ ابوبکر طبیب) (۳۳۸) + ک ۱۰۷۲ھ (۳۳۹) + نظامیہ، آزاد، + حکیم شفائی خاں فضل علی، + آصفیہ ک ۱۲۴۹ھ (۳۴۰) + ک ۱۱۸۰ھ (۳۴۲) کے بعد: علاجات داراشکوہی = طب داراشکوہی، (۳۴۵) + رسالہ در علاج مالیخولیائی مراقی، شرف الدین بن محمد صادق، آزاد (۳۴۸ب) + سالار (۳۵۱) + طب محمودی، + خدابخش میڈیکل ایشیاٹک (۳۵۶) + ۰، رضا: نعمت اللہ ← رحمۃ اللہ (۳۵۷) + میرزا خان الوسوی/ میرزا جان معصومی، رضا ک ۱۲۴۴ھ نسخۂ مؤلف (۳۵۸) ت ۱۲۲۱ھ (۳۵۹) ۱۰۰۰ھ افضل + بن میر محمد فاضل حسینی، ت ۱۱۴۳ھ، (۳۶۱) + ک ۱۲۰۳ھ (۳۶۲) + رضا: ت ۱۰۹۶ھ ک ۱۲۴۴ھ، (۳۶۴) + ک ۱۲۷۵ھ، (۳۶۶) + رضا: ت ۱۱۸۲ھ، ک ۱۲۲۵ھ (۳۶۸) + آصفیہ ک ۱۲۶۵ھ (۳۷۰) احمد خاں ← احمد خاں فاخر (۳۰۳) + ت ۱۱۲۹ھ، ک ۱۲۵۷ھ (۳۸۴) رضا عہد تصنیف: ۱۲۳۸ - ۵۶ھ (۳۸۸) + ک ۱۲۲۴ھ بخط مصنف (۳۹۲) + ک ۱۲۸۳ھ بخط مصنف (۴۰۰ تتمہ) + محمود بن مسعود بن محمد بن احمد بن حسین بن علی الطبیب (رضا) (۴۰۱) ۱۹۵ پر مذکور ہے جہاں سے خارج کیا گیا (۴۰۲) + ظل الرحمٰن، رضا: معنون بہ نام محمد قلی قطب شاہ والی گولکنڈہ، ک ۱۰۲۰ھ (۴۰۳) ۴۰۵ (۴۱۳) + ت ۱۲۳۲ھ ک ۱۲۶۹ھ (۴۱۵) + (ابوجی / ابو علی بن حسین الدین پٹنی - دھساں)

(۴۱۶) + کمال الدین بدیع الزمان ابوالفضل حبیش محمد بن ابراهیم بن حبیش المتطبب الغزنوی ــ رحمان) (۴۲۱)
+ مائدۃ الشفا، رضا بن محمود بن حکیم حضرت اللہ، سالار (۴۲۲) + آصفیہ ک ۱۲۳۹ھ، خدا بخش ت
ک ۱۲۴۷ھ (۴۲۵) + مجرب / مجربات (۴۲۶ + بن ــــ بن محمد، + سالار (۴۲۸) + / معالجات /
نسخہ جات، + / رضا / طبیہ (۴۳۰) + ت تقریباً ۱۲۲۶ھ (۴۳۱) + نظامیہ، + خدا بخش ک ۱۲۲۸ھ
(۴۳۲) + / جمال الدین بن محمد حسین الدین ــ مدراس، + مدراس (۴۳۳) + تمکین + حیدر آباد،
(۴۳۵) + ت بعد ۱۲۳۱ھ ک ۱۲۴۱ھ بخط مصنف (۴۳۹) + / شیخ حسن بنیا (۴۴۴) + م ۱۲۲۵ھ
(آصفیہ) (۴۴۶) + آصفیہ ک ۱۲۶۲ھ (۴۵۵) + ت ۱۱۵۹ھ ــــ مجموع ضیائی = مجموعۂ ضیائی نمبر ۴۵۷
کے بعد ہونا چاہیے ۴۵۰ ... (۴۵۸) + میر گو آئی / میر گدائی، + سالار، نظامیہ،
+ آصفیہ ک ۱۲۲۱ھ، رضا ک ۱۱۱۸ھ (۴۶۱) + آصفیہ (۴۶۵) محمد ــــ محمد بن، ۱۸ ــــ ۲۸ دو میں
(۴۶۸) + نظامیہ (۴۷۲) + سالار (۴۷۶) خارج (طبع شدہ ــــ رحمان) (۴۷۸) جعفر + بن
محمد حسن اکبر آبادی، + نظامیہ، سالار (۴۸۱) + ت ۶۹۹ھ، ک ۱- ۱۰۸۷ھ ۲- ۱۰۶۹ھ
۳- ۱۲۸۸ھ (۴۸۳) + ک ۱۳۰۵ھ (۵۰۰) - ٹونک (۵۰۱) + ت ۱۱۵۴ھ (۵۰۶) + رضا: حکیم سید محمد
احسن اللہ بن حکیم سید محمد عطاء اللہ حسینی اکبر آبادی م ۱۱۹۰ھ + ۲ جلد ــــ جلد ۲، + خدا بخش
ک ۱۲۵۷ھ (۵۰۷) + سالار، ایشیاٹک، رضا (۵۱۱) + سعیدیہ، (۵۱۲) + معدن الشفاء
سکندر شاہی (مؤلفہ بہوہ خان) مطبوعہ ہے۔ (۵۱۳) القدیم ــــ القویم (۵۱۹ - ۵۲۰) دونوں نمبروں
پر ایک ہی کتاب مذکور ہے، ۵۲۰ کو خارج سمجھا جائے + نظامیہ ہر سہ جلد، سالار بیان کشتہ جات،
(۵۲۱) ۵۱۸ کے بعد (۵۲۳) + رضا، ت ۱۳۰۴ھ ک ۱۲۱۷ھ (۵۲۹) + خدا بخش (ک ۱۱۱۰ھ)
ایشیاٹک، رضا، آصفیہ، امروہہ (۵۳۰) بن شمس الدین ــــ بن محمد شمس الدین سہارنوی، +
سالار، آزاد، (ت ۱۲۲۱ھ) (۵۳۳) + ک ۱۱۷۹ھ، (۵۴۰) + ت ۱۲۵۷ھ ک ۱۲۶۸ھ
(۵۴۱) + رضا ت ۱۰۵۱ھ، (۵۴۵) + سالار + آصفیہ ک ۱۲۳۳ (۵۴۸) حیدری ــــ حیاتی
(۵۵۵) (مترجم: محمد بن محمد رضی الطبیب ــ رحمان) (۵۵۶) + م ۱۲۲۶ھ (۵۵۷) + ت ۱۲۸۱ھ
(۵۵۸) + سالار، ایشیاٹک (۵۵۹) + نظامیہ (۵۶۰) + ک ۱۲۴۱ھ (۵۶۶) +
ت ذک ۱۲۹۸ھ بخط مؤلف (۵۷۳) + سعیدیہ (۵۷۵) + م ۱۲۹۰ھ، ت ۱۲۶۰ھ (۵۷۶)
+ ک ۱۱۲۸ھ (۵۷۸) // ــــ خدا بخش (۵۷۹) + ایشیاٹک (۵۸۱) + رضا ت بعد
۸۵۰ھ (۵۸۵) خارج، طبع شدہ حیدر آباد ۱۸۶۶ء ــــ رحمان۔

●●

مخطوطات متعلق بہ علاج حیوانات :

(۱) + ک ۱۲۸۴ھ، (۲) + ک ۱۲۴۳ھ، (۳) ت ۹۹۰ھ، معنون بنام جلال الدین محمد اکبر، ک ۱۱۱۹ھ (۹) + بن میر کمال، ک ۱۱۹۶ھ، (۱۰) + ک ۱۲۵۴ھ (۱۳) + محمد رضا بن خواجہ محمد یوسف، حسب فرمائش حسن علی خان بہادر، معنون بہ عالمگیر بادشاہ (ت) ۱۰۹۹ھ) ک ۱۲۱۳ھ (۱۴) + رضا ۲، + آصفیہ ۲، ک ۱- ۱۱۰۱ھ ۲- ۱۲۰۲ھ (۱۶) + ک ۱۰۸۵ھ (۲۲) + رضا :/ رسالہ در معالجات طیور (۲۵) + ک ۱۲۵۵ھ (۲۸) + ک ۱۲۳۳ھ (۲۹) + ت ۸۱۰ھ، ۳ نسخے، قدیم تر کتابت ۱۰۵۸ھ (۳۲) + معنون بہ شاہزادہ شجاع، ت ۱۰۵۰ھ، ک ۱۲۴۳ھ (۳۹) + ت ۱۲۰۱ھ، (۴۰) ت ۶۶۷ھ، (۴۱) ت ۹۲۶ھ + رضا (۴۳) + ک ۱۲۳۶ھ (آصفیہ) (۴۵) + رضا (۴۶) + ت ۱۲۶۸ھ ک ۱۲۹۴ھ۔

●●

تصحیح و اضافہ (عربی)

(نشانات: اضافہ +، تصحیح ←، سال تصنیف ت، کتابت ک، متوفی م، زندہ در سنہ ح)

(۳) + / کتاب احوال اعضاء التنفس، + رضا، (۵) خارج (۷) اور (۸) کے درمیان
(۷ب) ازہار الافکار، ۱۰۵۶ھ (۸)، رضا نسخہ: ک ۱۲ویں اور ۱۳ویں صدی، (۹) نسخۂ خدابخش
بخط مصنف کا نوشتہ ہے، (۱۱) + خدابخش ک ۱۱۵۱ھ، رضا ۴ نسخے: ک ۱-۲-۱۰۷۰ھ، ۲-۴-۱۰۸۴ھ
(۱۳) + میڈیکل، رضا ک ۱۰۸۲ھ (۱۵) + رضا ۲ نسخے: ک ۱- ۱۱۴۸ھ، (۱۶) + علی نقی خان دہلوی
مظفر جنگ محمد رضا ناظم بنگالہ کا چچا تھا، + رضا ک ۱۲ویں صدی ہجری (۱۷) + آصفیہ، + حکیم شفائی
خاں (ارشد بن مسیح الملک) کی تالیف "جراحۃ المساندین" کی تشریح و تنقید، ت قبل ۱۲۳۵ھ
(۱۷) کے بعد: + ایضاح محجۃ العلاج = قرابادین ایضاح محجۃ العلاج (۲۰) + ت ۱۲۱۹ھ،
ک ۱۲۲۸ھ، (۲۳) التعفیفۃ ← اللمحۃ العفیفۃ، محمد ← محمود، ۱۸۳۳-۳ ← ۱۴۹۶ھ؟ + رضا ۲ نسخے: ک ۱۲ویں
صدی ہجری، (۲۳) پورا نام: شفاء الدولہ حکیم میر افضل علی بن سید اکبر علی فیض آبادی، (۲۴) پورا نام:
عبداللہ بن کمال الدین حسین الطبیب، معنون بنام شاہ عباس موسوی (۹۸۵-۱۰۳۸ھ) (۲۵)=
نمبر ۱۹ (۲۶) + رضا ک ۱۰۱۷ھ (۲۷) + دہلوی ثم مدراسی (۱۸ویں صدی عیسوی)، آصفیہ ک ۱۷۹۶ء، +
سالار سعیدیہ، (۲۹)، + آصفیہ (۳۰) (مصنف: ابواسحاق ابراہیم بن علی بن محمد السلوی المشری،
م ۶۱۸ھ - رحمان) (۳۴) حکیم... الفاروقی + م ۱۹۳۱ء / فخر الدین الخجندی م تقر ۷۵۰ +
مدراس، رضا ک ۱۲۷۲ھ، برائے حکیم احسن اللہ خان م ۱۲۹۰ھ، خدابخش ۱۱۱۴ھ (۳۸) + خدابخش
ک ۱۲ویں صدی، (۴۱) خارج (طبع مصر ۱۹۱۴ء - رحمان)، (۴۳) تقویم الادویہ + المفردہ، + میڈیکل:
م ← م تقر، + معنون بنام المقتفی بامر اللہ العباسی (۵۳۰-۵۵۵ھ) (۴۴) + آصفیہ،
+ پورا نام: ابوالحسن المختار بن الحسن بن عبدون النصرانی البغدادی، ابن البطلان ۴۵۸ھ
(۴۵) + خدابخش ک ۱۲۱۳ھ، م ۵۵۲ھ/۱۱۵۷ء ← (۴۸) نمبر ۴۵ کے بعد ہونا چاہیے۔
(۴۹) ← البرہانی، ۱۱ویں صدی ← ۱۲ویں صدی، + رضا ک ۱۱۸۲ھ
(۵۰) + خدابخش ک ۱۱۰۲ھ، رضا ۲ جلدیں ک ۱۱ویں اور ۱۲ویں صدی، (۵۳) + رضا ک ۱۱۴۴ھ
(۵۵) +/ جامع اللطائف، + حکیم عزیز الرحمن عرف خدایار خان، + ک ۱۱۵۸ھ (۵۸) + آزاد،
فضل الرحمن، (۵۹) + ک ۱۲۸۵ھ، (۶۵)، + خدابخش ک ۱۲۷۰ھ (۶۶) + سالار، مدراس،
(۶۷) + ک ۱۲۴۵ھ خدابخش (۷۲)، + ک: خدابخش ۲ نسخے ۱- ۱۲۰۱ھ، ۲- ۱۲۴۶ھ، رضا
۱۱ویں صدی (۷۴) + مشتمل بر اصطلاحات طبیہ، بشمول امراض وادویہ، ک قبل ۱۰۶۴ھ التوفی ←
التونی، + میڈیکل (۷۶) + ت ۱۲۳۴ھ (۷۷) حملۃ ← حیلۃ (۸۰) پورا نام: حکیم ابوسعید بن

ابی السرور (السرور) الاسرائیلی السامری العسقلانی' (۸۱) مطبوعہ (۸۳) القدر ← القدر (۸۴) م ۷۵۷ھ
(۸۵) + رضا، خدابخش ک ۱۲ ویں صدی ھ (۸۵ب) خارج (طبع مصر ۱۳۰۵ھ) (۸۶) ر ← خدابخش
(۸۷) + آصفیہ (۸۸) + رضا نسخہ: کتاب الذخیرۃ فی علم الطب' رضا ک + ۱۰۴۲ھ و ۱۰۱۰ھ
(۸۹) + ک ۱۲ ویں صدی ھ (۹۲) + ک رضا ۱۰ ویں صدی ھ (۹۳) + خدابخش (۹۴) +
(محمد بن مسعود بن محمود الشیرازی) (۱۰۳) + ک ۱۲ ویں صدی ھ (۱۰۶) + ت تقو ۱۱۱۳ھ (۱۱۴)
+ ک ۱۳ ویں صدی ھ (۱۱۵) عثمان ← عمر + ک ۱۱ ویں صدی ھ (۱۱۶) النزل ← النزل'
+ ک ۱۰۲۵ھ' (۱۱۷) + رضا ۲ نسخے، ک ا - ۷۰۲ھ (۱۱۸) + ک رضا قبل ۱۱۸۸ھ (۱۲۱)
تجو ← تجو' (۱۲۳) + ک ۱۲۶۴ھ (۱۲۴) م ۹۰۱ھ ← ۹۲۱ھ (۱۲۶) + خدابخش
آصفیہ' رضا ۳ نسخے، ک ۱۲ ویں اور ۱۳ ویں صدی ھ [illegible] علی الاقراذین [illegible]
برائے نواب مجد الدولہ بہادر بہرام جنگ' ک ۱۱۷۹ھ (۱۳۴) خارج (طبع لکھنو - بمبئی) (۱۴۴) [illegible]
(۱۴۹) + آزاد (۱۵۶) + خدابخش (نمبر ۳۴۷ پر خدابخش کا نسخہ مذکور ہے): نسخہ برخشا' رضا ۲
نسخے، ک ۷۰۲ھ (۱۵۷) نمبر ۱۶۱ کے بعد ہونا چاہیے (۱۶۵) + ک ۱۲ ویں صدی (۱۶۶) + ک
۱۳ ویں صدی (۱۷۰) + ک ۱۲۳۵ھ (۱۷۱) پورا نام: بدر الدین محمد بن محمد القوصونی المصری الرومی (الاعلام:
م ۱۴۳ ۹ھ) ک ۱۲۱۶ھ (۱۷۲) + موضوع نبض بول وغیرہ' معنون بہ نام قطب الدین ابوالنصر شاہ عالم' ک
۱۲۷۵ھ (۱۷۹) = نمبر ۱۹۰، القطب المصری م ۶۱۸ھ (۱۸۱) + ک ۱۱۹۱ھ (۱۸۳) + ظل الرحمن'
(۱۸۸) + عثمانیہ (۱۹۰) علی بن السلمی ← علی بن محمد السلوم! + ک خدابخش ۶۷۹ھ
(۱۹۱) + آزاد، میڈیکل، رضا، ظل الرحمن' + م ۱۰۷ھ' + ک: خدابخش ۱۰۷۲ھ' رضا
۹۹۵ھ (۱۹۲) + م ۱۰۱۸ھ' + خدابخش ک ۱۲ ویں صدی ھ' رضا ک ۱۱ ویں صدی ھ (۱۹۳)
پورا نام: حکیم ارشد خاں بن مسیح الملک عبد الشافی خاں الکشمیری الدہلوی' شفائی خاں م ۱۲۳۱ھ'
خدابخش ک ۱۲۱۶ھ (۱۹۴) + نظامیہ، + ک خدابخش ۱۱۱۴ھ' ک رضا ۱۰۹۴ھ (۱۹۵)
+ سالار، سعیدیہ' + ک ۱۱ ویں صدی ھ (۱۹۶) ——— + ک رضا ۱۱۵۰ھ
(۱۹۷) + م ۱۰۰۰ھ' + رضا ۲ نسخے، ۱-ک ۱۲۳۸ھ (۱۹۹) یابی صادق ← بابی الصادق
+ ک خدابخش ۹۷۰ھ (۲۰۰) + ک ۱۲ ویں صدی (۲۰۴) خارج (مطبوعہ) (۲۰۷) + ک
رضا ۱۱۲۴ھ (۲۱۱) + ک ۱۰۵۴ھ (۲۱۲) +/ طب شیوہ' کرامت علی — خارج (۲۱۴) +
ظل الرحمن (۲۱۶) + — احسن الدین الفاروقی الفتح پوری کو ۱۲۳۴ھ بہ خط مصنف [illegible]
(۲۲۲) + (حمیات قانون کی شرح)' + — اسمٰعیل خاں دہلوی، + ل خدابخش ۱۱۸۲ھ'
(۲۲۴) + ک ۱۱ ویں صدی (۲۲۴) + میڈیکل' (۲۲۶) + خدابخش، رضا، قمایۃ، الشیخ (۲۳۱)
+ خان' (۲۳۳) + م ۱۲۳۱ھ' رضا ۴ نسخے، ک ا - ۱۲۱۸ھ (۲۳۴) + ک ۱۲ ویں صدی
(۲۳۵) + م بعد (۲۳۷) الشجری ← السجری (رضا) الشجری (خدابخش برو کلمان' رضا) ک رضا قبل ۱۲۳۱ھ
(۲۳۹) + ک ۱۱۳۹ھ (۲۴۰) قرابادین — القرابادین' + پورا نام: امین الدولہ ابوالحسن

ہبۃ اللہ بن صاعد بن ابراہیم النصرانی البغدادی ابن التلمیذ م ۵۶۰ھ، +ک قبل ۱۰۹۹ھ
(۲۴۲) +ت ۵۱۰ھ، ک ۹۵۷ھ (۲۴۴) الاسرائیلی ← الاسرائی الحلبی، م تقو ۶۷۴ھ،
+ رحمۃ اللہ (۲۴۵) +ک ۱۲ویں صدی ھ (۲۴۶) + رضا ۲ نسخے، بیشتر ۱۳ویں صدی
کے نوشتہ ہیں، (۲۴۷) +ک ۱۰۰۳ھ (۲۴۸) الازرق ← الازرق (۲۴۹) صبغۃ ←
صنعۃ، +ک تقو ۹۰۰ھ (۲۵۰) +ک ۹۱۴ھ (۲۵۱) + رضا، (۲۵۲) المستعلات ←
المستعلۃ عند الطباء الافرنج، صالح آفندی ← صالح بن نصر اللہ الحلبی ابن سلومی آفندی، م ۱۰۸۱ھ
(۲۵۳) +ک رضا ۱۲۸۵ھ (۲۵۴) +م ۳۲۰ھ (۲۵۵) + رضا ۴ نسخے، ک ۱۲ویں ۱۳ویں صدی ھ،
(۲۵۹) + خدابخش: ناقص الاول، ک تخمینہ ۵ویں صدی ہجری، (۲۶۲) + رضا ۲ نسخے، ک ۱۱۲۳ھ
(۲۶۴) خارج مطبوعہ (۲۶۵) +ک ۶۷۰ھ (۲۶۶) +ک ۱۱۴۲ھ (تصنیف: امین الدولہ
ابوالفرج یعقوب بن اسحاق، ابن القُف الکرکی م ۶۸۵ھ (۲۶۷) + رضا ۳ نسخے، ک ۱۰-۱۲ویں صدی،
(۲۶۸) + الاسفرائنی (۲۶۹) +/ ابوسعید بن ابراہیم المتطبب المغربی العلائی، + رضا ۲ نسخے، ک
۱۲۰۲ھ، ۱۲۷۴ھ (۲۷۱) +م تقو ۴۰۰ھ، +ک ۱۱ویں صدی (۲۷۲) قسط ← قسطا (۲۷۴)
الحرارۃ + تفعل فی الرطب سوادا و فی عندھا بیاضاً، +م ۶۷۲ھ، (۲۸۰) +ک ۱۰۵۳ (۲۸۴)
+م ۱۴۰۱ھ، + خدابخش ک ۱۲۳۴ھ، رضا ۳ نسخے ۱-ک ۱۰۰۲ھ، اس کی جلد اول طبع ہو چکی ہے۔
— کتاب المنصوری کی جگہ نمبر ۲۹۲ کے بعد (۲۸۵) +ک رضا ۱۲ویں صدی (۲۸۸) +ک
خدابخش تقو ۸ویں صدی ھ، رضا ۱۰۸۶ھ (۲۸۹) کتاب المیامیر = تقویم الادویہ (۲۹۰) +م
۴۹۵ھ، + خدابخش ک ۶۰۸ھ، + آصفیہ (۲۹۱) +ک ۱۱۹۸ھ رضا (۲۹۳) +(علوی خان)
(۲۹۷) خارج، یہ رسالہ نمبر ۳۲۰ پر مذکور ہے۔ (۲۹۹) +ک رضا ۱۲ویں صدی ھ (۳۰۰) + رضا،
(۳۰۲) عبداللہ ← علی +ک رضا ۱۰ویں صدی ھ (۳۰۴) ابن الکتبی م $\frac{\text{۱۲۳۳ھ}}{\text{۱۸۱۷ء}}$ ← $\frac{\text{۷۵۴ھ}}{\text{۱۳۵۴ء}}$ +ک خدابخش ۹۹۸ھ
(۳۰۵) + —/ فتح الدین الکوفاموی + —/ آصفیہ (۳۰۹) + ادویہ مرکبہ)، ک ۱۱۱۶ھ
(۳۱۱) + رضا ۵ نسخے، ک ۱-۱۰۳۲ھ، ۲-۶: ۱۰۱۰ھ (۳۱۲) +(حکیم محمد شریف خان
م ۱۲۲۱ھ/ تتاب علی بن سید علی بلگرامی، + نظامیہ، خدابخش ک رضا ۱۲۵۴ھ،
(۳۱۳) معنون بہ نام شاہ طہماسپ صفوی (۹۳۰-۹۸۴ھ)، ک ۱۱۹۷ھ (۳۲۱) خارج مطبوعہ (۳۲۶)
+ رضا ۲ نسخے ۱-ک ۱۰۸۱ھ (۳۲۹) + رضا ک ۱۰۸۲ھ (۳۳۰) + رضا ۳ نسخے،
۱- ۱۰۸۲ھ، ۱۰۹۸ھ ۳- ۱۲ویں صدی ھ (۳۳۲) + آصفیہ :/ ذکریا الرازی،
رضا ۲ نسخے ۱۰ویں-۱۲ویں صدی (۳۳۵) سعید ← صاعد (۳۳۷) +م ۱۱۳۹ھ + رضا ک ۱۲۶۵ھ (۳۳۸)
+ک خدابخش ۱۰ویں صدی ھ، رضا ۲ نسخے، ک ۱- ۹۹۷ھ ۲- ۱۱۳۹ھ (۳۳۹) ۵۰۲ ←
ت قبل ۵۰۴ھ برائے المفضل بن ابی البرکات الحمیری م ۵۰۴ھ مبارک ← المبارک،

مشتمل بر تجیات، ک ۸ ویں صدی (۳۴۲) + م ۱۱۳۱ھ ک ۱۰۸۰ھ (۳۴۳) + پورا نام:
شمس الدین ابو علی محمد بن ابراہیم بن ساعد الانصاری السنجاری المصری، ابن الاکفانی، م ۷۴۹ھ
+ ک رضا ۱۲ ویں صدی ھ (۳۴۴) + مبنی بر خریدۃ العجائب از الوردی م ۸۵۰ھ و تحفۃ الغرائب
از عالم شاہ م ۹۸۷ھ، ک ۱۱ ویں صدی ھ (۳۴۵) الزاجیۃ ← الزجیۃ، خدابخش ک ۱۰۹۳
(۳۴۷)، خارج، (نمبر ۱۵۷۶ پر ہے) (۳۴۹) + ت بعد ۶۹۶ھ، ک ۹ ویں صدی ھ۔

علم الحیوان:

(۱) + ک ۱۱ ویں صدی ھ (۲) + ت ۱۰۹۰ھ، + ک رضا ۱۱ ویں صدی ھ
(۴) + ت ۸۲۳ھ، معنون بہ نام ناصر الدین ابو الفتح احمد شاہ بن محمد شاہ بن مظفر شاہ
حاکم گجرات (۸۱۴ــ۸۴۶ھ)، ک ۱۰ ویں صدی ھ (۵) + و فیلسوف سعد الدین بن
الظاہر العجمی در تصنیف این کتاب معاون و مشارک حکیم مذکور بودہ، (۶) + پورا نام:
الملک المجاہد سیف الاسلام ابو الحسن علی بن داؤد بن یوسف الرسولی الغسانی الیمنی، م ۷۶۴ھ
= ۱۳۶۳، ت بعد ۷۲۸ھ، ک ۸ ویں صدی ھ (۱۳) مجد الدین + (عماد الدین) عثمان ← عمر
+ ک ۱۰۸۱ھ (۱۴) + ک ۱۲ ویں صدی (۱۵) + ک ۱۲۶۵ھ۔

●●

اشاریہ مصنّفین (فارسی)

* جہاں صرف خطاب لکھا گیا ہے اور نام کی تصریح نہیں ہے، ان مخطوطات کے نمبر یہاں درج کیے گئے ہیں۔

●●

اشاریہ مصنّفین (عربی)

پاکستان کے کتابخانوں میں
غیر مطبوعہ طبّی مخطوطات

احمد منزوی

● یہ پاکستانی کتابخانوں میں محفوظ طبی مخطوطات کی فہرست ہے، جو فی الحال صرف فارسی مخطوطات پر مشتمل ہے — اس کے لئے ہم احمد منزوی اور ادارۂ مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد کے ممنون ہیں جس نے 'فہرست مشترک نسخہ ہای خطی فارسی پاکستان' کے نام سے حال ہی میں ان کی کتاب شائع کی ہے — ہم نے ان کی فہرست میں یہ ترمیم کی ہے کہ کیمیا و جنسیات کم کر دیے ہیں —— اور' وہ تمام مخطوطات کم کر دیے ہیں جو طبع ہو چکے ہیں؛ وہ بھی جو بالکل معمولی نوعیت کے معلوم ہوتے ہیں؛ اور وہ بھی، جو ہندوستان میں دستیاب ہیں۔

خدا بخش لائبریری، پٹنہ

●●

فارسی مخطوطات

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	نمبر کتاب
۱-	آبستنی[1] وبچہ پیدائی زنان	ناشناختہ	۹۰۶
۲-	آبستنی[1]، منظوم	"	۹۰۷
۳-	آبستنی[1] وزا ایمان	"	۹۰۸
۴-	آداب طبابت	"	۹۱۰
۵-	ابوالعلاج	حکیم محمد روشن ضمیر	۹۱۱
۶-	احسن المطالب	پیر بخش تھانیسری	۹۱۲
۷-	احسن المطالب	سید محمد حسین	۹۱۳
۸-	اختیارات[2] قطب شاہی	میر محمد مومن بن الحسین	۹۱۵
۹-	ادویہ قلبیہ (ترجمہ)	ناشناس	۹۱۶
۱۰-	ادویۂ[2] مجربہ	برخوردار طبیب	۹۱۷
۱۱-	ادویہ مفردہ	ناشناس	۹۱۸
۱۲-	ادویہ ہندویہ	"	۹۱۹
۱۳-	اسامی[1] ادویہ	"	۹۲۰
۱۴-	الاسباب[2] والعلامات (حاشیۂ نفیسی)	محمد ہاشم بن محمد حسن	۹۲۱
۱۵-	اسباب[3] علامات امراض	میر عبدالفتاح خاں	۹۲۲
۱۶-	اسرار الحکم		۹۲۳
۱۷-	اسرار عزیزی	حکیم محمد صالح	۹۲۴
۱۸-	اسرار مکنونہ (منتخب)		۹۲۶
۱۹-	اسرار النسا	رستم جرجانی	۹۲۷
۲۰-	اطفال نامہ	ناشناختہ	۹۲۹
۲۱-	اظہر الطب	ہزاری مسر بھل	۹۳۰
۲۲-	اعجاز مسیحی	ناشناختہ	۹۳۱
۲۳-	افتخار الاطبا و الاخیا	ابوسعید محمد عماد الدین خاں	۹۳۳
۲۴-	اکسیر[1] اعظم (منتخب)	سلطان محمد بارکزائی	۹۳۵
۲۵-	الفاظ[3] الادویہ	ناشناختہ	۹۳۷
۲۶-	امراض[2] صبیان	عماد الدین محمود بن حبیب شیرازی	۹۳۸
۲۷-	انوار الشمس	شمس الدین بن احمد	۹۴۱
۲۸-	بحر الالفاظ	حکیم نجیب اللہ خاں	۹۴۸
۲۹-	بحر[2] الآل	سید قطب الدین	۹۴۹
۳۰-	بحر المنافع	محمد شریف بن غلام محی الدین	۹۵۳
۳۱-	بدیع التقریر	محمد رحم علی خاں	۹۵۴
۳۲-	برء[1] الساعۃ (ترجمہ)	محمد جمیل خاں	۹۵۸
۳۳-	بوستان المتعلمین	امام الدین خاں	۹۶۰
۳۴-	بیاض اجمل خاں	حکیم اجمل خاں	۹۶۲
۳۵-	بیاض اللہ داد	حکیم اللہ داد کاکوی	
۳۶-	بیاض برخوردار	شیخ برخوردار	۹۶۴
۳۷-	بیاض برکت علی	منشی برکت علی خاں	۹۶۵
۳۸-	بیاض جہان عالم	مولوی جہان عالم	۹۶۸
۳۹-	بیاض جمیل	حکیم محمد جمیل خاں	۹۶۹
۴۰-	بیاض الحسن	سید منور علی	۹۷۰

۱- معمولی درجہ کی کتابیں ہیں ۲- ہند میں موجود ۳- یہ اور نمبر شمار ۱۳۱ پر مندرجہ کتاب غالباً ایک ہی ہیں۔ ۴- طبع شدہ

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	نمبر کتاب
۴۱ -	بیاض حکیم	حکیم غلام مہدی	۹۸۱
۴۲ -	بیاض خیرالدین	حکیم خیرالدین	۹۸۲
۴۳ -	بیاض حیدری	سید حیدر علی شاہ	۹۸۳
۴۴ -	بیاض شریف	حکیم محمد شریف خاں	۹۸۶
۴۵ -	بیاض صادق	حکیم صادق علی خاں	۹۸۸
۴۶ -	بیاض نورالدین لاہوری	خلیفہ نورالدین لاہوری	۹۹۰
۴۷ -	تبصرۃ الاطبا	قاضی امیر بخش	۹۹۴
۴۸ -	تجربۂ شاہی	محمد باقر قادری	۹۹۵
۴۹ -	تحفۃ الاحباب	حکیم محمد صدرالدین دہلوی	۹۹۶
۵۰ -	تحفۂ شمسیہ	محمد بن محمود	۹۹۹
۵۱ -	تحفۂ غوثیہ	محمد غوث بخش	۱۰۰۱
۵۲ -	تحفۃ القوامین	سید ولایت علی	۱۰۰۲
۵۳ -	تحفۃ المجربات	خواجہ لقمان حکیم	۱۰۰۳
۵۴ -	تحفۃ المجربات	ناشناختہ	۱۰۰۴
۵۵ -	تحفۃ المومنین (فرہنگ عاقرہائی)	شیخ عبداللطیف قریشی	۱۰۰۸
۵۶ -	تحقیق الحمیات	ناشناختہ	۱۰۰۹
۵۷ -	تحقیق النبض التفسیر	شاگرد عمادالدین اسید	۱۰۱۰
۵۸ -	تدبیر اطفال	ناشناختہ	۱۰۱۲
۵۹ -	تذکرۂ اسحاقیہ	شیخ محمد اسحاق	۱۰۱۳
۶۰ -	تذکرۃ الہند	حکیم رضا علی خاں	۱۰۱۵
۶۱ -	ترکیب ادویہ	ناشناختہ	۱۰۱۷
۶۲ -	تریاق الستنا	شیخ عبدالله	۱۰۱۸
۶۳ -	تشخیص الامراض	ناشناختہ	۱۰۱۹
۶۵ -	تشریح الادویہ	نورالدین محمد	۱۰۲۱
۶۶ -	تعلیم سلیم	محمد سلیم	۱۰۲۲
۶۷ -	نورالبیان	خواجہ عبدالرزاق	۱۰۲۳
۶۸ -	تقابل صحت و مرض	مقرر الدین حکیم شاہ	۱۰۲۴
۶۹ -	تقویم الادویہ	جیس بن ابراہیم تفلیسی	۱۰۲۵
۷۰ -	" "	ناشناختہ	۱۰۲۶
۷۱ -	تن سکھ راحتی	شیخ محمد قریشی	۱۰۲۷
۷۲ -	جامع علوم عرفانی	منشی احمد جان دہلوی	۱۰۳۰
۷۳ -	جامع القوانین	ناشناختہ	۱۰۳۲
۷۴ -	جامع مستغنی		۱۰۳۳
۷۵ -	جواہر المفردات		۱۰۳۶
۷۶ -	چراغ العلاج	حکیم الدین	۱۰۳۷
۷۷ -	چیچک نامہ		۱۰۳۸
۷۸ -	حدود الامراض	محمد بن ابی المجد الطبیب	۱۰۳۶
۷۹ -	حذاقت سبحانی	سید محمد سجاد سبحانی	۱۰۴۰
۸۰ -	حفظ صحت	ناشناختہ	۱۰۴۳
۸۱ -	حل الاسامی		۱۰۴۴
۸۲ -	حمیات	حکیم علوی خاں	۱۰۴۵
۸۳ -	حمیات	ناشناختہ	۱۰۴۶
۸۴ -	حمیات	"	۱۰۴۹
۸۵ -	خزانۂ خداداد		۱۰۵۰
۸۶ -	خلاصۂ جہانی	حکیم جہان بن حسن مرزا	۱۰۵۳
۸۷ -	خلاصۂ شفائی	شفائی اصفہانی	۱۰۵۶
۸۸ -	خواص ادویہ	سید مرزا لکھنوی	۱۰۶۱
۸۹ -	خواص ادویہ	ناشناختہ	۱۰۶۲
۹۰ -	خواص الشہور	لطف الدین خداداد	۱۰۶۳
۹۱ -	خیرالکتاب	خیرالدین	۱۰۶۴
۹۲ -	دستور الطب والتطبیب	منہاج الدین	۱۰۶۱

۱- طبع شدہ ۲- معمولی درجہ کی کتابیں ہیں

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	کتاب نمبر
۹۳-	دستور الطبیب	ناشناختہ	۱۰۷۲
۹۵-	دستور العلاج "	سید عبداللہ	۱۰۷۵
۹۶-	دستور العلاج بہ حکم شیر الغرباء	ناشناختہ	۱۰۷۶
۹۷-	دلائل البول (منظوم)	شیخ پیر محمد بیدار نوی	۱۰۸۰
۹۸-	" " (")	ناشناختہ	۱۰۸۲
۹۹-	دلائل النبض	شیخ پیر محمد بیدار نوی	۱۰۸۳
۱۰۰-	" " (منظوم)	ناشناختہ	۱۰۸۵
۱۰۱-	دوار المساکین	"	۱۰۸۶
۱۰۲-	ذخیرۃ الدعا	حکیم محمد علی	۱۰۸۸
۱۰۳-	ذخیرہ نظام شاہی	رستم جرجانی	۱۰۸۹
۱۰۴-	ذخیرہ (ترجمہ)	ناشناختہ	۱۰۹۰
۱۰۵-	رسالہ در طب	حسین بن غلام غوث	۱۱۴۳
۱۰۶-	" "	امین الدولہ	۱۱۳۱
۱۰۷-	رسائل طبی		۱۰۹۹
۱۰۸-	رسالہ کلاں	عبدالکریم خٹک	۱۱۰۱
۱۰۹-	رگ زدن		۱۱۰۲
۱۱۰-	رگ شناسی	ابن سینا	۱۱۰۳
۱۱۱-	رموز نبض	مراد بخش	۱۱۰۴
۱۱۲-	سستہ شمسیہ	درویش حسین	۱۱۱۲
۱۱۳-	سرتاج الحکم	ناشناس	۱۱۱۴
۱۱۵-	شاہنامہ طبی	حکیم خورشید احمد	۱۱۱۹
۱۱۶-	شفاء الامراض	ناشناختہ	۱۱۲۱
۱۱۷-	"	" "	۱۱۲۲
۱۱۸-	شفائی استقام		۱۱۲۳

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	کتاب نمبر
۱۱۹-	شفاء الحکمۃ		۱۱۲۵
۱۲۰-	شفاء الخیر	حافظ دوست محمد	۱۱۲۷
۱۲۱-	شفائی سقیم	حکیم محمد تقی دیدبانی	۱۱۲۸
۱۲۲-	شفاء العلیل	حسام الدین محمد	۱۱۲۹
۱۲۳-	" "	عبداللہ بن یوسف	۱۱۳۰
۱۲۴-	" "	کریم بن محمد بن عثمان	۱۱۳۱
۱۲۵-	شفاء الغرباء	سید منور علی	۱۱۳۲
۱۲۶-	شفائی کامل	خواجہ مرتضیٰ بن خواجہ سلطان	۱۱۳۳
۱۲۷-	شوق و ذوق	محمد بزازی	۱۱۳۷
۱۲۸-	صیدنہ (ترجمہ)	ابوبکر بن علی بن عثمان	۱۱۳۹
۱۲۹-	طب آصفی	ضیاء الدین آصف	۱۱۴۳
۱۳۰-	طب ائمہ	ناشناختہ	۱۱۴۴
۱۳۱-	طب ابراہیم اصفہانی	ابراہیم اصفہانی	۱۱۴۵
۱۳۲-	طب ابوالفتح	حکیم ابوالفتح گیلانی	۱۱۴۶
۱۳۳-	طب احمدی	محمد ایاز	۱۱۴۸
۱۳۴-	طب بزرجمہر		۱۱۵۲
۱۳۵-	طب پیر	پیر محمد آشنا بیجاں	۱۱۵۴
۱۳۶-	طب جعفری	جعفری رومی	۱۱۵۵
۱۳۷-	طب حبیب	حبیب اللہ طبیب	۱۱۵۶
۱۳۸-	طب حسین بخش	حسین بخش	۱۱۵۷
۱۳۹-	طب معز مرہ	سید محمد انور علی	۱۱۶۰
۱۴۰-	طب سکندری	حکیم جعفر حلیم	۱۱۶۱
۱۴۱-	" "		۱۱۶۲
۱۴۲-	طب شاہ بدخشی	ناشناختہ	۱۱۶۳
۱۴۴-	طب عجائب و غرائب	ناشناختہ	۱۱۶۵

• - جلد میں موجود   ۳- طبع شدہ

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	کتاب نمبر
۱۴۵-	طب غلام بخت	غلام بخت خاں	۱۱۶۶
۱۴۶-	طب[1] غلام محمد	غلام محمد	۱۱۶۷
۱۴۷-	طب قادری	احمد	۱۱۶۸
۱۴۸-	طب[1] قرآنی	حبیب اللہ الیاس مُنی	۱۱۷۰
۱۴۹-	طب لقمانی	ناشناختہ	۱۱۷۱
۱۵۰-	طب[1] ماثور	شاہ عباس حسینی	۱۱۷۲
۱۵۱	طب محمد اسحٰق	محمد اسحٰق لاچھکا	۱۱۴۹
۱۵۲-	طب مراد	مراد علی تالپور	۱۱۷۳
۱۵۳-	طب[1] مرتضوی	حافظ عبد اللہ	۱۱۷۴
۱۵۴-	طب[1] منظوم	مفتی شیر محمد	۱۱۷۵
۱۵۵-	" "	ناشناختہ	۱۱۷۶
۱۵۶-	طب[1] النبیؐ (ترجمہ)		۱۱۷۷
۱۵۷-	" "	ناشناس	۱۱۷۸
۱۵۸-	" "	"	۱۱۷۹
۱۵۹-	طب نحیف اللہ	نحیف اللہ	۱۱۸۰
۱۶۰-	طریق المعالجات	غلام رسول قادری	۱۱۹۴
۱۶۱-	عقاقیر افغانی	یعقوب شاہ بن نورشاہ	۱۱۹۵
۱۶۲-	علاج الصبیان	حکیم اصغر حسین	۱۳۰۳
۱۶۳-	علاج النساء والاطفال	محمد یار بن محمد علی خاںؒ	۱۱۰۵
۱۶۴-	علمی میزان	نور احمد	۱۳۰۷
۱۶۵-	عناصر اربعہ		۱۲۰۷
۱۶۶-	عین الشفا	حامد علی	۱۲۱۲
۱۶۷-	" "	حکیم شیخ رحمت اللہ	۱۲۱۳
۱۶۸-	" "	ناشناس	۱۲۱۴
۱۶۹-	فرہنگ ادویہ	حکیم عبد الغنی	۱۲۱۷
۱۷۰-	فرہنگ کبیر	عبد القادر بن حاجی محمد	۱۲۱۹

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	کتاب نمبر
۱۷۱-	فرہنگ[1] واژہای پزشکی	ناشناس	۱۲۳۰
۱۷۲-	" "	ناشناختہ۔	۱۲۳۱
۱۷۳-	فرہنگ ہمایونی (دلالت نقد)	عبد الغفور ہمایونی	۳۳
۱۷۴-	فرہنگ یوسفی	یوسف یوسفی	۳۴
۱۷۵-	فصول[3] الاعراض	محمد اکبر ارزانی	۳۵
۱۷۶-	فصول بقراط و جالینوس	سید غلام الحسنین کنتوری	۳۶
۱۷۸-	فواید الحبیبیہ	ناشناس	۳۹
۱۷۹-	فواید[1] الطب	ناشناس	۳۱
۱۸۰-	فواید طبی	محمد نور عالم سکندر آبادی	۳۳
۱۸۱-	فواید الفواد	شیخ طاہر	[illegible]
۱۸۲-	فیض الانتخاب	حکیم میر فیض علی	[illegible]
۱۸۳-	قارورہ و نبض (منظوم)	کمال	[illegible]
۱۸۴-	قرابادین	سید حسن علی بن سید شاہ، تالپور	[illegible]
۱۸۵-	قرابادین آصفی	حکیم آصف الزمان فرنگی	۲۵۱
۱۸۶-	قرابادین جلالی	جلال بن امین طبیب	۲۵۲
۱۸۷-	قرابادین شفا	محمد رضا طبیب شیرازی	۲۵۸
۱۸۸-	قرابادین صالحی	محمد صالح بن محمد	۲۵۹
۱۸۹-	قرابادین[3] کبیر	حکیم علوی خاں	۲۶۱
۱۹۰-	قوانین حکمت	محمود بن شریف خان	۲۷۰
۱۹۱-	کاشف الامراض	سید حشمت علی	۲۷۲
۱۹۲-	ماء[3] الجبن		۲۹۲
۱۹۳-	ماء[1] الحیات	ناشناس	۲۹۳
۱۹۴-	ماکول[3] و مشروب	یوسف ہروی	۲۹۶
۱۹۵-	ماکول[1] و مشروب	ناشناختہ	۲۹۸
۱۹۶-	ماصفی		۲۹۹

۱- معنوی درجہ کی کتابیں ہیں۔ ۲- طبع شدہ

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	کتاب نمبر
-	محبوب الشفا	غلام رسول قادری انصاری	۱۳۰۰
-	مجربات ابراہیمی	ابراہیم بن خلیفہ نصر اللہ قادری	۱۳۰۱
-	مجربات احمدی	ناشناختہ	۱۳۰۳
-	مجربات اطبا	حکیم محمد ضیاء الحق فاروقی	۱۳۰۴
-	مجربات امیر اللہ	امیر اللہ طبیب بدایونی	۱۳۰۶
-	مجربات محمد تقی	محمد تقی	۱۳۰۹
-	مجربات خسروی	ناشناختہ	۱۳۱۱
-	مجربات رضوی	محمد صادق متطبب رضوی	۱۳۱۳
-	مجربات سلطانیہ		۱۳۱۴
-	مجربات شاہ شجاع الملک		۱۳۱۵
	مجربات عبد الرؤف	عبد الرؤف	۱۳۱۷
"	عماد الدین محمود	عماد الدین محمود بن مسعود	۱۳۱۹
"	غلام مصطفیٰ	غلام مصطفیٰ ملتانی	۱۳۲۱
"	قلعہ داری	محمد عبد الکریم قریشی قلعہ داری	۱۳۲۲
"	کریم بخش	حکیم کریم بخش دہلوی	۱۳۲۳
-	مجمع الفوائد	محمد امین بن ملا محمد طبیب	۱۳۲۱
	مختارات اطباء مصنفات حکما	محمد بن نجیب موسوی	۱۳۳۴
-	مختصر الطب	ناشناس	۱۳۳۶
-	مسرات الشفا مختصر جامع	امیر بخش	۱۳۴۰
-	مسرات صحت	سکندر آملی	۱۳۴۱
-	مزاج الادویہ	غلام رسول قادری انصاری	۱۳۴۵
-	مصباح الطب (منظوم)	محمد اختر فاروقی	۱۳۴۶
-	مصلح الشفا	حامد خیر سلطانی	۱۳۵۲
-		واثق محمد حسین	۱۳۵۴
-	مفتاح الجنود	حکیم امان اللہ خاں	۱۳۵۳

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	کتاب نمبر
۲۲۳	مفتاح الخزاین	الحاج زین العابدین	۱۳۵۸
۲۲۴	مفردات اشرف	اشرف اللہ کاکاخیل	۱۳۶۱
۲۲۵	مفردات سبحانی	سید سبحان علی محمد بہادر خان	۱۳۶۲
۲۲۶	مفید عام	شیخ محمد عبد اللہ بن عبد القادر	۱۳۶۵
۲۲۷	منتخب رضائیہ	غلام رضا ابن حکیم الممالک اسرائیل خاں	۱۳۷۳
۲۲۸	منبی البیان فی تحقیق البحران	اصغر حسین بن غلام غوث	۱۳۷۴
۲۲۹	موجز (رسالہ)	حکیم محمد شریف خاں	۱۳۷۶
۲۳۰	موجز کمی	ابو الفتح خان	۱۳۰۹
۲۳۱	میزان الاوزان	عبد القادر بن محمد	۱۳۸۰
۲۳۲	ناصر المعالجین	حکیم محمد ناصر علی غیاث پوری	۱۳۸۴
۲۳۳	نافع المریضین	عبد الوہاب بن فتح محمد	۱۳۸۸
۲۳۴	نامۂ اوزان	شرف الزماں فرنگی	۱۳۸۹
۲۳۵	نبض و قارورہ (منظوم)	میاں جی جوک	۱۳۹۰
۲۳۶	نسخہ جات علوی خاں		۱۳۹۱
۲۳۷	نسخۂ موجز و مختصر	حامد علی بن حکیم فیض	۱۳۹۲
۲۳۸	وسیلۃ الشفا	میر محمد صالح بن محمد باقر	۱۳۹۷
۲۳۹	وصف الدوا فی کشف آفات الوبا	عبد الرحمٰن سلطانی	۱۳۹۸
۲۴۰	ہدایۂ محمدیہ	ابن عبد القادر کشمیری	۱۳۹۹

کل تعداد مخطوطات : ۲۳۵

●●

۱- یہاں ہیں موجود ۲- جمع شدہ ۳- منیری عظیم آبادی

ضمیمہ

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	نمبر کتاب
۱	قرابادین جمیل	حکیم جمیل احمد بن حکیم محمد علیخاں	۶۷۹
۲	" چشتی	خواجہ علاء الدین طالب چشتی	۶۸۰
۳	قواعد ادویہ طب	ناشناس	۱۳۶۸
۴	قوانین طب (منظوم)	شاہ محمد	۱۳۶۹
۵	کنز الحکمۃ	علی بن حسین بن علی امیران	۱۳۶۷
۶	مجربات ہلالی	ہلالی ہندی	۱۳۲۴
۷	مختصر المعالجات	ناشناس	۱۳۲۷
۸	مذکر الاطبا	"	۱۳۳۹
۹	مراتب الدرجات	ناشناس	۱۳۳۲
۱۰	مرکبات / مجربات دلکات اسحاقیہ	حکیم محمد اسحاق	۱۳۴۳
۱۱	مرکبات تمکین ذی تمکین	ناشناس	
۱۲	مطالع العجائب	"	
۱۳	مطب حیدری	حکیم حیدر علی	۱۳۴۸
۱۴	مطب قاضی	قاضی محمد عالم	۱۳۴۹

۵۵

پاکستان کے کتابخانوں اور ذاتی ذخیروں میں

اہم طبّی نوادر

حکیم محمود احمد برکاتی

برکات اکیڈمی
کراچی

مخطوطات عربی و فارسی

ترتیب: تاریخ وار

نمبر	نام کتاب	نام مصنف	سن کتابت	سن تصنیف	اوراق	کلیکشن / کتابخانہ
۱	المشجر الکبیر[1]	یحیی بن ماسویہ	۵۹۸ھ	۲۴۳	۱۹۱	نیشنل میوزیم کراچی
۲	طب جدول	ابو المظفر محمد بن المنتقر البجلادی	۱۱۰۵ھ	—	—	گنج بخش، برکات اکیڈمی
۳	الحاوی فی التداوی (عربی)	نجم الدین محمود شیرازی	۹۳۹ھ	—	۸۹؛	ہمدرد کراچی
۴	مفتاح الخزائن	علی بن الحسین حاجی زین العطار	۱۱ویں صدی ھ	۷۶۷	—	گنج بخش
۵	کتاب طب	—	۱۱ویں "	۸۸۹	۲۱۴	حکیم محمد نبی خان جمال سویدا
۶	وافیہ (شرح قانونچہ)	عبد اللہ بن حاجی محمد شیر وی خلیل سائی	۹۱۴ھ	۹ویں صدی ھ	۹۲	شیرانی، ہمدرد
۷	تدبیر الاطفال	—	۹۶۲ھ	—	—	گنج بخش
۸	شفاء العلیل	عبد اللہ بن یوسف علی کمال	۱۱۰۰ھ	۹۷۵	۵۰۶	شکارپور، نیشنل میوزیم
۹	طب حبیب	حبیب طبیب	۹۱۶ھ	۵۳۷ھ	۱۳۳	جمال سویدا
۱۰	رسالہ چوب چینی	فخر الدین	۱۱ویں صدی	۹۷۸	—	انجمن ترقی اردو، گنج بخش، نیشنل میوزیم
۱۱	رسالہ اوزان و مقادیر (رسالہ مقداریہ)	محمد مومن بن علی الحسینی	۱۱۹۶ھ	-	۱۲	گنج بخش، پیر حسام الدین راشدی
۱۱	مجربات ابو الفتح	ابو الفتح مسیح الدین بن عبد الرزاق لاہیجی گیلانی	—	۹۹۷	—	شیرانی
۱۳	ترجمہ تذکرۃ الکحالین مؤلفہ علی بن عیسی کحال	ترجمہ شمس الدین علی الحسینی الجرجانی	۹۹۷ھ	۴۳۰	۳۳	ہمدرد
۱۴	تکملہ اختیارات بدیعی	حاجی جلال الدین بن امیر المرشدی انگارزدی	۱۰۹۷ھ	-	—	برکات اکیڈمی
۱۵	قرابادین اصفی فرنگی	حکیم اصغر الزمان فرنگی سبحی	—	۱۰۵۰	۵۶۰	اسلامیہ کالج پشاور
۱۶	تشریح ادویہ	نور الدین عبد اللہ عین الملک	۱۲۲۲ھ	—	۱۵	نیشنل میوزیم
۱۷	مفتاح الحدود	امان اللہ خان خانزاد خان فیروز جنگ محمد سجزی	۱۲ویں صدی	—	۴۰	انجمن ترقی اردو، نیشنل میوزیم
۱۸	چوب چینی	علاء الدین نور اللہ الطبیب	۱۲۵۴ھ	۹۴۴ھ	۶	شکارپور

۱- ہندوستان میں موجود، مگر یہ نسخہ قدیم ہے۔ ۲- ہندوستان میں موجود۔ ۳- مطبوعہ

نمبر	نام کتاب	نام مصنف	سنہ کتابت	سنہ تصنیف	اوراق	کلیکشن/کتابخانہ
۲۰	مرآۃ صحت	سکندر آملی	۱۳ویں صدی	۱۰۵۸ھ	۲۲۰	مخدوم شمس الدین گیلانی اوچ
۲۱	قرابادین شفا	محمد رضا شیرازی	۱۲۵۷ھ	—	۴۶	رحمت بک کمپنی بہاولپور
۲۲	المرکبات الاسحاقیہ	حکیم محمد اسحاق بن حکیم نور محمد	۱۲ویں صدی	۱۱۹۱	۲۹۶	ہمدرد
۲۳	تذکرہ اسحاقیہ (مجربات)	"	۱۳ویں "	—	۸	پنجاب پبلک لائبریری
۲۴	حسن الشفا	حکیم محمد مہدی چشتی بن مولوی محمد تقی مشہدی	—	۱۴ویں صدی	۴۰	برکات اکیڈمی
۲۵	طب النبی	—	۱۲۴۶ھ	۹۵۸	۱۱	خریدہ، گنج بخش
۲۶	ترجمہ برء الساعۃ	شیخ جابر حسین انصاری	۱۳ویں صدی	--	۱۴	نیشنل میوزیم، حکیم جمال سویدا
۲۷	طب داؤدی	داؤد خاں بن خدا یار خاں	"	۱۱۵۲	۵۳	نیشنل میوزیم، پیر راشدی، طبی بورڈ
۲۸	فوائد الفواد	شیخ طاہر	۱۲۴۰ھ	۱۰۶۶	۶۴	ہمدرد
۲۹	شفائے سقیم	حکیم محمد تقی تتوی	۱۴ویں صدی	۱۱۶۲	۳۱	نیشنل میوزیم پیر جھنڈا
۳۰	تبصرۃ الاطبا	نتھو شاہ درویش	۱۱۸۴ھ	۱۱۸۴	۶۲	ملتان جہانیاں
۳۱	طب نمکیں	خواجہ عبد اللہ نمکیں	۱۲۵۵ھ	—	۷	گنج بخش، پنجاب پبلک
۳۲	اسرار عزیزی	حکیم محمد صالح	۱۱۷۲ھ	۱۱۷۲	۲۰۸	شیخوپورہ
۳۳	اظہر الطب	ہزاری سرمل	۱۲ویں صدی	۱۱۵۸	۱۵۳	ہمدرد
۳۴	مرآۃ الشفا	نتھو شاہ درویش	۱۲۵۷ھ	۱۱۸۴	۳۸۳	گنج بخش، طبی بورڈ
۳۵	وسیلۃ الشفا	میر محمد صالح بن محمد باقر رضوی	۱۲۶۷ھ	۱۲ویں صدی	۷۳	گنج بخش
۳۶	ریاض الفوائد	محمد امین بن محمد افضل بن محمد علی	۱۱۵۷ھ	۱۱۴۳	۳۲۲	ہمدرد، پنجاب پبلک لائبریری، سنٹرل لائبریری بہاولپور، گجرات، رحیم یار خان
۳۷	طب مسیحی	مسیح الزماں خاں بہادر	۱۲۹۵ھ	—	۱۰۸	برکات اکیڈمی
۳۸	طب ماثور	—	۱۳ویں صدی	—	—	نیشنل میوزیم
۳۹	اعجاز حیدری	انطون	۱۲۱۱ھ	—	۱۷۴	؟
۴۰	قامع الامراض	اشرف علی (شاگرد شریف علی)	—	۱۲۵۳ھ	۷۲	کرنل خواجہ عبد الرشید
۴۱	مجمع الفوائد	ملا محمد امین بن ملا سومر طبیب سندھی	۱۲۸۲ھ	۱۲۷۰ھ	-	نظامی دواخانہ، طبی بورڈ
۴۲	دافع الامراض	حکیم حبیب اللہ بھکری	۱۲۵۰ھ	—	۶۹	نیشنل میوزیم
۴۳	دلائل البول (منظوم)	ایضاً	—	—	—	شیرانی

مولوی صاحب کی کتابیں ہیں - ۲- مجربات عبد الرزاق کے نام سے [illegible]

نمبر	نام کتاب	نام مصنف	سنہ کتابت	سنہ تصنیف	اوراق	کلیکشن / کتب خانہ
۴۴	شفاء العلیل	حکیم حسام الدین محمد	۱۳۱۲ھ	--	۱۴۹	ہمدرد
۴۵	قرابادین	حکیم سید علی حسن علی بن شاہ سید قاسم علی	۱۳ویں صدی	۱۲۷۴ھ	۳۸	نیشنل میوزیم
۴۶	قرابادین محمود	حکیم محمود خاں	—	۱۲۸۵ھ	۳۲	حکیم جمال سویدا
۴۷	شفاء الغربا	سید منور علی	۱۸۷۴ء	۱۲۷۴ھ	--	حکیم ظہور اشرف دہلوی
۴۸	بیاض الحسن	"	۱۳ویں صدی	۱۲۷۰ھ	۱۰	"
۴۹	تقابل صحت ومرض	حکیم نصر اللہ بن حکیم ثناء اللہ خاں	۱۲۵۳ھ	--	۵	نیشنل میوزیم
۵۰	تحقیق القواعد (شرح قانونچہ)	حفیظ اللہ صادق	۱۲۸۴ھ	-	۱۴۷	جامعہ پشاور
۵۱	کاشف الامراض (منظوم)	میر حشمت علی نگاہ کاظمی	۱۳ویں صدی	۱۲۲۸ھ	۸۲	نیشنل میوزیم
۵۲	لوامع الشرفی امراض البشر	سید حسین بن عبداللہ شرکالی	۱۳۱۱ھ	۱۲۵۸ھ	۲۴۴	ہمدرد
۵۳	مجربات احمدی (طب احمدی)	خواجہ احمد علی خاں	—	۱۸۳۹ء	۳۸	مبارک اردو لائبریری
۵۴	مجربات خسروی (طب خسروی)	حکیم خسرو بیگ گرجی	۱۳۴۷ھ	—	۹۱	رحیم یار خاں طبی بورڈ
۵۵	مجربات شاہ شجاع الملک	شاہ شجاع الملک	۱۲۶۱ھ	۱۲۶۱ھ	۱۴۳	گنج بخش
۵۶	رسالۂ موجز	حکیم شریف خاں دہلوی	—	۱۸۱۵ء	۴۰	حکیم جمال سویدا
۵۷	علاج الاطفال	--	۱۲۷۰ھ	۱۲۵۲ھ	۱۴۷	نیشنل میوزیم
۵۸	میزان المزاج	—	—	—	۸۷	"
۵۹	رسالہ چوب چینی	--	۱۲۶۹ھ	-	۴۳	خیرپور پبلک لائبریری، انجمن ترقی اردو
۶۰	رسالہ ماء الجبن	حکیم غلام نجف خاں	—	—	—	برکات اکیڈمی
۶۱	رسالہ علاج جنین	"	۱۲ویں صدی	--	—	"
۶۲	واقعات مطب	حکیم حسن اللہ خاں	"	—	—	"
۶۳	بدیع التحریر	حکیم محمد رحم علی خاں	۱۸۶۳ء	۱۲۱ھ	۳۴۰	ہمدرد
۶۴	بیاض صادق	حکیم صادق علی خاں صادق	--	۱۲۲۴	--	حکیم جمال سویدا
۶۵	بیاض حکیم محمود خاں دہلوی	حکیم محمود خاں دہلوی	--	—	۱۰۹	"
۶۶	بیاض نواب احمد سعید	نواب احمد سعید	—	۱۹۱۵ء	۱۴	"
۶۷	جامع الخلاصہ	حکیم غلام محمد خاں دہلوی	۱۲۳۶ھ	۱۲۳۶ھ	۱۰۹	"
۶۸	تنبیہ الملکین	حکیم محمد اشرف خاں دہلوی بن حکیم شریف خاں	۱۲۸۳ھ	—	--	برکات اکیڈمی
۶۹	بیاض اجمل	حکیم محمد اجمل خاں	چودھویں صدی	—	۳۲	حکیم جمال سویدا
۷۰	ترجمہ برء الساعۃ رازی	حکیم محمد جمیل خاں بن حکیم اجمل خاں	—	—	۲۲	"

۱- ہند میں موجود، ۲- سیرۃ اجمل میں مذکور نہیں، کتابت بعہد مصنف اس لئے اہم۔ برگ تنبول، قہوہ، چائے، تمباکو ودیگر
منشیات کے خواص ۳- [illegible]

پیش گفتار

اس فہرست میں پاکستان میں محفوظ طبی مخطوطات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں چند تصریحات ضروری ہیں۔

۱- فہرست میں صرف وہ کتابیں انتخاب کی گئی ہیں جو ہنوز مخطوط ہیں، مطبوع نہیں ہوئیں۔ جن مخطوطات کی طباعت ہو چکی ہے انہیں نظر انداز کر دیا گیا ہے۔

۲- زیادہ تر اختصار محفوظ رہا ہے اور صرف ضروری معلومات درج کی گئی ہیں۔

۳- زیادہ تر فارسی کے مخطوطات لیے گئے ہیں۔

۴- اہم اور قابلِ ذکر مخطوطات ہی منتخب کیے گئے ہیں۔ ہر دور میں بے وزن اور بے مقام کتابیں لکھی جاتی رہیں، ان کے ذکر کو ترک کر دیا گیا ہے۔

۵- مخطوطات کے ذکر میں تاریخی ترتیب محفوظ رہی ہے اور قرن وار تذکرہ کیا ہے۔ قرن ثالث ہجری سے قرن حاضر تک کا لحاظ کیا ہے۔ فہرست میں سب سے قدیم کتاب ابن ماسویہ کی "المشجر الکبیر" ہے جو نیشنل میوزیم پاکستان کا بھی سب سے قدیم مخطوطہ ہے۔

۶- برعظیم کی طبی تالیفات خصوصیت سے انتخاب کی گئی ہیں اور ان کا تعارف نسبتاً تفصیلاً ہے۔ اس سلسلے میں کسی قدر وضاحت کی اجازت چاہوں گا۔

آپ جانتے ہیں کہ جدید انکشافات اور تحقیقات کے نتیجے میں بہت سے فنون (باستثنائے علوم دینیہ) میدان چھوڑ چکے ہیں اور ماضی کے دھندلکوں میں گم ہو گئے ہیں۔ قدیم فلسفہ، قدیم ہیئت الافلاک، قدیم جغرافیہ وغیرہ اب مسترد اور منسوخ ہو گئے ہیں۔ صرف طب باقی ہے اور اپنی زندگی کا ثبوت دے رہی ہے۔ اس کی زندگی کے اسباب میں خاص سبب یہ ہے کہ اس علم میں قدامت گزیدگی کی کوئی گنجائش نہیں ہے، پرانی ڈگر ساکن رہ ہی نہیں سکتا کہ نقص پیدا ہو۔ علم طب کی غرض و غایت (ازالۂ مرض اور اعادۂ صحت) اس کو اونگھنے کی مہلت ہی نہیں دیتی ہے۔ ہر دم چوکنا، بیدار اور متحرک رکھتی ہے۔ ہر دم اخذ اور قبول کے لئے آمادہ رہنا اور صحیح و معقول بات کو تسلیم کر لینے کا حوصلہ اور جدید سے صرف اس لئے بدکنا کہ وہ جدید ہے قدیم نہیں، یہ ہے طب کی زندگی، اور اب تک زندگی، تازگی اور مسلسل تازگی کا راز!

لیکن یہ بھی آپ کے علم میں ہے کہ قرنِ ماضی میں مغربی علوم کی یلغار نے پورے ایشیا میں طب کو پسپا کر دیا ہے۔ ایران، افغانستان اور مشرق وسطی کے کسی ملک میں اب طب رائج نہیں ہے اور مشرق میں اب طبِ مشرق کا نہیں طبِ مغرب کا دور ہے۔ طبِ مشرق آج کہیں باقی ہے، رائج ہے، تسلیم شدہ فنِ علاج ہے تو صرف برعظیم میں، بنگلہ دیش، بھارت اور پاکستان میں۔

---

۱ ہندوستان میں موجود مخطوطات کو بھی (سوائے المشجر) نظر انداز کر دیا گیا ہے (ادارہ)

لیکن کیسی مظلومیت کی بات ہے کہ برعظیم کی تاریخِ طب کا صفحہ یکسر سادہ ہے۔ برعظیم کے اطبا کا کوئی مستقل تذکرہ نہیں لکھا گیا۔ برعظیم کے اطبا کو اگر تلاش کرنے نکلیں گے، تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ان غریبوں کا کوئی ایک ٹھکانا نہیں ہے جہاں وہ یکجا مل جائیں۔ کوئی طبیب آپ کو اخبار الاخیار میں ملے گا جہاں وہ تزکیۂ باطن میں مصروف ہوگا، کبھی آپ کا اور اس کا آمنا سامنا تذکرۂ علمائے ہند میں ہوگا جہاں وہ ہدایہ پر حواشی لکھ رہا ہوگا، کبھی وہ آپ کو مآثر الامرا میں نظر آئے گا، جہاں اس کے سپرد کوئی اہم سفارتی یا وزارتی ذمہ داری ہوگی۔ یہاں طب کے ارتقا کی داستان بھی ترتیب نہیں دی گئی؛ ہم نے دوسرے نظامہائے طب سے کیا لیا اور ان کو کیا دیا؟ ہماری کون کون سی کتابیں، انگریزی، جرمن اور فرنچ میں ترجمہ کی گئیں؟ خمیرہ کس دور میں ایجاد ہوا؟ برعظیم میں کون کون سے نازک مواقع پر ہم نے دست کاری اور جراحت کے کام دکھائے؟ قانونِ شیخ میں مذکور امراض کی تعداد کو ہم کہاں تک پہنچا دیا؟ البیرونی کے مفردات کے مقابلے میں اب کتنے مفردات ہمارے ذخیرے میں ہیں؟ بڑی مایوسی ہوتی ہے دیکھ کر، جو بھی اس فن کی تاریخ پر کوئی مقالہ لکھنے بیٹھتا ہے وہ روم و یونان و مصر سے آغاز سفر کرکے قرطبہ و اندلس ہوتا ہوا بغداد و شیراز پر کمر کھول دیتا ہے۔ مرشد آباد کے حکیم محمد حسین خاں، کیرانے کے حسن ابن داؤد جراح اور حسن ابدال کے ابوالفتح گیلانی کا داخلہ ظاہر ہے کہ اس بزم میں ممنوع ہوگا۔ وجہ صرف یہ ہے کہ کوئی مستقل تذکرۂ اطبا تو جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں ہے ہی نہیں، اب یہ زحمت کون کرے کہ اصل ماخذ ہمارے اطبا کی مصنفات کو پڑھ کر ارتقائے طب کی داستان ترتیب دے۔ اس کے بجائے ابن ندیم، قفطی، ابن ابی اصیبعہ، چلپی لیبان، آرنلڈ، حتّی اور جرجی زیدان کی طرف دست استعانت بڑھایا جاتا ہے اور نتیجۃً صرف عراق و شام و ایران و خراسان کے اطبا کے علمی کارناموں تک ان کی رسائی ہوتی ہے اور زیادہ سے زیادہ ساتویں، آٹھویں صدی تک کی داستان یہ مورخ اور محقق ان حضرات سے سننے اور ہمیں سنا دیتے ہیں اور برعظیم کے عظیم اطبا کے کارنامے چشم التفات کو ترستے رہتے ہیں۔ اور عوام تو عوام خواص تک میں یہ تاثر عام ہے کہ ان صدیوں میں اور ان علاقوں میں کوئی قابل ذکر خدمت انجام ہی نہیں دی گئی اور طب ابھی تک قانونِ شیخ سے اور پانچویں صدی سے آگے بڑھی ہی نہیں۔ کہنے دیجیے کہ یہ ناانصافی ہے شعوری ہو یا غیر شعوری کیوں کہ حقیقت یہ ہے کہ یہاں کے اطبا کی علمی خدمات کسی بھی ملک سے کم وزنی اور وقیع نہیں ہیں۔ "زوالِ ملکِ مستعصم" (ساتویں صدی) کے بعد تو یہاں نبوغ و کمال کے ایک نئے دور کا آغاز ہوا، اور مختلف ممالک سے پریشان حال اعاظم و اکابر نے یہاں آکر اور خصوصاً دسویں صدی سے مغل دور کی قدر افزائیوں کے سائے تلے ناقابل فراموش خدمات انجام دیں اور فن کو تازگی

بخشی، نمایاں اضافات کئے۔ اور پھر تو یہاں دراز قامت کارواں در کارواں نظر آتے ہیں اور ارباب کمال نوح در نوح

میرے مطالعہ کی حد تک یہاں طب کی پہلی کتاب ساتویں صدی ہجری میں لکھی گئی۔ التتمش کے عہد میں
ایک طبیب تھے قاضی جلال الدین کاشانی، انھوں نے البیرونی کی "الصیدنہ" کا فارسی میں ترجمہ کیا اور اس پر
اضافات کئے۔ یوں طبی تراجم کا سلسلہ شروع ہوا۔ پھر آٹھویں صدی میں علی بن شہاب ہمدانی، ضیاء الدین
نخشبی، شہاب ناگوری اور الیاس شہاب وغیرہ نے اور نویں صدی میں منصور بن محمد کشمیری اور علی بن محمد اسمٰعیل
نے اور دسویں صدی میں بہوہ خاں محمد بیگ یوسفی، رستم جرجانی، شمس الدین علی، ابوالفتح، مظفر شفائی وغیرہ
تقریباً ۲۰ مصنفین طب نے برِ عظیم میں طب کے عہدِ نو کا افتتاح کیا، جو گیارھویں اور بارھویں صدی میں علوی خاں،
ارزانی، معصری، عین الملک، قاسم فرشتہ، فتح اللہ شیرازی، محمد حبیب خاں وغیرہ کی کاوشوں سے شباب کو پہنچ گیا۔

خوش قسمتی سے یہاں کے کئی حکمرانوں کو طب سے غیر معمولی شغف رہا۔ کشمیر کے سلطان زین العابدین،
دہلی کے فیروز تغلق، طب کے باقاعدہ طالب علم تھے۔ مریضوں کے معائنے کے لئے ان کے گھروں تک جایا کرتے
تھے تشخیص امراض کے لئے اطباء سے مباحثہ کرتے تھے سندھ کے ایک والی داؤد خاں نے طب داؤدی،
دوسرے والی میر صوبہ دار خاں نے خلاصۃ التداوی اور ایک اور فرماں روا نواب ولی محمد نے طب ولی تصنیف کی۔

مجھے اعتراف ہے کہ یہاں کی طبی تالیفات میں ایک معقول بلکہ نامعقول حصہ جنسیات پر مشتمل ہے۔
یہ بھی سچ ہے کہ ہماری کتابوں کا بڑا حصہ مجربات کے مجموعوں کا ہے، کلیات پر توجہ زیادہ نہیں کی گئی ہے۔
فن تشریح بھی محروم التفات ہی رہا۔ لیکن میں بڑے افتخار کے ساتھ یہ دیکھتا ہوں کہ ہم نے کلیات کے
اہم مباحث پر محققانہ اور مجتہدانہ گفتگو بھی کی ہے جن پر شیخ کی الشفا اور القانون کے بعد شیراز و اصفہان کے
دو سو برسوں کا بھی لب کشائی کے تصور سے پتہ پانی ہوتا تھا۔ اسطقسات و عناصر کی اربعیت آپ
جانتے ہیں کہ پانچویں صدی سے طبی عقائد میں شامل ہو گئی تھی اور متاخرین کا معیار عقل و کمال اسی
کی تکرار رہ گیا تھا۔ اور ارکان و عناصر کی تعداد کو گھٹا کر تین یا بڑھا کر پانچ کر دینے کی جرأت نہیں کی
جا سکتی تھی مگر کی گئی، اسی موجودہ صدی میں کی گئی اور ایک طبیب نے عنصر نار کے عنصر ہونے کا انکار
کر دیا "البرہان علی امتناع کون النار من الارکان" کے نام سے عربی میں ایک رسالہ لکھ کر صدیوں کے جمود
پر تیشہ ور سید کیا۔

شیخ الرئیس کے بعد ہی یہ نظریہ بھی ہمارے طبی عقائد میں محسوب ہونے لگا تھا کہ معتدل حقیقی کا

۔ از حکیم مظفر علی سہوانی ۱۹۱۱ء

وجود فی الخارج محال ہے، لیکن گذشتہ صدی میں ہمارے گروہ کے ایک فرد نے اپنے رسالے فوائد شفائیہ میں اس پر داد تحقیق دی ہے کہ معتدل حقیقی کا وجود فی الخارج محال نہیں ممکن ہے اور آخر میں لکھا ہے کہ میں اختلاف عن الجمہور کے طعنے سے نہیں گھبراتا۔ بلکہ خروج عن الحق فی متابعۃ الجمہور کی ملامت سے شرماتا ہوں۔[1]

پھر قرن حاضر کے طبیب اعظم اجمل خاں نے برملا اعلان کیا کہ "انی اخالف جمہور الاطباء فی عدۃ مسائل" اور پھر پانچ ایسے مسائل میں اپنے اختلاف کی نشان دہی کی ہے جن پر "علیہ الجمہور" کی مہر ثبت ہوتی تھی۔[2]

پھر اسی طبیب اعظم نے تجدید فن جیسی پُر خطر مہم شروع کی اور اپنے چند باکمال رفقائے فن کو ساتھ لے کر طبی عقائد یعنی کلیات کی ایک ایک دفعہ پر مذاکرات کئے اور طویل بحث و گفتگو کے بعد کئی دفعات پر خط تجدید پھیر دیا۔ یوں قانون شیخ کے پہلو میں قانون عصری جلوہ گر ہوا۔

دہلی کے ایک حکیم اظہر علی خاں نے مرض جذام پر انگریزی زبان میں ایک مقالہ لکھا اور فیلنڈن میں چھپا، انگریزی میں لکھا تھا تو حال ہی میں لکھا ہوگا؟ جی نہیں ۱۷۸۳ء میں، پورے دو سو سال پہلے حکیم اظہر علی صاحب کی یہ انگریزی تحریر، برعظیم کے کسی فرد کی پہلی مطبوعہ انگریزی تحریر ہے۔

طب مغرب کے محاسن سے بھی ہم نے صرف نظر نہیں کیا، ۱۱۷۵ھ/ ۱۷۵۸ء میں جدید طب مغرب پر پہلی کتاب قرابادین آصفی لکھی گئی۔

طب ہندی (آیورویدک) سے تعارف میں ہم کبھی ہچکچاہٹ کا شکار نہیں ہوئے۔ آٹھویں صدی میں ویدک سے داد وستد کا آغاز ہو گیا تھا۔

مختصر یہ کہ برعظیم میں طب کے ارتقا کی داستان بڑی ولولہ انگیز ہے، بڑی ہمت افزا ہے، بڑی قابل فخر ہے۔ مگر افسوس ہے کہ موجود (مرتب) نہیں ہے، یہاں کے اطبا کا ایک بسیط و جامع تذکرہ ایک اہم ضرورت ہے، اسی طرح طبی تالیفات و تراجم کا ایک مفصل اور جامع کیٹلاگ بھی اگر ترتیب دے دیا گیا تو خود ہماری آنکھیں کھول دے گا۔

محمود احمد برکاتی ۰۰

۱۔ حکیم محمد ارشد شفائی: نزہۃ الخواطر، الجزء الرابع ص ۲۲۴۔ ۲۔ رموز الاطبا۔ جلد اول ص ۱۱۳

اختتامیہ

ڈاکٹر وحید الدین : ایک فلسفی جانتا ہے کہ وہ نہیں جانتا؛ کوئی دوسرا آدمی نہیں جانتا، اور وہ نہیں جانتا کہ نہیں جانتا [نہ جاننے والوں کو جاننے کے لائق چیزوں کے بارے میں علم مہیا کرنے کے سلسلے میں] اس سیمنار کی بڑی اہمیت ہے۔ ہمارا بڑا سرمایہ مخطوطات کی شکل میں ہے (دنیا کے بارے میں بھی کسی نے کہا ہے یہ وہ مخطوطہ ہے جس کا پہلا اور آخری ورق غائب ہے) تو ہمارا کام بہت بڑا ہے۔ یہ سیمنار اس سلسلے میں بالکل ابتدائی اقدام ہے۔

ان مخطوطات پر کام کرنے کے لئے، مثلاً ترجمہ کے لئے صرف زبان جاننا کافی نہیں۔ اُس زمانے کے لوگوں کا طرزِ تحریر فلسفیانہ تھا اور فلسفیانہ اور طبی مباحث خلط ملط ہو گئے ہیں۔ اس لئے اُس زمانے کے فلسفے سے واقفیت ضروری ہے، خاص کر یونانی۔ پھر مختلف فلسفی اپنی الگ زبان تراشتے ہیں (مثلاً آئڈیا جسے کئی فلسفیوں نے مختلف معنوں میں استعمال کیا ہے) کام کا آغاز ہو تو ان سب باتوں کا لحاظ رکھنا ہوگا۔

سید اوصاف علی : بعض ضروری نکتوں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں :

مخطوطات کے بارے میں جو مقالے لکھے جائیں ان میں کتابوں کا تنقیدی جائزہ ضروری ہے۔ تدوینِ مخطوطات کے اصول کیا رہیں گے یہ بھی طے کیا جائے۔ بقراط اور جالینوس کی بہت سی کتابوں کے انگریزی تراجم بھی موجود ہیں، اس کا بھی خیال رکھا جائے۔ کرنے کا ایک کام یہ بھی ہے کہ کینسر، دمہ، برص جیسے اہم امراض کو سامنے رکھ کے ان کتابوں سے متعلق حصے چھانٹ کے الگ شائع کیا جائے۔ ممکن ہے طب ہی کے ذریعہ کوئی شافی علاج نکل آئے۔

تراجم کے سلسلے میں دشواریاں ہیں۔ لوگ آسانی سے نہیں ملتے ہیں لیکن تلاش سے کامیابی بھی ہوتی ہے۔ ٹیم کے کام میں البتہ وقت بہت لگتا ہے۔ کام تو کوئی ایک ہی کرے، ٹیم زیادہ سے زیادہ اس پر آخری ڈالے۔ سیزگن نے ۴۳۰ھ تک کے مخطوطات لے لئے ہیں۔ اب اس کے آگے کا کام شروع کیا ہے۔ المان کا بھی زبردست کام ہے جو انگریزی میں آیا ہے، وہ محض اصل کا خلاصہ ہے۔

۔جرمن میں ببلوگرافی کا زبردست کام ہو رہا ہے جو تقریباً ۱۰۰ جلدوں میں سمائے گا۔ جرمن میں ترکی مخطوطات پر تین جلد میں آچکی ہیں۔ فارسی عربی مخطوطات پر بھی اسی طرح کے مجلدات نکل چکے ہیں۔ ان توضیحی اور مجمل فہرستوں کو بھی سامنے رکھا جائے۔ مجھے جنوری میں امریکا جانے کا موقع ملا تھا، اس سے قبل الجیریا گیا تھا، بڑا کام ہو رہا ہے اُدھر۔ آپ صرف مصنف یا اس کے نام کا کوئی جز یا مخطوطے کے نام کا کوئی جز بتا دیجیے یا اتنا ہی کہ کس نسخہ میں لکھا گیا اور وہ لوگ کمپیوٹر کے ذریعہ آپ کو متعلقہ مخطوط کے بارے میں پوری معلومات بہم پہنچا دیں گے۔ میری کتاب بلجیم میں چھپی ہے۔ شاہ ولی اللہ کے 'وحدت الوجود' پر بھی میں نے کام کیا ہے۔ روس جانے کا بھی اتفاق ہوا۔ تاشقند کے البیرونی انسٹی ٹیوٹ میں، ابن سینا اور دوسرے مخطوطات پر روس میں کام ہوا ہے۔

شکیل احمد شمسی : مجھے خوشی ہے کہ جب نادر قلمی سرمایہ کی اہمیت جتانے کی طرف بیدار صاحب جیسے غیر طبیب لوگوں کی توجہ ہوئی تو اس میں طب کو اولیت دی گئی۔ یہ مزید خوشی کی بات ہے کہ ہر اچھے کام کی طرح اسے بھی حکیم عبدالحمید صاحب کی سرپرستی حاصل ہے۔ دونوں اداروں کے تعاون سے بڑا کام ہو جائے گا۔

مسعود احمد برکاتی : یہ سب تو ہوا! اب کیسے ان مخطوطات کے مشتملات کو محفوظ کیا جائے! ہمدرد فاؤنڈیشن کی طرف ہم پاکستان میں بھی اس کام کو آگے بڑھانے کی کوشش کریں گے، اور یقین دلاتے ہیں کہ علمی رابطہ کا یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

محمود احمد برکاتی : ہم جدا ہو رہے ہیں، مگر اس طرح کہ بقول جگر ؎ محبت کا زمانہ آ رہا ہے۔ مجھے مسعود میاں کے بقول اپنی جہالت کا احساس ہوا، یہ فہرستیں دیکھ کر، کہ ابھی کتنا کام کرنا ہے!

●●

those who accompanied her are bestowed with precious gifts. The **fourth** by *Kanh* and *Nanh*, shows Timur reaching around Baghdad, after travelling 23 *farsakhs*, the luggage sent through waterway. The **fifth** shows an expedition of Timur breaking the lock with the help of *Tabar*. The **sixth** by *Madhav Khurd* and *Bhagwan*, shows Shaikh Ali Bahadur and Amir Saifuddin capturing the fort and bringing the ruler before the Sultan The **seventh** shows Timur attacking Khawarazm and crossing the river alongwith some of his servants to chase the enemy. The **eighth** shows arriving of Mohammad Azad, after crossing the river and saving the royal boat from drowning, and bringing it to the other side of the river. The **ninth** by *Mukand* and *Banwali*, shows the fort on the other side of the river and Timur sending his warriors through *Jaihun* and *Qulzum* catching hold of the boats of enemy and conquering the fort. The **last ones** belong to scenes of different moods and occasions, one of them by *Mulla Shah Muhammad*.

It is hoped that the sample reproduction, on a scale one fifth of the original one, will create anxiety among the lovers of art to have the **Taj** of the world of paintings, in its full bloom. We intend to reproduce this masterpiece of **Mughal Art** in its full, original, size so that **Jawaharlal Nehru's** will may be executed literally, who while visiting this library in 1953 had desired that "I should like to see them reproduced by the latest technique, so that others can see them and share in this joy".

—

critical hour, when the Emperor, seizing his musket, shot dead upon the oposing walls, the heroic Jaimal, who was the life and soul of the defence; that Jaimal, whose image upon an elephant still adorns one of the great gates of entrance to the Palace of Delhi, reconstructed there by the painter Mackenzie, under the orders of Lord Curzon of Kedleston, as Viceroy of India. The Rajput women, soon to enter the flames of the dread sacrifice of the Johar, are weeping and lamenting his death. Outside, the great guns of the besiegers are belching their shots at the castle, the elephants and horsemen crowd to the attack, and there is all the briskness of a medieval siege super - added to the magnificence and opulence of the East.

Scenes such as these carry one into the very heart of a life that has vanished from the continent of India. For Chitor now broods mournfully amidst the scenes of her former greatness, and the Moghul is but the faint echo of a once resounding name.

—by V. C. Scott O' Connor.

A few words about the present select-reproduction, the best of the 112 paintings :—

A few representative paintings by some of the leading artists are being reproduced here from the manuscript **Tarikh-i-Khandan-i-Timuriya** :

The **first** by *Lohanka* shows Akbar, while on his way to visit the mausoleum of Sh. Fariduddin Ganjshakar (Lahore), hunting the *Gor-khars* for the first time in his life, using his special gun, *Tufang-Khassa*. The **next** one by *Miskin* and *Jagjivan* shows Amir Tahamtan calling on Timur and getting robe of honour in Azerbijan. The **third** by *Keshav Kalan* and *Husain Naqqash*, represents Timur asking the hand of the daughter of Khizr Khwaja Aghlan and sending gifts. The would-be-queen comes with all honour:

chamber, very lively rejoicing amongst the singing and dancing women.

Midway in the picture, the astrologers are to be seen casting the horoscope of the Emperor-to-be; while a horseman hastens with the news to his father. Humayun is shown within his tent, seated upon a throne that is laid upon superb carpet, outwardly tranquil and self-contained, yet deeply interested in the words of his Minister, Tardi Beg, whose robe, like that of the Emperor, provides the illuminator with an extraordinary opportunity for the display of his art. Thus is the splender where it should be and simplicity in its proper place. The symbolism is apt; yet was Akbar born under harder conditions than these, and some even say that he was born in a field. His father was at the time a fugitive, in extreme poverty, though still a king, when he heard the news of his son's birth. He rose to the occasion. "He called", says his Ewer-bearer, "for a china plate and a pod of musk, and having broken the pod of musk, he distributed it among all the principal persons, saying "This is all the present I can afford to make you on the birth of my son, whose fame will, I trust, be one day expanded all over the world, as the perfume of the musk now fills this apartment".

A more fortunate hour for Humayun himself is depicted on the splendid page that records his capture of the castle of Champaner. The Emperor who, like all the earlier members of his race was a brave man, is shown in rich armour upon the walls, having climbed the steep scarp of the rock at night with a handful of his followers. He is accompanied by his great Minister, Bairam, the Bismarck of the dynasty. Through the great gate of the castle, his knights on horseback clad in splendid armour, his footmen with swords and shields, are rushing to the attack.

Finally, to take but one more of the hundred and twelve pages of colour that are the glory of this volume, there is Akbar in his prime at the siege of Chitor; a magnificent picture of the proud city of the Sisodhyias in that

Shami, an eye witness of this siege, has in his *Zafar Nama*, written how the Tigris was hidden from view by the victorious army swimming across it, so that he could not tell the River from the Plain, and said to himself, "What manner of men are these to whom water and land are alike ?"

Another page shows him, of whom it is said that in his youth his heart was so tender that he would not step upon an ant, mourning for the death of his son, prince Mohammad Sultan. The demise of this Emperor, responsible in his time for the death of millions of his fellow-beings, is depicted in its place, and the history so passes through his sons to the life and adventures of Babur, one of those men in whom East and west meet, so that all find pleasure in his company, rejoice with him in his good fortune, and sorrow with him in his griefs. A superbly illuminated page depicts the festivities at the birth of his son, Humayun, for whom he was in the fullness of time to offer up his own life as a sacrifice. But here it is all splendour and feasting. The Emperor is seated upon a throne under a canopy brilliant with gold and colours, half leaning forward with the grace and urbanity of a prince who was also a gentleman, towards his companions who are seated about him in a semi-circle, upon a Persian carpet, with wine before them, while attendants come up with trays and dishes of sumptuous fare. A peacock suns his jewelled plumage upon a neighbouring wall. Outside the castle gate there is a frenzy of rejoicing amongst the lesser people, the bestowal of alms and of food under the stern eye of the Major-Domo, and a clamour of trumpets and drums.

An event yet more notable than this is chronicled in the coloured page that depicts the birth of Akbar. Here is the whole tale of a woman's travail and of a man's grave rejoicing, told in simple yet magnificent terms. The mother in her plain green robe lies exhausted upon her couch; she was little more than a child herself; the infant in swandling clothes is in the care of a number of eager attendants. There is a cradle in the corner of the picture, and without the

Basawan and Miskin. The work of each painter is characteristic, and the reader who becomes familiar with this work can soon learn to identify the style of each. The names of more than thirty painters may be gleaned from these pages; and thirteen of them will be found in Abul Fazl's list of the seventeen artists of Akbar's Court.

Each of the pictures is crowded with incidents, enamelled in gold, and exquisite with colour; the work of men to whom time was nothing, the will of their master all in all. Of the total number, seventy-nine relate to the life of Timur, "the Firebrand of the Universe," from the days when as a little lad he played with his companions a happy and innocent child, to the hour of his death, when he passed from the world with its blood upon his hands. Sieges and battles are the principal themes of rhe painters, and the mere list of these covers the geography of a great part of Asia, from Damascus to Delhi, from the snows of Badakhshan to the silt of the Valley of the Nile. It is a story of massacres and spear-thrusts, of valour in battle and cruelty in victory, of the crossing of rivers and the storming of forts, and the Artists of the Court have done their best to do it justice; yet it is in the scenes of the Conqueror's childhood and youth, in the quiet enclosures of mosques and gardens, where birds sing and waters plash and the Muezzin calls the Faithful to prayer, that they strike their happiest and most spontaneous note, and it is to these that one turns - as everyone must who has looked upon the tragic face of war - for relief and refreshment.

Of the battle pictures there is one that tells of Timur's campaign against Baghdad. The Emperor is here established upon the bridge that spans the Tigris; the Ruler and his daughter, whose form is faintly visible behind the screen that even at this hour was necessary to veil her form the common gaze, are seen upon a boat, seeking their escape. The archers of the Emperor rush upon them, they fling themselves into the water and are drowned. The boatmen bring to the victor the dead body of the Ruler. Timur, relentless as any Hun, orders the sack of the city. Nizam

Tarikh-i-Khandan-i-Timuriya

(History of the Timurids)

Tarikh-i-Khandan-i-Timuriyah a unique copy preserved in the Khuda Bakhsh Library, Patna, is remarkable for the splendour of its illuminations, the Miniature paintings, in highly delicate and finished style that was practised by the master-artists under the patronage of the great Mughal Akbar.

This excellent and profusely illustrated manuscript deals with the history of Timur and his successors down to Babur, Humayun and Akbar The fly-leaf, at the begining, contains an autogragh-note by Shah Jahan wherein he states that the work was written at the instance of "Shah Baba", as Shah Jahan used to call Akbar, in the 22nd year of his reign.

Here is the unique, opulent and superb, Tarikh-i-Khandan-i-Timuriya or History of the Timurid Family to which the great Moghals belonged. As a work of art this volume is almost priceless. It is embellished with no less than 112 illuminated folio pages, the work of some of the most notable painters of Akbar's time. The names of these painters are inscribed at the foot of each page; a thing most rare in the East, where the names of the painters and the architects, whose genius has done so much to immortalize great emperors, are apt to be the last to be recorded. But at the courts of Akbar and of Jehangir the painters bore an honoured place. The most notable of them all, a native of Shiraz in Persia, Khwaja Abdus Samad, who taught Humayun to write and paint, rose to high office in the Empire under Akbar. His skill of eye and hand, testified to by the title of "*Shirin Qalam*" bestowed upon him by his contemporaries, were so marvellous that he is recorded to have written on a poppy-seed the much-venerated chapter 112 of the Koran, which is reputed to be worth a third of the whole book. His son, inheriting his father's place, was raised to princely rank as Vizier and Premier Noble, *Khan-i-Khanan* of the Empire by Akbar's son, Jehangir. There is no picture in this volume from Abdus Samad's own hand, but there are many that were painted by his pupils, and very likely under his direction; or it may be that he was too proud to affix his name in the company of lesser men. Many of the pictures are designed by one artist and painted by another, some of the best of them bear the names of

The Indian art reached its climax during the Mughal period. While in the field of architecture, Shahjhan created one of the wonders of the world known as **Taj Mahal,** it was during the time of Akbar that the **Taj Mahal** of miniature art was constructed in lines and colours. It is now the prized possession of **Khuda Bakhsh Oriental Public Library** and is known as Tarikh-i-Khandan-i-Timuriya.

MUGHAL ART OF MINIATURE PAINTING

At its Climax

Khuda Bakhsh Oriental Public Library
PATNA
1984

13 This meeting took place in Vienna, November 19-21, 1976. Cfr **Bulletin** (Secretariatus pro non Christianis) 11 (1976) 337-340.

14 The Cordoba Congresses are organised by the Asocicion para la Amistad Islamo-Christiana. This is an independent organisation, the members of which belong to either of the two religions. The first Congress took place in September 1974, and dealt with faith in the modern world. (Cfr **Actas d l Primer Congreso Internacional Islamo-Christiana de Cordoba** Madrid 1977.) The second meeting was in March 1977 This time the delicate matter of the positive appreciation of Muhammad and Jesus in Christianity and Islam was treated (Cfr E. Galindo Aguilar, "The Second International Muslim-Christian Congress of Cordoba, March 21-27 1977" **Islamo-Christiana** 3 (1977) 207-228.

15. Cfr Second Vatican Council, "Declaration on the Relationship of the Church to Non-Christian Religions," n. 3. **The Documents of Vatican II.** (W. M. Abbott, S. J. ed.) London/Dublin 1966. p. 663.

16 RV 1,164,37

17. Cfr **Suratal-nur** (24), 35-36, and 2 Peter 1, 19

18. BAU 1,3,28.

19 An attempt has been made to bring out the dialogal potentialities of the concepts **ma'ruf** and **munkar** in our study "Mission and Morality. **Al-amr bi-l-ma'ruf** as expression of the communitarian and missionary dimensions of Qur'anic ethics." **Studia Miss onalia** 27 (1978) 257-283.

Cfr Isma'il R. al-Faruqi, "The Muslim-Christian Dialogue: A Constructionist View" **Islam and the Modern Age.** 8 (1977) p. 16.

21. A full report of this meeting is given in the **International Review of Mission** 65 (1976) 365-460.

22. Final Statement, n 17. See above, note 7.

23. These are values stressed by our various Messages Cfr Q 2, 177 and Mt 5,21-48, where they are distinguished from mere ritual observance.

24. Such as K. Cragg, **Alive to God. Muslim and Christian Prayer.** London etc. 1970. And, A. Schimmel, **Denn Dein ist das Reich, Gebete aus dem Islam.** Freiburg usw. 1978.

NOTES :

1. Cfr Cl. Huart and L. Massignon, "Les Entretiens de Lahore." **Journal Asiatique** 209 (1906) 283-334.
2. M. Mahfuzul-Haq (ed.), **Majma'-ul-Bahrain——by Prince Muhammad Dara Shikuh.** Calcutta 1929.
3. See edition of this Dialogue in H. Putman, S. J., **L' Eglise et l' Islam sous Timothee I.** Beyrouth 1975. Also R. Caspar, "Les versions arabes du dialogue entre le Catholicos Timothee I et le Calife al-Mahdi." **Islamochri tiana** 3 (1977) 107-175.
4. Petrus Abaelardus, **Dialogues inter Philosophum, Iudaeum et Christianum.** (R. Thomas ed.) Stuttgart 1970. Nicolaus de Cusa, **De Pace Fidei** (R. Klibansky et H. Bascour, O. S. B., edd.) London 1956.
5. Cfr G. C. Anawati, O. P., "Polemique, apologie et dialogie Islamo-Chretiens. Positions classiques medievales et positions contemporaines." **ED** 22 (1969) 375-451.
6. E. Gibbon, **The Decline and Fall of the Roman Empire.** London 1898. Vol. VI, pp 15 ff.
7. Since no official publication as yet has been made of the papers of this meeting, we quote here a translation made from the Arabic text read at the final Session.
8. The French version of this Communique can be found in **Bulletin** (Secretariatus pro non Christianis) 13 (1978) 157-160.
9. Second Vatican Council (1963-65), "Pastoral Constitution on the Church in the Modern World," n. 83, **The Documents of Vatican II.** (W. M. Abbott, S. J. ed.) London/Dublin 1966. p 297 f.
10. E.g. the International Conference on "The Muslim World and the Future Economic Order," organised by the Islamic Council of Europe (London, July 4-9, 1977).
11. This meeting of representatives from Christian Churches, Islam, Jewish Communities, Hinduism and Buddhism was organised by the Interreligious Peace Colloquium.
12. Cfr **Bulletin** (Secretariatus pro non Christianis) 12 (197) 191-193.

we stand then before Him Who is the source and consummation of our unity. The following verse of the Bhagavad Gita can be seen as an intimation of this truth :

> The same I am to all beings :
> I do not love the one and hate the other;
> Those who worship Me with devotion,
> They abide in Me and I in them (BhG 9,29)

I have presented these simple reflexions on a personal experience of dialogue, restricted mainly to the Mediterranean area, not only as a sharing of information on past events and present efforts, but also as an expression of a deep conviction that this arduous venture of interfaith dialogue is not a transient fashion, but corresponds to the challenge of history and the truth of our faith. It is not by forsaking our history, our traditions and institutions, that this dialogue is made possible, but by living to the full our own religious identity, as individuals and as communities, amidst the pluralist society of today. In the humble conviction of the actuality of our faith, we thus are brought to discern, together, the signs of the times. Am I wrong when I see on the horizon the first rays of hope that what divides us will bring us together and what we have in common will unite us in the service of our fellow men and in the adoration of Him Who is greater than the praise of the entire universe ?

---

sun and the moon and the stars, the mountains and the trees and the animals, and many from among men?" (22,18) Sharing actually in the rites of the cultic prayer of each other's communities may not be possible. At various dialogue meetings, in Cairo and Vienna, in Tripoli and Tunis, Christians and Muslims held each their own ritual worship in the presence of all participants. A silent communion existed—expression of mutual respect and also of an expectation and hope to become united in one single praise of the one God. This communion was perhaps nowhere so impressive as in the Mosque-Cathedral of Cordoba, where the very structure of the place of worship tells its tale of the destructive and constructive forces at work in our history. On the place of a Pagan temple, which the Christians had transformed into a church in honour of St. Vincent, Abdal-Rahman I built a mosque, which was completed at his death in 788. His successors enlarged and embellished this mosque, till it became the second largest one of the Islamic world and, according to many, its first in beauty. When in 1236 Cordoba was recaptured by the Christians, the mosque became a place of Christian worship. In the 16th century, plans were made to build a cathedral in its place, but the Emperor, Charles V, opposed the destruction of so much splendour. Nevertheless, in a part of the old building a cathedral was erected, while the rest of it remained as a historical monument. Since the beginning of the Cordoba Congresses, the mosque has come to life again. At the *mihrab*, Muslims gather for prayer, under the same roof as the Christians who worship God.

If rites divide, no one, however, can be excluded from the universal dimensions of our prayer and praise. If trees and animals take part in it, how should we then shut out our fellow men? In silence, in attitudes and words, we can stand together in this worship. There exist various collections of Muslim and Christian prayers, which are signs of this real communion.[24] More than many lectures and discussions, this meeting in prayer and praise is instrument and realisation already of a deeper communion between our different faiths. According to the possibilities of the moment, we may give expression to this communion. But, in the measure our prayer and praise is genuine, this dimension is always present in our mind and intentions; because

instruments of peace and understanding. This emphasis on the spiritual sources of our religious traditions will enable us to live and to present our faith not as a human enterprise but as God's religion, as a call to obey Him in bearing witness to our faith and giving praise to Him alone.

(b) **Prayer and Praise in Interfaith Dialogue :** This brings us to another dimension of the religious experience which is indicated here as "prayer and praise." With this we mean all those states of mind and their corresponding expressions in which the human person is aware of and lives his being in explicit relation to God. For Muslims and Christians this is, in diverse ways, the experience in faith of the transcendent God Who reveals Himself to man in His Word and Who, in a mysterious concurrence of divine initiative and human answer, moves man to a response of which He alone is the Source. The innermost region of this experience is a sanctuary "where Angles fear to tread." Saints and mystics of our various traditions have attempted to express what cannot be put into words. Through the eloquence of their silence more than through the stammering of their sayings they rendered testimony to a transforming experience too deep for words. For many among them, the area of this inner experience has been also a meeting place with believers from other traditions. The history of the Bhakti and Sufi movements in India is an impressive monument of this form of interfaith dialogue.

When we speak of prayer and praise, we do not mean in the first place this experience in its more extraordinary forms, as it is given to some privileged persons, but rather its manifestations as they are common to the ordinary faithful. In our various traditions, the rituals of cultic worship are different. But in every tradition there exists the awareness of a dimension of this prayer and praise which transcends the actual cultic community and encompasses the universe. Among the many expressions of this cosmic dimension of prayer and praise, we may recall the words of the Qur'an :

"Have you not seen, how unto God prostrate those who are in the heavens and those who are in the earth : the

At the earlier, Tripoli meeting, there was a paragraph in the Final Statement which may give a clue to the solution of our dilemma : "In order to promote the true co-operation between the Muslim world and the Christian world, both parties recommend that an end be put to all attempts aimed by Christians at turning Muslims away from their beliefs, or by Muslim at turning Christians away from their beliefs."[22] In rendering the witness we are all bound to give to our faith, we should avoid turning away the other from his own faith. Because, we cannot turn others to God and guide them to the truth. Conversion is a privilege of God, Who turns unto Himself whom He wants and Who guides unto His light whom He wills. And we ourselves, as long as we live, are still in a process of conversion, of growth in faith and faithfulness. To this faith in God's guidance, we have to give witness before each other. In receiving this witness, not as we want it to be, but as each one experiences the divine guidance in his life and expresses God's truth in his religion, we may discover many elements which we have in common. With gratitude we receive these precious elements of a common heritage, and humbly we accept also what separates us. Only in this mutual acceptance, and not through high-handed attempts to change each other, we may grow together in faith and faithfulness on our different paths of conversion. In a way we cannot foresee, this growth in the truth of our own faith, while accepting each other as we are, will then be a true convergence, through the grace of Him who alone can bring us all together unto Himself.

With this, naturally, not all our present problems are solved. We do not meet only as individual believers, but also as members of religious traditions, with their history, their institutions and their institutionalised forms of belief and worship. Much of the weight of history and institution seems rather made to separate and oppose us than to bring us together. We cannot undo history nor can we dissociate ourselvers from the institutional aspects of our religions. But what we can do is, conscious of the relative importance of all this, to concentrate on the spiritual values of our own traditions. Not institution and ritual, but faith, love and sincerity[23] are the forces that can change the course of history and enliven our institutions so as to become

cially, will retain our attention: the witnessing to one's faith before others, and the meeting with others in prayer and praise.

(a) **Interfaith Dialogue and the Witness to Faith:** The light of the faith has not been given unto us to be hidden under a bushel, but that it may shine before men (cfr. Mt. 5,15-16). Islam and Christianity both are "communicative" religions. Every believer is called to bear witness to his faith. The very title with which we designate those who have fulfilled this vocation till the very end, is "witness": "martyr" in Greek and "shahid" in Arabic. This *shahada*, this *martyrion*, is the task of every faithful, in life and death.

It is this call to bear witness to the revealed truth that makes of Christianity and Islam missionary religions *par excellence.*[20] In either religion, there are no limits to this missionary endeavour. No living person can a-priori be excluded from the message to which the believer is bearing witness, and which he hopes to share with others.

Here is a serious problem for interfaith dialogue. How can representatives of both religions meet with each other in sincerity and freedom, when at the back of their minds there is the hope to win the other for his own religion? And neither could we undertake a dialogue on the basis of an attitude of "I don't mind what you believe, but let us come together." In that case, there would be the dilemma of either forsaking the implications of our own faith or being insincere. How could we cease to wish for our friends what we hold for the most precious treasure in our own lives? Any dialogue, which would not take into account this innermost tendency of our faith, by which it is meant to be shared with others, would be superficial and untrue.

In June 1976, a Christian-Muslim Conference was held in Switzerland, where precisely this question was discussed: "Christian Mission and Islamic Da'wah"[21] It was, as could be expected, a difficult meeting. But the courage of those who took the initiative of this meeting and lived through those days of dialogue has to be admired The Statement of this Conference both manifests the difficulties inherent to this vital issue, and the promises of a growth in understanding.

plications for the interfaith dialogue. Instead of eagerly ering remedies against unbelief, it would be good to study ether the reasons for its existence in present-day society. tead of immediately presenting our religious norms as a ution to all shortcomings and evils in the modern world, we uld do well to earnestly search for all that is good in the tra-ions of the various nations. Much of what they acknowledge good and reject as evil - their *ma 'ruf* and *munkar* - could offer common ground for promoting moral values and even religion lf in our world today.[19] I would hold it for desirable, there-e, that at meetings of interfaith dialogue, some who do not fess a religion sould also take part in the discussions. Their sence would prevent us from taking an attitude of smug com-cency. Our efforts in seeking a deeper mutual understanding the truth would also be a service to them. In this attitude of vice towards our fellow men and of humility before a truth ich is greater than we are, we have the conviction of our faith 'satyam eva jayate.'

The Religious Experience in Interfaith Dialogue.

After having considered the historical dimension of the logue between believers of different faiths, we should also say e words about its specifically religious implications. Inter-h dialogue is not a discussion among specialists in religious s and doctrines, but is a meeting of believers. Faith is not mere intellectual acceptation of a creed, but over and above it is the surrender of the entire person. This surrender ans a "turning toward God" of all one's intentions and rgies. The accomplishment of one's vocation in the history of an society, on which we have reflected in the first part of paper, is certainly an important part of this life in the obe-nce af faith. But there are also some aspects where the tion to God is more immediately at the centre of man's eavour. Such endeavour could be called "religious expe-ce," inasfar as it occurs within and by virtue of this relation od of which religion is the expression. In considering this gious experience, we, again, do not make abstraction of situation of the believer in a pluralistic society, but will try ring out precisely those aspects of it which influence man's aviour towards his fellow men. Two of these aspects, espe-

of the hidden treasure, the origin and light of all that is in th world. This pilgrimage we can call the history of the spirit. is not the same as "history of religions." It is true, man ha often experienced his quest of ultimate truth as a prayer, an the encounter with intimations of this truth as a grace. Bu "Geistesgeschichte" is rather an anthropological category. does not so much consider this truth as it has taken shape i various religions, but rather considers man, how in the past h has sought to come at terms with the problem of his existence.

All of us, we stand not only in different traditions of fait in a divine revelation, but also in diverse traditions of a que of truth. And as there can exist a sharing of religious values tha are common between various faiths, so is there also a commu nion in the quest of truth. This latter communion is not to b neglected. It permits us to enter in dialogue with all men Interfaith dialogue is not an affair between an elite of mankind It is not just a matter of comparing notes between those wh have some notes to show. This dialogue rather is open to th profound questions with which all human beings become con fronted when they search for a sense and direction in their life Sometimes it seems that we, believers, know all the answers but have no knowledge of the questions. Are we ready, do we dare to expose ourselves to the questioning of man in history, in his pilgrimage in search for meaning ? It would seem that the obscurity, in which so many people, who do not know the one and only God, are groping for light, and even the outright reje ction of faith in atheism, is not only a challenge for interfaith dialogue, but constitute actually a dimension of it. Who among us can say that he never experiences darkness and uncertainty in his heart ? The light God gives us in the faith, *nur-ala-nur*, is compared with a little lamp in the night.[17] Precisely because, "amidst the obscurities of the land and the sea" (Q 27,63), we have seen this light as from afar, we are urged and enabled to pray with greater earnestness :

From the unreal lead me to the real !
From darkness lead me to the light !
From death lead me to immortality ![18]

This openness for man's quest of truth has very practical

bution to make,[10] but in our pluralistic world, they also should work together. This challenge has been heard by those who participated in the Symposium on "The Changing World Economic Order : Challenge to the five World Faiths" (Lisbon, November 7-11, 1977).[11] The desire to work together in the service of God and man united also the 150 participants in the Islamo-Christian Congress at Modling-Vienna (May 31-June 5, 1977).[12] In the preceding year, Muslims and Christians had met in the same place, to study the social and cultural integration of the five million Muslim immigrant workers in Western Europe.[13] And since the promotion of social justice and Human Rights presupposes moral integrity, the theme of the third Islamo-Christian Congress in Cordoba seems well chosen[14] In 1930 is planned a meeting at which Muslims and Christians will study the modern social values as taught by their respective religions. Similarly an Islamo-Christian Congress is being prepared in Iran, at which the Human Rights will be studied in the light of Revelation. Due to the changed circumstances the meet could not be held. •

These examples could be multiplied. On a national or regional level, in North-West Africa, in France and in several other countries, there are frequent encounters between believers of both religions who, in a spirit of faith and friendship, "make a common cause of safeguarding and fostering social justice, moral values, peace and freedom."[15] These encounters, and the attitudes and activities inspired and promoted by them, are a sign of hope in the present moment of history.

(b) **Interfaith Dialogue and the Challenge of Truth**. The history of humanity is not a mere succession of moral decisions and political events. There is an other dimension of history, which the Germans call "Geistesgeschichte," the history of the spirit. The mind of man, at every epoch of history, has been confronted with the question of the meaning of existence, and has searched for an answer beyond the changing causes of events, for a truth expressive of a lasting reality. From the depth of the Vedic times, this question wells up in the words of the *Rg-Veda*: "I do not understand what it is that I am; I wander about, innerly bound by my thinking."[16] This wandering of man is not just a wandering about, but a pilgrimage in search

must always remain at the service of religion. In this way, science becomes a protection against atheism."[7] In a similar way, the Communique issued after the visit of a Vatican Delegation to al-Azhar University (April 11-14, 1978) declared : "Between Christians and Muslims exist common values which are to protect society from corruption and atheism."[8]

We thus witness a progressive diversification of society in matters of religion. This situation of diversity results in two contrary tendencies : on the one hand there is a growing indifferentism in religious affairs, and, on the other, one can observe various attempts to reaffirm religious values. This new affirmation has necessarily to take into account this situation of pluralism. A self-affirmation in which the right of existence of other religious groups is curtailed or denied would lead inevitably to conflicts, which are contrary to the message of peace that is at the heart of every religion. The fact that in many political conflicts today religion can be exploited as a factor of division (e. g. Northern Ireland, Southern Philippines, West Asia, East Africa) should be a matter of concern for all who believe in God. Thus, for the sake of world peace, and for the sake of religion itself, it is an imperative of the present moment that people of different faiths find the way to each other and, in fraternal dialogue, make a common cause of the promotion of peace among men.

If peace is to be established, the primary requisite is to eradicate the causes of dissension between men. Wars thrive on these, especially on injustice. Many of these causes stem from excessive economic inequalities and from excessive slowness in applying the needed remedies. Other causes spring from a quest for power and from contempt for personal rights. If we are looking for deeper explanations we can find them in human jealousy, distrust, pride and other egotistic passions."[9] This analysis of the causes of war, as it is found in the Documents of the Second Vatican Council, emphasises another aspect of the present situation of history. Social justice and Human Rights are two areas which are of decisive importance for the life of human society. Religions can not remain aloof from these issues. Not only has each religion its own contri-

nd, at the same time, have made them more alive to what is ifferent among them. What is called our 'global village' is ot a state of monotonous uniformity but rather a conflict-aded convergence of a rich pluriformity.

Among the factors that have brought about this situation ould be mentioned, in the first place, the development of the eans of communication. Also in matters of religion, they have ought people in contact with each other. Migrations, whether a temporary character, as tourism and the travel for the sake work and meetings, or those of a more durable kind, have oduced situations in which people of different faiths live and ork together also in regions where religious pluralism did ot exist before. The case of Western Europe is typical : even Gibbon may have exaggerated in saying that, had not Charles artel won the battle at Poitiers, there would have been in aris and London mosques where cathedrals now stand,[6] it mains a fact that 732 was a turning-point in the course of the lamic expansion in the West, and that today there is no major ty in Western Europe which does not have its mosque. Also e mass-media, press, radio and television, mean that people erywhere are confronted with the religions of their fellow men.

Another cluster of factors is found in the new political d economic relations between the various nations Peoples o lived in a situation of submission or marginality have now determinant role on the international scene. The development a new self-consciousness of nations has also its effect on the rious religious cultures. They have to re-define their role and find ways of working together.

The spreading of atheism, especially in its more aggres- e forms, has also created a situation in which representa- es of various religions occasionally come together in order to k means to defend the values of religion. This attitude was ticularly evident at the Seminar of Islamo-Christian Dialogue Tripoli (February 1-6, 1976). The first of the Resolutions opted at this meeting was : "Both parties affirm their faith in one and only God; they recommend that common action be en to deepen religious and moral values." The same preoccu- ion underlies Resolution no. 10, where it is said that "science

sarva dharma sambhav has inspired great rulers as Ashoka and Akbar, who, each in his own way, has tried to give a form to this ideal. Countless are the believers of various traditions who have not ceased to search for the one Truth beyond all diversity. Among the posterity of Akbar stands out the figure of Dara Shikoh. A fine example of interfaith dialogue is the conversation he had with the Kabirpanthi Baba Lal Das on religious experience.[1] In his work **'Majma-ul-Bahrayn'** he spoke of Hindus and Muslims as "two Truth-knowing groups."[2]

In the Mediterranean borderlands, the meeting of the two religions of Islam and Christianity has not only been marked by conquests and crusades, but amidst an intense culture-contact there has also been a constant tradition of dialogue on the religious level. One of the very first texts that has been transmitted to us is the dialogue between the Nestorian Catholicos Timothy I (780-823) and the Abbaside Caliph al-Mahdi (158/775-169/785).[3] "Dialogue" became even a literary **genre**, as can be seen from the works of Abelard and Nicholas of Kues.[4] Even if it is not always easy to draw a line between apology and dialouge, it cannot be denied that there existed often a sincere desire to understand the other as he understood himself.[5] In the following, we will mainly refer to contemporary experiences of dialogue in the Mediterranean area. Though our perspective will be limited, it will be more precise, as is desirable for such a short communication.

1. The Historical Challenge of Interfaith Dialogue.

With 'historical challenge' is meant a challenge which results from an actual situation in history. In such a situation, the endeavour of interfaith dialogue does not present itself as an ineluctable necessity, but as a task and a call to which people can respond, and which they can also reject. Given both the arduous characters of this task and the freedom of man in responding to this call, we speak of a 'challenge.'

(a) **Religious Pluralism and the Challenge of Peace and Justice**. The present situation of human history is characterised by a new awareness of the cultural and religious plurality of mankind. Various factors have brought people closer together

Dialogue among people of different faiths seems to be fashionable today. Fashions come and go. Is this dialogue also such a passing fashion? Or does it correspond to something deep in man, in his historical existence and his religious being? It might be worth-while to seek an answer to this question. Life is too short for investing much energy and time in things that are only passing and evanescent. Religious faith stimulates us to seek those values which are lasting and imperishable.

Before we set out to explore the historical and religious dimensions of interfaith dialogue, it is good to renew our awareness of the fact that this dialogue has not been invented in the 20th century This is already an indication that we have to do here not with a mere fashion of the moment. Often, when people of different religions lived in each other's vicinity, there have been among them men of courageous and noble mind who went beyond the battle fronts of mere polemics, in search of a deeper understanding of the truth about God and man. Unwavering in the fidelity to their own faith and vocation, they knew that God's truth is greater than any human understanding, and that no genuine human understanding is without an element of divine truth. They sought to know others in their own understanding of this truth, in view of a communion, the full realisation of which belongs to God. This attitude could be seen described in the following words of the Qur'an :

> God is our Lord and your Lord;
> Unto us our works and unto you your works;
> There is no argument between us and you;
> God will bring us together :
> Unto Him is the course of events. (42 : 15)

Two regions of the earth have been especially privileged as scenes of this endeavour of dialogue : the Mediterranean area and India. In India, the ancient Hindu ideal of the

Khuda Bakhsh Extension Lectures, 1978

Published by Khuda Bakhsh Oriental Public Library, Patna, 1985

Interfaith Dialogue : As Historical Challenge & As Religious Experience

by

Dr. A. Roest Crollius S. J.

Notes

(1) P. Mansfield, *Nasser's Egypt* (Penguin, 1965), 32; also Robert St. John, *The Boss* (Earker, London, 1960).

(2) Of Toynbee's many articles in various journals and especially in *The Times* (London), attention may be drawn to the last one known to me namely, "Aspects of Arab History" in *Listener* (London), 5 September 1968 293-95.

(3) Heinemann, London, 1967, p. 192. The details are from the same work

(4) The above particulars are taken from *The Times* (London), March 7, 1968, page VIII.

(5) Geoffrey Lewis, *Turkey* (London, 1960), 61.

(6) op. cit., 82.

(7) From the reprint of 1965 (London), pp. 284-87.

(8) The literature on Persian History is voluminous and the *Ency. of Islam* gives the main sources. For the 20th cen. see Peter Avery *Modern Iran*, Benn, London, 1965.

FOR FURTHER READING :

For particular countries and topics : *The Encyclopaedia of Islam.* 1st edition, London Leiden, 4 vols. and *Supplement*. The second edition is in course of publication. See particularly 'Arabs', 'Arabiyya' in Vol. I (rev. ed.), 324f. ; 'Persia', III, 1038 ; and 'Turkistan', 'Turkeman', and 'Turks', IV, 895-972.

General Background :

1. *The Middle East : a political and economic survey.* Royal Institute of International Affairs (Oxford University Press), London, 1950, and later editions.
2. Don Peretz, *The Middle East Today.* Holt, Rinchart and Winston, New York/London, 1967.
3. George Lenczowski, *The Middle East in world Affairs.* Cornell/New York, 3rd edition, 1967.
4. W. B. Fisher, *The Middle East :* a physical lsocia and regional geography. Methuen, London, 5th edition, 1960

For Factual Information :

The Middle East and North Africa. Europa Publications, London, 12th edition, 1965-66.

Atlas of the Arab World and The Middle East. Macmillan, London, 1960.

For Chronology of Events. see the summaries in the *Middle East* Journal, Washington, D. C., and for *Constitutional Changes* see 'Dustūr', EI, I (rev. ed.), 638.

1941, Allied invade Iran, Reza abdicates, Mohammed Reza succeeds.

1951, Oil Industry nationalized.

1954, Eight company Consortium. Shah's power increases. Earthquakes.

1960, Crown Prince Reza Kurush born.

Good relations continue with U.S.A.

Area : 628,000sq. miles. *Population* : 22 million.

Currency : I rial=100 dinars. £l=210-214 rials.

Budget cannot be balanced without borrowing.

Education : Primary enrolment, 1,719,353.

Higher Education ; 49 institutions, 25,000 pupils.

Universities : (1) Tehran (2) Jundeshapur (Ahwaz) (3) Isfahan (4) Meshad (5) Pahlavi (Shiraz) (6) Tabriz.

Constitution : 30 December 1906, Amended, 1949.

Executive power is with the President (Shah). Legislature, two houses.

Religion : Majority, Shiites ; 5% Sunnites. 150,000 Christians, mostly Armenians. 50,000 Jews, mostly traders. 10-16,000 Zoroastrians, headed by the *Moubad*.

Agriculture : 5-10% land, cultivated. Chief crop, wheat, Rice of good quality, Millet, Maize.

Fruits of great importance. Apricots (finest in the world). Grapes, Citrus, cherries, pears, apple and strawberries. Dates.

Commercial Crops : Cotton, Silk, Opium. *Minor crops* : Tea and Tobacco.

In 1953-54 a Consortium of eight companies was effected whereby England obtained 40%, U.S.A. 40%.; and the rest of the 20% was divided between Iran and Britain on the one hand, and U. S. A. on the other. Zahedi then resigned and an elder statesman, Husain Ala, took over and steered the course of Iranian amity with the U.S.A. with success. This in turn was suspected by the U.S.S.R. and they began to exert pressure. Since 1955 a steady economic policy of friendliness with the U.S.A. has been pursued.

The root of the problem in Iran is the lag between the hopes of the intelligensia and the rising middle classes, and the lack of capacity of the state to fulfil these expectations.

The friendship of the U. S. A. has to be offset by the opposition of Cairo for Iran's pro-Israel policy, and Soviet suspision. In all this shelter of conflicting interests, Mohammed Reza Shah seems to have consolidated his position as a wise and patient ruler.

Brief Particulars

Geography: An interior plateau, 3/5000ft. high, ringed by mountains, Damavend, 18,7000 feet. Extremes of climate from 130 to 30 F. The land is arid for the most part, but rain in N and NW.

Life: Settlements in groups of villages where water available. Many nomadic tribes. Oil industry.

Races: Iranian, or Irano-Afghans. Bakhtiari tribes, nomadic. Some Turki influences, as well.

History: Achaemenid Empire, 533 B.C. to 330 B.C., Alexander's Conquest; Sasanians, 7th cen. till Muslim Conquest. The Muslim Conquest, Battle of Qadisiya, A. D. 637. Abbasids. Saljuqs, till 12th cen. Safavids 16th cen.; Shah Abbas 1 87-1629. European influence starts in 18th cen.; Qajars, 18th cen. to 1925.

Wars with Turkey and Russia; increased foreign intervention.

World War I: Iran Neutral.

1923, Reza Khan becomes Prime Minister; 1925, Reza Shah crowned. Modernization, autarchy, unveiling of women.

sharply to this, and the Foreign Secretary replied that all necessary action would be taken to protect British lives and British interests. After some changes in the Cabinet, Dr. Mossadegh took over as Prime Minister and rejected the British offer of negotiations. The U S.A. was generally favourable to Britain, but the dispute proved a long-drawn-out affair.

The following chief events may be mentioned :

On May 26, 1951, the matter was referred to the International Court of Justice at the Hague by Britain, and they issued a mandatory injunction.

After much diplomatic activity, Iran agreed to open negotiations with Britain, who accepted Nationalization on the condition that adequate compensation be paid and the British personnel be in charge of technical supervision.

On September 29, 1951, Britain brought the matter before the U N. Security Council.

The Nationalists however stood out for the following 7 demands :

1. Expulsion of the U.S. Military Mission ; 2. Legalization of the Tudeh Party ; 3. Recognition of Communist China ; 4. Rejection of the Foreign Aid Programme ; 5. Release of political prisoners ; 6. End of the Martial Law in the oil fields region ; 7. Nationalizing of the Bahrein Oil fields where an American Company was producing 10 million barrels of oil a year.

The oil disputes led to the stoppage of the flow of oil and the end of Iran-British relations. The relations with the U.S.A., also, as a consequence, worsened. Internal confusion and lack of funds followed, but Mossadegh returned to power and the Majlis passed the land-reforms decree in 1952. As a result, normalcy was attained when General Zahedi staged a coup and took over the reins of government from Mossadegh. He immediately appealed to the U.S.A. for financial aid.

country 'for its protection'. This was the result of Reza Shah's hasty and ill-considered efforts to emulate Kemal Ataturk.

The result of this occupation was an increase of Soviet influence in the North, while the British troops remained mainly in the South to protect British interests in the Companies. The Soviet pressure reached its peak by the end of 1946. In July 1946 a general strike was organized by the Tudeh Party at Abadan and there was violent rioting and bloodshed. The old Assembly was dissolved and a New National Assembly began on July 17, 1947. Events moved rapidly and the New National Assembly repudiated the Irano-Soviet Oil Agreement on October 22, 1947, followed by widespread and hectic diplomatic activity between the Allies, chiefly Britain and U.S.A. A ray of hope came from the Shah, Mohammed Reza Shah.

In 1948 he called a Constituent Assembly which established the Senate, a second House. The government gradually came under American influence and the friendship between U.S.A. and Iran grew. The Truman doctrine proclaiming the containment of communism, with a pledge of assistance to Greece and Turkey, was hailed in Tehran as a step in the right direction. Tangible results of American friendsnip followed ; an immediate grant of 10m. dollars for military aid, and hopes of a portion of 250m. dollar Development Loan from the International Bank of Reconstruction were the solid results of this policy. The Shah continued his good work of purging the administration and cleaning the air. Some of the aid hoped for did not materialize and the Oil crisis emerged in all its intensity in 1951. It seemed an easy way for the country to nationalise the Iranian Oil Companies and obtain an enormous income.

The history of the last twenty years in Persia is the history of oil, its exploitation, production and sale. This is what we must briefly summarize at this juncture.

The Majlis, under the influence of a popular leader Dr. Mossadegh (strictly, Musaddiq), was very critical of the Anglo-Iranian Oil concession, and on March 20, 1951, took the momentous decision to nationalise the oil industry. Britain reacted

During the later part of the 19th century, maladministration had increased in Iran to such an extent that both Russia and Britain tried to increase their hold on the country. In the World War I, British troops had been stationed at a great many places in the M. E., and a treaty was signed on August 9, 1911, in London whereby Britain gave a loan of 2m. pounds to Iran and promised to reorganise the Army and the Treasury. Thus virtually a British Protectorate was created.

In the meanwhile the Russian Revolution had commenced, and Russia wanted to consolidate its influence over Turkey. Iran and Afghanistan. In 1921 Iran concluded a Treaty with U S.S.R. in which it gave up its territorial ambitions only on the condition that it had the right to enter Persian territory if anti-Soviet aggression was contemplated by an enemy power. It was at this stage that Reza Shah Pahlavi came on the Scene. As an officer in the Cossack brigade, he marched on Tehran and accomplished a *coup d'etat* in 1921, making himself commander-in-Chief and Minister of War. In October, 1925 the National Assembly deposed Ahmad Shah Qājār and gave the crown of Persia to Reza Shah Pahlavi, the founder of the Pahlavi Dynesty. Reza Shah put down internal disorders and started improvements. Compulsory military service was introduced; communications were improved; legal reforms introduced; the Capitulations were abolished; education was reformed on western lines; women were deprived of the veil in 1936, and rapid industrialization was favoured. Gradually his regime became totalitarian, the people had little opportunity for political or social action, and discontent became widespread.

Then came the World War II, 1939-44. In 1939 Iran declared her neutrality, a benevolent one for the Allies. The British Government, fearing German infiltration, demanded the expulsion of all German nationals. This was refused, whereupon on August 20, 1941, British and Soviet troops entered the country, subdued it within days, and forced the abdication of Reza Shah, in favour of his son Mohammed Reza, A tripartite Treaty was signed between Iran, U. S. S. R. and Britain on Jan. 29, 1942, by which Russian and British troops were allowed to occupy the

Numerically, the Christians are estimated at 150.000, Jews at 50,000 ; Zoroastrians, 10-15 thousand. The Christians belong mainly to the Armenian Church and are skilled artisans ; Jews are mostly traders, some of them travelling to India with carpets ; and the Zoroastrians, unlike their Indian kith and kin, are agriculturists, mostly.

History : The first Empire was that of the Achaemenian dynasty (6th Cen. B. C.). It was destroyed by Alexander the Great (circa 330 B. C.). After a few minor dynasties, there came the Sasanians who ruled over Persia from the 3rd cen, A.D. ; its zenith was reached under Anushirwan (Pah. *Anūshak-rubān*, of auspicious soul), A.D. 531-59 ; after him there was rapid decline and fall.

In the first half of the 7th cen., the Arabs entered upon the scene. The Sasanian Empire was incorporated in the Umayyad Caliphate, 661-750, and later absorbed into the Abbasid Domain, circa 750. After the reign of Hārūn al-Rashid, 786-849, the effective authority of the Caliphate began to decline and a series of semi independent rulers, *Muluk al-tawa'if* held sway.

In the middle of the 11th cen. a new force entered upon the scene. In 1040 Mas'ūd b. Mahmūd the Ghaznavid, was defeated by the Ghuzz Turks, and thus the Saljuq Empire was founded. The Empire was broken into pieces later during the time of Sanjar in 1153. A century later the Mongols swept the country, and the dreaded Hulagu Khan not only destroyed Baghdad but also conquered Persia and founded the Ilkhan dynasty. The Ilkhans came to an end in the middle of the 14th Century, when Persia fell a prey to another monster Timur (Tamerlane), 1360-80.

A truly Persian dynasty was founded by Shah Ismail, the Safavid, who conquered certain parts of Iran, about 1500 ; The greatest ruler among the Safavids was Shah Abbās (1587-1629) ; and then, as is so usual in history, there was a rapid decline. The next invasion was that of Nādir Shāh in the 18th cen. (1735-47) who founded the Afsharid Dynasty. They were followed by the Zands, and the Qājārs who ruled till about 1925. It is the modern period, extending over forty years, *which brings us to our own times* (8).

IRAN

Of all the countries of the Middle East, the one with which we are most familiar is Persia, now officjally called Iran. But the term Persia is graciously allowed to be used by the "King of Kings" to those of us who are familiar with ancient usage, and find it difficult to change. My remarks will therefore be brief.

People : Many people, both in ancient and in modern times, have passed through or settled in this country. The Medes and Parthians came from Central Asian Steppes. Later came migrations of Semitic and Turkish tribes Even today Turki-speaking Turks, speaking a variety of dialects, are to be found in Azerbaijan, and near Qazwin, Hamadan and Khwar (Near Tehran), and also in Māzandrān.

Language: The Persian language (*Fārsī*) is a member of the Iranian group of Indo-European languages. As we have seen in the first lecture, it may be divided into *Old* Persian, the language of Achaemenian Emperors, known through cuneiform inscriptions and Avestan texts such as the Gāthas ; Middle Persian, the language of the Sasanians, know as *pahlavi* ; and, the *New* Persian, *Fārsī*), the most widely spoken dialect. Related to it are the dialects known as Kurdish, Luri, Mazandrani and *Gilakī*. A great deal of work has been done on the dialects of Persia by German and Russian Orientalists during the last two centuries.

The Persians are predominantly Muslims and Shiites. The Ithnā 'Ashari form of the Shiite faith, which venerates the Twelve Imams, is the official religion ; in fact, the jaw-breaking term means nothing more than "relating to Twelve". Najaf and Kerbala (both in Iraq), containing the tombs of Ali and his son Husayn (the Third Imām), are important centres of Pilgrimage. In the two cities reside the Shiite ulema, known as the *Mujtahids* (literally, *those who make ceaseless* efforts for knowing the law), who continue the persuit of Shilte theology, and are noted for their bigotry, learning and capacity for rancorous disputations. To these two places, all Shiite scholars have to go, to perfect their knowledge of the "true" Shari'at. The Kurds and Turkomans are Sunnite, and the state recognizes Judaism, Christianity and Zoroastrianism. The last named religion is accepted as divinely revealed, and possessing a "Book" ; thus its adherents are among the People of the Book, (Arabic, *ahl al-Kitāb* ; *Kitabī*, *Kitabiyya* in Persian). This is the doctrine of both the Fatimid and a majority of the Twelver Shiites.

Mineral Resources : Coal, lignite, iron ore, chrome, copper, and meerschaum, a soft whitish clay, used for pipes. Also, a little petroleum.

Industry : Since 1950, rapid industrialization, with American aid. A mixed economy. Foreign investments are encouraged in commodities like textiles and cement. *State Monopoly* : 1) Tobacco 2) Wine, 3) Spirits, 4) beer, 5) salt, 6) tea.

National Finance :

T£ (Lira) 1=100 kurus
£1 sterling = 25 liras
Budget Revenue, T£ 14, 021m.
Expenditure, 14,422m. (deficit).

Before World War II, there were always a surplus of exports, but since then the situation has changed. There is a State Plannin Organization.

Foreign Aid comes chiefly from USA, U. K., Canada, European Six.

Chief Imports from U. S. A,, Germany, Italy, and U.K.

Tourism increasing rapidly : 1960=124,000 ; 1961,=144,000 ; 1962,=192,000

Constitution : 21 May 1960, the Second Republic. A Nationalistic, secular democratic, and social state, based on Kemalist principles. The Official language in Turkish. The capital is Ankara.

The Grand National Assembly consists of National Assembly & Senate.

Religion : 98% are Sunni (Hanafi), Roughly, in 1923, the power of religion was broken ; 1950, a revival was to be seen ; 1960 Revolution brings back Turkey to Kemalist ideals. Head, of Muslim Faith : *Diyanat islori reisi*.

Universities : 1. Ankara University ; 2. Ataturk (Erzurum) ; 3. Ege (Bornova, Izmir) ; 4) Istanbul (Beyazit) ; 5) Istanbul Teknik University 6) Karadeniz Teknik University ; 7) *The Middle East Technical University* (*Ankara*).

also arrived at with her. But in 1947, Turkey definitely leaned to the west ; in 1949 a cultural pact was entered into with U.S.A. and it received some 5,000,000 dollars. Since then some 1,500 million liras have been received by her from the U. S. A. Turkey's loyalty can be seen from the fact that in Vietnem there is a brigade of 4,500, fighting alongwith the U.S. troops with great valour. As a young Turkish Air-line official told me once at the Istanbul airport "We receive money from the U. S. A., and we have given our hand to them as Turks".

Around 1950, there was a certain amount of religious revival ; but when the First Republic ended in 1960, and a new Constitution was adopted, Kemalist principles again prevailed. The existing government was considered oppressive, and the Army, hitherto entirely neutral, stepped in and seized power. On 27 May 1960, General Gursel took over, and imprisoned President Bayar, Premier Manderes and others. Within one year, May 27, 1961, a new Constitution was adopted by the Assembly and approved by a Referendum. It forcefully emphasizes the democratic principles and the Kemalist conception of Turkey, strongly safeguarding individual liberty and protection against oppression by government.

There are at present four political parties, with the Republican Peoples' Party in the lead. Turkey is fairly set on her own policies but like all other "progressive" countries, continues to have a deficit budget, and without western support, progress would be slower.

Brief Facts

Area : 780,576 miles. *Population* : 31,200,000 (1964).

Four-fifths of the people live in rural areas, and 2/3 live off the land ; 1/5 live in urban areas.

Ankara (Capital); 664,000 ; Istanbul, 1,466,535.

Important Crops : Cereals. Tobacco, very good quality grown in the north, near the Black Sea ; the finest, near Samsun, earning 1/4 of all the foreign exchange. Also Cotton, fruit, and nuts. Wool, the finest coming from the Angora goats, called *Mohair*. Grapes, figs.

they must be restored to the path of progress, to find their place in the community of civilized nations. 'The Turks', he said in 1924, 'are the friends of all civilized nations. Countries vary, but civilization is one, and for a nation to progress it must take part in this single civilization'.

"Unlike so many reformers, Kemal Ataturk was well aware that a mere facade of modernization was worthless; and if Turkey was to hold her own in the world of our time, fundamental changes were necessary in the whole structure of society and culture. Opinions are divided on thesuccess and on the wisdom of some of his policies. If on the one hand there were complaints that the reforms were limited in their application to the towns and urban classes, and brought little change to the peasant mass of the population, on the other hand there were many who felt that the reforms were too violent and abrupt, and caused a rupture with the religious and cultural traditions of the nation that was harmful in its effects on the younger generation.

"Whatever views one may hold on those points, this much is indisputable that, at the darkest moment in their history, the Kemalist Revolution brought new life and hope to the Turkish people, restored their energies and self-respect, and set them firmly on the road not only to independence, but to that rarer and more precious thing that is freedom."

Kemal's dictatorship was characterized by four factors : 1) His basic western outlook ; 2) his benevolence, unselfishness, and incorruptibility ; 3) his great military prowess ; and 4) his power stemming from the Peoples' Party : He followed them, and they followed him.

Taken as a whole, he was the greatest Muslim political leader of the 19th and the 20th centuries, comparable in stature, wisdom and influence to Sulaiman the Magnificent, and Akbar the Great, and one of the three great statesman of our time, with Churchill & De Gaulle.

Immediately after the death of Kemal, non-aggression treaties were signed with England and France in 1939. Russia became uneasy at certain developments and an understanding was

of the shattered Empire, and driving the invaders from the national soil.

"Yet it is not in these achievements, great as they were, that the true greatness of Ataturk lies. Rather does it lie in his realization that all this was enough and yet not enough ; that the military task was completed, and another, very different one remained. In 1923, at the moment of his triumph, there were many opportunities which might have tempted a military commander to seek more glory, or a nationlist leader to arouse new passions. He renounced them all, and with a realism, restraint and moderation, unusual among heroes, warned his people against all such heady adventures. The next task was at home : for when all the invaders, military, financial, political, had gone, there still remained the problem of rebuilding the country, already backward, now further weakened by long years of war and internal struggle. It is the supreme merit of Kemal Ataturk that he, the Ottoman soldier, the victorious hero, was able to see this, and to make the immense effort of imagination and courage that it required of him. In a society that despised labour and trade, where ingenuity was an infidel trick and the military virtues the only universally accepted standard, the Gazi Pasha became a civilian President, and setting aside his uniform, appeared to his people in a top hat and evening dress. With this new image of himself, Kemal Ataturk, the master of social symbolism, made it clear to his people that, for the time being, the age of martial valour in holy war had ended ; the time had come for solid, bourgois virtues of industry, skill, and thrift, needed in the hard, unglamorous, but urgent, task of developing the country and raising the standard of living of her people.

"In his political ideas Kemal Ataturk was an heir to the Young Turks, more especially of the nationalist, positivist, and Westernising wing among them. The two dominant beliefs of his life were in the Turkish nation and in progress ; the future of both lay in civilization, which for him meant the modern civilization of the west, and no other. His nationalism was healthy and reasonable ; there was no arrogant trampling on the rights or aspirations of other nations, no neurotic rejection of responsibility for the national past. The Turks were a great people of great achivements, who had gone astray through the evil effects of certain elements and forces among them ;

professional bias, dominating and imperious by temperament, he yet showed a respect for decency and legality, for human and political standards that is in astonishing contrast with the behaviour of lesser and more pretentious men. His was a dictatorship without the uneasy over-the-shoulder glance, the terror of the door-bell, the dark-bell, the dark menace of the concentration camp. Force and repression were certainly used to establish and maintain the Republic during the period of revolutionary change, but no longer; and after the executions of 1926 there was little danger to life and to personal liberty. Political activity against the regime was banned and newspapers were under strict control. But apart from this, talk, and even books and periodicals, were comparatively free. Critics of the regime from the humbler classes were left alone; critics among the ruling elite were, in accordance with earlier Ottoman practice, punished with governorships of embassies in remote places. Violence was rare, and was usually in response to violent opposition.

"The subsequent rise of military regimes in other Muslim countries in the Middle East has led some observers to see in Ataturk and his Revolution the prototype of these later movements. There is, however, very little resemblance between them. Ataturk was not a revolutionary junior officer seizing power by coup d'etat, but a general and a pasha, taking control by gradual, almost reluctant, steps in a moment of profound national crisis. He and his associates, though imbued with new ideas, were, by status and habit, men of the old Ottoman ruling elite, with centuries of military and Imperial experience. Even after the destruction of the Empire and the banishment of the dynasty, they still had the assurance and authority to demand, and receive, obedience, not needing either to court popularity or enforce submission. And so they were able to carry through their Revolution by a kind of paternalistic guidance, without resort to the whole monstrous apparatus of demagogy and repression familiar in the European dictatorships and their imitations elsewhere.

"It was as soldier that Ataturk first rose to lead his people as the brilliant and inspired leader who snatched the Sick Man of Europe from his death-bed and infused him with a new life and vitality. His first great achievements were in the heroic mode, in fashioning an army, a movement and a nation from the debris

signed at Mudania in October 1922. A month later, 17 November 1922, Mehmet VI Vahideddin boarded a British warship and fled to Malta. Thus ended ingloriously the Caliphate of Islam. At the Peace Conference in Lausanne, the gentle Ismet Pasha as Foreign Minister represented Turkey; his patience and forbearance were maddening, but in the end the Treaty signed on 24 July 1923 was completely in favour of Turkey.

The Sultanate ended in 1922; next came the turn of the Caliphate. On 20 April 1924, the New Constitution laid down:

1. The Turkish State is a Republic.
2. The religion of the Turkish State in Islam. Its official language is Turkish. Its Capital is the City of, Ankara.
3. Sovereingnty belongs unconditionally to the nation (6).

The Turkish people offered Kemal the Caliphate, but he chose to be President of the Republic. Kemal's position now was very strong and he began modernizing Turkey. The Roman script replaced the Arabic for the Turkish language. Civil and criminal codes were adopted on European patterns. Polygamy was ended. The red cap and the veil were discarded. Surnames were made compulsory for the Turks, and he himself accepted Ataturk, the Father of the Turks.

A life full of hardships, adventures and...had undermined his health, and he died at the age of 57 on November 10, 1938, and was succeeded by Ismet Inonü, Kemal's lifelong friend. The life and character of Ataturk have been the subject of much controversy. For myself I would accept the judgement of Professor Bernard Lewis in his magistral work, *The Emergence of Modern Turkey* (7).

"Kemal Ataturk was a man of swift and decisive action, of sudden and often violent decision. A tough and brilliant soldier, hard drinker and *vencher*, he was in all things a man of immense will and abounding vitality. But by his contemporaries he was often called a dictator, and in a sense he certainly was. But in saying this, one must remember that his rule was very different from that of other men in Europe and the Middle East yesterday and today, to whom the same term is applied. An autocrat by personal and

TURKEY

It is often stated rhetorically that a certain individual represents his country or his age. It is doubtful however whether any single individual can fill the vacuum called "age" or "country". Probably it is more correct to say, prosaically, that the individual, within the limits of time, place and circumstance, was the leading light of a certain movement in a certain age or in a certain country, which produced results of an enduring quality. Such a leader undoubtedly was Kemal Ataturk. The soldier became *ghāzī*, the Conqueror; and the *ghāzī* in time became the Father of the People, Ataturk. His great achievement was to help Turkey draw itself out from the Middle Ages and enter into the twentieth century. What distinguishes Kemal from leaders of a like stature is that he is a Father whom the Turks remember and obey, not a Father whose name is on their lips, but whose teaching is conveniently forgotten. I shall therefore begin by giving you briefly the main facts of his life and career.

Mustafa Kemal was born in Salonica in 1881. He entered Salonica Millitary School, went on to the Monastir Military Academy, and finally to the War College, Istanbul. He graduated as Staff Captain in 1905. From his earliest days he worked against the Sultan. In 1914 he covered himself with glory in fighting against the British at Gallipoli, and was made a Brigadier and a Pasha. In 1918, he fought against Allenby and saved his army from destruction by a strategic retreat. 1920 was the turning point. The Grand National Assembly declared to the world, through Mustafa Kemal, their President :

"Sovereignty belongs unconditionally to the nation. The Grand National Assembly is the true and sole representative of the nation. Legislative authority and executive power are manifested and concentrated in the Grand National Assembly" ([5]).

Thus came into being the First Turkish Republic, and the first Republic, in the modern sense, in the nations of Islam.

The war with Greece followed soon after and Ismet Inonü drove the Greeks into the sea at Bursa on January 10, 1921. The Greeks ralied and attacked again : but by 26 August 1922, they were defeated, leaving Kemal the sole victor. An Armistice was

tioned and distributed among landless peasants. Co-operatives have also been established. The Aswan dam now irrigates about 500,000 acres additionally ; ultimately it will irrigate 1,500,000 acres.

Social Scene : the peasants have been the greatest gainers, but how far there is real advance, is a matter for speculation. 120,000 private cars. 300,000 television sets.

Culture : The Ministry of Culture was established ten years ago. Great increase in artistic life, plays, and music. Generally a rise in folklore and ballet entertainments.

Religion : Islam, about 26 million ; 2.5m. Christians mainly Copts, a very ancient Christian sect.

Education : Free from kindergarten to University.

There are six universities at present. The *Azhar* is the oldest existing university in the world, mainly religious.

Roads : 10,500m. of roads in 1952, increased to 13,372 in ten years.

Canal was deepened and improved in recent years. In 1966, 21,000 vessels passed through ; tonnage, 274,5m. tons. Now it is completely closed to shipping, entailing great loss which is borne by Kuwait, Saudi Arabia and some other contributories.

Air Lines : U. A. R. air line 230m. passengers. Small, but well run.

The Great Aswan Dam will create an artificial lake of 511sq. miles and may change the climate of Upper Egypt. Woods and parks are being planned on its banks. The Temple of Abu Simbel was saved by international aid through the efforts of UNESCO (¹).

over Aqaba. I shall now end my observations on the U. A. R. by giving you a few factual particulars :

Constitution : The U. A. R. has provisional Constitution since 1964. The National Assembly guarantees at least 50% of the seats to the representatives of peasants and working classes. The independence of the judiciary is guaranteed. A special committee is preparing the permanent Constitution.

Since June 1967, the President also holds the office of Prime Minister. President and Head of State, Gamal Abdel Nasser.
Area & Climate : 386,100 sq. m. Hot dry summer, warm spring, and mild winter, with very little rain. *Natural resources* : crude petroleum, phosphate, manganese, iron, salt, nitron, sulphur, kaolin, etc.

Population : 30, 083, 000 (1966), increasing by 2.6% a year.

Capital : Cairo, 4,200,000. Largest towns include, Alexandria (2m.), Asyut (300000), Tanta (300,000). Business centres are Cairo and Alexandria.

Economy : From 1962/3 to 1964/5, the income was greater than expenditure by about £E 5/600,000 (£EI. 04=£I).

Revenue varied between 1,562m. to 1,884m. Expenditure 1,012m. to 1,206m.

The figures for 1965/6, and 1966/67 are not available.

Principal Exports : raw cotton, cotton yarn, textiles, clothing, shoes, leather goods, etc. Markets : U. S. S. R., Europe (including Switzerland and a few other countries).

Imports : metals and manufactured goods of metal, coal, coke, chemicals, pharmaceuticals, plant and other machinery, vehicles, foodstuffs, timber, wood, paper, textiles. *Main Suppliers* : East and West Europe, Scandinavia, Arab and African countries.

Financial Aid : U. S. S. R. gave £E 200 million For the Aswan Dam ; total cost, 400m.

Agriculture, along the banks of the Nile, the chief feature. From 1962, 100 acres is the limit of holding in land. Surplus, requisi-

The Six Days War : The greatest debacle in the career of President Nasser was the Six Days War of 1967. After a considerable diplomatic and wordy warfare, Nasser decided to ask the U.N. forces to be withdrawn from Sinai. On May 19, U Thant told the General Assembly that he had decided to withdraw the forces. On May 22, the U.A.R. declared the Straits of Tiran closed, claiming them to be Egyptian territorial waters. So far, India had supported the U.A.R., but *the Times* continued to be critical. On May 24, U.S.A. and Britain agreed with Israel that the Gulf of Aqaba be kept open as an international waterway. Later, both U.S.A. and the U.S.S.R. advised Nasser not to start hostilities. The situation developed rapidly. And on June 1, General Dayan, a great Israeli General, assumed office as Minister of War. This was the signal for War.

It was on June 5 at 0745 hrs. (Israeli time) that the air strike on Egypt began ; by 1035 hrs. the whole of the Egyptian air force was destroyed and ten airfields put out of action. Naval action followed. Sinai was attacked on the same day. Jeruselem fell in two days. In three days the eastern bank of the Suez Canal was reached by the Israeli force. Then Syria got a severe hammering. And finally on Saturday at 1930 hrs, the cease-fire came into operation. The position is summed up by Randolph S. Churchill and Winston S. Churchill in *The Six Day War* as follows :

"...Israel had become the strongest power in the Near and Middle East. Israel had shown that she had the most effective Air Force and Army in that area with perhaps the exception of Turkey. With a population of 2½ million as against 40 million in the actively belligerent Arab nations, this was a staggering achievement. It is clear that Israeli supremacy will be the dominating factor in Middle Eastern politics for a long tim to come. Only the overt intervention of Russia or the United States, the two super powers, could alter the balance" [3].

I shall not give you the later history which is well known to you. The two parties have not come to any terms for peace. The net result is that Sinai is completely occupied by Israel ; Jerusalem is lost to Jordan ; the eastern bank of the Suez Canal is in Israeli hands ; the Canal is closed to all shipping ; and the Israeli flag flies

Almost the first thing that Nasser did was to destroy the *pasha* class by the redistribution of land. These landlords led a life of luxury, spent their summers in Europe, developed an 'international' mentality, and were thoroughly degenerate in their personal lives. In 1950, 90% of the land belonged to 5% of the people, King Farouk, one of the most hated of kings, holding some 60,000 *feddāns* (a *feddan* is a little more than an acre). A limit was set for the holding of land, and the excess distributed among the Egyptian agriculturists, known as the *fellaheen*. It is mainly for this reason that for long the strongest supporters of Nasser and his policies were the tillers of the soil; and the most vociferous of his critics were those that were deprived of their so-called 'heritage'. The present parliament gives a fair representation to the *fellaheen*.

In 1956 came the Suez incident. After making promises, both U.S.A. and Britain backed out of the offer for financial aid for the Great Aswan Dam. The only way to get the money was to scarp the multilateral treaty constituting the Suez Canal Authority, to nationalize it, and to look elsewhere for aid. Although the legality of doing away with an international treaty to which there were many parties may be open to doubt in some respects, Nasser's diplomatic timing was superb. He left the fest guessing, took Soviet help and proceeded with the Plan. In 1964, the first part of the Dam was completed, and on May 14, 1964, Krushchev witnessed the diversion of the waters of the Nile. The second part of the Dam has now been completed, and although particulars are not yet available, little remains to be done. The threat by Israel to attack the Dam is a serious matter, and it was reported in the Press that the U.S.S.R. has made it perfectly clear to all concerned that it will defend this project which is a "very dear thing" tothem.

Although a large number of foreign pilots left the Suez Canal, Egyptian pilots took over and the Canal continued to function till the last war with Israel. Now unfortunately for Egypt, the Eastern Bank is in the hands of Israel and no shipping is at all possible. The Arab States, particularly Kuwait, are making a handsome subsidy to Egypt for the daily loss that is ensuing as a result of the defeat of Egyptian arms in the recent war with Israel.

And Nasser swore to himself that he would destroy the British power in Egypt. During 1945-48 the spirit of rebellion was reborn in Egypt and Nasser gathered together a group of young officers who resented the power of Britain, as it throve on Egyptian corruption, nepotism and inefficiency. From 1948-52 the dynasty of Mohamed Aly, the Turk, was his main target. His two aims were to destroy the British as well as the Turkish dynasty ruling over his country. He wished to have an Egyptian government in which the common people of Egypt would be sovereign. Nothing can demonstrate the corruption and maladministration of the army more clearly than the defeat of the combined Arab armies at the hands of the tiny disciplined forces of Israel : not once, but *twice within a few years.* One of the tragic problems of the Middle East is the State of Israel. The avowed object of the Arabs is to "wipe out" Israel and to give back the lands held by the Arabs for more than a thousand years to the sons of the soil, now refugees over a wide area mainly in the Hashemite Kingdom of Jordan. It is a tragic problem, because there is no meeting ground between Israel and the Arabs. Jewish ambition has been strengthened by the Hitlerian crime of the destruction of 6 million Jews who were shot, killed, burnt or banished. But why the Arabs are made to pay for the crimes of Hitler's Germany is one of the great tragedies of modern times. The historian Toynbee has written very ably and sympathetically about the question, but it is very doubtful whether any one is willing to listen to the urbane voice of history and learning(2).

Nasser relates the events of 1953 in dramatic terms. It was a matter of destiny that he was spared to accomplish the coup which led to King Farouk's abdication and departure from Egypt on July 24, 1952. In the words of Farouk to Nasser, "You have done to me what I would have done to you". But this is not to be believed ; had Farouk got Nasser into his clutches, he would have done to him as he had done with many of his avowed opponents. It is distinctly to the credit of Nasser and his colleagues that the barbarous and inhuman method of violence and assassination followed in Syria, Jordan and Iraq was not adopted by the leaders of the Egyptian Revolution. And for this, the credit for the most part goes to Nasser, and no praise can be too high for him in this respect.

son of Abdel Nasser Husain Khalil Sultan was born, the eldest son of his parents([1]). His father was a postmaster at a village called Khataba, between Cairo and Alexandria, drawing a salary of 20 Egyptian pounds per month. Although actually born in Alexandria, his earliest memories are connected with Khataba. His father was always worried about the rebellious nature of the boy, and matters came to a head when, in 1933, there was a clash with the police in which some 500 students were involved. Gamal belonged to a revolutionary party, *Hizb al-Fatat*, and the authorities were rather critical about their activities. Later he was dismissed by the school for political disturbances and sent to Cairo for further studies.

Nasser says that he is opposed to communism as it forbids belief in God, an essential dogma of Islam, and the central direction of its policies comes from Moscow. But as an astute politician, he has no hesitation in accepting economic aid from Soviet Russia and lionizing Mr. Krushchev on the completion of the first part of the Aswan dam. But it was noticeable that, at the completion of the second part last year, no notable Soviet leader accepted his invitation to be present.

Nasser joined the Military Academy in 1936 and passed out as a Second Lietutenant in 1938. With him were his two colleagues in the Revolution (Arabic, *thawra*) Zakariyya Muhyiddin and Anwar al-Sadat. He found the army full of corruption and inefficiency and many of his friends resigned, but he stuck to his guns, for, he wanted to reform it in the interests of his country. He became acquainted with Abdel Hakim 'Āmir. He was the first Vice-President for some time, but after the defeat of the U.A.R. in the war with Israel, he lost the confidence of Nasser, was imprisoned, and ultimately committed suicide rather than face trial. His so-called confession has been published by some American papers, but it is doubtful how far it represents the truth. His death, however, is shrouded in a mystery which has not so far been resolved.

An event which made the greatest impression upon Nasser's mind was the British perfidy in 1942. They compelled King Farouk to appoint Mustafa Nahas Pasha as Premier, with a pro-British Cabinet, at the point of the bayonet, and on pain of abdication.

Lecture—III

The Middle East

Egypt, Turkey and Iran

EGYPT

STATED in simple terms – perhaps oversimplified – there are three triangles in the Middle East around which everything seems to revolve. There are three religions, Judaism, Christianity and Islam – the dominant religion ; there are three races, Arab, Persian, Turkish ; and, there are three principal European powers, England, France and the United States of America. But the USSR and West Germany have already entered the field, and Britain with its depleted economy, is retreating into the background. In action, reaction and interplay, it is these essential factors which must be kept in view before the true significance of any large historical event can be explained and understood.

The changing pattern of society must also be taken into consideration. The Arab either lives in the desert or the village, or in the town ; but oil and its exploitation, is socially drawing the population to urban areas, or urbanizing the life of the bedouin of the desert. Israel has created the problems of disunity among the Arabs and of the enormous number of refugees swarming the deserts and towns of Jordan and other regions. Modernism – whether French or American – is touching the vital institutions of Islam. It is around these factors that we must seek the solution of most of the problems connected with the Middle East.

For our purpose, we shall leave aside the remote past, or the period of Islamic domination, culminating in the rule of the Osmanlis, or European interference from Napoleon down to Ramsay Macdonald, till the advent of Sad Zaghlul in 1922, when the British Protecterate ended and Egypt was declared an independent sovereign state. It was four years earlier, on 15 January 1918 that Gamal, the

FOR FURTHER READING

I. *General Information* on the Maghrib may be obtained from N. Barbour, *A Survey of North Africa (The Maghrib)*, Oxford University Press for the Royal Institute of International Affairs, London, 1959, Reprinted.

Statistics from : *The Middle East and North Africa*, Europa Publications, 12th edition, 1965/66. Later edition is published but not available to me in Bombay.

II. For *Morocco*, see *Encyclopaedia of Islam*, III (first ed), 579 ; s. v. "Berbers (*barber*), *EI*, I (revised ed.), 1171 ; s. v. "Moors", *EI*, III, (first ed.), 560 ; "Saracens", *EI*, IV (first de.), 155.

III. For *Algeria*, see "*Algeria* (*Algerie, al-barr al-Jazā'ir*) in *EI*, I, (rev. ed.,) 364-379.

IV. For *Tunisia*, "Tunisia" in *EI*, I (first ed.,) 847 ; each of these articles contains an excellent bibliography.

V. For periodical literature, see J. D. Pearson, *Index Islamicus*, Cambridge, 1958, and its two *Supplements*.

For *chronology*, the *Middle East Journal*, Washington, D. C., is convenient.

VI The facts and figures given by me at the end of my survey are taken from the excellent supplement to *The Times* (London), March 7, 1968, on "The Arab World", to which my grateful acknowledgments are due.

for marriage to 18, and makes divorce the subject of court decision. The Tunisian woman is a full citizen. There are women MPs and women take part in all spheres of national life. The problem of family planning is taken up, and birth control clinics set up. The veil is disappearing without the necessity of any law to prevent its use. The dress is rapidly being Europeonized, but in the home and for religious purposes, the *barnouse* (gown) and the *sheshaya* (red cap, without tassel) retain their primacy.

The transport system, radio and television are well developed.

Education: 70% of all population is in schools; in this respect the most advanced Arab country. Primary grade: 770,049; 27,000 in college and intermediate grades; 7,500 in higher and university education; 2000 each year go abroad, the largest number to France. Adult literacy work is advancing rapidly.

The budget of education in 1964 was TD *5,500,000*; in 1966 it was TD *9,65,000*.

The health organization is far in advance of other Arab countries. 22,000 wandering children have been housed and given training in 22 villages. Leisure-time activities are on the increase. Small-pox has disappeared; tuberculosis is receding; malaria has become a secondary problem, and there has been a successful battle against trachoma.

In 1971, there will be four hospitals; beds for every 1000 inhabitants.

Communications: 6,165m. metalled roads, and 3,5000m. of tracks in good condition.

Railway: 560 miles. Fair traffic.

Air: three international airports, with good business.

From my own experience, Tunisia is one of the cleanest countries I have visited, and comes next only to California. Tunis is a beautiful city, clean, quiet, beautiful, a miniature Paris. The people are soft-spoken and very helpful. French culture is in evidence everywhere.

● I would conclude with the remark that Morocco is the most picturesque, Tunisia the most civilized, and Algeria, potentially, the richest of the countries of the Maghrib.

Why not drop in on your way to Europe, and see for yourself!

Currency : A Tunisian dinar is about 16 sh. Under the budget of 1966, the expenditure was 135,500,000 TD. Revenue estimated at 100,500,000 TD.

Exports : Olive oil, wine, phosphates, wheat, iron ore, vegetables, lead and lead products, sponges and barley, dates, copper, citrus fruits, live animals, flour and semolina, meat and fish pastes, dried vegetables.

Export Markets : France, Italy and West Germany, Libya, and U. K. Also Yugoslavia, USSR, India, Algeria, USA, Holland, China & Czechoslovakia.

Principal Imports : Machinery, iron and steel products, petroleum products, wheat, electrical apparatus, vehicles and spare parts, sugar, chemical goods, vegetable oils, paper, tea, timber and products, cotton textiles, clothing, glass and ceramics.

Suppliers : France, United States, Italy, Germany, USSR, UK, Holland, Yugoslavia, India, Czechoslovakia, Algeria, China, Libya.

British Trade : Imports 1,754,000 £ ; Exports £ 2,346,000.

Overseas Aid : U. S. 80m. dollars. Also from USSR, Italy, Poland Czechoslovakia, West Germany, France, Yugoslavia and Kuwait.

Main Industries : Processing of local raw materials, minerals, wool, leather and food. Vegetable oil processing is a large industry. There is sugar refinery ; 20 Flour Mills. There are factories of pasteurized milk, making butter, cheese and yoghurt.

There is an oil refinery (1m. ton) which caters for local needs. Newer industries are : two wool factories, 20 canning factories, nitrogenous fertilizer plant, phosphates plant, glass works, tractor and agricultural implements ; steel complex with 120,000 tons capacity.

Nuclear Energy : There are plans for a nuclear reactor costing 15m. TD at Gabes.

Agricultural produce is likely to rise by 5.5% under a ten-year plan in operation. The basis of government reforms is the formation of co-operative units to take over the exploits of the lands held by foreigners.

Law Reform : One of the most significant reforms is the Personal Status Code which forbids polygamy, raises the age of consent

TUNISIA

Tunisia was under French domination for long. In 1959 it achieved independence, the Constitution came into effect on June 1, 1959. Tunisia is a democratic republic, with Islam as the state religion and Arabic as the state language. Legislative power resides in a National Assembly of 90 members, elected by direct universal sufferage and secret ballot for five years. The President as well as the Assembly have the power to introduce legislation. The Assembly votes laws, regulates the budget, ratifies treaties and can revise the Constitution.

The President exercises executive authority. He must be a proved Tunisian by descent for three generations, and be a Muslim. His term of office is five years, but he can be re-elected, provided always that the office of President cannot be held for more that three terms consecutively. He upholds the Constitution, lays down Government policy, promulgates laws and applies them. Provincial administration is divided between 12 Governors, and sub-divided in delegations. Municipal and communal councils manage local affairs.

Party In Power : Dastour Socialist Party. The head of the state is Habib Bourguiba who has been in office since independence, and is a great statesman, hard-headed, practical and forward-looking.

Place and People : Area - 45,000 square miles, with a 750-mile coastline. Rainfall is upto 30 degree, in the north, near the sea ; it is almost nil in the south. Climate dry, except near the coast.

The natural resources consist of agricultural products, such as wheat, barley, dates, citrus fruits, grapes, cork, olives, almonds and esparto grass. The industrial products are phosphates of lime, iron ore, lead ore, tobacco, mercury and salt.

The population is 4,500,000 (May, 1966). There is an increase in urban population, of late, owing to industrial development. The north of the country is richer with more water. 98% of the population is Muslim, the rest are Jews and Christians. There is a high rate of birth, and constantly falling death rate. The population has doubled itself in 45 years, and it is estimated that in 1980 it will be 5,500,000.

Towns and Capital : Tunis is the capital, 680,000. The larger towns are : Sfax (65,000), Sousa (48,200), Bizerta (44,700), Cabes (35,000) and Kairouwan, the *qayrawan* of history, one of the oldest settlements of the Arabs in Africa (40,000).

The country is predominantly Arab, with Islam as the main religion and Arabic the language of 70 per cent of the Muslims. Berber is the second language; French is also spoken. There are a number of Arabic and French dailies and weeklies. Several radio stations broadcast in Arabic and French. There are television stations in Algiers, Oran, Tizi-Ouzou, Chrea and Constantine, and in 1960 there were 30,000 receivers.

In 1963, there were 180,000 cars and 76,000 lorries and commercial vehicles.

Education: Primary students, 1,400,000; secondary students, 82,382 pupils.

The University of Algiers had 4,400 students in 1964. A new University was opened at Oran in 1967. About 2000 Algerians are studying abroad, mostly in France. There are many French teachers in the country, and only 500 Algerians are graduate teachers.

Road and Transport: There are 22,000 miles of roads. New roads are being rapidly constructed, chiefly linking the Sahara oilfields with the coastland centres. The railway is a century old. Total track: 2,500 miles.

Shipping: Algiers is the main port. Harbours at Annaba, Oran and Arzew.

Air: The main airport at Algiers is international. Smaller airports at Oran, Annaba and Constantine. Air Algerie operates through out the country, and also serves a number of European and Arab capitals.

Capital : Algiers (Ar., *Al-Jaza'ir*), 820,000. Other major centres are Oran (270,000), Constantine (255,000), Annaba (155,000) and Sidibel-Abbes (101,000).

Currency : 12 Algerian *dinars* (DA)=I£ sterling. The dinar replaced the Algerian franc of the same value in 1964. Budget for 1967, total revenue, 3,332m. DA. Since 1962, 80 per cent of the trade has been with France.

Output : Rich mineral resources, including large oil and gas reserves constitute Algeria's most valuable asset. Potentially it is the richest of the three Maghribian states. Crude oil production began in the Sahara in 1958. From 1959 when the production was 1,200,000 tons it rose to 26m. tons in 1964/65, the figure being limited by the availability of only two pipelines to the coast. But in 1966 a third pipeline went into service and in 1967 the production rose to 32m. tons.

Shipment of oil to Britain on special tankers began in 1964; Britain takes 700,000 tons annually and France about 300,000. In 1965 gas sales were about 1,754m. cubic metres.

But like many other Arab countries, Algeria is still basically an agricultural country, with much of the population living off the land. The grape harvest is the most valuable ; wine is being extensively manufactured, especially, by French merchants and farmers. Other crops include cereals, olives citrus fruits and tobacco. The best briar for pipe smokers comes from Algeria. There are extensive fisheries, sardines, anchovies, sprats, tunny fish and shelfish ; forestry is also gaining importance.

A number of light industries are growing up. They include a steel pipe plant, a railway wagon works, modern grain mills, textile complexes, tanneries, a fruit juice plant, flat gas works and food industries.

Social Scene : The exodus of Europeans after independence has had a serious effect on several aspects of life, but particularly on agricultural land, previously owned by Europeans. Now these farms and businesses have lost much of European skill and experience, and the economy has suffered.

ALGERIA

Ruled by the French for 132 years before independence in 1962, Algeria has had a turbulent, and often a violent, history. The National Liberation Front (F. L. N.) was formed in 1951, and open warfare broke out against the French in November 1954. In 1958, a Free Algerian Government was formed in Cairo. Finally a referendum was held both in metropolitan France and in Algeria in 1961, and it overwhelmingly approved of President de Gaulle's proposals for independence. Sovereignty was handed over on July 3, 1962, and in September, 1963, Ahmed Ben Bella was elected President of the new Democratic People's Republic of Algeria. But the Government was overthrown by a junta of army officers which set up a Revolutionary Council in June 1965, under Colonel Houari Boumedienne, who became Prime Minister and Minister of defence. The Government is based on a one-party system.

Place and People : Algeria is the largest of the three North African States, collectively known as the Maghrib. It is bounded on either side by the other two, Morocco in the west and Tunisia in the East. Algeria's Mediterranean coast-line is about 950 miles.

The area is about 900,000 square miles, almost as large as Argentina. About four-fifths of this area is arid as it is in the Western Sahara. Northern Algeria has a Mediterranean type of climate with a rainy and a relatively cold winter season, and a dry hot summer. Southern Algeria has a dry tropical climate.

In the northern region the country has two mountain chains, the Tell Atlas and the Saharan Atlas. In the west the two chains separate, giving way to high plateaux which are hilly and crossed by deep canyons. In the east they rejoin and form the Aures mountain block.

Natural Resources : Two large oil fields went into production in 1957, and by 1960 about two hundred wells were flowing. Natural gas was found in 1954 and again in 1956 ; huge reserves are now known to exist and are steadily being exploited. A wide range of minerals, including iron ore, zinc, lead, mercury, copper and antimony, is being tapped. In 1962, 300, 000 ounces of fine silver were produced.

Population : Estimated in 1966 at 12,102,000. Mainly Arabs, but there were 1m. European settlers in 1960, which dropped to about 90,000 by 1966.

Morocco, were allowed to appoint a sultan of their own, who reigns for a few weeks, and is known as *Sultanu 't-tulaba'*, "the Sultan of the Scribes." This brief authority is put up for auction and knocked down to the highest bidder. It brings some substantial privileges with it, for the holder is freed from taxes thenceforward, and he has the right of asking a favour from the real sultan. That favour is seldom refused; it usually consists in the release of a prisoner. Moreover, the agents of the student-sultan levy fines on the shopkeepers and householders, against whom they trump up various humorous charges. The temporary sultan is surrounded with the pomp of a real court, and parades the streets in state with music and shouting, while a royal umbrella is held over his head. With the so-called fines and free-will offerings, to which the real sultan adds a liberal supply of provisions, the students have enough to furnish for a magnificent banquet; and altogether they enjoy themselves thoroughly, indulging in all kinds of games and amusements. For the first seven days the mock-sultan remains in the college; then he goes about a mile out of the town and encamps on the bank of the river, attended by the students and not a few of the citizens. On the seventh day of his stay outside the town he is visited by the real sultan, who grants him his request and gives him seven days more to reign, so that the reign of "the Sultan of the *Scribes*" nominally lasts three weeks. But when six days of the last week have passed the mock-sultan runs back to the town by night. This temporary sultanship always falls in spring, about the beginning of April.

Its origin is said to have been as follows: When Mulay Rasheed II was fighting for the throne in 1664 or 1665, a certain Jew usurped the royal authority at Taza. But the rebellion was soon suppressed through the loyalty and devotion of the students. To effect their purpose they resorted to an ingenious stratagem. Forty of them caused themselves to be packed in chests which were sent as a present to the usurper. In the dead of night, while the unsuspecting Jew was slumbering peacefully among the packing-cases, the lids were stealthily raised, the brave forty crept forth, slew the usurper, and took possession of the city in the name of the real sultan, who, to mark his gratitude for the help thus rendered him in time of need, conferred on the students the right of annually appointing a sultan of their own. The narrative has all the air of a fiction devised to explain an old custom, of which the real meaning and origin have been forgotten" (12).

But nevertheless, an Ali Baba story in good taste!

Economy: Currency, Dirham (DH), introduced into the national currency as a unit in October, 1959. 12.15 dirhams=1 £ sterling.

Budget: The 1967 budget allowed for expenditure of over 2,219 m. DH. and revenue of 2,108 m. DH. 1966, Exports: 2168m. DH; imports, 2417 m. DH. Main suppliers and consumers: Common Market countries, United Kingdom and United States. Trade with the U. K. is on the way to rapid development, and the tourist trade is on the increase.

Social Scene: Islam is the established religion, and the official language is Arabic, but French and Spanish are spoken as subsidiary languages. Broadcasting is mainly in Arabic; also in Berber, French, Spanish and English from Rabat and Tangier. Television has been introduced since 1962, and is in Arabic and French.

Education: In 1966, 1,030,201 children were attending schools at the primary stage & 156,000, secondary education; two Universities in Rabat (Mohammed V) and Fez (Qarawin), 8000 students.

Communications:

Roads: The communications are very well developed in Morocco. This is one of the tourist attractions. Total, 32,000 miles, of which 11,000 miles are metalled.

Shipping: along more than 1,200 miles on the coast-line. In 1964, 12 ports handled 15m. tons cargo. Main port: Casablanca. Mohammedia is main petroleum port.

Air transport: Main airports, Anfa and Casablanca serve the city of Casablanca, and there are nine other fields. Royal Air Maroc is a joint venture by government and private owners, including Air France.

A digression may here, perhaps be permitted:

Now that students' activities are so much in the air, an anecdote of the students at Fez (Morocco) may not be without interest. In the beginning of this Century, the Muhammadan students of Fez, in

MOROCCO

From 1912 to 1956 Morocco was divided into three zones : a French protectorate, a Spanish Protectorate, and the international zone of Tangier. Morocco became an independent sovereign state in 1956. A Constitution was adopted by referendum and came into force on December 14, 1962. It was based on the French Constitution providing a two-house elected legislature with limited legislative power, and a considerable degree of over-all power vested in the Monarch. The House of Representatives is elected directly by the people for four years, and the House of Counsellors is elected by towns and provincial councils, and by bodies such as trade unions, chambers of commerce and industry, for six years. King Hassan II succeeded on the death of his father, Muhammad V, in 1961. As sovereign Head of State, he appoints the Prime Minister and other Ministers and has the right to dissolve Parliament.

Political Parties : Istiqlal Party ; National Union of Popular Forces ; Popular Movement ; Socialist and Democratic Party ; Constitutional Democratic Party ; Front for the Defence of Constitutional Institutions. Communist Party is illegal.

Place and People : Area 166,000 sq. miles ; with a coast line of 1000 miles.

Natural Resources : Economy depends heavily on primary industries, with agricultural products as the mainstay. Nearly 70 per cent of the people live off the soil. Foreign earnings are mainly from minerals, principally rock phosphate. Also significant amounts of iron ore, manganese, lead, zinc and cobalt are produced. Some coal, gas and oil is available for local consumption. Fishing is a major industry, with 3400 boats catching a total about 200,000 tons in 1965.

Population : Estimated at 13,00,726, in July, 1967. Foreigners, 180,000.
Capital : Rabat (355,000) ; the economic nerve centre is Casablanca (*al-Dar al-Bayda*). Principal cities : Marrakesh (255,000) ; Fez (*Fas*), 235,000 ; Meknes (185,000) ; Oujda (130,000), and Tangier (110,000). Tangier is the summer capital for two months a year.

The F. L. N. has no outstanding leader: it was not founded by intellectuals but by practical men endured to hardship. After independence Ahmed Ben Bella assumed power as Dictator; but within three years he was dethroned by Colonel Houari Boumedienne, not such a colourful figure, but a hard-headed fighting man, deeply imbued with Islamic and democratic ideals. But the leaders are all full of European modes of thought, and even the traditional dress of the Arabs is not looked upon with favour, and it is on the cards that Algeria will follow the pattern of Kemalist policies in Turkey. Algeria suffered heavily during the war of Liberation against France. And whatever the future may be, there is a highly developed national consciousness of Algerian as a distinct way of life, very different from either Moroccan or Tunisian.

A tentative conclusion is that the future of the Maghrib will contain, the following elements: (1) A new phase of coexistence with European culture has come into being. It will be influenced by European ideals in the North under Spanish influence, and French civilization in most other parts. (2) The feeling that the Maghrib is of the Arabs, a part of Arab legacy, fostered by the magnificent resources of the Arabic language, will play an increasing part in their culture. And, (3) the developments in the three sister countries will naturally be somewhat at variance with each other, Algeria will probably be in the vanguard of accepting French ideals, combining them with socialist and *avant-guard* tendencies.

I shall now attempt a brief description of each of the three components of the Maghrib.

Outside the traditional Cities, there is the great semi-American, Semi-Oriental city of Casablanca with its important European population, economy and industry. Finally there is the mountainous northern region, with its tough mountaineers and urban population which to some extent has come under Spanish influence, whereas French culture has infiltrated in the South. Thus though it is larger and richer than its counterpart, in Tunisia. Morocco has a long way to go before achieving the homogeneity of its sister Maghrib state.

The problem in Algeria is yet another facet of the Maghrib The nationalist movement known by its party, the F. L. N. (*Front de Libaration Nationale*), came into being as a resistance movement, organised by men who had decided that political agitation was never going to get them anywhere. An English observer reports one of their national songs which is as follows :

March to glory, March to the fight
With your blades rebuild the Arab nation
O Arab People.

Once we were the star of Humanity
We have conquered Earth and Sea
O Arab People.

Fly for ever, you banner of the Arabs
Eternal symbol of the Arabs
You represent our highest glory
O Arab People.

Fly for ever more banner of the Arabs
We are your servents
We shall defend you
Sacrifice our lives for you
O Arab People ! [10]

The present Algerian National Anthem is in French ; there is to be a competition for a new National Anthem in Arabic, one of the curiosities of history ! [11].

---

(10) A. Humbaraci, Algeria (London. 1966), 32.
(11) J. C. Frazer, *The Dying God* (Vol. IV, *The Golden Bough*), Macmillan, 1914. 152 f.,

I should like to summarise the position in the words of Barbour, who has written the standard volume on North West Africa(9) :

While Tunisia and Morocco have much in common there were profound differences between them. Tunisia is a relatively small but culturally advanced republic, with markedly bourgeois and socialist tendencies. It has a strongly centralized government, with power in the hand of the Neo-Dastour party and its leader, who is both President of the Republic and the Prime Minister. Bourguiba is a hard-headed realist and has often proposed peace with Israel, rather than a barren war. He realises that the main weaknesses of the Arab are (1) disunity : (2) personal corruption in all walks of life ; and, (3) the capacity for make-beliefs at all levels of society.

Morocco on the other hand is a spacious land, far from homogeneous but with a certain air of empire about it. The main factor of unity is the monarchy ; this is an indigenous institution deeply rooted in the life and traditions of the country. The monarch holds sway over the minds of the people, because as a Hasanid Sharif, the king is a descendent of the Prophet. Secondly, the claims of kingship have been exercised by the kings and recognised by the people for so long that a denial of the institution does not come easy to the Moroccan, however modern he may be. There is a huge Berber-speaking area, which was very independent of the central authority even before the French and Spanish occupation and which must still give cause for anxiety. The seat of power is by no means so clearly defined as in Tunisia. The personality and prestige of the reigning sultan makes him the main source of authority and the symbol of national unity. It is the good fortune of Morocco that they have been recently served by such a modern-minded Sultan as Mohammed V.

Beside the royal authority, however, there is the *Istiqlal* party who are the driving force in Government. For instance, the President of the Party is the great scholar, thinker and stateman, Allal al-Fasi. He is not an academic student alone, or a mere politician. He is the author of one of the most penetrating criticisms of Islam in its present shape, in his classic *al-Naqd al-Dhati*. He stands for modernisation but with a traditional colouring, a puritanical and Islamic colouring. He may fitly be compared with our own Maulana Abul Kalam Azad.

(9) *Manchester Guardian Weekly*, Thursday, May 29, 1958, page 5.

of 18; and 25 years later he had developed diplomatic talents, perseverance, patience and modernism to a remarkable extent, and had in fact become a thorough-going nationalist. General Juin decided in 1947 to eliminate the combination of the Nationalist party with the Moroccan King, and had him exiled. But this only fanned the flame of nationalism and it went through a regular explosion in Morocco and Tunisia, although things seemed quieter in Algeria. France, therefore, decided to loosen its grip over Morocco and Tunisia, particularly as Morocco was known to possess great mineral wealth which could be the object of political negotiation. It was, however, a mistake to suppose that the two wings of North West Africa could enjoy the fruits of freedom, without its ultimate emergence in the centre, Algeria. As a Moroccan delegate to the United Nations said: "When three houses in a row are inhabited by three brothers and the centre house is on fire, it is not much use expecting the brothers on either side not to interest themselves in what is happening in the centre, whatever the legal position may be" (8).

But the French thought otherwise. First, they argued, that the economy of each of the three countries was such that a third of the budget came as a subsidy from France. Without these, life itself be as hard as it would be in Kashmir at present, without the aid of India*. All that can be said of this argument is that there is a world of difference between the Arab of the Maghrib and the Kashmiri.

Secondly, under the French system, two-third of the officials and technicians were French. In Tunisia, out of 600 doctors, only 200 were Tunisian; in the larger Morocco, there were only 50; thus, replacement was almost an impossibility, except by degree.

Thirdly, the French forces were to remain in the country until a new agreement was reached. Even if independence were to come, difficulties of the occupation forces would still remain. These were undoubtedly real difficulties; but the French policy was wavering until de Gaulle made a departure and secured the independence of Algeria. But this was only after a war of independence extending over seven years, and, as a young Algerian diplomat told me in New Delhi, only "after one man in ten was shot, and one house in four burnt down to the ground".

(8) Ibid., 54.

* The date of these Lectures is 1969. (Pub.)

of its policies as it had been in South America. Their uneasy steps are comparable with British rule in the Colonies. Thus Tomas Carcia Figueras, a very experienced Protectorate official, claimed that the goal of Spain may be defined as "a free and great Moroccan people who will be united with Spain...A people who will collaborate with her in a magnificent renaissance of Hispano-Arabic culture". It would be impossible to find any parallel in French or Italian statements of policy, for, the kinship of Arab and Spanish Civilizations has a long history since the time of Islamic domination of Spain in medieval times. Thus it envisaged a real cultural partnership rather than complete absorption.

The establishment of European rule gave rise to a new type of nationalism among the people. A landmark is 1934, the birth of a dynamic new nationalist party, Neo-Dastour, under Habib Bourguiba, the future president of the Tunisian Republic, who still holds that august office. In the same year the visit of Mohammed V to Fez was marked by a significant national demonstration. According to most authorities, however, the real break-through had come eight years before when Marshal Lyautey departed, after the surrender of the great Rif leader Abdelkrim. The original leaders of this nation-wide movement were Mohammed Bannouna (Tetuan), Ahmed Balafrej, later the first Foreign Minister of independent Morocco, and 'Allāl al-Fāsī, author, thinker and statesman. Their original demands were (a) Abolition of direct French administration, (b) Equality between Moroccan and Frenchman, and (c) Elected municipalities. The answer was repression on a wide scale : some of them were named as rebels and communists, and suffered jail and even torture and physical injury. It is a matter of speculation what the course of events would have been if, instead of repression, sympathy and understanding had been the policy — as in India after 1947. The results would hardly have been different, but with lesser bloodshed and hardship.

In 1954 France at last recognized that, at any rate in Tunisia, the time for internal autonomy, if not absolute indpendence, had arrived. In Africa, only Algeria seemed safe for the continuance of France as overlord, for, according to the Statute of 1947, Algeria had become part of metropolitan France with the right to send its elected representatives to French Parliament.

Historically it seems clear that since 1954 a new policy had to emerge. Mohammed V succeeded to the throne of Morocco at the age

the street, come in softly, exchange some polite formula with their host or kiss him on the shoulder, and, if they have something to say, enter into conversation in a low tone to avoid disturbing the general quiet... The Patio is lighted by several lanterns, placed on the ground, while tapers in a room at the other end produce an effect of indefinite depth in the obscurity of the night. From a neighbouring room comes the sound of music softened by the distance, as it mingles with the splash of the water that falls from the fountain or bubbles within the basin in the centre of the court"(7).

There was the other side of the shield as well : There were hardly any engineers, doctors or chemists ; no roads or wheeled traffic ; indifference to human suffering ; inhuman punishments ; lack of sanitation ; the glory heads of decapitated rebels or criminals were to be seen nailed over city gates.

The official occupation of Morocco was the result of a treaty signed by Sultan Moulay Abd al-Hafidh in 1912, known as the Treaty of Fez. European rule in North West Africa naturally differed according as the rulers were French, Italian or Spanish, and according to the nature of the people governed and the social life of the country. Italian and French rulers considered themselves to be the legitimate heirs of Imperial Rome. They were there to create an imperishable order and civilization. There was an impenetrable wall of distinction between ruler and ruled. Arab Civilization was second class ; the destiny of Rome as understood by its French and Italian heirs was to implant a new civilization in an old land, a vastly superior form of culture. While Rome built for Eternity, Italy and France realized with some uneasiness that the term accorded to them was perhaps for a lesser duration.

Spain, however, had her own tradition of imperialism, markedly at variance with that of France or Italy. In many ways it was akin to ideals of Arab imperialism. Its essential order of development was conquest, followed by assimilation, by implantation of religion and language, and intermarriage. As the dissimilarity between Islam and Christianity was so great, and as Islamic communities are generally immune to conversion, Spain could never hope for the complete success

(7) Ibid., 47.

standards never forgiven; the absence of Algerians from posts of responsibility never condoned. There was no colour bar as in India, but the distinction between the ruler and the ruled remained as a dead wall until independence was achieved.

Once Algeria was occupied, it was only a matter of time and diplomacy before France extended her control on the countries on either side. Tunisia lost her independence in 1881, followed by Egypt in 1882. Budgett-Meakin says that the Tunisian system was superior to that of the naked force employed in Algeria. The natives were left in charge of the administration and took the blame for the failure, while France took the credit for such successes as were achieved.

Morocco was occupied in 1912 jointly by France and Spain. The first French Resident General Marshall Lyautey was a man of genius. He loved the country and the people, appreciated the thousand-year old civilisation of Morocco, and was a great soldier and administrator. He worked with great understanding and sympathy, and in forty-four years freed Morocco from the fetters from which she suffered since medieval times.

Morocco has been described by many travellers and residents. They wrote of its remarkable features—long journeys on horse-back or mule-back; virgin soil covered by a carpet of flowers; medieval cities with their colourful crowds and bustling markets. These contrasted with the old mud-walled cities; the houses of merchants with blank walls outside, and tiled court-yards, fountains and orange-gardens inside. These features made an unforgettable impression and gave rise to masterly descriptions For instance, a French observer, Aubin, says:

"Our stay in Fez was long enough to enable us to enter Moorish society. I cannot express the pleasure which I experienced in a form of living which, however, degenerate, was once so glorious and still remains so impervious to European influences and so distinct from our own. I have spent most agreeable hours in very fine houses, where I have been invited to an excellent dinner accompanied by the strangest music. I have shared in the refined life of the Fasis. I have received information about details of dress from men reserved and cultured, those flowing garments enhance their dignity, who enjoy the pleasures of music and good cheer without ostentation, who are attentive and polite, leave their slippers at the door to avoid soiling the carpet with the mud of

to use a descriptive epithet. The new policy was laid down as follows by General Bugeaud. Addressing the French troops he said: "Soldiers, you have often beaten the Arabs. You will beat them again, but to rout them is a small thing; they must be subdued". To civilians he added: "The Arabs must be reduced to submission so that only the French flag stands up in African soil"(4). A French historian Baudicourt reports: "Our soldiers returning from the expedition were themselves ashamed; about 18.000 trees had been cut down; houses had been burnt; women, children and old men had been killed. The unfortunate women particularly excited cupidity by the habit of wearing silver ear-rings, leg-rings and arm-rings. These rings have no catches like French breceiets. Fastened in youth to the limbs of girls they cannot be removed when they are grown up. To get them off, our soldiers used to cut off their limbs and leave them alive in this mutilated condition"(5).

Budgett-Meakin, an Englishman, who had unrivalled knowledge of the country, visited Morocco and Tunisia, and has left a great book of descriptive travel, *Life in Morocco*, (London, 1905). "The natives", he wrote: "are despised, if not hated, and despise and hate in return. The conquerors have repeated in Algeria the old mistake which has brought about such dire results in other lands, of always retaining the position of conquerors, and never unbending to the conquered, or encouraging friendship with them...There is actual hatred in Algeria, fostered by the foreigner far more than by the smouldering bigotry of Islam. They do not seem to intermingle even as oil and water, but to follow each a separate indpendent course" (6).

Of course there was the other side of the picture: Algerians and Frenchmen fighting side by side in war; the devotion of doctors to their patients; the affection between teacher and student; genuine love affairs. And yet a certain number of Algerians absorbed more of French culture than those of any other North African country. The net result was that the invasion was never forgotten; the difference in living

(4) loc. cit.

(5) Ibid., 44.

(6) loc. cit.

Constitution of Algeria adopted on August 28, 1963 under Ahmed Ben Bella (1).

In Tunisia, the French Protectorate extended from 1881-1943; from 1944-56, there came the struggle for independence; and in 1956-58, came independence under Habib Bourguiba, who still retains the Presidency.

Early in the 19th century, the pirates of Barbary were plying their trade, and it was France who put an end to this by capturing Algeria in 1830. The Muslim piratical activity was almost nominal, but it furnished a good excuse for France to enter Africa. Another complication was that Algerian pirates were seriously disturbing American shipping, and Americans shippers could do nothing as they had no navy to protect them. So they asked France for help. There was a time when the Americans could neither pay France nor the pirates the dues extracted from them, and an American General, Eaton, indignantly asked: "Shall America, who, when in an infant state, destitute of all apparatus of war, without discipline and without funds, dared to resist the whole force of the lion's den of Great Britain to establish her freedom, now that she has acquired manhood, resources and experience, bring her humiliation to the basest dog kennel of Barbary?" (2). In the world of today, when America is the greatest naval power on earth, sentiments like these constitute strange reading!

The French propaganda preceding the occupation was that they had come to rescue the Algerians from Turkish tyranny, and they said: "We are going to drive out your tyrants, the Turks... ; abandon your Pasha: follow our advice; it is good advice and can only make you happy" (3). This was insincere propaganda; there was even a proposal to set up an Algerian Prince. The consequence was that the Algerian people suffered greatly: The best mosques were turned into churches; Muslim feast-days ceased to be holidays; tribal land was confiscated; national symbols were destroyed. This was the beginning of a policy of turning the land into France—"frenchification", if I may be permitted

(1) See Joachim Joaston, The New Algeria (Chicago, 1964), 193 ff. and A. Humbaraci, Algeria (London, 1966), 31.
(2) N. Barbour, A Survey of North West Africa, The Maghrib, (London, 1959), 42.
(3) Ibid, 43.

is bound to transform in due course the whole life of the people. In the *Maghrib*, Arab and Berber, both white races, are mixed together and the blacker races of negroid origin are to be found in the southern region.

Originally the Berbers were first influenced by the Carthagians for about 1000 years roughly from 1200 B. C. The second period dates from the Roman domination, from about 146 B. C. and lasted 650 years. The third is of Arab domination lasting some 12 centuries. And lastly, in the middle of this century, each of the three countries was established as an independent state, Morocco as a Constitutional Monarchy, and the other two, as republics, with Islam as the state religion and Arabic as the official and national language.

The Arab phase of history of which we possess the most detailed information is too extensive for an adequate treatment. I hope to speak of the States, singly, at the end of the lecture. There were many dynasties such as the Idrisids, Almoravids, Almohades and Merinids, about which a great deal has been written, chiefly in Arabic and French. They were followed in Morocco finally by the Hasanid Sharifs, who rule to this day. In Tunisia and Algeria, however, the rule of particular Muslim dynasties has ended and, for our present purpose, it is the European domination which is of importance. European domination produced the form of nationalism which has resulted in throwing off their political bondage but retaining cultural ties of a very distinct character with France. This story must now be unfolded at some length. It will be convenient briefly to state the history of the last century.

After a chequered history, Morocco was divided into speheres of influence, French and Spanish, on November 27, 1912. In that year Sidi Mohammed ben Yousuf, officially known as Mohammed V, came to the throne, and until his death on February 6, 1961, he was one of the greatest forces for the liberalization and independence of the Moroccan nation. In 1962 came the present Moroccan Constitution written by a Constituent Assembly directly under the guidance of Mohammed V. Since then Moulay Hassan II, his son, has been the King of Morocco.

Algeria was occupied by the French in 1830. After much bloodshed and struggle, it achieved independence as the result of the Agreement of Evian, March 18, 1962, which was followed by the

Lecture—II

North Africa

Morocco, Algeria, Tunisia

IF we look at the map of North Africa, the northern-most part is a curve consisting of three countries, Morocco, Algeria and Tunisia, apart from portions of the Sahara. Their present areas date from the Turkish conquest about four centuries ago. Before the recent French and Spanish Protectorates, followed by the independence of the three countries, Morocco had existed as an independent state for close upon a thousand years. Tunisia too, with certain interruptions — principally the six centuries of Roman rule — had enjoyed independence since the establishment of Carthage in the first millenium before Christ. Algeria had a chequered history till it became part of the French Republic in the 18th Century; but, since 1963, it emerged as an independent Republic. For historical, religious and social reasons, we shall deal with them as one compact unit, *al-Maghrib al-Arabi* (the Arab West), and then, if time permits, make brief observations on each one of them. The area may be described as a crescent, bounded on the north by the Mediterranean and on the south by the greatest desert known to us, the Sahara. In between, is a mountain range, the Atlas Mountains, and fertile land, including oases in desert patches.

Roughly, three-quarters of the population speak the Arabic language as their mother-tongue, and the rest of the people, dialects of Berber tongue. Knowledge of French is common to the upper classes of all communities, and French culture has permeated to the intellectual classes of the people. A certain amount of Spanish and Italian are also spoken.

The population of the *maghrib* is about 30 million; 2 to 3 million in the Sahara, and the remaining in the cultivated land and towns. About one-tenth of the population is European, either pure or mixed; and there are also about half a million Jews, chiefly settled in Morocco.

The thickly populated areas are the towns, fertile lands, and the oases; they may well be termed 'islands' in the desert, which are thinly covered by mountains. The desert area, chiefly in Algeria, contains rich oil reserves, and iron and other minerals. Their proper exploitation

Annexure—2

For Further Reading :

Good bibiographies will be found on all topics connected with the Middle East in the following among other books :

(1) *The Middle East : a Political and Economic Survey.* Oxford University Press, for the Royal Institute of International Affairs, London. 1950, reprinted, and later editions available.

(2) Don Peretz, *The Middle East Today*, Holt, Rinehart and Winston, Inc. New York/London, 1965.

(3) W. B. Fisher, *The Middle East : A physical, social and regional geography.* Methuen, London. First published, 1950, many reprints and editions.

A brief introduction especially designed for Indian readers, is : Asaf A. A. Fyzee, *Introducing the Middle East.* Prasaranga, University of Mysore, 1967.

An informative note on Middle Eastern Studies is by R. Devereaux *Islamic Quarterly* (Oxford University Press, 1966), X, 95-102.

—: O :—

Buildings : They need not be grandiose, but it is necessary that housing for staff, research workers, lecture theatres and a library should be provided. Servants' quarters are usually forgotten. These are even more necessary than for the better paid officers.

Library : This is a most important item. In addition to books in modern Arabic, Modern Persian and Modern Turkish, a large number of books and journals in French, English, Spanish and Russain will have to be purchased. A competent Librarian on an All-India scale is an absolute necessity.

Staff : Terms : Competent persons with knowledge of modern Arabic, modern Persian and modern Turkish are comparatively rare. No teacher should be appointed to the staff on a permanent scale unless he possesses, in addition, a competent knowledge of French, and preferably one of the followings : Spanish, Russian or German.

The staff will be expected to do teaching as well as research.

As Middle East Institutes are growing both in the United States and in the African Universities, persons with such qualifications are in demand, and unless the scales are generous, the Institute will not be able to make any headway. There are 28 M. E. Institutes in the United States, alone.

I refrain from giving any details because when the principles enunciated above are accepted and practical implementation required, these matters will assume importance.

The University of Mysore has taken the lead in putting forward one of the most important schemes for the development of the resources and man power of India, and it is hoped that all classes of persons having contacts with the Middle East, manufacturing firms, commercial houses and others, will see the importance of this practical approach and help in financing and implementing these proposals.

(2) *Diploma in one* of the languages, consisting of a two-year course open to PUC (Intermediate) Arts/Science students. The course will comprise a thorough knowledge of *one* of the languages, an elementary knowledge of a *second* language, and an elementary knowledge of political history since the 18th century.

(3) The *Degree course* will be of three years' duration. Thu syllabus will be as follows :

Compulsory :

(a) A fair knowledge of Classical Arabic (up to the PUC Standard) ;

(b) A competent knowledge of *one* of the following languages : Arabic, Persian, Turkish, etc.

(c) Political history of 19th century and 20th century in English, and preferably in the French, sources also.

Optionals :

(d) SPECIALIZED knowledge of one of the following subjects :

(i) Trade relations, commerce, exploitation of oil.

(ii) Agriculture, desert reclamation, afforestation.

(iii) Geographical distribution of the Semitic races. Knowledge of different sects of Islam such as Druzes, Alawis, the Ali-Allahis and other sects of the Middle East. Demography and Race Relations.

(iv) Law reform, social development, the concept of Arab nationalism (*Uruba*).

(v) A mastery of modern Arabic literature, and such authors as Taha Hussain, Manfaluti, Aqqad, Tewfik El Hakim, and others, including Modern Poetry. Good facility in writting articles, speeches and Essays in the modern, standard, literary Arabic, followed by similar provision for other languages.

Later on, other subjects such as Philosophy. Law, Art, Music, Architecture may be added, as the staff for teaching the subjects become available.

Annexure—I

A Proposal For Institute of Middle Eastern Studies.

The University of Mysore is celebrating the Golden Jubilee of its foundation during 1966-67. In connection with this, it is proposed to start an Institute of Middle Eastern Studies on an entirely original basis. A brief and tentative scheme for the proposed Institute was drafted by me and is as follows :

Name : The Mysore Institute of Middle Eastern Studies—
(MIMES would be an excellent acronym)

Purposes : (1) The thorough study of modern Arabic, modern Persian, modern Turkish and later, Pushtu, Kurdish, Armenian, Georgian and other languages, in their modern, colloquial, spoken and literary forms.

(2) The elementary knowledge of classical Arabic, Classical Persian and classical Turkish.

(3) The modern history of the Middle East commencing with the 18th century till the present times.

(4) Trade, Commerce and Economic studies, including Oil resources, their distribution and sale.

(5) Agriculture, desert reclamation, afforestation and related matters.

(6) Cultural studies, including sociology, law reforms, anthropology, archaeology, etc.

(7) And, when the Institute is fully developed, Philosophy, Comparative Religion of the Semitic faiths, Art, Architecture, Music, Science and any other subjects.

Degrees : (1) The teaching will provide for the awarding of a Certificate for non-Matriculates in the spoken languages. The couge will be of one year's duration and will consist of an *elementary* knowledge of spoken and written Arabic Persian/Turkish or other languages.

language was supreme, and come to the post-Kemalist period. With the reforms introduced by Kemal Ataturk, a revolution equal to the capture of Constantinople by Muhammad II has taken place. The Latin alphabet has been adopted for all purposes. Koprulu — Zade Fuad, a noted critic, has demonstrated in his numerous scholarly works that the national movement has expressed itself in literature, poetry, science and art. The language has been appreciably simplified, and instead of "art for art's sake," the rule is expressed by "art for life." Philology, science, history and modern literary subjects have made a great advance. The publications of the Ankara University, to take but one example, both in their extent and variety, compare favourably with any European universities of a like dimension.

It was said that Shaykh al-Islam Husam al-din Abul-Mahamid Hamid al-Asimi al-Barjinlighi composed works on theology in Arabic. He also wrote verses in the *three languages* of Islam. His verses in Arabic were *fasiha* (eloquent); in Persian they were *maliha* (sweet); and in Turkish they were *sahiha* (chaste) (11). In my own experience, my teacher, the incomparable Edward G. Browne of Cambridge, could speak at ease in Arabic, Persian or Turkish. And it is my hope that we in India will be able sooner of later to produce scholars to emulate these great names in the world of scholarship.

In view of what I have stated in the earlier part of my lecture, it is unnecessary to enlarge upon the importance of historical and economic studies for any proper appreciation of the Middle East. Text books containing a substantially accurate picture of the region are now available in many European languages, including English. The Middle East is full of oil fields and other minerals; the western powers are exploiting the oil wells and pouring untold wealth in a comparatively poor and undeveloped area; this wealth is being used by the states concerned for developing their education, health and engineering projects. Teachers, doctors, technologists and engineers are required in large numbers. If they know the language spoken in the area, and possess a fair knowledge of the condition of the people, the task of regeneration will be facilitated. A knowledge of the area, together with facility in the current languages will give new avenues of employment to our youth and help the people of the Middle East in their efforts to modernize their countries.

(11) V. V. Barthold in Ency. of Islam, IV, 915.

empire was founded by the Turks which stretched from Mongolia and the northern frontier of China to the Black Sea. The history of the Turkish people has been fully investigated by Russian Turkish and German scholars, but it is impossible to deal with it here, even in the merest outline. Before coming to the Ottomans, a remarkable fact must be mentioned. The conquest of Turkish territory by the Muslims had nothing to do with conversion. The principle was, "Leave them in peace, so long they leave you in peace", as the Prophet is reported to have said. The Turks, according to Barthold, were a strong and unconquered people who adopted Islam by their own free will (10). There are according to the same high authority, some 16 million Turks in Soviet Russia, out of the 30 million in all.

The original alphabet of the Turkish people during the 8-9th century A.D. was the Uighur alphabet, derived from one of the North Semitic scripts. Around the 10-11th century, following the conversion of the Turks to Islam, the Arabic alphabet was adopted. This continued till the 20th century when following the Kemalist reforms, a modified form of the Roman alphabet was adopted.

Leaving aside the early history of the language, we come to what is known as Ottoman Turkish. The language of the Ottomans, known *Othmanli*, has, since the end of the 15th century, been the language of history, science and literature. Its evolution runs parallel to the rise and growth of the Ottoman Empire. During the last four centuries, it has become one of the three languages of Islam, the others being Arabic and Persian. And even today, after the adoption of the Roman alphabet, it has retained its importance for the study of modern Islam in the environment of the 20th century.

Ottoman Turkish is a branch of the Turkoman (not *chaghatai*) group of languages. The standard set was the idiom and pronunciation of the capital, Constantinople (as it used to be) or Istanbul (as it now is). Words were rounded off and made melodious, e.g. *khanum* became *hanem* ; *Muhammad*, *Mehmet*, and so forth.

It is, therefore, clear that for any proper appreciation of history of the language both scripts and both languages will have to be studied in a proper school of Middle Eastern Studies. We shall leave alone the earlier centuries, in which the influence, especially in poetry, of the Persian

(10) *Ency. of Islam*, IV, 905 b.

the classical period, roughly the period from Firdawsi to Jami (10th to the 15th century A. D.). A considerable number of books are available on this period, both in English and French, and in Persian, and I propose to omit for the present discussion. What to me is most significant is the modern period in which there is great revival in all forms of prose and poetry. For, let me repeat my main thesis. The past is certainly a great legacy : but we must move on, we must *speak*, *read* and *write* like the modern Persian, and not merely recite dead thoughts and bygone classics. We must think with the modern Iranian ; we must speak with him ; we must understand the springs of his action in his own chosen form of expression as it has developed throughout the ages.

As time is short and I have still to deal with Turkish, I would refer the reader to the works of the Russian scholar Berthels and a modern Iranian scholar [9] for further material on this very fascinating subject. It would be a great mistake to close up our books with Jami ; it is like finishing English literature with the Elizabethans, or the Arabic Literature with the Umayyads, or French Literature with Racine. Any artificial barriers across the stream of literature seem so inane ; the river of human thought flows on, seeking ever newer forms for the expression of its innermost spirit. Today in Iran, I understand, there is a great deal of nationalist and Marxist poetry ; just as newer trends are to be found also in Urdu (namely, the *taraqqi-pasand*).

The third language of Islam is Turkish, Although for long it was written in a modified Arabic script, it has nothing to do either with Arabic or with Persian, linguistically. It belongs to a Central Asian group of languages, which contains a number of languages, sub-languages and dialects. Although it was the mother tongue of the Moghul emperors, it never took root in India. The language of the Delhi Court was Persian, and it was Persian that held the field in India. Even today, Turkish studies are negligible in our country, and hardly any university in India has a well developed school of Turkish. This would justify a slightly longer treatment of the subject.

The word *turk* (Chinese, Tu-Kue) first appears as the name of a nomad people in the fifth century A.D. During that century a powerful

(9) Berthels in *Encyclopaedia of Islam*, III. 1058 ; and H. Kamshad, *Modern Persian Prose Literature* (Cambridge, 1966).

Persian is the second language of Islam. It used to be widely cultivated in India, and very few observations are necessary to introduce it to your attention today. Persian is an Aryan language, or, as it is now designated, belongs to Indo-European group of languages. Philologically there is no connection whatever between Arabic, which is a Semitic language allied to Hebrew, Syriac, and Ethopic, and Persian which is allied to Sanskrit and Greek. Darius the King was called, "a Persian, son of a Persian, an Aryan, of Aryan race." And the followers of Zoroaster call themselves "of the Aryan race." Modern scholars classify the language in its three historical phases :

I, Old Iranian (*Altpersische*) :

II, Middle Iranian (*Mittelpersische*) ;

III, New Iranian (*Neupersische*).

The ancient Iranian languages known to us are Avestan and Old Persian. The secret books of the Zoroastrian — the Gathas — are in the most ancient Iranian language. The age of this language and of the Vedic is the same, and they are closely related. Modern Persian (*Farsi*), as distinct from Middle Persian (Pahlavi), is the language in which the literature we call "Persian" is written. Historically this consists of all the literature written from the Arab conquest onwards. But Persian literature is not confined exclusively to Persia ; the Persian language has travelled to three other centres, namely Central Asia, Afghanistan and India. Until the 17th century the literature produced in the three different regions followed generally identical standards, but, during the last two centuries, the social and political changes in the three regions have affected considerably the kind of prose and poetry that is now being written. In India the tradition of speaking and writing in Persian is almost dead ; a few thousand Irani Zoroastrians residing in Bombay are probably the only group still using some form of Persian. Composition, as a fine art, is also almost dead ; and the language is now studied in school, college or university, as an easy substitute for the grammatically more complex second languages, Sanskrit or Arabic. But in Afghanistan, it is still the language of Administration, although I personally have no knowledge of the extent or value of the polite literature produced in that country. We are, therefore, relegated to the parent country, Iran, to see whether any advance on the classical plane has taken place.

The usual and, if I may say so, completely unrealistic study undertaken in this country of the Persian language stops at what is called

enabling him to serve his country...unless he knows a European language" (8).

A few words are now necessary about the language of ordinary speech among the common people, colloquial Arabic. The language in daily use differs considerably from state to state, and even from district to district. It can never conform to such a difficult pattern of grammar as classical Arabic. And Arabic in its spoken form differs radically from Iraq to Morocco, and from the Yemen to Northern Syria. It seems obvious that we cannot in Greece speak the language of Homer today, as did Gladstone on a notable occasion. So also we must to some extent forget the *Mu'allaqat* and the Koran and Mutanabbi in the bazaars of Cairo. We must descend to the level of the people.

The study of Arabic dialects has advanced greatly during the last ten years both in Europe and the Middle East. The philologists have classified the various dialects of Arabic into as many as twenty different forms. For ordinary Indians however three dialects are of practical importance ; of Cairo, of Damascus, and of Mecca. We must for instance realize that the letter *qaf* in the classical become *a* in Egypt (*ahwa*, not *qahwa*,) ; in the Persian Gulf it becomes. *j*, as in *Jasim*, not Qasim : and in the Sudan, it may be *gasim*. The President of the United Arab Republic is Gamal not Jamal ; and the newspaper *al-Muqattam* was 'al-Mu'atam' on the pier of Port Said in 1922, as I had the pleasure of learning by experience.

In addition, therefore, to the classical and the standard forms of the language, some attention to the spoken dialect is essential, if we wish to converse with the people as equals. To take a personal example although I was familiar to some extent with classical Arabic, while I was serving in Egypt, I took lessons at the Berlitz School of Modern Languages in Cairo, to pick up a smattering of colloquial Arabic, so necessary for daily use. And yet I was always dubbed a *nahwi* derogatory terms — as I could never master the lingo to their satisfaction the classical element always intruding into and polluting the 'pure' bazaar dialect !

(8) Malcolm H. Kerr, *Islamic Reform, The Political and Legal Theories of Muhammad Abdush and Rashid Rida* (University of California at Los Angeles, 1966), 154.

See also a learned article on "Arabic : Problems and Proposals for Reform" by Anwar G. Chejne, *Studies in Islam* (New Delhi, 1965), Vol. II, pp. 195-227

Missions of study were sent to that country ; schools based on French principles of teaching were founded in Egypt ; lawyers went for higher studies to France : French became to the cultivated, Egyptian or Lebanese, what English was and is for the Indian elite. Even in 1949 just before Nasser's revolution, the French language, retreating gradually before the invasion of English (and even, American English), was predominantly the language of discussion and study with intellectuals like Taha Hussein, the author and orator, and Sanhouri, the jurist. They were trained in France ; some of them had French wives, and their minds, although rooted in Islam and Arabic, took on a French cultural hue.

The translations from western languages brought in a number of neologisms to express western concepts. The excessive use of foreign words and concepts brought in a reaction, and outstanding literateurs and critics opposed this tendency. Technical terms caused special difficulties and specialized works on terminology were written by various scholars. The first scientific Academy of Arabic, somewhat on French lines, was founded in Damascus in 1919 (*al-majma al-'ilmi al-'arabi*), and this was followed by the Royal Egyptian Academy of the Arabic language in 1932 (now known as *Majma al-Lughat al-'arabiyya*, Cairo). The infiltration of French and English influences in the language is striking. In song and drama, music and painting, the twin influences of Europe and of the life actually lived by the people, and the language actually spoken in the bazaars, are more than evident.

It is however the radio that emphasizes the fact that there exists a basically uniform *standard Arabic* written in all Arab countries from Morocco to Iraq. The classical language, although it differs considerably from the written and the colloquial forms of standard Arabic, is still of great value. The modern language cannot be understood without its classical sinews of grammar. But it is a great mistake to suppose that the student who knows the Koran and *Mutanabbi* will necessarily understand Taha Hussein, Khalil Jubran Khalil, or Twefik el-Hakim, perfectly. The subtle processes of change have affected the nuances of Arabic as a mode of expression in the twentieth century, and both disciplines seem to be necessary : mastery of the classical for understanding the modern standard Arabic, and mastery of the modern standard Arabic in its subtle adoption of French and Western ideas, both in grammer and elegance. Shaikh Muhammad 'Abduh mastered French at the age of 44, and wrote : "No one can claim any knowledge

conditions and the exploitation of oil ; and lastly, cultural, scientific, archaeological, and other studies as time and our means permit.

Language : The three languages of the region, Arabic, Persian, Turkish as often called "The three languages of Islam", will be the first topic I propose to deal with. Of these, Arabic is the most important. It is the language of Islam, its *shariat*, its law, its history, its ideals. It is in Arabic that the moment of history called 'Islam' is clearly to be envisaged. It is the official language of 18 states ; it is the language of 100 million ; it is the fifth language of interpretation in the counsels of the world organisation called United Nations - coming after English, French, Spanish and Russain. It was the *lingua franca* of medieval culture for some five hundred years and more ; it was from Arabic that the modern western culture derives its science, its philosophy, its spirit. The Arabic language was the bridge between Roman-Greek Culture and the modern West. Therefore — and this is hardly realised in our country — it is a most important *modern* language, spread over from Morocco in North Africa to the confines of Southern Arabia and Iraq in the hinterland of Asia.

Arabic, as known today, has three well known forms : *Classical* Arabic, *Standard* Arabic, *Colloquial* Arabic.

Classical Arabic is taught widely in our country, and I do not propose to deal with it. By *Standard* Arabic is meant the language of the radio and the press, the language of legislation and the University, the formal language of the literate people, wherever they may be living. It cannot be denied that this language has been greatly influenced by classical usage on the one hand, and the need to be understood over a large area, principally as the language of radio communication and of political debate on the other. Broadly speaking, it maintains the grammatical structure of classical speech, makes a few concessions to modernism, and import a wide variety of words from European languages, and idioms chiefly from the French.

The intrusion of European influence in the Arab world begins with Napoleon's expedition to Egypt in 1798. This may well be said to mark the beginning of the modern period of Arabic Literature. It is the importance of this form of Arabic, and the introduction of new ideas in the body of Arabic literature, that I wish to emphasize in these lectures. Mohamed Aly's programme of modernization in Egypt included an emphasis on France and its modes of thought and culture.

We now come to the economic aspects of the question.

By far the best account of the economic history of the Middle East is by Charles Issawi (Ragnar Nurske Professor of Economics, Columbia University), *The Economic History of the Middle East, 1800-1914* (Chicago/London, 1966, 543 pages). The history of the region is an example of the inexorable cycle of history — birth, growth, decay. Till the 12th century there was a rise under Islamic domination; from the 12th to the 19th there was a sharp decline; and, in the last two centuries, with the emergence of European trade, exploitation and aid, a sharp recovery and steady growth till the present day. The Middle East is a region in flux: it has grown, is growing and there is every likelihood of its continuing to grow. Thus, this volume contains clear ardence for Indians to make steady efforts to draw our country closer to the Middle East and strengthen the economic bonds.

So far as India is concerned the picture is fairly clear. We are an under-developed country, and have taken up industrialization as our national policy. It is, therefore, to our interest to export our manufactured goods and to import cheap foreign goods. We are getting Western aid in respect of know-how and capital. We must also develop our export trade in such goods as we can produce cheaply. For this purpose, the Middle East is a great potential market which can be easily developed still further. In 1962 I took the trouble to ascertain from the Ministries of Finance and Commerce at New Delhi, what the position of trade was with the Middle East, and I was shocked to find that, during the five years 1957-62, both our exports and imports had declined by about 20-30 per cent per annum.

One fact is beyond qestion. There is no institute or agency in the whole of India where the figures of tradeare easily available. We must write to the ministries in Delhi or the Planning Commission for any information that we have; while in England, the two reports in The Times already cited by me above, give details of all the Arab countries, and the rest of the information is easily available. It is time that this sad story should end, and I suggest that we must take up the study of the Middle East in right earnest. The Arab countries are not interested in studying India and their relations with us: thus, a two-way tunnel of darkness unites us with the Middle East. This, however, is no reason why we should not make a beginning.

The study I advocate is, first of all, the languages of the region; secondly, the modern history of the region; thirdly, the economic

consistently supported the claims of the Arab people. Ever since the times of Gandhi, India has never given support to the zionist expansion of Israel in the heart of the Arab world. As regards Kashmir, the Arabs have repaid this debt to us. Following the lead given by Nasser, and despite their natural sympathy with their co-religionists in Pakistan, they have mostly taken a strictly neutral attitude, and declared this question to be a quarrel between two neighbours and brotherly states, with common ties of blood and economic welfare. It is also well known that the majority of Arabs have such a great regard for Mahatma Gandhi and Jawaharlal Nehru that they consider India to be a great country, wedded to secular and democratic ideals. Many of them approve the policy of non-alignment which India has consistently followed. It may also be noted that despite the problem of Pakhtoonistan, in which India has never forced the hands of Afghanistan, that country has always been more favourable to us than to Pakistan, and this both for political and for economic reasons. The only two countries of the Middle East which are not very favourable to us are Turkey and Iran. The reason is that we follow the policy of non-alignment, whereas both of them are the satellites of the United States, and have defence and other pacts with them.

It is, therefore, highly desirable that India should understand the cultural, historical and political problems of the friendly countries of the Middle East (7).

There is another diplomatic problem before us. We have representatives in the shape of Ambassadors, Ministers, or Consuls in most of the countries of the Middle East. It is absolutely necessary that our envoys be aided by men who speak the three different languages of the area, namely Arabic, Iranian, and Turkish. Classical Arabic is known to but few amongst us; and our knowledge of Modern Turkish and Modern Persian is negligible. It is of no use to repeat the language of the Koran or the *Mu'allaqat* in the bazars of Cairo or Damascus; we must train up a sufficient number of diplomats and their aides in the use of the modern languages spoken in the area, namely colloquial Arabic, Modern Turkish and Modern Iranian. This is one of the most urgent tasks that faces us in the present century. Without such facility in the spoken dialects of the Middle East, our diplomatic efforts can at most be described as second best.

(7) For recent events see Toynbee's "Aspects of Arab History", *Listener* (London), 5 September 1968, p. 293; and "The Arab World", in *The Times* (London), two reports on March 7 and 8, 1968.

into Arabic. To complete the story *Tibb*, or the ancient Greek system of medicine, took firm root in India and the Canon of Avicenna became a regular textbook of medicine in our country. This system, known as Unani, was established both in Persia and in India. The Hamdard Dawakhana in Delhi is a magnificent modern example of the Unani system of healing. Both in the excellence of its products and the ability of its physicians for certain ailments, it bears comparison with the best of clinics in the modern world. And, if in addition, the modest expenditure involved in treatment is taken into consideration, it is certainly worthy of the highest commendation. The Hamdard Nursing Home and Clinic in Asaf Ali Road, New Delhi, is a fine example of the combination of modern architecture and instrumentation coupled with the principles of an ancient but efficaious system of medicine ([5]).

The question is often asked, "What did the Arabs actually give to India ?" And my answer is that the greatest contribution of the Graeco-Arab world to India is the message of democracy and socialism: democracy in insisting upon the rights of the common man to take a share on the country's destiny and not be content with the divine right of kings ; and socialism, in the relentless logic of the law of inheritance in Islam, which made short work of primogeniture and of coparcenary property, and gave to each of the children of the deceased a definite share of inheritance, two shares to the male, and one share to the female. This has been expressed in words of gold by the late Mawlana Abul Kalam Azad in the Presidential Address at the Ramgarh Congress, 1940 :

"We (that is, the Indian Muslims as representing the Graeco-Islamic Culture) brought with us a great treasure, and this land was also overladen with its own untold wealth. We entrusted our wealth to this country ; and India opened the floodgates of its treasurers to us. We gave to this country the most precious of our possessions and one which was greatly needed by it - we gave to it the message of democracy and equality" ([6]).

We now come to politics and diplomacy. The Arab countries generally are most favourable to India in the political sphere. When the question of Israel arose, and in the recent Arab-Israeli war, India has

---

(5) See the recent article by M. A. Siddiqi in *Islamic Culture, Vol. XLII, No. 3 July, 1968), pp.* 161-172.

(6) Asaf A. A. Fyzee, *A Modern Approach to Islam* (Asia, 1963), 113.

years ago, and speaking with him in Arabic, found that the sea-faring trade had declined. He mistook my poor lingo for the Egyptian dialect, and thought that I was from Egypt!

The Syrian writer Zenob says that the Indians built two temples and installed in them images of their own particular gods. There is also a beautiful legend about a brave Indian sailor who lost all his companions in search of Egypt and was found half-dead, very close to his destination. This shipwrecked sailor inspired the famous explorer, Eudoxus, to make a voyage to India and to change the course of maritime history. Whatever the historical value of the legend, it is established beyond any possibility of doubt that it was an Arab navigator who helped Vasco da Gama to discover the route to India via the Cape of Good Hope. It was the Arab seaman Ahmad b. Majid who guided Vasco da Gama from Malindi (East Africa) to Calicut in the year 1498.

In religion too India had its emissaries. It is now certain that Buddhism prevalied in Western Asia in early times. Al-Biruni (d. 1048) substantiates the claims of Emperor Asoka that in former times Khorasan, Persia, Iraq and Mosul up to the frontiers of Syria came under the influence of Buddhism, and, to some extent, Indian culture had entered very early the heartland of the Middle East.

The Arabs in Abbasid times began to take an interest in Indian scientific literature, as they had done so well earlier in transplanting Greek literature on Asian soil. The well known collection of Indian stories known as the *Panchatantra* was translated into Arabic and introduced into Europe. Similarly the *Hitopadesa*. Some scholars are of opinion that the *One thousand and One Nights* (properly, Alf Laila wa Laila) contains Indian tales as well. But in fact it is a work of such infinite variety that the influence of the whole of the then known world can be found in it.

Another tradition relating to Christianity may also be mentioned. It is confidently asserted that the Apostle Thomas came to South India in the first century A.D. Although satisfactory historical evidence is lacking for this assumption, the tradition is accepted by such well known historians as Prof. G. M. Moraes, in his History of Christianity in India.

In the field of medicine the evidence is more cogent, and the give and take was mutual. In the Persian University of Jundeshapur, Indian physicians worked with their Arab and Persian colleagues. The most famous of the early Arab physicians such as Hunayn b. Ishaq were Christians, and there is, later, evidence of Indian books being translated

Islam is common to all countries. The Arabs number, roughly speaking, 100 millions; while the Turks and Iranians are about 30 million, each. Now there are three kinds of Muslims in the area. The North African Muslims are mainly Maliki, one of the subschools of the Sunnite school; in Egypt and the Sudan, the Hanafi and the Shafi'i rites are mixed together; and in Saudi Arabia the predominant school is the Hanbali. The Turks are mainly Hanafi, but their laws are secular, for, they have successfully separated religion and law. These communities, therefore, represent the orthodox and the modern Sunnite forms of religion.

The Persians represent another tradition. Nominally at least they retain their *Ithna Ashari Shiite* tradition; but modern observers note that a great deal of free thinking and Marxist doctrine are gradually entering the portals of the younger minds. The elder generation, however, cling tenaciously to their ancient faith, particularly in such areas as Najaf and Kerbala. In Afghanistan, the strict Hanafi rite prevails, as in India and Pakistan. Thus the three kinds of approach to religion are all found in the Middle East; the Orthodox Sunnite; the Modern Western Sunnite; and the Persian Shiite.

There are many reasons why we should cultivate an adequate acquaintance with the Middle Eastern countries; they are historical political and economic.

Indo-Arab relations date back almost a pre-historic times. Objects found in Sumeria and Egypt indicate a traffic between the Middle East as far back as 3000 B. C. Indian ships with modest sails and innumerable cars carried Indian products such as spices and pearls, cotton and silk, shawls and muslins and precious stones to Arabia and Mesopotamia. And from Arabia, which was then known as *Vanayu* and its environs, we obtained coral, quicksilver, vermilion, lead, gold, rose-water and saffron. The people of the Indus valley — Mohenjo Daro — had intimate contacts with the people of Sumer, and trade relations existed between Indians and Egyptians and the Cretians. The Arab steeds in the camp of King Harsha were as popular as the swords made of Indian steel, well known in Arabo-Persian literature as *hindwani* and *al-muhannad*. Indian cotton was in great demand; it was called *qutn* in Arabic and was later anglicised as 'cotton'. The frequent visits of Indian traders led to the establishment of an Indian colony on the upper Euphrates in the second century B. C. This trade has continued till today. I met an Arab merchant on the seaface at Cochin two

To the Muslim historian the term suggests no improprority whatever. It is convenient for him to distinguish the region from the *maghrib* of the medieval authors – Maghreb, in French usage – an area comprising North Africa from Libya to Morocco.

A word may here be said about the term 'Middle' as distinguished from the "Near" East. The strict geographical rule has been to distinguish between the *Near* East, comprising Greece, Bulgaria, Turkey, the Levant and Egypt, and the *Middle* East, Arabia, Mesopotamia, Persia and Afghanistan(2).

This for our purposes is an artificial division, since it divides a region which is a compact unit of political life, economic effort and religious outlook in the world today. It has also a common history, largely. We are, therefore, using the term in its larger sense, comprising both the "Near" and the "Middle" East of the older authors.

The Middle East is the meeting ground of the civilizations of the East and the West. To its inhabitants, it was for long the *whole* of the civilized world. Of the twenty-one known civilizations described by Toynbee, twelve either originated in or are descended from others which flourished in the region. These are the Egyptiac, Ninoan, Sumeric, Hittite, Syriac, Babylonian, Iranic, Arabic, Hellenic and Western civilizations. Of the surviving world religions, three, Judaism, Christianity and Islam, have their geographical roots in the Middle East. And it is abundantly proved that modern Western civilization is the fruit of a tree grown in the area comprised in the countries of the Middle East (3).

To be specific, by the term "Middle East", I imply, speaking broadly, a region covering the following independent states:

Africa : Morocco, Algeria, Tunisia, Libya, Egypt, Sudan.

Asia : Turkey ; Arabia Proper, that is Saudi Arabia, Yemen, Hadramawt, Trucial States, Iraq, Syria, Jordan, Lebanon, Iran and Afghanistan(4).

There are three chief characteristics of this wide region :

A) The predominance of the religion of Islam ;

B) the prevalence of the Arab race ;

C) the wide use of the Arabic language.

---

(2) *Middle East, A Survey* (Royal Institute of International Affairs, London, 1951), 1.

(3) Asaf A. A. Fyzee, *Introducing the Middle East* (Mysore, 1967), 2-5.

(4) For a historical account, see C. G. Smith, "The Emergence of the Middle East", in *Jl. of Contemporary History*, *Vol.* III (1965), No. 3, 3-4

Lecture—I

Middle Eastern Studies

THE term "Middle East" is often considered objectionable, first, because it reminds us of the days of European military domination; secondly, because it is inexact, and thirdly because our own Ministry of External Affairs has dropped it in favour of "West Asia." For our purposes, however, it is a convenient expression of such common use in books and periodicals of all European and Oriental languages that a departure from common usage would seem to be pedantic. And I am fortified in my view by what Professor Bernard Lewis (University of London), that brilliant historian of Modern Turkey and the Near East, says:

"The term Middle East was invented in 1902 by the American Naval Historian, Alfred Thayer Mahan, to designate the area between Arabia and India, with the centre - from the point of view of the naval strategist—in the Persian Gulf. This new geographical expression was taken up by *The Times* and later by the British Government, and together with the slightly earlier term "Near East", soon passed into general use. Both names are recent but not modern, both are relics of a world with Western Europe in the centre, and other regions grouped around it. Yet in spite of their obsolete origin and parochial outlook both terms, the "Middle East" in particular, have won universal acceptance, and are now used to designate this region even by the Russians, Africans and Indians – for whom it lies south, north or west - even strangest of all, by the peoples of the Middle East themselves (the author has in mind the phrase commonly used in Arabic literature, *al-sharq al-awsat*). So useful has the term been found that the area of its application, as well as its use, has been vastly extended—from the original coastlands of the Persian Gulf to a broad region stretching from the Black Sea to Equatorial Africa and from India to the Atlantic"[1].

(1) Bernard Lewis, *The Middle East and the West* (Weidenfeld and Nicolson, London, 1963/4), 1.

Khuda Bakhsh Annual Lectures, 1969

Khuda Bakhsh Annual Lectures are delivered every year by some eminent scholar of Persian, Arabic or Islamic Studies. The Inaugural Lecture of the series was delivered by Prof. A.A.A. Fyzee in 1969.

Prof. ASAF ALI ASGHAR FYZEE (1899-1982) was educated at St. Xavier's College, Cambridge, where he secured a first class in Oriental Languages Tripos with Arabic, Persian and Islamic History as subjects While at St. John's he was elected MacMahon student and Foundation Scholar.

Called to the bar by the Middle Temple in 1924, Mr. Fyzee began his legal career at the Bombay High Court in 1925. Between 1938 and 1947 he was Perry Professor of Jurisprudence and Principal Government Law College, Bombay. He was a member of the Bombay Public Service Commission during 1947-49 and in 1949 he was appointed Ambassador in Cairo. He returned to India in 1951 and was appointed Member Union Public Service Commission, New Delhi. From 1957 to 1960 he was Vice-Chancellor, University of Jammu & Kashmir. He was awarded PADMA BHUSHAN by the President of India in 1962. During the year 1962-63 he held a Commonwealth scholarship at St. John's College, Cambridge as Commonwealth (visiting) Fellow, with the status of University Professor.

Among his works, the "Outlines of Muhammadan Law", "A Modern Approach to Islam", "Compendium of Fatimid Law" and "Cases in the Muhammadan Law of India & Pakistan" may be mentioned. He has also edited the chief legal text of the Ismailis, the "Da'a'im-ul-Islam".

Published by Khuda Bakhsh Oriental Public Library, Patna, 1985 and English Matter Printed at New Asian Printers—29/7, Phears Lane, Calcutta-73

THE MIDDLE EAST

by

Prof. A. A. A. Fyzee

The Seminar was inaugurated by Dr. A. R. Kidwai, Governor of Bihar nd was Presided over by Hm. Abdul Hameed, Chairman, Hamdard ational Foundation, New Delhi.

A list of Indian holdings of Tibb manuscripts, and another of Pak oldings, were prepared by Khuda Bakhsh Library and irculated for discussion A list of Pak rarities prepared by Mr. lahmood Ahmad Barakati (Karachi) and a list of Indian rarities prepared y Hamdard (Delhi), were also placed before the participants. These sts were discussed threadbare, alongwith a few other partial lists prepa-ed by (1) Mr. Kazim Ali Khan, (2) Mr. Mahmood Fayyaz, (3) Hm. Zillur ahman, (4) Mr. Shah Md. Ismail, (5) Mr. Tanweer Ahmad Alvi, 6) Mr. Rais Nomani, (7) Dr. Moinuddin Azmi, (8) Mr. Zafiruddin 9) Mr. Malik Md. Idris Khan, (10) Hm. Shujauddin Hamdani, 11) Hm.Siyanatullah, (12) Mr. Mir Karamat Ali (13)Mr.Hassan Nigrami, 14) Late Shah Nasr Ahmad. and (15) Dr. Wahid Ashraf.

A few significant manuscripts were specially made subject of detailed study by (1) Dr. Ahmad A Hai (2) Hm. Zaman Husaini (3) Hm. Shafqat Kazmi (4) Mr Nizamuddin Kazmi (5) Mr Habeeb Khan (6) Mr. Reyaz Ali Parwaz (7) Mr Abdul Hai Farooqi (8) Hm Ashraf Karim (9) Hakim Ali Haider Jafri (10) Hm. Kamaluddin Hamdani (11) Hm.Khalid Jawed Shams (12) Hm.Md. Wasim (13) Mr. Mahmood Hasan Qaiser (14) Mr.Md. Hasan Rizvi, (15) Mr. Khurshid Ali (16) Hm. Imran Khan (17) Mr Qaziul Islam (18) Mr. Md. Ahmad (19) Mr Manzoorul Hasan Barakati, (20) Dr. Abdul Noor, (21) Dr. Sikandar Husain, (22) Hm. Alimuddin Balkhi, (23) Mr Ibrahim Khan Sayeedi, (24) Mr. Nayeem Ahmad Khan, (25) Hm Anisuzzaman (26) Hm. Haseen Khan Shifa. (27) Hm. Ayyub Ali and (28) Hm. Asrarul Haque.

The implementation Committee. meeting soon after the Seminar decided that (i) the list be revised and improved in the light of Seminar discussions, (ii) Manuscripts held most significant by the Seminarians be edited and/or translated and published at the earliest convenience; and (iii) competent Scholars be requested to take up the work in earnest.

The Indian and Pak lists as revised by the Seminar— and the articles as amended in the light of Seminarians' comments, are now being presented in the form of Proceedings of the 1st South Asian Regional Seminar

The Lists, however, contain only the bare minimum description, avoiding details regarding the folios, the date, as also the minute subject of the Ms. because the sources of the lists were found, generally speaking incomplete in these respects.

— A. R. Bedar

KHUDA BAKHSH SOUTH ASIAN REGIONAL SEMINAR

TIBB MANUSCRIPTS

PROCEEDINGS

CONTENTS

Proceedings of the 1st South Asian Regional Seminar on Tibb Manuscripts

Printers : Liberty Art Press. New Delhi and Patna Litho Press, Patna.
Publisher : Mahbcob Husain for Khuda Bakhsh Library, Patna (Phone 501
Editor : Dr. A. R. Bedar

Annual subscription : Rs. 60-00 (Inland), 12-00 Dollars (Asian countrie
24 Dollars (other countries) Rs. 15-00 per copy.

Khuda Bakhsh Library

JOURNAL

29-30-31

Khuda Bakhsh Library
Acc. No. 36879

1985

KHUDA BAKHSH ORIENTAL PUBLIC LIBRARY
PATNA-800004
(INDIA)

Khuda Bakhsh Library

JOURNAL

29 30 31

Khuda Bakhsh Oriental Public Library
Patna